بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ

Shia Books PDF منظر ایلیاء

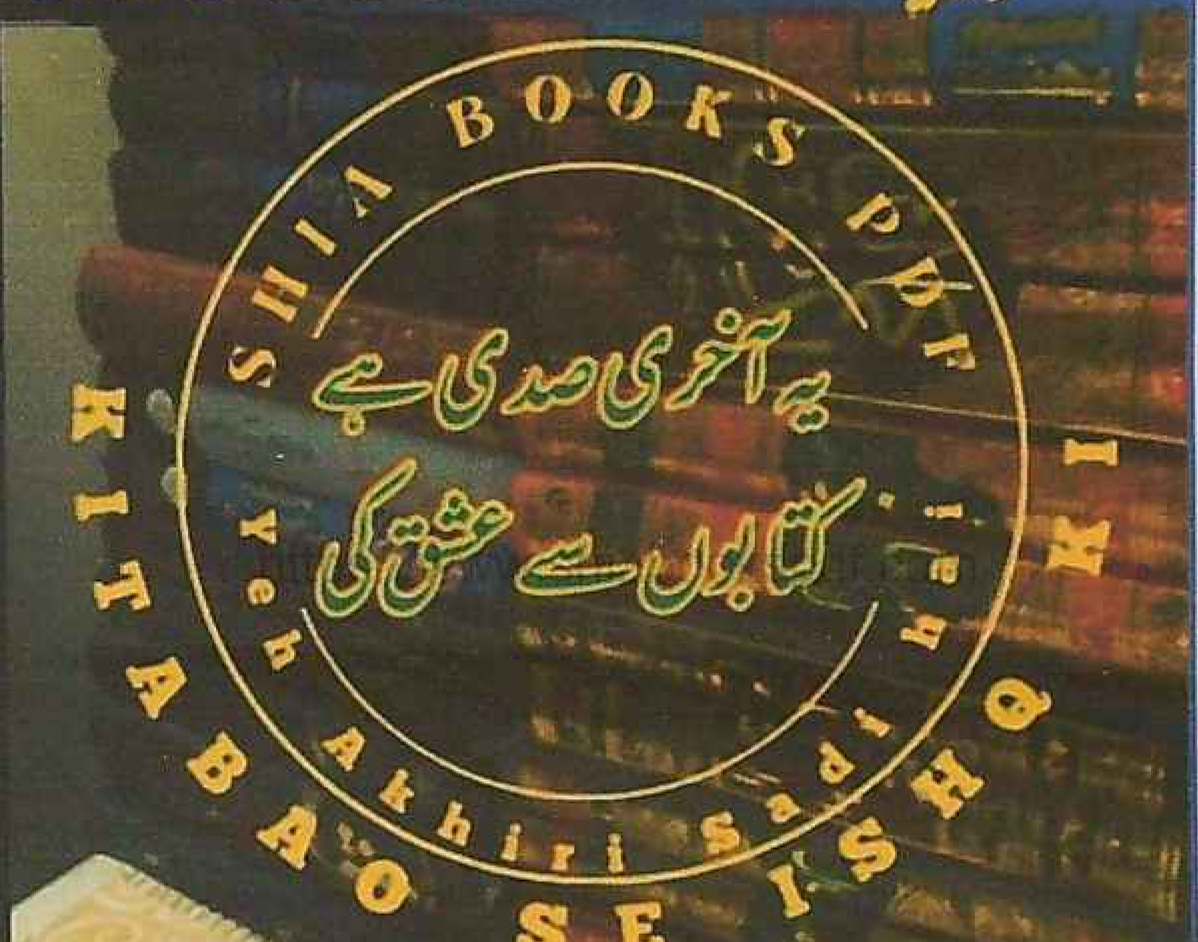

MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

مجموعة کتب الاربعة

تہذیب الاحکام

جلدِ دوم

تالیف

ابوجعفر محمد ابن حسن بن علی بن حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا سید منیر حسین رضوی

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ

لاہور

تہذیب الاحکام

فی شرح المقنعة للشیخ المفید رضوان اللہ علیہ

﴿جلد دوم﴾

www.shiabookspdf.com

تالیف

ابو جعفر محمد بن حسن بن علی بن حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

مولانا سیّد منیر حسین رضوی

مدرس، جامعۃ المصطفیٰ لاہور

ناشر

مصباح القرآن ٹرسٹ

قرآن سنٹر، بیسمنٹ میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، لاہور

فون: 042-37361214 ، 0321-4481214

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب : تہذیب الاحکام (جلد دوم)
تالیف : ابو جعفر محمد بن حسن بن علی بن حسن طوسی رحمۃ اللہ علیہ
مترجم : مولانا سید منیر حسین رضوی
ناشر : مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور
سال اشاعت : جولائی ۲۰۲۳ء
ہدیہ :

ملنے کا پتہ

معراج کمپنی

قرآن سنٹر، بیسمنٹ میاں مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، لاہور
فون: 042-37361214 ، 0321-4481214

محمد علی بک ایجنسی، G-9/2، اسلام آباد۔ فون: 0333-5234311

www.shiabookspdf.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تهذيب الاحكام

في شرح المقنعة للشيخ المفيدؒ

https://www.shiabookspdf.com

ترتیب

باب نمبر 1

- کتاب الصلاۃ 13
- مسنون و مستحب نمازیں 13

باب نمبر 2

- سفر میں واجب نماز 32

باب نمبر 3

- دوران سفر نوافل نمازیں 36

باب نمبر 4

- نماز کے اوقات اور ہر نماز کے وقت کی نشانی 44
- زوال کی نشانی 59
- نماز مغربین کا وقت 60
- نماز فجر کا وقت 75

باب نمبر 5

- قبلہ کے بارے 86
- بادلوں کی وجہ سے سورج یا ستاروں سے رہنمائی حاصل نہ کر سکے تو کیا حکم ہے؟ 92

باب نمبر 6

- اذان و اقامت کے بارے میں 101

https://www.shiabookspdf.com

باب نمبر 7

- اذان واقامت کی فصول اور ان کے اوصاف کے بارے میں 120
- اذان کے بعد دُعا 129

باب نمبر 8

- نماز کی کیفیت، اوصاف اور اکاون رکعات کی وضاحت 131
- نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھنا 136
- ایک رکعت میں کیا دو سورتیں پڑھنا جائز ہے؟ 141
- کیا ایک سورہ کو دونوں رکعتوں میں پڑھنا جائز ہے 143
- نوافل میں ایک رکعت میں زیادہ سورتیں پڑھنا جائز ہے 145
- نماز میں الحمد کے بعد آمین نہ کہو 149
- رفع یدین کے بارے میں 150
- رکوع وسجود کی تسبیح 151
- رکوع میں دُعا 154
- سجدے کا بیان 156
- سجدے میں دُعا 157
- نماز کا درست طریقہ 161
- سجدۂ شکر کی کیفیت 169
- اگر پیشانی پر کوئی پھوڑا وغیرہ ہو تو سجدے کا حکم؟ 171
- سجدہ سے رکھتے وقت کی دُعا 172
- دُعائے قنوت 173
- واجب نمازوں میں تکبیرات کی تعداد 174
- تشہد وسلام کے بارے 183

https://www.shiabooks.ca

- عورت کی نماز کا طریقہ 186
- آخری دو رکعتوں میں الحمد یا تسبیح میں اختیار ہے 193
- نماز میں دوسری تشہد کا بیان 196
- تشہد کو آواز کے ساتھ پڑھنا 201
- جب سلام ہو تو رفع یدین کرے 203
- نماز کے بعد تعقیبات کا ذکر 205
- دُعا کی فضیلت 205
- تسبیح فاطمہ زہراؑ کی فضیلت وثواب 206
- نماز کے بعد سب سے کم دُعا 212
- سجدۂ شکر 215
- نمازِ مغرب کی اذان کا وقت اور تعقیبات 222
- مغرب کی تین رکعت اور نوافل کے چار رکعت سفر وحضر دونوں میں پڑھنا ہے 223
- شفق غائب ہو جائے تو نمازِ عشاء کے لیے اذان کہو 227
- بستر پر سونے کے لیے جائے 228
- نمازِ شب اور اس کی فضیلت 231
- وتر کی تین رکعت میں فاصلہ 250
- نمازِ وتر میں دُعا 256
- فجر کے نوافل کا وقت 260
- طلوعِ آفتاب تک ذکر کرنا 270
- اس وقت رزق تقسیم ہوتا ہے 271

باب نمبر 9

- نماز میں جائز کیا ہے اور کیا جائز نہیں کے بارے میں 273
- نماز کے لیے طہارت 274

https://www.shiabookspdf.com

نماز کا وقت	274
قبلہ رُخ ہونے کے احکام	276
تکبیرۃ الاحرام کا حکم	278
قرأت بھول جائے	284
رکوع کو ترک کرنے کے احکام	290
سجدہ کے احکام	297
رکوع اور سجدے کی تسبیحات کو بھول کر ترک کرنا	307
بھول کر تشہد کو ترک کر دینا	308
نماز کے آخر میں سلام سنت ہے	313
قنوت سنت موکدہ ہے	314
نماز میں جہر و اخفات کے بارے میں	316
اگر نماز شب رہ جائے	318
فوت شدہ نماز کی قضاء کی کیفیت	322
نوافل کو فریضہ نماز کے وقت قضاء نہ کیا جائے	326
مسافر کے لیے نماز شب کا حکم	328
جو بندہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے	331
بیمار کے لیے پہلی دو رکعتوں میں فقط الحمد ہی کافی ہے	335
پانچ نمازیں جن کے لیے کوئی خاص وقت نہیں	336
نوافل کے قضاء کا وقت	338
طلوعِ آفتاب کے وقت اور غروب کے وقت نوافل کا حکم	341
نماز شب کے لیے آخر شب میں اُٹھنا بہتر ہے	343

باب نمبر 10

نماز میں سہو کے احکام اور جس کی وجہ سے نماز کا اعادہ واجب ہے	345

۞ نمازِ صبح اور مغرب میں شک 349
۞ نمازِ ظہر و عصر اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں اگر شک ہو جائے 361
۞ دو، تین، چار رکعات میں شک ہو جائے 366
۞ اگر نافلہ کے تشہد میں سہو ہو جائے 371
۞ جو قرأت میں سہو کر جائے؟ 372
۞ نماز کے دوران کلام کرنا 374
۞ اگر نماز میں کوئی چیز زیادہ ہو جائے 379
۞ سجدۂ سہو کا محل و مقام 382
۞ سجدۂ سہو میں پڑھا جانے والا ذکر 384
۞ جو بندہ پانچ نمازوں میں ایک نماز کو ترک کر دے 385
۞ جو بندہ ایک سے زیادہ نمازیں ترک کر چکا ہے 387
۞ جو بندہ واجب نماز میں پیچھے کی طرف دیکھے 390
۞ اگر نماز کے بعد پتہ چلے کہ اس کی طہارت نہیں تھی 392

باب نمبر 11

۞ وہ لباس و مکان کہ جن میں نماز جائز ہے اور وہ کہ جن میں ناجائز ہے؟ 398
۞ مُردہ کی کھال میں نماز جائز نہیں ہے 398
۞ کتے و سور و لومڑی اور خرگوش کی کھال میں نماز جائز نہیں 402
۞ خالص ریشم کے لباس میں مرد کے لیے نماز جائز نہیں ہے 406
۞ حرام گوشت جانوروں کی فر سے بنے ہوئے کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے 409
۞ خالص خز میں نماز جائز ہے 414
۞ کالے لباس میں نماز مکروہ ہے 418
۞ باریک لباس میں نماز جائز نہیں ہے 419
۞ نماز میں قمیص کے اُوپر چادر (لنگی) باندھنا مکروہ ہے 420

https://www.shiabookspdf.com

- تحت الحنک بغیر عمامہ میں نماز مکروہ ہے 422
- مرد کا ایک چادر میں نماز پڑھنا 423
- آزاد عورت ننگے سر نماز نہ پڑھے 425
- جن مقامات میں نماز جائز نہیں ہے 430
- راستے پر نماز نہ پڑھو 432
- گرجا گھر اور یہودیوں کے کنیسہ میں نماز پڑھنا 434
- نجس کپڑے میں نماز نہ پڑھو 436
- آگ کے سامنے یا اسلحہ یا تصویر یا نجاست کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے 441
- نماز کے دوران اسلحہ کا حائل کرنا 445
- قبر کے سامنے نماز پڑھنا جائز نہیں 446
- مرد اور عورت کا ایک جگہ نماز پڑھنے کا حکم 451
- عربی جوتے میں نماز کا حکم 456
- جو چیز زمین سے اُگتی ہے اس پر سجدہ کرنا 459

باب نمبر 12

- نماز کی فضیلت اور ان میں سے واجبات اور مستحبات 463

باب نمبر 13

- اوقاتِ نماز کا باب 478
- وقت داخل ہونے سے قبل نماز کا حکم 499
- نمازِ مغرب کا وقت 505
- نمازِ عشاء کا وقت 513
- نمازِ فجر کا وقت 514
- دو نمازوں کو جمع کرنا 515
- ایک رات میں ایک وتر 537

https://www.shiabookspdf.com

باب نمبر 14

- الاذان واقامۃ کا باب 544
- اذان واقامت کے جملے دو دوبار کہے جائیں 549
- مریض بھی اذان واقامت کہے 554
- اذان دینے کا اجروثواب 556

باب نمبر 15

- نماز کی کیفیت اور اس کے اوصاف وواجبات اور مستحبات 563
- نماز کے وقت کی دُعا 564
- نماز میں قرأت 570
- نماز میں سجدے والی سورتوں کے پڑھنے کا حکم 572
- اگر بندہ نماز میں سورہ کی آیت بھول جائے 578
- سجدے کے احکام 586
- تشہد ورکوع وسجود وقنوت بالجہر یا بالاخفاء 612
- قنوت کے بارے میں 615
- تشہد کا ذکر 618
- تعقیباتِ نماز 626
- نماز کے بعد ہاتھ بلند کرکے دُعا کرنا 628
- نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا 632
- نماز میں سلام کا جواب دینا 641
- نماز میں بیوی یا کنیز کو اپنے ساتھ ملانا 642
- نماز میں چھینک مارنے پر الحمدللہ کہنا 647
- نوافل فجر کا وقت 657
- نمازِ شب کا وقت 658

https://www.shiabookspdf.com

باب نمبر 16

- سہو کے احکام 667
- کثرتِ شک سے بچنے کے لیے عمل 672
- دوسری رکعت کا تشہد بھول جائے 673
- نبیؐ و امامؑ کو سہو نہیں ہوتا 686
- جب شک کا محل گزر جائے تو اس کی پروانہ کرو 689
- وہ سہو جس کے بعد دو سجدۂ سہو لازم نہیں ہیں 693

باب نمبر 17

- نماز میں لباس و مکان میں سے کیا جائز ہے اور کیا جائز نہیں؟ 697
- خضاب میں نماز 697
- ہاتھ کپڑوں کے اندر رکھ کر نماز کا حکم 699
- جس کپڑے پر تصویریں ہوں اس میں نماز کا حکم 711
- بغیر لباس کے نماز کیسے پڑھنا ہے؟ 714
- لوہے کی انگشتری 729
- جبرئیلؑ کس گھر میں داخل نہیں ہوتے؟ 739
- مجوسی کے گھر میں نماز نہ پڑھو 739
- عورت اپنے شوہر کے پیچھے نماز پڑھ سکتی ہے؟ 742

باب نمبر 18

- بچوں کو کب نماز کا حکم دیا جائے؟ 745

TIKTOK HAQ COMMUNITY

باب نمبر 19

- اضافہ و زیادات 749

https://www.shianeaboks.pdf

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شروع کرتا ہوں اس خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے جو عالمین کا ربّ ہے، جو دُنیا میں سب کے لیے رحمٰن ہے اور آخرت میں فقط مومنین کے لیے رحیم ہوگا۔ اور لاکھوں درود و سلام ہوں اس کے عظیم نبی و رسولؐ پر جو کائنات کی تخلیق کا باعث ہے اور ان کی آلؑ پر جو تا قیامِ قیامت کتاب کے ساتھ ساتھ رہے گی اور لاکھوں بار لعنت ہو اُن لوگوں پر جو خدا اور اُس کے رسولؐ اور اس کی اولاد کے دشمن ہیں اور ان کی ولایت کے منکر ہیں اور ان کے فضائل و مناقب کے منکر ہیں۔

حمد و ثناء کے بعد!

میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے تفسیر برہان کے ترجمہ کے مکمل کرنے کے بعد مجھے کتبِ اربعہ میں سے "تہذیب الاحکام" کا ترجمہ کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔ میں اس پر اس کا شکر گزار ہوں کہ اس نے اپنے کرم کی وجہ سے اس کی سعادت مجھے عطا فرمائی ہے۔ میں پوری کوشش کرتا ہوں کہ پوری دیانت داری سے روایات کا ترجمہ کروں۔

یہ کتاب مرحوم شیخ الطائفہ جناب ابوجعفر محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے اور یہ انھوں نے جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب المقنعۃ کی شرح کرتے ہوئے لکھی ہے۔ اور خدا نے گویا مجھے دو بزرگ علماء کی خدماتِ دینی کو آپ قارئین محترمین کے سامنے پیش کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔

قارئین کرام! جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ تہذیب الاحکام کی جلد اوّل شائع ہو چکی ہے اور اب اس کی جلد دوم آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ اگر آپ کو کہیں کوئی لفظی غلطی نظر آئے تو آپ ادارہ کو آگاہ فرما دیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔ آپ کے تعاون کا شکریہ!

والسلام

سیّد منیر رضوی

خطیب مسجد و امام بارگاہ کاشانہ عباس

ٹاؤن شپ، لاہور

و مدرس جامعۃ المصطفیٰ، لاہور

{باب نمبر 1}

کتاب الصلاۃ

جناب الشیخ المفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دن و رات میں واجب نمازیں پانچ ہیں۔
جناب الشیخ الطوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس کے بعد آپ نے ان کی تفصیل کو ذکر کیا ہے۔ پھر فرماتے ہیں: یہ وہ عنوان ہے کہ اس بحث میں مشغول ہونے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ معلوم ہے کہ نماز رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دینِ مبین کی ضروریات میں سے ہے۔ اور یہ ان اشیاء میں سے ہے جس میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے۔ سب کے نزدیک اس کا واجب ہونا ثابت ہے۔
مگر یہ ہے کہ ہم اس میں وہ چیزیں ذکر کریں گے کہ جو اس کے ساتھ لائق اور سزاوار ہیں کہ اور ان کے فرائض کی تفصیل کو بیان کریں گی، ان شاء اللہ تعالیٰ!

مسنون و مستحب نمازیں

جناب الشیخ المفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ دن و رات میں مسنون و مستحب چونتیس رکعات ہیں۔ اس کے بعد آخر باب تک ان کی شرح و وضاحت ذکر کریں گے۔

{حدیث نمبر 1/1} ما رواہ محمد بن أحمد بن یحیی عن محمد بن عیسی الیقطینی عن یونس بن عبد الرحمن، قال: حدثنی إسماعیل بن سعد الاحوص القمی قال قلت للرضا علیه السلام کم الصلاۃ من رکعة؛ قال: أحد وخمسون رکعة.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب اسماعیل بن سعد الاحوص القمی سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: نماز کتنی رکعتیں ہیں؟
آپؑ نے فرمایا: اکاون (۵۱) رکعت۔

{حدیث نمبر 2/2} وروى محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن ابن اذينة عن فضيل بن يسار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الفريضة والنافلة أحد وخمسون ركعة، منها ركعتان بعد العتمة جالسا تعدان بركعة، هو قائم الفريضة منها سبع عشرة ركعة والنافلة أربع وثلاثون ركعة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب فضل بن یسار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: واجب نمازیں اور مستحب نمازیں اکاون رکعت ہیں۔ ان میں سے دو رکعت نماز ہے جو عشاء کے بعد بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے اور ان کو ایک رکعت شمار کیا جاتا ہے۔ پھر ان میں سے کھڑے ہو کر فریضہ نماز سترہ رکعت ہیں اور چونتیس رکعت نوافلہ ہیں۔

{حدیث نمبر 3/3} وبهذا الاسناد عن الفضيل بن يسار والفضل بن عبد الملك وبكير قالوا سمعنا أبا عبد الله عليه السلام يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يصلي من التطوع مثلي الفريضة، ويصوم من التطوع مثلي الفريضة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب فضل بن یسار اور فضل بن عبدالملک اور بکیر، ان سب نے بیان کیا ہے کہ ہم نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز فریضہ کے دو برابر نوافل پڑھا کرتے تھے اور واجب نمازوں کے دو برابر مستحب روزے رکھا کرتے تھے۔

{حدیث نمبر 4/4} وروى محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن محمد بن إسماعيل بن بزيع عن حنان قال: سأل عمرو بن حريث أبا عبد الله عليه السلام وأنا جالس فقال له أخبرني جعلت فداك عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وآله فقال له: كان النبي صلى الله عليه وآله يصلي ثماني ركعات الزوال، واربعا الاولى، وثماني بعدها، وأربعا العصر، وثلاثا المغرب، وأربعا بعد المغرب والعشاء الاخرة أربعا، وثمان صلاة الليل، وثلاثا الوتر، وركعتي الفجر، وصلاة الغداة ركعتين، قلت جعلت فداك فان كنت أقوى على أكثر من هذا أيعذبني الله على كثرة الصلاة؟ فقال: لا ولكن يعذب على ترك السنة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حنان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ عمرو بن حریث نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں، آپؑ مجھے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے بارے میں بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زوال کے بعد آٹھ رکعت نماز (نافلہ) پڑھتے تھے اور اس کے بعد چار رکعت نماز واجب (نمازِ ظہر) پڑھتے تھے اور یہ پہلی نماز ہے جو واجب ہوئی تھی۔ اور اس کے بعد پھر آپؐ آٹھ رکعت نماز (نوافلہ عصر) پڑھتے اور چار رکعت نمازِ عصر (واجب) پڑھتے اور اس کے بعد نمازِ مغرب (واجب) تین رکعت پڑھتے اور اس کے بعد چار رکعت نماز (نافلہ) پڑھتے اور اس کے بعد آخر نمازِ عشاء چار رکعت پڑھتے اور پھر (نصف شب کے بعد) آٹھ رکعت نماز (نمازِ شب) پڑھتے اور تین رکعت نمازِ وتر پڑھتے (دو رکعت نمازِ شفع اور ایک رکعت وتر) اور اس کے بعد دو رکعت نمازِ فجر (کے نافلہ) اور بعد میں دو رکعت نمازِ فجر (واجب) پڑھتے تھے۔

میں نے عرض کیا: اگر میں اس سے زیادہ پڑھوں تو کیا اللہ تعالیٰ مجھے عذاب دے گا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، لیکن سنتِ رسولؐ کو ترک کرنے پر عذاب دے گا۔

{حدیث نمبر 5/5} محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن علي ابن حديد عن علي بن النعمان عن الحرث بن المغيرة النصري قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: صلاة النهار ست عشرة ركعة، ثمان إذا زالت الشمس، وثمان بعد الظهر، وأربع ركعات بعد المغرب يا حارث لا تدعهن في سفر ولا حضر، وركعتان بعد العشاء الآخرة كان أبي يصليهما وهو قاعد وأنا أصليهما وأنا قائم وكان يصلي رسول الله صلى الله عليه وآله ثلاث عشرة ركعة من الليل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحرث بن مغیرہ النصری سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دن کی نماز نافلہ سولہ رکعت ہے۔ آٹھ رکعت اس وقت جب زوالِ آفتاب ہوجائے اور آٹھ رکعت نمازِ ظہر کے بعد۔ اور چار رکعت نمازِ مغرب کے بعد۔

اے حارث! سفر وحضر میں ان (نافلہ) نمازوں کو ترک نہ کرو اور دو رکعت نماز (نافلہ) نمازِ عشاء کے بعد میرے والد ماجدؑ ان دو رکعت کو بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے اور میں ان دو رکعت کو کھڑے ہوکر پڑھتا ہوں۔ رسولِ خدا

تیرہ رکعت نماز رات (نصف شب کے بعد) میں پڑھا کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 6/6﴾ وروى الحسين بن سعيد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن ابن أبي عمير قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن أفضل ما جرت به السنة من الصلاة قال: تمام الخمسين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: نماز میں افضل سنت کتنی رکعت نماز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پچاس رکعت۔

﴿حدیث نمبر 7/7﴾ وروى الحسين بن سعيد عن محمد بن أبي عمير عن حماد بن عثمان قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن صلاة رسول الله صلى الله عليه وآله بالنهار فقال: ومن يطيق ذلك؟! ثم قال ولكن الا أخبرك كيف أصنع أنا؟ فقلت بلى فقال: ثماني ركعات قبل الظهر وثمان بعدها قلت فالمغرب؟ قال: اربع بعدها قلت فالعتمة؟ قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يصلي العتمة ثم ينام وقال بيده هكذا فحركها، قال ابن أبي عمير: ثم وصف عليه السلام كما ذكر أصحابنا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے [illegible]رت اما[illegible] ابوعبداللہ علیہ السلام سے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دن و رات کی نوافل نمازوں کے بارے میں سوال [illegible] وہ کس [illegible] پڑھا کرتے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: کس میں اس قدر طاقت و ہمت ہے کہ ان جیسی نماز ادا کرے؟ لیکن [illegible] میں تجھے [illegible] نما[illegible] کے بارے میں بتاؤں جو میں دن و رات میں پڑھتا ہوں؟

راوی: میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: آٹھ رکعت نماز ظہر سے قبل اور آٹھ رکعت نماز ظہر کے بعد۔

راوی: میں نے عرض کیا: نماز مغرب کے بعد کتنی؟

آپؑ نے فرمایا: نماز مغرب کے بعد چار رکعت۔

راوی: میں نے عرض کیا: نماز عشاء کے بعد۔

آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا ﷺ نماز عشاء پڑھنے کے بعد سو جاتے تھے اور پھر آپؑ نے اپنے ہاتھ کو حرکت دیتے ہوئے فرمایا: کچھ دیر کے لیے۔

جناب ابن ابی عمیر بیان کرتے ہیں: پھر امام علیہ السلام نے ویسے ہی بیان کیا جیسے ہمارے ساتھی بیان کرتے تھے۔

{حدیث نمبر 8/8} وروى الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن ابن مسكان عن سليمان بن خالد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: صلاة النافلة ثمان ركعات حين تزول الشمس قبل الظهر ، وست ركعات بعد الظهر ، وركعتان قبل العصر ، وأربع ركعات بعد المغرب ، وركعتان بعد العشاء الآخرة تقرأ فيهما مائة آية قائماً أو قاعداً ، والقيام أفضل ولا تعدهما من الخمسين ، وثمان ركعات من آخر الليل تقرأ في صلاة الليل بقل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون في الركعتين الاولتين وتقرأ في سائرها ما أحببت من القرآن ثم الوتر ثلاث ركعات تقرأ فيها جميعاً قل هو الله أحد وتفصل بينهن بتسليم ، ثم الركعتان اللتان قبل الفجر تقرأ في الاولى منهما قل يا أيها الكافرون وفي الثانية قل هو الله. فأما الاحاديث التي رويت في نقصان ما ذكرناه من الصلاة مثل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز نافلہ آٹھ رکعت نماز اس وقت ہے کہ جب زوالِ آفتاب ہو جائے۔ نماز ظہر سے پہلے اور چھ رکعت نماز ظہر کے بعد اور دو رکعت نافلہ نماز عصر سے قبل اور چار رکعت نماز مغرب کے بعد اور نماز عشاء کے بعد دو رکعت خواہ بیٹھ کر پڑھو یا کھڑے ہو کر ان میں سو آیات پڑھو۔ جبکہ ان میں کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ اور ان دو رکعت نماز کو ان پچاس رکعت نماز میں شمار نہ کرو۔ اور پھر آٹھ رکعت نماز رات کے آخر میں اور ان میں سے پہلی دو رکعت میں (سورۂ حمد کے بعد) سورۂ اخلاص اور دوسری رکعت میں سورۂ الکافرون اور باقی رکعات میں قرآن میں سے جو سورہ تجھے پسند ہو یا چاہو وہ پڑھو۔

پھر وتر کی تین رکعات میں سورۂ اخلاص کو پڑھو اور ان کے درمیان ایک سلام کا فاصلہ دو (یعنی دو رکعت کے

بعد ایک سلام اور پھر ایک رکعت جدا پڑھو) اور پھر نماز فجر سے قبل دو رکعت نافلہ کہ ان میں پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورہ اخلاص کی تلاوت کرو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو نمازوں کی رکعت کی تعداد ہم نے بیان کی ہے ان کے خلاف وہ احادیث جو کم رکعات نمازوں کو بیان کرتی ہیں، مثلاً یہ ذیل کی روایت کہ جس کو عبداللہ بن سنان نے نقل کیا ہے۔

{حديث نمبر 9/9} ما رواه أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسن بن علي بن بنت الياس عن عبد الله بن سنان قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: لا تصل أقل من أربع وأربعين ركعة، قال: ورأيته يصلي بعد العتمة أربع ركعات. فليس في هذا الخبر نهي عن ما زاد على الاربعة وأربعين وإنما نهى عليه السلام أن ينقص عنها، ولا يمتنع أن يحث عليه السلام على هذه الاربعة وأربعين ركعة لتأكدها وشدة استحبابها بهذا الخبر، ويحث على ما عداها بحديث آخر، وقد قدمنا من الاحاديث ما يتضمن ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: چوالیس (۴۴) رکعت سے کم نماز نہ پڑھو۔

وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نے نماز عشاء کے بعد چار رکعت نماز پڑھی۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث چوالیس رکعت نماز سے کم پڑھنے سے نہی کرتی ہے۔ اس سے زیادہ پڑھنے سے نہیں روکتی اور یہ بھی مانع نہیں ہے کہ آپؑ چوالیس رکعت پڑھنے پر آمادہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان کی تاکید زیادہ اور ان کا استحباب زیادہ شدت سے یہ روایت بیان کر رہی ہے اور باقی رکعات پر دوسری حدیث آمادہ کرتی ہے جس کو ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

{حديث نمبر 10/10} وما رواه أحمد بن محمد بن عيسى عن يحيى بن حبيب قال سألت الرضا عليه السلام عن أفضل ما يتقرب به العباد الى الله تعالى من الصلاة قال: ستة وأربعون ركعة فرائضه ونوافله. قلت هذه رواية زرارة قال أو ترى أحدا كان أصدع بالحق منه؟! وهذا الحديث أيضا ليس فيه نهي عما عدا هذه الصلوات، وإنما

يسأله عن أفضل ما يتقرب به العباد فذكر هذه الستة وأربعين وأفردها به لما كان ما يزيد عليها من الصلوات دونها في الفضل، ويدل على أن المراد ما ذكرناه وأنه أراد تأكيد فضل هذه الستة واربعين ركعة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس کو جناب یحییٰ بن حبیب نے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے سوال کیا: افضل ترین نماز کہ جو بندوں کو اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب کرتی ہے وہ کتنی رکعات ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: واجب اور نوافل ملا کر چھیالیس رکعت ہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: یہ روایت زرارہ کی روایت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تو کسی کو دیکھتا ہے کہ جو اس سے زیادہ حق بیان کرنے والا پایا ہے؟

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث بھی چھیالیس رکعت نماز سے زیادہ پڑھنے سے روکتی نہیں ہے۔

راوی: آپؑ سے سوال کیا وہ نماز جو بندوں کو سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب کرتی ہے وہ کتنی رکعات ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: چھیالیس رکعات ہیں اور جو ان سے زیادہ ہوں گی وہ فضیلت میں ان سے کم نہیں ہو سکتیں۔ یہ دلالت کرتی ہے چھیالیس رکعت نماز کی زیادہ تاکید ہے اور اسی کو وہ روایت بیان کرتی ہے جس کو جناب ابوبصیرؒ نے نقل کیا ہے۔

{حديث نمبر 11/11} ما رواه الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن شعيب عن أبي بصير قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن التطوع بالليل والنهار فقال: الذي يستحب أن لا يقصر عنه ثمان ركعات عند زوال الشمس وبعد الظهر ركعتان وقبل العصر ركعتان وبعد المغرب ركعتان وقبل العتمة ركعتان ومن السحر ثمان ركعات ثم يوتر والوتر ثلاث ركعات مفصولة ثم ركعتان قبل صلاة الفجر وأحب صلاة الليل إليهم آخر الليل. فبين في هذا الحديث أن هذه الستة وأربعين ركعة مما يستحب أن لا يقصر عنها وان ما عداها ليس بمشارك لها في الاستحباب، فأما ما عدا هذه الاحاديث مما يتضمن نقصان الخمسين ركعة فالاصل فيها كلها زرارة وإن

تکررت بأسانيد مختلفة مثل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے دن و رات کی مستحب نمازوں کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: مستحب ہے کہ اس سے کم نہ ہو، وہ یہ آٹھ رکعت نماز زوالِ آفتاب کے فوراً بعد اور نمازِ ظہر کے بعد دو رکعت اور نمازِ عصر سے پہلے دو رکعت اور نمازِ مغرب کے بعد دو رکعت اور نمازِ عشاء سے قبل دو رکعت اور سحر کے وقت آٹھ رکعت (نمازِ شب) پھر وتر اور وتر تین رکعت ہیں جو جدا جدا پڑھے جائیں (دو رکعت نمازِ شفع اور ایک رکعت نمازِ وتر کے نام سے پڑھی جائیں) اور پھر نمازِ فجر سے قبل دو رکعت اور میں پسند کرتا ہوں کہ نمازِ شب رات کے آخری حصہ میں پڑھی جائے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ چھیالیس رکعت نماز ان میں سے کہ جس کے لیے مستحب ہے کہ اس سے کم نہ کی جائیں اور جو اس سے کم ہیں وہ مستحب میں شریک نہیں ہیں اور اس کے علاوہ جو روایات بیان کرتی ہیں پچاس رکعت سے کم کو بیان کرتی ہیں۔ ان سب میں اصل جنابِ زرارہ والی روایت ہے اگرچہ وہ مختلف سندوں کے ساتھ تکرار ہوئی ہے۔

{حديث نمبر 12/12} ما رواه الحسين بن سعيد عن صفوان عن ابن بكير عن زرارة قال قلت لابي عبد الله عليه السلام ما جرت به السنة في الصلاة؛ فقال: ثمان ركعات الزوال وركعتان بعد الظهر وركعتان قبل العصر وركعتان بعد المغرب وثلاث عشرة ركعة من آخر الليل ومنها الوتر وركعتا الفجر، قلت فهذا جميع ما جرت به السنة؛ قال: نعم فقال أبو الخطاب أفرأيت أن قوي فزاد قال: فجلس وكان متكئا فقال إن قويت فصلها كما كانت تصلي وكما ليست في ساعة من النهار فليست في ساعة من الليل ان الله عزوجل يقول (ومن آناء الليل فسبح) فيجوز أن يكون قد سوغ لزرارة الاقتصار على هذه الصلوات لعذر كان في زرارة لكثرة أشغاله التي الاخلال بها يعود عليه بالضرر أو لسبب من الاسباب يسوغه ذلك ولولاه لما ساغ، وإذا كان الامر على هذا جاز أن يقتصر عليها لان عندنا متى كان به عذر يضر به

اشتغاله بالنوافل عنه جاز له ترکها اصلا لانها لیست مما یستحق بترکها العقاب،

ونحن نورد فيما بعد ما يدل على ذلك إن شاء الله تعالى، والذي يكشف عما ذكرناه

من أن العذر كان في زرارة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس کو جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ مستحب نمازوں میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کتنی رکعات ہیں، جاری و ثابت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: آٹھ رکعت زوالِ آفتاب کے ساتھ اور دو رکعت نمازِ ظہر کے بعد اور دو رکعت نمازِ عصر سے قبل اور دو رکعت نمازِ مغرب کے بعد اور تیرہ رکعت رات کے آخری حصہ ہیں اور ان میں سے نمازِ وتر بھی ہے اور دو رکعت نمازِ فجر سے قبل۔

راوی: میں نے عرض کیا: یہ وہ ساری مستحب نمازیں ہیں جن میں سنتِ رسولؐ جاری و ثابت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

ابوالخطاب جو وہاں موجود تھا (جو بعد میں مرتد ہو گیا اور اس نے دعویٰ نبوت کیا تھا) اس نے عرض کیا: اگر کوئی بندہ طاقت و قدرت رکھتا ہو کہ وہ ان سے زیادہ پڑھے تو اگر پڑھے تو کیا حکم ہوگا؟

آپؑ جو تکیہ لگائے ہوئے تھے، سیدھے بیٹھے اور فرمایا: اگر تیرے اندر طاقت ہے جو ان کو ہی پڑھو جیسے پڑھی گئی ہیں ویسے بھی دن کے ہر وقت میں نماز پڑھنا درست نہیں۔ ایسے ہی رات میں بھی ہر وقت نماز پڑھنا درست نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ (سورۂ طٰہٰ: آیت ۱۳۰) "اور رات کے کچھ حصہ میں اپنے ربّ کی تسبیح کرو"۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ جناب زرارہ کے لیے اس قدر رکعات پر اقتصار کرنا کسی عذر کی وجہ سے جائز ہو کیونکہ جناب زرارہ کافی معروف آدمی تھے جس کی وجہ سے اس کے لیے اتنی مقدار میں خلل ہو جاتا تھا۔ کسی ضرر کی وجہ سے یا کسی اور سبب کی وجہ سے کہ اگر وہ نہ ہوتا تو اس کے لیے یہ جائز نہ ہوتا۔ تو جب یہ صورتِ حال ہو تو پھر اس پر اقتصار کرنا جائز ہے کیونکہ ہمارے نزدیک جب کوئی عذر موجود ہو تو خود نوافل کو ترک

کرنا جائز ہے اور نوافل کو ترک کرنے سے بندہ عذاب وعقاب کا مستحق نہیں ہوتا اور ان شاء اللہ ہم ان روایات کو بیان کریں گے جو اس کو بیان کرتی ہیں۔

اور وہ روایت جو بیان کرتی ہے کہ جناب زرارہ رضی اللہ عنہ کے لیے عذر تھا اور وہ روایت ہے جس کو جناب ابن اذینہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 13/13﴾ ما رواه الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن ابن أذينة عن زرارة قال قلت لابي عبد الله عليه السلام اني رجل تاجر أختلف واتجر فكيف لي بالزوال والمحافظة على صلاة الزوال وكم تصلي؛ قال: تصلي ثماني ركعات إذا زالت الشمس وركعتين بعد الظهر وركعتين قبل العصر فهذه اثنتا عشرة ركعة وتصلي بعد المغرب ركعتين وبعد ما ينتصف الليل ثلاث عشرة ركعة منها الوتر ومنها ركعتا الفجر فتلك سبع وعشرون ركعة سوى الفريضة و إنما هذا كله تطوع وليس بمفروض، إن تارك الفريضة كافر و إن تارك هذا ليس بكافر ولكنها معصية لانه يستحب إذا عمل الرجل عملا من الخير ان يدوم عليه. فتضمن هذا الحديث ذكر زرارة لعذره من التجارة وغيرها فحينئذ سوغ له الامام عليه السلام الاقتصار على ما دون الخمسين، والذي يقضي بما ذكرناه من ان المسنون احدى وخمسون ركعة ما لم يكن هناك عذر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن اذینہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب زرارہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک تاجر آدمی ہوں اور مجھے تجارت کے سلسلہ میں ادھر اُدھر جانا پڑتا ہے تو میں زوال اور زوال کے وقت نمازوں پر کیسے محافظت کروں اور کس قدر نماز پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو آٹھ رکعت نماز پڑھو اور دو رکعت نمازِ ظہر کے بعد اور دو رکعت نمازِ عصر سے قبل اور یہ کل بارہ رکعت ہوں گی اور نمازِ مغرب کے بعد دو رکعت اور نصف شب کے بعد تیرہ رکعت پڑھو۔ ان میں سے وتر اور دو رکعت فجر کی (نوافل) پس یہ کل ستائیس رکعت ہوجائیں واجب نمازوں کے علاوہ۔

یہ سب مستحب ہیں، واجب نہیں۔ واجب کا ترک کرنے والا کافر ہے۔ اگرچہ مستحب نمازوں کو ترک کرنے والا کافر نہیں ہے لیکن ان کو ترک کرنا گناہ ہے کیونکہ مستحب ہے جب کوئی نیک کام کرے تو اس پر مداومت کرے۔

جناب الشیخ الطوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: یہ روایت بیان کرتی ہے کہ جناب زرارہ کے لیے تجارت کی معروفیت والا عذر ہوگا۔ اس لیے امام علیہ السلام نے ان کے لیے پچاس سے کم رکعات کو جائز قرار دیا اور جو ہم نے بیان کیا ہے کہ مستحب اکاون (۵۱) رکعات ہیں، یہ اس کے لیے ہیں جس کے لیے کوئی عذر نہ ہو۔

﴿حدیث نمبر 14/14﴾ ما رواه محمد بن الحسن الصفار عن سهل بن زياد عن أحمد ابن محمد بن أبي نصر قال قلت: لابي الحسن عليه السلام إن أصحابنا يختلفون في صلاة التطوع بعضهم يصلي أربعاً وأربعين، وبعضهم يصلي خمسين فاخبرني بالذي تعمل به أنت كيف هو حتى أعمل بمثله، فقال: أصلي واحدة وخمسين ركعة ثم قال: أمسك وعقد بيده: الزوال ثمانية، وأربعاً بعد الظهر، وأربعاً قبل العصر، وركعتين بعد المغرب، وركعتين قبل عشاء الآخرة، وركعتين بعد العشاء من قعود تعدان بركعة من قيام، وثماني صلاة الليل والوتر ثلاثاً، وركعتي الفجر، والفرائض سبع عشرة فذلك احدى وخمسون ركعة. ويدل أيضاً على أن المسنون ما ذكرناه.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے عرض کیا: ہمارے اصحاب (ساتھی) مستحب نمازوں کی رکعات میں اختلاف کرتے ہیں۔ بعض چوالیس رکعات پڑھتے ہیں اور بعض پچاس۔ آپ بتائیں کہ آپ کا عمل کس پر ہے تاکہ میں بھی آپ کے عمل کی مثل عمل کروں؟

آپؑ نے فرمایا: میں اکاون رکعات پڑھتا ہوں۔ پھر آپؑ کچھ دیر کے لیے رُکے اور پھر فرمایا: زوالِ آفتاب کے ساتھ آٹھ رکعات اور چار رکعت نماز ظہر کے بعد اور چار رکعت نماز عصر سے قبل اور دو رکعت نماز مغرب کے بعد اور دو رکعت نماز عشاء سے قبل اور دو رکعت نماز عشاء کے بعد بیٹھ کر جو قیام کی ایک رکعت شمار ہوں گی اور آٹھ رکعت نماز شب اور تین رکعت نماز وتر اور دو رکعت فجر کی اور واجب نمازوں کی سترہ رکعات۔ پس یہ اکاون رکعات ہوں گی۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے مستحب رکعات ذکر کی ہیں۔ ان پر نیز یہ روایت بھی دلالت کرتی ہے جس کو جناب احمد بن محمد بن عیسٰی نے جناب علی بن الحکم سے نقل کیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 15/15﴾ ما رواه أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن بعض أصحابنا قال قال لي صلاة النهار ست عشرة ركعة صلها في أي النهار ان شئت في أوله و ن شئت في وسطه وان شئت في آخره.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن الحکم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بعض ساتھیوں سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے مجھے فرمایا: دن میں سولہ رکعت نماز مستحب ہیں۔ جب چاہو پڑھو، خواہ دن کے شروع میں یا وسط میں یا آخر میں۔

﴿حدیث نمبر 16/16﴾ وروى أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن النعمان عن الحارث النصري عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول صلاة النهار ست عشرة ركعة ثمان إذا زالت الشمس وثمان بعد الظهر واربع ركعات بعد المغرب ياحارث لا تدعها في سفر ولا حضر وركعتان بعد العشاء كان أبي يصليهما وهو قاعد وأنا اصليهما وأنا قائم وكان رسول الله صلى الله عليه وآله يصلي ثلاث عشرة ركعة من الليل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحارث النصری سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دن کی مستحب نماز سولہ رکعت ہیں۔ آٹھ زوالِ آفتاب کے بعد، آٹھ رکعت نمازِ ظہر کے بعد اور چار رکعت نمازِ مغرب کے بعد۔ پھر فرمایا: اے حارث! سفر میں ہو یا حضر میں، نمازِ عشاء کے بعد کی دو رکعات ترک نہ کرنا۔ میرے والد ماجدؑ ان دو رکعت کو بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے اور میں کھڑے ہو کر پڑھتا ہوں اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت تیرہ رکعات پڑھا کرتے تھے (نمازِ شب)۔

﴿حدیث نمبر 17/17﴾ وعنه عن عمار بن المبارك عن ظريف بن ناصح عن القاسم ابن الوليد الغفاري قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: جعلت فداك صلاة النهار النوافل كم هي؟ قال: هي ست عشرة ركعة أي ساعات النهار شئت أن تصليها صليتها إلا أنك إن صليتها في مواقيتها أفضل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب القاسم بن الولید الغفاری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں دن کے نوافل کتنی رکعات ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: سولہ رکعات، جس وقت پڑھنا چاہو پڑھو۔ اگرچہ تیرے لیے افضل ہے۔ ان کے اوقات میں پڑھے جائیں۔

﴿حدیث نمبر 18/18﴾ وروى محمد بن يعقوب عن الحسين بن محمد عن عبد الله ابن عامر عن علي بن مهزيار عن فضالة بن أيوب عن حماد بن عثمان قال: سألته عن التطوع بالنهار فذكر أنه يصلي ثمان ركعات قبل الظهر وثمان بعدها. ووجه الاستدلال من هذه الاحاديث على ما ذكرناه أن كل حديث روى في نقصان الخمسين ركعة فانما تضمن في نوافل النهار، فاما نوافل الليل فلا خلاف فيها بين أصحابنا، وإذا كانت هذه الاحاديث دالة على تفصيل ما ذكرناه من صلاة النهار ثبت ما قصدناه، وليس لاحد أن يقول ان رواية زرارة التي قدمتموها تضمنت ذكر الركعتين بعد المغرب وهذا خلاف في نوافل الليل لان الرواية وإن كانت على ما قال فيجوز أن يكون قد ذكر الاربع ركعات مفصلا بأن يكون قد قال ركعتان بعد المغرب وركعتان قبل عشاء الآخرة حسب ما تضمنه الخبر الذي رواه محمد بن الحسن الصفار المتقدم ذكره وهاتان الركعتان وان اضيفتا الى العشاء الآخرة فهي من نوافل المغرب لان عشاء الآخرة لا نافلة لها سوى الركعتين من جلوس اللتين قدمناهما، يدل على ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے دن کی مستحب نمازوں کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: آٹھ رکعت نماز، نماز ظہر سے قبل اور آٹھ رکعت نماز ظہر کے بعد پڑھی جائیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو ہم نے بیان کیا ہے اس پر ان روایات کے ذریعے یوں استدلال کریں گے کہ ہر وہ روایت جو پچاس رکعات سے کم کو بیان کر رہی ہیں وہ دن کے نوافل کو بیان کر رہی ہیں۔

باقی رات کے نوافل کے بارے میں ہمارے اصحاب وعلماء میں سے کسی نے کوئی اختلاف نہیں کیا۔ تو اس سے ہمارا مدعا ومقصود ثابت ہوتا ہے۔

اور کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ یہ کہے جناب زرارہ رطیعہ کی وہ روایت جس کو ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بیان کرتی ہے کہ مغرب کے نوافل دو رکعتیں ہیں اور یہ رات کے نوافل میں خلاف ہے۔ یہ اختلاف نہیں اس لیے کہ جناب زرارہ رطیعہ کی روایت میں بیان ہوا ہے۔ دو رکعت نماز مغرب کے بعد اور دو رکعت نماز عشاء سے قبل تو ممکن ہے کہ اس سے مراد وہی مغرب کے بعد کے چار نوافل ہو، ورنہ نماز عشاء کے نوافل فقط وہی دو رکعت نماز ہے جو بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔

جیسا کہ محمد بن الحسن الصفار نے جو روایت نقل کی ہے وہ بھی اسی کو بیان کرتی ہے کہ نماز عشاء کے کوئی نوافل نہیں سوائے ان دو رکعت کے جو بیٹھ کر پڑھی جاتی ہیں جو ایک رکعت شمار ہوتی ہے۔

{حدیث نمبر 19/19} ما رواه محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام هل قبل العشاء الآخرة وبعدها شيء؛ فقال: لا غير اني أصلي بعدها ركعتين ولست احسبهما من صلاة الليل. فأما الذي يدل على جواز اسقاط هذه النوافل عند الاعذار ما ثبت من كونها نوافل، والنوافل ما لا يستحق بتركها العقاب لانه لو استحق بتركها العقاب لكانت مثل الفرائض ولم يكن بينها وبينها فرق، ويدل على ذلك أيضا.

جناب الشیخ رطیعہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا نماز عشاء سے قبل یا بعد میں کوئی نوافل ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اس کے علاوہ کوئی نہیں کہ میں نماز عشاء کے بعد دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور میں ان کو نماز شب میں سے شمار بھی نہیں کرتا۔

جناب الشیخ الطوسی رطیعہ فرماتے ہیں: ان نمازوں کا نوافل ہونے کا ثبوت ہی اس پر دلالت کرتا ہے کہ عذر کے وقت ان نوافل کو چھوڑنا جائز ہے۔ نوافل کے ترک کرنے سے بندہ عقاب وعذاب کا مستحق نہیں ہوتا۔ اور اگر نوافل کے ترک کرنے سے بھی عذاب وعقاب ہو تو پھر نوافل اور فرائض میں کوئی فرق نہیں رہے گا اور اس پر دلیل

کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 20/20﴾ ما رواه سعد بن عبد الله عن يعقوب بن يزيد عن الحسن ابن علي بن فضال عن هارون بن مسلم عن الحسن بن موسى الحناط قال خرجنا انا وجميل بن دراج وعائذ الاحمسي حجاجا فكان عائذ كثيرا ما يقول لنا في الطريق ان لي الى أبي عبد الله عليه السلام حاجة أريد أن اسأله عنها فاقول له حتى نلقاه فلما دخلنا عليه سلمنا وجلسنا فأقبل علينا بوجهه مبتدءا فقال من أتى الله بما افترض عليه لم يسأله عما سوى ذلك. فغمزنا عائذ فلما قمنا قلنا ما كانت حاجتك؟ قال الذي سمعتم قلنا كيف كانت هذه حاجتك؟ فقال انا رجل لا أطيق القيام بالليل فخفت ان اكون مأخوذا به فأهلك.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب الحسن بن موسیٰ الحناط سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اور جمیل بن دراج اور عائذ الاحمسی ہم سب حج پر جا رہے تھے۔ عائذ راستے میں اکثر یہ کہتا رہا کہ میری امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک حاجت ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان سے ایک سوال کروں تو میں اس سے کہتا کہ جب ہم امام جعفر صادق علیہ السلام سے ملاقات کریں گے تو تم ان سے سوال کر لینا۔ وہ جواب دیں گے۔

جب ہم امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے آپ کو سلام کیا اور پھر ہم بیٹھ گئے تو آپؑ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور پھر خود ہی بات کرتے ہوئے فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ کے واجب کو ادا کر دے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے علاوہ دوسری چیز کے بارے میں سوال نہیں کرے گا۔ پس عائذ نے ہمیں آنکھ سے اشارہ کیا۔ جب ہم آپ کی خدمت سے اُٹھ گئے تو ہم نے عائذ سے کہا: تیری حاجت کیا تھی تو کیا سوال کرنا چاہتا تھا؟

اس نے کہا: وہی جو تم نے سنا ہے۔

ہم نے کہا: تیری یہ حاجت کیسی تھی؟

اس نے عرض کیا: میں وہ بندہ ہوں جو راتوں کو قیام کرنے کی طاقت و قدرت نہیں رکھتا اور مجھے خوف لاحق رہتا کہ اگر نماز شب کے بارے میں میری گرفت ہوئی تو میں ہلاک ہو جاؤں گا۔

(گویا امام علیہ السلام نے میرے سوال کے بغیر ہی میرا جواب دے دیا ہے)۔

{حدیث نمبر 21/21} وروی سعد عن محمد بن الحسین عن بعض أصحابنا عن معاویة بن حکیم عن علی بن الحسن بن رباط عن عبد الله بن مسکان قال حدثنی من سأل أبا عبد الله علیه السلام عن الرجل یجتمع علیه الصلوات فقال: القها واستأنف.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن مسکان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس بندے نے بیان کیا ہے کہ جس نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سوال کیا: اس بندے کے بارے میں جس پر نمازیں جمع ہوگئی ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: وہ ان کو چھوڑ دے اور نئے سرے سے آغاز کرے۔

{حدیث نمبر 22/22} وروی سعد عن العباس بن معروف عن علی بن مهزیار عن فضالة بن أیوب عن أبان عن الحلبی قال قال أبو عبد الله علیه السلام فی الوتر: إنما کتب الله الخمس ولیست الوتر مکتوبة إن شئت صلیتها وترکها قبیح.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالی نے فقط پانچ نماز یومیہ کو واجب قرار دیا ہے۔ نماز وتر واجب نہیں اگر بندہ چاہے تو پڑھ لے اور اس کو ترک کرنا قبیح ہے۔

{حدیث نمبر 23/23} وروی سعد عن معاویة بن حکیم عن معمر بن خلاد عن أبی الحسن الرضا علیه السلام ان أبا الحسن علیه السلام کان إذا اغتم ترک الخمسین.

قوله علیه السلام ترک الخمسین یرید به تمام الخمسین لان الفرائض لا یجوز ترکها علی کل حال، یبین ذلک.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معمر بن الخلاد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام غمگین یا تھکے ہوتے تو آپؑ پچاس رکعت کو ترک کر دیتے تھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امامؑ پچاس رکعت کو چھوڑ دیتے تھے، اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپؑ پچاس کی پچاس رکعت ہی چھوڑ دیتے تھے۔ کیونکہ ان میں سترہ رکعت واجب نماز ہے۔ وہ کسی صورت چھوڑنا جائز نہیں ہے اور اس کو بعد والی حدیث بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 24/24﴾ ما رواه سعد بن عبد الله عن علی بن إسماعيل عن معلی بن محمد البصری عن علی بن اسباط عن عدة من أصحابنا ان أبا الحسن موسیٰ عليه السلام كان إذا اهتم ترك النافلة. فأما الذی يدل علی ان ترك هذه النوافل إنما جاز فی حال الضرورة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن اسباط سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے، جو بیان کرتے ہیں کہ جب کبھی امام ابوالحسن علیہ السلام غمگین و پریشان ہوتے تو آپ نوافل کو چھوڑ دیتے تھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ روایت جو بیان کرتی ہے کہ نوافل کو ترک کرنا جائز ہے۔ وہ فقط حالت ضرورت کو بیان کرتی ہے جیسا کہ ذیل کی روایت بیان کر رہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 25/25﴾ ما رواه محمد بن يعقوب عن علی بن إبراهيم عن أبيه عن عمرو بن عثمان عن علی بن عبد الله عن عبد الله بن سنان، قال قلت لابی عبد الله عليه السلام رجل عليه من صلاة النوافل ما لا يدری ما هو من كثرته كيف يصنع؟ قال: فليصل حتی لا يدری كم صلی من كثرته فيكون قد قضی بقدر علمه. قلت: فانه لا يقدر علی القضاء من كثرة شغله فقال: ان كان شغله من طلب معيشة لابد منه أو حاجة أخ مؤمن فلا شئ عليه، وإن كان شغله لدنيا تشاغل بها عن الصلاة فعليه القضاء وإلا لقی الله عزوجل مستخفا متهاونا مضيعا لسنة رسول الله صلی الله عليه وآله. قلت: فانه لا يقدر علی القضاء فهل يصلح له أن يتصدق؟ فسكت مليا ثم قال: نعم فليتصدق بصدقة قلت: وما يتصدق؟ فقال بقدر طوله وأدنی ذلك مد لكل مسكين مكان كل صلاة فقلت: فكم الصلاة التی يجب عليه فيها مد لكل مسكين؟ فقال لكل ركعتين من صلاة الليل وكل ركعتين من صلاة النهار فقلت: لا يقدر فقال: مد لكل أربع ركعات، فقلت لا يقدر فقال: مد لكل صلاة الليل ومد لصلاة النهار والصلاة أفضل والصلاة أفضل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بندے سے نوافل اس قدر زیادہ ترک ہو چکے ہیں کہ وہ ان کی تعداد کو نہیں جانتا تو وہ کیا کرے۔ (ان کی قضاء کس طرح کرے گی؟)

آپؑ نے فرمایا کہ وہ اس قدر زیادہ نوافل پڑھے کہ اس کو معلوم نہ ہو کہ وہ کس قدر پڑھ چکا ہے۔ پس اس کے علم کا حساب سے قضاء ہو جائے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر وہ اپنی مصروفیت کی وجہ سے ان کی قضاء پر قادر نہ رہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ اس کی مصروفیت روزی روٹی کمانے کی وجہ سے کہ جو اس کے لیے ضروری ہے یا کسی مومن بھائی حاجت کو پورا کرنے کی وجہ سے ہے تو پھر اس پر کوئی حرج نہیں ہے اور اگر وہ دُنیا میں مشغول ہے اور اس وجہ سے اس کے نوافل قضاء ہوئے ہیں تو اس کو چاہیے کہ ان کی قضاء کرے۔ ورنہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا، خوف زدہ، سنت اور سنتِ رسولؐ کو ضائع کرنے والا ہوگا۔

راوی: پھر میں نے عرض کیا: اگر وہ ان کی قضاء کرنے پر قادر نہ ہو تو کیا وہ ان کے عوض صدقہ کرے تو کیا یہ اصلاح ہوگی؟

آپؑ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا: ہاں، اس کو چاہیے کہ وہ ان کے عوض صدقہ دے۔

راوی: میں نے عرض کیا: کس چیز کا صدقہ دے؟

آپؑ نے فرمایا: اپنی وسعت اور طاقت کے مطابق کم از کم ہر مستحبی نماز کے عوض ایک مُد طعام مسکین کو دے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر کوئی اتنی قدرت و وسعت نہ رکھتا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: پھر ہر چار رکعت کے عوض ایک مُد دے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر وہ اس پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: پھر ایک مُد طعام دن کے نوافل کے عوض اور ایک مُد رات کے نوافل کے عوض دے۔ نماز افضل ہے، نماز افضل ہے۔ (مراد یہ کہ نماز بہرحال مُد طعام سے بہتر و افضل ہے)۔

{حدیث نمبر 26/26} وعنه عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن مرازم قال سأل إسماعيل بن جابر أبا عبد الله عليه السلام فقال أصلحك الله ان علي نوافل كثيرة فكيف أصنع؛ فقال اقضها فقال له انها أكثر من ذلك قال: اقضها قلت:

لا احصيها قال: توخ قال مرازم : و كنت مرضت أربعة اشهر لم اتنفل فيها فقلت له: أصلحك الله أو جعلت فداك انى مرضت أربعة اشهر لم أصل نافلة فقال: ليس عليك قضاء ان المريض ليس كالصحيح كلما غلب الله عليه فالله أولى بالعذر فيه.

جناب الشیخ رحمة الله علیه نے نے جناب مرازم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب اسماعیل بن جابر نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سوال کیا: اللہ تعالیٰ آپ کے اُمور کی اصلاح فرمائے، میرے ذمہ بہت زیادہ نوافل ہیں میں کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: ان کی قضاء کرو۔

راوی: میں نے عرض کیا: وہ بہت زیادہ ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ان کی قضاء کرو۔

راوی: میں نے عرض کیا: میں ان کی تعداد کو نہیں جانتا؟

آپؑ نے فرمایا: تم ان کی قضاء کا ارادہ تو کرو۔

مرازم نے عرض کیا: میں چار ماہ مریض رہا ہوں اور میں نے نوافل ادا نہیں کیے۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں میں چار ماہ مریض رہا ہوں۔ میں نے نوافل نہیں پڑھے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کی قضاء تیرے ذمہ نہیں کیونکہ مریض تندرست کی مانند نہیں ہے۔ جب بھی اس پر غلبہ آجائے تو اللہ عذر کو قبول کرنے میں اُولویت رکھتا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

{باب نمبر 2}

سفر میں واجب نماز

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مسافر پر دن و رات میں گیارہ رکعت نماز واجب ہے۔
اس کے بعد جناب الشیخ صاحب نے اس کی تفصیل کو ذکر کیا ہے۔
جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم ثابت کریں گے کہ مسافر پر نماز قصر واجب ہے۔ تو جو ہم نے سفر میں فرائض کی رکعت کی تعداد کے بارے میں بیان کیا ہے وہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ وہی تعداد ہے جس کو ذکر کیا گیا ہے اور ہم روزے کے باب میں ان شاء اللہ اس کو بیان کریں گے۔
اور وہ روایت جو یہاں ہم ذکر کریں گے جو اس پر دال ہے وہ ہے جس کو الحسین بن سعید نے جناب صفوان اور فضالہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب العلا سے، انھوں نے جناب محمد بن مسلم سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے۔

{حدیث نمبر 1/27} ما رواه الحسين بن سعيد عن صفوان وفضالة عن العلا عن محمد بن مسلم قال قلت: لابي عبد الله عليه السلام رجل يريد السفر متى يقصر؟ فقال: إذا توارى من البيوت قلت: الرجل يريد السفر فيخرج حين تزول الشمس. فقال: إذا خرجت فصل ركعتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جب کوئی بندہ سفر کا ارادہ کرے تو کب نماز قصر پڑھے گا؟
آپؑ نے فرمایا: جب اس کے لیے اس کے گھر چھپ جائیں۔
راوی: میں نے عرض کیا: ایک بندہ جو سفر کا ارادہ رکھتا ہے اور زوال آفتاب کے وقت وہ سفر شروع کرتا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: جب تو سفر پر نکلا ہے تو نماز کو دو رکعت پڑھو۔ (یعنی چار رکعتی نماز کو دو رکعت پڑھو)۔

{حدیث نمبر 2/28} وعنه عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن حماد بن عيسى عن حريز عن محمد بن مسلم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل يدخل مكة من سفره وقد دخل وقت الصلاة قال يصلي ركعتين وان خرج الى سفره وقد دخل وقت الصلاة فليصل أربعا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ سفر سے مکہ میں اس وقت داخل ہوا ہے جب نماز کا وقت شروع ہوگیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز دو رکعت پڑھے اور اگر وہ سفر پر اُس وقت نکلا ہے کہ وقت داخل ہو چکا ہے تو پھر اس کو چاہیے کہ وہ نماز چار رکعت پڑھے (پوری پڑھے)۔

{حدیث نمبر 3/29} وروى أيضا عن صفوان ومحمد بن سنان عن إسماعيل بن جابر قال قلت: لابي عبد الله عليه السلام يدخل علي وقت الصلاة وانا في السفر فلا أصلي حتى ادخل أهلي قال: صل وأتم الصلاة قلت: فدخل وقت الصلاة وانا في أهلي أريد السفر فلا أصلي حتى أخرج قال: فصل وقصر وإن لم تفعل فقد والله خالفت رسول الله صلى الله عليه وآله

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن جابر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں سفر میں تھا اور نماز کا وقت داخل ہوگیا تھا اور میں نے نماز نہیں پڑھی تھی یہاں تک کہ میں گھر آ گیا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نماز پڑھو اور پوری پڑھو۔

میں نے عرض کیا: میں ابھی اپنے گھر میں تھا اور نماز کا وقت داخل ہوگیا تھا اور میں نے نماز نہیں پڑھی، سفر کا ارادہ کیا۔ پس نماز نہیں پڑھی یہاں تک کہ میں سفر پر نکل چکا ہوں تو اب کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: نماز پڑھو اور قصر پڑھو۔ اگر تُو نے ایسا نہ کیا تو پھر تُو نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کی۔

{حدیث نمبر 4/30} وروى أيضا عن النضر بن سويد عن موسى بن بكر عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام انه سئل عن رجل دخل وقت الصلاة وهو في السفر

فأخر الصلاة حتی قدم فھو یرید أن یصلیھا إذا قدم إلی أھلہ فنسی حین قدم الی أھلہ أن یصلیھا حتی ذھب وقتھا قال: یصلیھا رکعتین صلاۃ المسافر لان الوقت دخل وھو مسافر کان ینبغی لہ أن یصلی عند ذٰلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے ایک شخص کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ سفر میں تھا اور نماز کا وقت ہوگیا تھا۔ اور اس نے نماز کو موخر کیا یہاں تک کہ وہ گھر آ گیا۔ وہ نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا تھا لیکن جب وہ گھر آیا تو وہ نماز پڑھنا بھول گیا یہاں تک کہ نماز کا وقت ختم ہوگیا تو اب وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ مسافر والی نماز پڑھے کیونکہ جب سفر میں تھا تو وقت داخل ہو چکا تھا اور اس کے لیے سزاوار تھا کہ وہ نماز اس وقت پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 5/31﴾ وروی أیضا عن النضر بن سوید عن عبد اللہ بن سنان عن أبی عبد اللہ علیہ السلام قال: الصلاۃ فی السفر رکعتان لیس قبلھما ولا بعدھما شئ إلا المغرب ثلاث.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سفر میں نماز فقط دو رکعت ہے، نہ اس سے پہلے کوئی چیز ہے اور نہ اس کے بعد سوائے نماز مغرب کے کہ اس کے بعد چار رکعت نوافل ہیں (یعنی نوافل ساقط ہوجائیں گے سوائے نماز مغرب کے نوافل کے)۔

﴿حدیث نمبر 6/32﴾ وروی أیضا عن صفوان بن یحیی عن العلا عن محمد بن مسلم عن أحدھما علیھما السلام قال: سألتہ عن الصلاۃ تطوعا فی السفر قال: لا تصل قبل الرکعتین ولا بعدھما شیئًا نھارا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے سفر میں مستحب نمازوں کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: دن کی دو رکعت واجب سے پہلے اور بعد میں کوئی نماز نہ پڑھو (یعنی دن کے نوافل ساقط ہیں)۔

﴿حدیث نمبر 7/33﴾ وروی عن فضالة عن حماد بن عثمان عن عبید الله الحلبی قال قلت: لابی عبد الله علیه السلام صلیت الظهر أربع رکعات وأنا فی السفر قال: أعد

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ الحلبی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے سفر میں نماز ظہر چار رکعت پڑھی ہے؟
آپؑ نے فرمایا: دوبارہ پڑھو (دوبارہ قصر پڑھو)۔

﴿حدیث نمبر 8/34﴾ وروی عن صفوان بن یحیی عن حذیفة بن منصور عن أبی جعفر وأبی عبد الله علیهما السلام انهما قالا الصلاة فی السفر رکعتان لیس قبلهما ولا بعدهما شیء. هذه الاخبار کلها دالة علی تفصیل ما ذکره فی الکتاب وأنا بمشیة الله استوفی الکلام علی وجوب التقصیر فیما بعد إن شاء الله تعالی.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حذیفہ بن منصور سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام اور امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، دونوں نے فرمایا: سفر میں نماز دو رکعت ہے، نہ اس سے پہلے کوئی چیز ہے اور نہ بعد میں (نوافل ساقط ہوجائیں گے)۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ تمام روایات اس تفصیل پر دلالت کرتی ہیں جن کو کتاب میں ذکر کیا گیا اور اللہ نے چاہا تو میں اس کی پوری بحث نماز قصر کے وجوب کے باب میں بیان کروں گا۔

https://www.shiabookspdf.com

﴿باب نمبر 3﴾

دورانِ سفر نوافل نمازیں

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سفر کے دوران نوافل نماز سترہ رکعات ہیں۔ پھر آخر باب تک ان کی تفصیل کو ذکر کیا جائے گا۔

﴿حدیث نمبر 1/35﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن يحيى الحلبي عن الحرث بن المغيرة قال قال أبو عبد الله عليه السلام: أربع ركعات بعد المغرب لا تدعهن في حضر ولا سفر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحرث بن المغیرہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: نمازِ مغرب کے بعد کی چار رکعت نوافل سفر اور حضر میں ان کو ترک نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 2/36﴾ وعنه عن علي بن إبراهيم عن محمد بن عيسى بن عبيد عن يونس بن عبد الرحمن عن ابن مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الصلاة في السفر ركعتان ليس قبلهما ولا بعدهما شيء إلا المغرب فأن بعدها أربع ركعات لا تدعهن في حضر ولا سفر وليس عليك قضاء صلاة النهار، وصل صلاة الليل واقضه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: دورانِ سفر نماز دو رکعت ہے، نہ ان سے پہلے اور نہ بعد میں کوئی چیز ہے، سوائے نمازِ مغرب کے کہ اس کے بعد چار رکعت نماز نوافل ہیں۔ ان کو سفر و حضر دونوں میں ترک نہ کرو اور سفر کے دوران دن کے نوافل کی قضاء بھی تیرے ذمے نہیں ہے۔ ہاں رات کے نوافل (نمازِ شب) پڑھو اور اگر نہ پڑھ سکو تو ان کی قضاء کرو۔

﴿حدیث نمبر 3/37﴾ وعنه عن محمد بن يحيى عن حماد بن سليمان عن سعد بن سعد عن مقاتل بن مقاتل عن أبي الحرث قال سألته. يعني الرضا عليه السلام. عن الاربع ركعات بعد المغرب في السفر يعجلني الجمال فلا يمكنني الصلاة على الارض هل أصليها في المحمل؛ قال: نعم صلها في المحمل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوالحرث سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نمازِ مغرب کے بعد کے چار رکعت نوافل کے دوران سفر کے بارے میں سوال کیا کہ اُونٹ والے میرے لیے جلدی کرتے ہیں۔ پس ان چار رکعت کو زمین پر پڑھنا میرے لیے ممکن نہیں ہوتا، تو کیا میں ان کو محمل میں پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، محمل میں پڑھ سکتے ہو۔

﴿حدیث نمبر 4/38﴾ وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن ابن أبي نجران عن صفوان عن أبي الحسن عليه السلام قال: صل ركعتي الفجر في المحمل. وهذان الحديثان يدلان على شدة تأكيد هذه النوافل لانه أمر بها في حال كون الانسان في المحمل ولم يسوغ تركها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب صفوان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: فجر کے دو رکعت نوافل محمل میں بھی پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ ان نوافل کی سختی سے تاکید کی گئی ہے۔ آپؑ نے ان کو محمل میں بھی پڑھنے کا حکم دیا ہے اور ان کو ترک کرنا مناسب و جائز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 5/39﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن الحسين بن عثمان عن ابن مسكان عن الحرث بن المغيرة قال قال لي أبو عبد الله عليه السلام: لا تدع أربع ركعات بعد المغرب في السفر ولا في الحضر. وكان أبي لا يدع ثلاث عشرة ركعة بالليل في سفر ولا في حضر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحرث بن المغیرۃ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ

الصادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: نمازِ مغرب کے بعد کے چار نوافل سفر و حضر میں ترک نہ کرو اور میرے والد ماجدؑ رات کے تیرہ رکعت نوافل کو سفر و حضر میں ترک نہیں کرتے تھے (آٹھ رکعت نمازِ شب، دو رکعت نمازِ شفع، ایک رکعت وتر اور دو رکعت نوافل فجر)۔

{حدیث نمبر 6/40} وعنه عن حماد بن عيسى عن معاوية بن عمار عن أبي عبدالله عليه السلام قال: كان على بن الحسين عليهما السلام يقول: انى لاحب أن ادوم على العمل وان قل، قال قلنا: تقضى صلاة الليل بالنهار فى السفر؟ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے: "میں پسند کرتا ہوں کہ میں عمل پر مداومت رکھوں خواہ کم ہی کیوں نہ ہو"۔

راوی: ہم نے عرض کیا: کیا رات کے نوافل کو دن کے وقت قضاء کیا جاسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

{حدیث نمبر 7/41} وعنه عن أحمد بن محمد عن صفوان الجمال قال كان أبو عبدالله عليه السلام يصلى صلاة الليل بالنهار على راحلته أينما توجهت به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان الجمال (اُونٹوں والا) سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام رات کے نوافل دن کے وقت سواری پر پڑھا کرتے تھے، خواہ رُخ جدھر مرضی ہو جائے۔

{حدیث نمبر 8/42} سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن عيسى عن أحمد بن محمد بن أبي نصر عن العلاء عن محمد بن مسلم قال قال لى أبو جعفر عليه السلام: صل صلاة الليل والوتر والركعتين فى المحمل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: نمازِ شب اور وتر اور دو رکعتیں محمل میں بھی پڑھو۔

{حدیث نمبر 9/43} وعنه عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب عن جعفر بن بشير عن حماد بن عثمان عن سيف التمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال: لى

بعض أصحابنا إنا كنا نقضي صلاة النهار إذا نزلنا بين المغرب والعشاء الآخرة فقال:
لا ألله اعلم بعبادة حين رخص لهم، إنما فرض الله على المسافر ركعتين لا قبلهما ولا
بعدهما شيء إلا صلاة الليل على بعيرك حيث توجه بك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سیف التمار سے نقل کیا ہے، اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ہمارے بعض ساتھی مجھے کہتے ہیں: جب ہم دورانِ سفر پڑاؤ کرتے ہیں تو مغرب وعشاء کے درمیان دن کے نوافل کی قضاء کرتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں، اللہ زیادہ جانتا ہے کہ اس نے اپنے بندوں کو کب رخصت واجازت دینی ہے۔ مسافر پر دن میں دو رکعت نماز سے قبل یا بعد میں کوئی چیز نہیں سوائے نمازِ شب کے، وہ اپنے اُونٹ پر بھی پڑھو خواہ تیرے رُخ جدھر بھی ہو جائے۔

﴿حدیث نمبر 10/44﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسن بن محبوب وعلي بن الحكم جميعا عن أبي يحيى الحناط قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن صلاة النافلة بالنهار في السفر فقال: يا بني لو صلحت النافلة في السفر تمت الفريضة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابویحییٰ الحناط سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے دورانِ سفر دن کے نوافل کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: اے بیٹے! اگر دورانِ سفر نوافل کی صلاح ہوتی تو پھر نماز پوری ہوتی۔

﴿حدیث نمبر 11/45﴾ وروى أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن أحمد بن اشيم عن صفوان بن يحيى قال سألت الرضا عليه السلام عن التطوع بالنهار وأنا في سفر؟ فقال: لا ولكن تقضي صلاة الليل بالنهار وأنت في سفر، فقلت جعلت فداك: صلاة النهار التي أصليها في الحضر اقضيها بالنهار في السفر؟ فقال: أما أنا فلا أقضيها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب صفوان بن یحییٰ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں دورانِ سفر دن کے نوافل پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، لیکن اگر دورانِ سفر رات کی نماز قضاء ہو جائے تو اس کو دن کے وقت دورانِ سفر قضاء

کر سکتے ہو۔

راوی: میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں وہ نوافل جو میں نے حضر میں پڑھنے تھے اور وہ مجھ سے حضر میں قضاء ہو گئے ہیں تو کیا ان کی قضاء دورانِ سفر دن کے وقت کر سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: میں تو ان کی قضاء بھی دورانِ سفر دن کے وقت نہیں کروں گا۔

﴿حدیث نمبر 12/46﴾ فاما الخبر الذی رواہ الحسين بن سعيد عن محمد بن أبي عمير عن معاوية بن عمار قال قلت لابي عبد الله عليه السلام أقضي صلاة النهار بالليل في السفر؛ فقال: نعم، فقال له اسماعيل بن جابر أقضي صلاة النهار بالليل في السفر؛ فقال: لا، فقال: إنك قلت نعم: فقال: إن ذاك يطيق وأنت لا تطيق. فمحمول على انه لو قضاه لم يكن مأثوما دون أن يكون ذلك مسنونا أو يكون قد علم من حاله انه إن لم يأمره بذلك استهان بالسنن ويؤدي ذلك الى الاخلال بالفرائض فأمره بذلك لتتوفر دواعيه على المحافظة على الصلوات، وعلم من حال الآخر خلاف ذلك فأمره بترك الاعادة مع انه ليس في الخبر أن له أن يصلي نوافل النهار أو فرائضها بالليل، وإذا لم يكن ذلك في ظاهره حملناه على الفرائض، ولو كان فيه تصريح بالنوافل لم يكن فيه ايضا انه مما فاته وهو مسافر أو فاته في حال الحضر وإذا احتمل ذلك حملناه على من فاته النوافل وهو حاضر جاز له أن تقضيها وهو مسافر بالليل، والذي يبين عن أن اعادة صلاة نوافل النهار ليس بمسنون.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا میں دورانِ سفر دن کے نوافل کی قضاء رات میں کر سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

پھر جناب اسماعیل بن جابر نے سوال کیا کہ کیا میں دورانِ سفر دن کے نوافل کی قضاء رات کو کر سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

اس نے عرض کیا: آپ نے (معاویہ بن عمار) سے فرمایا: ہاں، (میرے لیے نہ)۔

آپؑ نے فرمایا: وہ اس پر طاقت رکھتا ہے تم طاقت نہیں رکھتے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو اس پر حمل کیا جائے کہ مراد ہے کہ اگر وہ قضاء کرے گا تو گناہ نہیں ہوگا نہ کہ وہ مسنون ہے۔

یا اس پر حمل کیا جائے کہ آپؑ نے ایک کو قضاء کا حکم دیا ہے۔ اس لیے آپؑ اس کی حالت کو جانتے تھے۔ اگر اس قضاء کا حکم نہ دیا تو وہ سنت ہلکا شمار کرے گا اور سست ہو جائے اور فرائض کے ادا کرنے میں بھی خلل ڈالے گا۔ پس اس کو حکم دیا کہ قضاء کرو تا کہ فرائض کی حفاظت پر کاربند رہے اور دوسرے کے بارے میں جانتے تھے کہ اس کی حالت پہلے کی حالت کے غیر ہے۔ پس اس کو اعادہ نہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور خود خبر میں کوئی لفظ موجود نہیں کہ دن کے نوافل یا فرائض مراد ہیں تو جب ایسا نہیں تو پھر ہم اس روایت کو ہم فرائض پر حمل کریں گے۔

اور اگر روایت میں نوافل کی تصریح ہو تب بھی اس میں یہ موجود نہیں کہ جو نوافل اس سے فوت ہو گئے ہیں وہ مسافرت کے دوران فوت ہوئے ہیں یا حضر میں فوت ہوئے ہیں اور اگر دونوں کا احتمال ہے تو پھر ہم ان نوافل پر حمل کریں گے کہ جو نوافل حالت حضر میں فوت ہوئے ہیں۔ مسافر کے لیے ان کی قضاء کرنا جائز ہے۔

اور وہ چیز جس کو روایت بیان کر رہی ہے وہ ہے دن کے نوافل اگر قضاء ہو جائیں تو ان کو رات کے وقت مسافر کے لیے قضاء کرنا سنت نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 13/47﴾ ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن الحسين بن عثمان عن ابن مسكان عن عمر بن حنظلة قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: جعلت فداك إني سألتك عن قضاء صلاة النهار بالليل في السفر فقلت لا تقضها وسألك أصحابنا فقلت اقضوا، فقال لي: أفاقول لهم لا تصلوا؟! وإني أكره أن أقول لهم لا تصلوا والله ما ذاك عليهم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن حنظلہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ سے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ میں نے آپؑ سے سوال کیا تھا کہ دوران سفر دن کے نوافل قضاء ہو جائیں تو ان کی رات کو قضاء کر سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ان کی قضاء نہ کرو اور ہمارے کچھ دوستوں نے آپؑ سے سوال کیا تو آپؑ نے ان سے فرمایا

کہ قضاء کرو۔

آپؑ نے مجھے فرمایا: کیا میں نے ان سے کہا کہ تم نماز نہ پڑھو۔ میں پسند نہیں کرتا کہ میں ان کو کہوں کہ تم نماز نہ پڑھو۔ خدا کی قسم! یہ ان پر نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 14/48} وأما الخبر الذي رواه الحسن بن محبوب عن حنان بن سدير عن سدير قال قال أبو عبد الله عليه السلام: كان أبي يقضي في السفر نوافل النهار بالليل ولا يتم صلاة فريضة. فيحتمل أن يكون المراد بهذا الخبر ما ذكرناه في الخبر الاول، ويحتمل أيضاً أن يكون إنما كان يقضي عليه السلام هذه النوافل إذا خرج إلى السفر وقد دخل وقتها، وهذا الوجه يحتمله الخبر الاول أيضاً وإن من أمره بقضاء النوافل علم من حاله انه خرج بعد دخول الوقت، ومن أمره بتركها علم من حاله انه خرج بعد تقضي وقتها، والذي يدل على ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سدیر سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد ماجدؑ دوران سفر دن کے نوافل کی رات کو قضاء کرتے تھے اور نماز واجب قصر پڑھتے تھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں بھی وہی احتمال ہوسکتا ہے جو گزشتہ روایت میں احتمال دیا گیا ہے اور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ آپ دن کے ان نوافل کی قضاء رات کو کرتے تھے کہ جب آپؑ سفر میں اس وقت نکلے ہوں جب نماز کا وقت داخل ہو گیا ہے اور آپ نے نوافل ادا نہ کیے ہوں اور سفر میں چلے گئے ہوں تو ان کی رات کو قضاء کرتے تھے اور اسی احتمال پر پہلی روایت کو بھی حمل کیا جاسکتا ہے کہ آپ نے ایک کو حکم دیا کہ وہ قضاء کرے کیونکہ آپ اس کی حالت کے بارے میں جانتے تھے کہ اس نے سفر اس وقت شروع کیا جب نماز کا وقت داخل ہو چکا تھا اور دوسرے کو قضاء نہ کرنے کا حکم دیا کیونکہ آپ اس کے بارے میں جانتے تھے کہ اس نے اس وقت شروع کیا کہ ابھی نماز کا وقت داخل نہیں ہوا تھا اور اس پر ہی یہ ذیل والی روایت دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 15/49} ما رواه أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام انه سئل عن الرجل إذا زالت الشمس وهو في منزله ثم يخرج في سفر قال: يبدأ

بالزوال فيصليها ثم يصلي الاولى بتقصير ركعتين لانه خرج من منزله قبل أن تحضر الاولى، وسئل فان خرج بعدما حضرت الاولى؛ قال: يصلي الاولى أربع ركعات ثم يصلي بعد النوافل ثمان ركعات لانه خرج من منزله بعدما حضرت الاولى فإذا حضرت العصر صلى العصر بتقصير وهي ركعتان لانه خرج في السفر قبل أن تحضر العصر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا گیا جو سفر میں اس وقت نکلتا ہے کہ زوال ہوگیا ہے۔ وہ ابھی اپنے گھر میں ہے اور بعد میں سفر پر نکلا ہے وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز ادا کرے اور بعد میں پہلی ' ' قصر پڑھے کیونکہ وہ سفر میں اس وقت نکلا ہے کہ ابھی پہلی نماز کا وقت داخل نہیں ہوا تھا۔

پھر آپؑ سے سوال کیا گیا: اگر نماز اولیٰ کا وقت داخل ہوگیا ہو اور وہ بعد میں سفر پر نکلا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: وہ پہلی نماز چار رکعت پڑھے اور اس کے بعد عصر کے آٹھ نوافل پڑھے کیونکہ وہ گھر سے اس وقت نکلا ہے جب پہلی نماز کا وقت داخل ہو چکا تھا۔ پھر جب عصر کا وقت داخل ہوگا تو وہ عصر کو قصر پڑھے گا جو دو رکعت ہیں کیونکہ وہ عصر کا وقت داخل ہونے سے قبل سفر پر نکلا ہے۔

باب نمبر 4

نماز کے اوقات اور ہر نماز کے وقت کی نشانی

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نمازِ ظہر کا وقت زوالِ آفتاب سے لے کر چیز کا سایہ دو/سات ہوجائے (۲/۷) ہوجائے اور اس کے لیے آپ نے وہ چیز ذکر کی ہے جس کے ذریعے زوالِ آفتاب کی شناخت ہو۔

پھر فرمایا: نمازِ عصر کا وقت نمازِ ظہر کے وقت سے تین یعنی ۳/۷ ہوجائے اور جو بندہ نوافل نہ پڑھے اس کے لیے نمازِ ظہر کا وقت زوال کے ساتھ ہی ہوجاتا ہے اور جو نوافل ادا کرے اس کے لیے نوافل کا وقت سایہ دو قدم ہوجائے یا سات اور جو اُس کے مشابہ ہے۔ اور مضطر اور مجبور کے لیے نماز کا وقت سورج کے زرد ہونے تک کا ہے۔ اور پہلے وقت پر جو روایات دلالت کرتی ہیں وہ ذیل میں ہیں:

حدیث نمبر 1/50 ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسين بن سعيد عن علي بن مهزيار عن فضالة بن أيوب عن عمر بن أبان عن سعيد ابن الحسن قال قال أبو جعفر عليه السلام: أول الوقت زوال الشمس، وهو وقت الله الاول وهو أفضلهما.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعید بن الحسن سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: اوّل وقت زوالِ آفتاب ہے اور یہ اللہ کا معین کردہ وقت ہے اور یہ دونوں سے افضل وقت ہے۔

حدیث نمبر 2/51 وعنه عن الحسين بن سعيد ومحمد بن خالد البرقي والعباس ابن معروف جميعا عن القاسم بن عروة عن عبيد بن زرارة قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن وقت الظهر والعصر فقال: إذا زالت الشمس دخل الظهر والعصر جميعا الا أن هذه قبل هذه، ثم أنت في وقت منهما جميعا حتى تغيب الشمس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نمازِ ظہر وعصر کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو ظہر اور عصر دونوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے مگر یہ کہ ظہر عصر سے پہلے پڑھی جائے گی۔ پھر دونوں کا وقت ہے یہاں تک کہ غروبِ آفتاب ہوجائے۔

﴿حدیث نمبر 3/52﴾ وعنه عن يعقوب بن يزيد عن الحسن بن علي الوشا عن أحمد بن عمر عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن وقت الظهر والعصر فقال: وقت الظهر إذا زاغت الشمس إلى أن يذهب الظل قامة، ووقت العصر قامة ونصف الى قامتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن عمر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے نمازِ ظہر اور عصر کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: نمازِ ظہر کا وقت جب زوالِ آفتاب ہوجائے اور سایہ ایک قامت کے برابر ہوجائے اور نمازِ عصر کا وقت سایہ ایک قامت اور نصف ہوجائے یہاں تک کہ دو قامت ہوجائے۔

﴿حدیث نمبر 4/53﴾ وعنه عن أبي جعفر أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن عبد الله بن بكير عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وآله بالناس الظهر والعصر حين زالت الشمس في جماعة من غير علة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے ساتھ نمازِ ظہر وعصر زوالِ آفتاب کے ساتھ بغیر کسی وجہ وعلّت کے باجماعت اکٹھی پڑھا کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 5/54﴾ وعنه عن محمد بن الحسين عن الحكم بن مسكين عن النضر ابن سويد عن عبد الله بن بكير عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا زالت الشمس دخل الوقتان الظهر والعصر، وإذا غابت الشمس دخل الوقتان المغرب والعشاء الآخرة. وأما الذي يدل على الضرب الآخر وهو وقت من يصلي النوافل،

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب زوال آفتاب ہوجائے تو ظہر وعصر دونوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے اور جب غروبِ آفتاب ہوجائے تو اس وقت نماز مغرب وعشاء دونوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جو بیان کرتی ہیں کہ دوسرا وقت وہ ان کے لیے جو نوافل ادا کرنا چاہتے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 6/55﴾ ما رواه الحسين بن سعيد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال سألته عن وقت الظهر فقال: ذراع من زوال الشمس، ووقت العصر ذراع من وقت الظهر فذلك أربعة أقدام من زوال الشمس، وقال زرارة قال لي أبو جعفر عليه السلام حين سألته عن ذلك: إن حايط مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله كان قامة فكان إذا مضى من فيئه ذراع صلى الظهر، واذا مضى من فيئه ذراعان صلى العصر، ثم قال: أتدري لم جعل الذراع والذراعان؟ قلت: لم جعل ذلك؟ قال: لمكان النافلة فان لك ان تنتفل من زوال الشمس الى أن يمضي الفيء ذراعا، فإذا بلغ فيئك ذراعا من الزوال بدأت بالفريضة وتركت النافلة قال ابن مسكان: وحدثني بالذراع والذراعين سليمان بن خالد وأبو بصير المرادي وحسين صاحب القلانس وابن أبي يعفور ومن لا أحصيه منهم. وفي هذا الخبر تصريح بما عقدنا عليه الباب ان هذه الاوقات إنما جعلت لمكان النافلة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جنابِ زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: زوالِ آفتاب سے سائے کا ایک ذراع (ہاتھ) ہونے تک ہے اور نماز عصر کا وقت سائے کا دو ذراع ہونے تک۔ پس عصر کا وقت زوال سے سایہ چار قدم ہوتا ہے۔

جنابِ زرارہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: جب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی دیوار کا سایہ ایک ذراع ہوجائے تو ظہر پڑھو اور جب سایہ دو ذراع ہوجائے تو عصر پڑھو۔

پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ ایک ذراع یا دو ذراع کیوں قرار دیا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا تا کہ نوافل کو پڑھا جاسکے۔ تیرے لیے جائز ہے کہ نماز ظہر کے نوافل زوال سے لے کر ایک ذراع سایہ ہونے تک پڑھو۔ پس جب سایہ ایک ذراع ہوجائے تو پھر نماز ظہر شروع کرو۔ نماز نوافل کا وقت ختم ہوجائے گا۔

جناب ابن مسکان نے بیان کیا ہے کہ جناب سلیمان بن خالد اور ابوبصیر المرادی اور ابن ابی یعفور وغیرہ نے مجھے ذراع اور ذراعین ہی بیان کیا ہے۔ اور بھی افراد ہیں جن کو میں نہیں جانتا۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت صراحت سے وہ مطلب بیان کر رہی ہے جس کے لیے ہم نے باب بنایا ہے کہ یہ اوقات اس لیے ہے تا کہ نوافل کا پڑھنا ممکن ہو۔

{حدیث نمبر 7/56} وروی محمد بن یعقوب عن علی بن إبراهیم عن محمد بن عیسٰی عن یونس عن یزید بن خلیفة قال قلت لابی عبد الله علیه السلام ان عمر بن حنظلة أتانا عنك بوقت فقال أبو عبد الله علیه السلام: إذن لا یکذب علینا، قلت: ذکر انك قلت: ان أول صلاة افترضها الله تعالی علی نبیه صلی الله علیه وآله الظهر وهو قول الله عزوجل (أقم الصلاة لدلوك الشمس) فإذا زالت الشمس لم یمنعك الا سبحتك ثم لا تزال فی وقت الظهر الی أن یصیر الظل قامة وهو آخر الوقت فإذا صار الظل قامة دخل وقت العصر فلم تزل فی وقت العصر حتی یصیر الظل قامتین وذلك المساء قال: صدق.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یزید بن خلیفہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جناب عمر بن حنظلہ نے آپ کی طرف سے ہمارے لیے نماز کا وقت بیان کیا ہے۔

امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: وہ ہمارے بارے جھوٹ نہیں بولتا۔

راوی: میں نے عرض کیا: اس نے ذکر کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پہلی نماز جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے لیے واجب قرار دی وہ نماز ظہر ہے اور اسی کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول بیان کرتا ہے: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ (سورۃ اسراء:

آیت ۷۸) "سورج کے زوال کے وقت نماز قائم کرو"۔ پس جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو تیرے لیے منع نہیں مگر یہ کہ تو تسبیح کرے۔ (زوالِ آفتاب کے وقت نماز جائز نہیں لیکن تسبیح کرنا جائز ہے)۔

پھر جب زوال ہوجائے تو نمازِ ظہر کا وقت سائے کا ایک اقامت کے برابر ہونے تک جاری رہے گا اور یہ آخری وقت ہے۔ اور جب سایہ ایک قامت ہوجائے تو نمازِ عصر کا وقت داخل ہوجائے گا اور یہ وقت جاری رہے گا یہاں تک کہ سایہ دو قامت کے برابر ہوجائے اور پھر شام کا وقت۔

آپؑ نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے۔

﴿حدیث نمبر 8/57﴾ وعنه عن محمد بن يحيى عن سلمة بن الخطاب عن علي بن سيف ابن عميرة عن أبيه عن عمر بن حنظلة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الظهر إلا أن بين يديها سبحة وذلك إليك إن شئت طولت وإن شئت قصرت۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن حنظلہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو نمازِ ظہر کا وقت داخل ہوجاتا ہے (نمازِ ظہر پڑھو) سوائے اس کے کہ تم نوافل ادا کررہے ہو، خواہ زیادہ پڑھو یا کم۔

﴿حدیث نمبر 9/58﴾ وروى محمد بن أحمد بن يحيى الأشعري عن العباس بن معروف عن صفوان بن يحيى عن إسحاق بن عمار عن إسماعيل الجعفي عن أبي جعفر عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا كان فيء الجدار ذراعا صلى الظهر وإذا كان ذراعين صلى العصر، قال قلت: ان الجدار يختلف بعضها قصير وبعضها طويل فقال: كان جدار مسجد النبي صلى الله عليه وآله يومئذ قامة۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل الجعفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ فرماتے ہیں: جب دیوار کا سایہ ایک ذراع ہوجاتا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ ظہر پڑھتے اور جب سایہ دو ذراع ہوجاتا تو نمازِ عصر پڑھا کرتے تھے۔

راوی: میں نے عرض کیا: دیواریں مختلف ہوتی ہیں، بعض چھوٹی اور بعض اُونچی و طویل؟

آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی دیوار اس دور میں انسانی قامت کے برابر تھی۔

﴿حدیث نمبر 10/59﴾ وروی الحسین بن سعید عن فضالة عن حسین بن عثمان عن عبد الله بن مسکان عن إسماعیل بن عبد الخالق قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن وقت الظهر فقال: بعد الزوال بقدم أو نحو ذلك إلا فی یوم الجمعة أو فی السفر فان وقتها حین تزول.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن عبدالخالق سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نمازِ ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: زوالِ آفتاب کے بعد سایہ کے ایک قدم کے برابر ہونے پر ہے یا اس کی مانند سوائے روزِ جمعہ کے یا مسافر کے لیے ان کے لیے وقت نمازِ ظہر زوال کے ساتھ ہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 11/60﴾ وعنه عن فضالة عن حماد بن عثمان عن عیسی بن أبی منصور قال قال لی أبو عبدالله علیه السلام: إذا زالت الشمس فصلیت سبحتك فقد دخل وقت الظهر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیسیٰ بن ابی منصور سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہو جائے اور تُو نے نوافل کو ادا کرلیا ہے۔ تو پھر ظہر کا وقت داخل ہو جائے گا۔

﴿حدیث نمبر 12/61﴾ وعنه عن أحمد بن محمد قال سألته عن وقت صلاة الظهر والعصر فکتب قامة للظهر وقامة للعصر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن محمد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے نمازِ ظہر اور عصر کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ایک قامت نمازِ ظہر کے لیے لکھا گیا ہے اور ایک قامت نمازِ عصر کے لیے (یعنی نمازِ عصر کے زوال سے لے کر دو قامت سایہ ہونے کے برابر ہے)۔

﴿حدیث نمبر 13/62﴾ وروی سعد عن أحمد بن محمد عن محمد بن عبد الجبار عن الحسن بن علی بن فضال عن عبد الله بن بکیر عن زرارة قال: سألت أبا عبد الله علیه

السلام عن وقت صلاة الظهر في القيظ فلم يجبني فلما أن كان بعد ذلك قال: لعمرو بن سعيد بن هلال إن زرارة سألني عن وقت صلاة الظهر في القيظ فلم أخبره فحرجت عن ذلك فاقرأه مني السلام وقل له: إذا كان ظلك مثلك فصل الظهر، وإذا كان ظلك مثليك فصل العصر. والذي يدل على أن هذه الاوقات خاصة لمن صلى النوافل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے ، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے گرمی میں نمازِ ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔ پس آپؑ نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر اس کے بعد آپؑ نے عمرو بن سعید بن ہلال سے فرمایا: زرارہ نے گرمی میں مجھ سے نمازِ ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا تھا اور میں نے اس کا جواب نہیں دیا۔ پس تم اس کی طرف جاؤ اور میری طرف سے اس کو سلام کہنا۔ پھر اس سے کہو: جب سایہ تیرے مثل ہوجائے تو ظہر پڑھو اور جب سایہ تیرے دو برابر ہوجائے تو نمازِ عصر پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ وقت اس کے لیے ہے جو نوافل ادا کرنا چاہتا ہے اور اس پر روایات بھی دلالت کرتی ہیں جو ذیل میں ذکر ہوں گی۔

﴿حدیث نمبر 14/63﴾ ما رواه سعد بن عبد الله عن موسى بن الحسن عن الحسن بن الحسين اللؤلؤي عن صفوان بن يحيى عن الحرث بن المغيرة النصري وعمر بن حنظلة عن منصور بن حازم قالوا: كنا نعتبر الشمس بالمدينة بالذراع فقال لنا أبو عبد الله عليه السلام: ألا أنبئكم بأبين من هذا؟ قالوا بلى جعلنا الله فداك قال: إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الظهر إلا أن بين يديها سبحة وذلك اليك فأن أنت خففت سبحتك فحين تفرغ من سبحتك، وان أنت طولت فحين تفرغ من سبحتك. وليس لاحد أن يقول كيف يمكنكم العمل على هذه الاحاديث مع اختلاف الفاظها وتضاد معانيها؟! لان بعضها يتضمن ذكر القامة، وبعضها يتضمن ذكر الذراع وبعضها يتضمن ذكر القدم، وهذه مقادير مختلفة لان اللفظ وان اختلف فأن المعاني ليست مختلفة من وجوه أحدها: انا قد بينا أنه إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الظهر الا لمن يصلي النافلة السبحة، وصلاة السبحة تختلف باختلاف المصلين، فمن صلى بقدر

ما تصير الشمس على قدم فذلك وقته ، ومن صلى على ذراع فكذلك حينئذ وقته ، ومن صلى إلى أن تصير الشمس على قامة فذلك وقته وقد صرح بهذا أبو عبد الله عليه السلام في الخبر الذي قدمناه عن منصور بن حازم من قوله الا أنبئكم بأبين من هذا ثم قال: إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الظهر إلا أن بين يديها سبحة فان أنت خففت فحين تفرغ منها وان أنت طولت فحين تفرغ منها ، والثاني : أن يكون جميع ما تضمنت هذه الاخبار من ذكر القامة والذراع المراد به الذراع وقد بينوا عليهم السلام ذلك روى ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ جب ہم مدینہ میں تھے تو ہم سورج کا اعتبار ذراع سے کرتے تھے۔ پھر حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے ہمیں فرمایا: کیا میں تمھیں اس سے آسان طریقہ نہ بیان کروں؟

ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں، ہم آپؑ پر قربان ہوجائیں۔

آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجاتا ہے تو نمازِ ظہر کا وقت داخل ہوجاتا ہے۔ مگر یہ کہ اس سے قبل نوافل ہیں یہ تیرے اختیار میں ہے، خواہ ان کو مختصر کرو اور جب ان سے فارغ ہوجاؤ تو نمازِ ظہر پڑھو اور اگر چاہو تو ان کو طول دو اور فارغ ہوجاؤ تو نمازِ ظہر پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی بندے کو حق حاصل نہیں کہ وہ یہ اعتراض کرے۔ ان روایات پر عمل کرنا کس طرح ممکن ہے جب کہ ان احادیث کے الفاظ مختلف ہیں اور معانی میں تضاد پایا جاتا ہے کیونکہ ان میں سے بعض وہ روایات ہیں جن میں ایک قامت کا سایہ بیان ہوا ہے اور بعض میں ذراع کا ذکر ہوا ہے اور بعض میں ایک قدم ذکر ہوا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ ان روایات میں اگرچہ مقادیر مختلف بیان ہوئی ہیں کیونکہ الفاظ مختلف ہیں لیکن ان کے معانی میں کوئی اختلاف نہیں اور اس کی دو وجہیں ہیں:

● وجہ اوّل: ہم نے بیان کیا ہے کہ روایات نے بیان کیا ہے کہ جب زوالِ آفتاب ہوجائے گا تو وقت نمازِ ظہر داخل ہوجاتا ہے سوائے اس بندے کے جو نوافل ادا کرتا ہے۔ تو نوافل نمازیں نمازی کے حساب سے مختلف ہوتی ہیں۔

پس ان میں سے بعض وہ نمازی بھی ہیں جو نوافل نمازوں کو اس انداز سے پڑھتے ہیں کہ سایہ ایک قدم تک ہو جاتا ہے تو اس کے لیے وقت نماز ظہر وہ ہے جب چیز کا سایہ ایک قدم کے برابر ہو جائے اور بعض وہ نمازی ہیں تو اس انداز میں پڑھتے ہیں کہ سایہ ایک ذراع کے برابر ہو جاتا ہے تو اس کے لیے وقت نماز ظہر ایک ذراع ہے۔

اور بعض وہ نمازی ہیں کہ جو نوافل کو اس انداز میں پڑھتے ہیں کہ سایہ ایک اقامت کے برابر ہو جاتا ہے تو اس کے لیے وقت نماز ظہر سایہ کا ایک اقامت کے برابر ہونا ہے۔ اور اس کو صراحت سے امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے اس روایت میں ذکر فرمایا ہے جس کو جناب منصور بن حازم نے آپؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کیا میں تمھیں اس سے آسان طریقہ بیان کروں؟

سب نے عرض کیا: کیوں نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہو جاتا ہے تو نماز ظہر کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ نماز ظہر سے قبل نوافل ہیں۔ پس اگر تم ان کو جلدی سے پڑھ لو تو فارغ ہونے کے بعد نمازِ ظہر پڑھو۔ اگر ان کو طول دو تو جب فارغ ہو جاؤ تو نماز ظہر پڑھو۔

● وجہ دوم: ان تمام روایات میں اگرچہ بعض میں قامت کا ذکر ہے اور بعض میں ذراع لیکن مراد اس سے وہی ذراع ہے اور اس کو ائمہ معصومینؑ کی روایات نے بیان کیا ہے۔

{حدیث نمبر 15/64} علی بن الحسن الطاطری عن محمد بن زیاد عن علی بن حنظلة قال قال لی أبو عبدالله علیه السلام: القامة والقامتان الذراع والذراعان فی کتاب علی علیه السلام.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن حنظلہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں جو ذکر ہوا ہے قامت یا دو قامت مراد اس سے ذراع یا دو ذراع ہیں۔

{حدیث نمبر 16/65} وعنه عن علی بن اسباط عن علی بن أبی حمزة قال: سمعت أبا عبدالله علیه السلام یقول: القامة هی الذراع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن ابی حمزہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قامت سے مراد وہی ذراع ہے۔

{حدیث نمبر 17/66} وعنه عن محمد بن زياد عن علي بن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال له أبو بصير: كم القامة؛ قال فقال: ذراع ان قامة رحل رسول الله صلى الله عليه وآله كانت ذراعا. والثالث ان الشخص القائم الذي يعتبر به الزوال يختلف ظله بحسب اختلاف الاوقات فتارة ينتهي الظل منه في القصور حتى لا يبقى بينه وبين أصل العمود المنصوب أكثر من قدم، وتارة ينتهي الى حد يكون بينه وبينه ذراع، وتارة يكون مقداره مقدار الخشب المنصوب، فإذا رجع الظل إلى الزيادة وزاد مثل ما كان قد انتهى إليه من الحد فقد دخل الوقت سواء كان قدما أو ذراعا أو مثل الجسم المنصوب فالاعتبار بالظل على جميع الاحوال لا بالجسم المنصوب، والذي يدل على هذا المعنى،

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ نے امام علیہ السلام سے سوال کیا: قامت سے کتنا فاصلہ مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ایک ذراع کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے پالان کی قامت ایک ذراع تھی۔

● وجہ سوم: جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان روایات کو یوں بھی حمل کیا جاسکتا ہے کہ وہ شاخص جس کو نصب کیا جاتا ہے تاکہ زوال کا اعتبار کیا جاسکے۔ خود اس کا سایہ اوقات کے مختلف ہونے سے مختلف ہوجاتا ہے۔ بعض اوقات سایہ کم ہوتے ہوتے اتنا ہوتا ہے کہ وہ شاخص کا سایہ ایک قدم رہ جاتا ہے اور پھر بڑھنا شروع ہوتا ہے اور بعض اوقات ایک ذراع اور بعض اوقات اس شاخص کی قامت کے برابر۔ تو اس کے بعد وہ بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ پس جب سایہ بڑھتے وقت اس کی مثل ہوجائے تو وہ وقت ہے خواہ ایک قدم ہو یا ایک ہاتھ ہو یا ایک قامت کے ہو۔ تو سایہ معتبر ہے نا کہ وہ شاخص جس کو نصب کیا گیا ہے اور اس معنی پر بھی روایت دلالت کرتی ہے جو کہ ذیل میں ذکر ہورہی ہے۔

{حدیث نمبر 18/67} ما رواه محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن صالح ابن سعيد عن يونس عن بعض رجاله عن أبي عبد الله عليه السلام قال سألته عليه السلام عما جاء في الحديث أن صل العصر إذا كانت الشمس قامة وقامتين

وذراعاً وذراعين وقدماً وقدمين من هذا ومن هذا فمتى هذا و كيف هذا؟ وقد يكون الظل فى بعض الاوقات نصف قدم قال: إنما قال ظل القامة ولم يقل قامة الظل وذلك ان ظل القامة يختلف مرة ويكثر مرة ويقل والقامة قامة أبداً لا تختلف ثم قال ذراع وذراعان وقدم وقدمان فصار ذراع وذراعان تفسير القامة والقامتين فى الزمان الذى يكون فيه ظل القامة ذراعاً وظل القامتين ذراعين فيكون ظل القامة والقامتين والذراع والذراعين متفقين فى كل زمان معروفين مفسراً أحدهما بالآخر مسدداً به فإذا كان الزمان يكون فيه ظل القامة ذراعاً كان الوقت ذراعاً من ظل القامة وكانت القامة ذراعاً من الظل وإذا كان ظل القامة اقل أو أكثر كان الوقت محصوراً بالذراع والذراعين فهذا تفسير القامة والقامتين والذراع والذراعين. وأما القسم الاخير من الذى ذكرناه وهو وقت المضطر، فيدل على ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یونس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک مرد سے نقل کیا اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: حدیث میں آیا ہے جب سایہ ایک قامت اور دو قامت اور ایک ذراع اور دو ذراع، ایک قدم اور دو قدم ہوجائے تو نماز عصر پڑھو۔ یہ کیا ہے؟ کب ہے اور کیسے ہے؟ اور بعض اوقات سایہ نصف قدم رہ جاتا ہے؟

آپ نے فرمایا: یہ کہا ہے کہ قامت کا سایہ یہ نہیں کہا گیا کہ سایہ کی قامت اس لیے قامت کا سایہ مختلف ہوتا رہتا ہے۔ بعض اوقات زیادہ ہوتا ہے اور بعض اوقات کم ہوتا ہے لیکن قامت ہمیشہ قامت ہی رہتی ہے، وہ مختلف نہیں ہوتی۔

پھر آپ نے فرمایا: ایک ذراع یا دو ذراع، ایک قدم دو قدم، اس کی تفسیر ایک ذراع یا دو ذراع ہی ہے کیونکہ سایہ ایک قامت اور دو قامتیں اور ایک ذراع اور دو ذراع ہر دور میں متفقین اور ہر زمانہ میں یہ ہی معروف ہے کہ ایک کی دوسرے کے ساتھ تفسیر کی جاتی ہے۔ پس جس زمانہ میں قامت کا سایہ ذراع ہوگا اس زمانہ میں نماز کا وقت قامت کا سایہ ایک ذراع مراد ہوگا۔ اور جس زمانہ میں قامت کا سایہ کم یا زیادہ ہوگا تو اس وقت سایہ محصور ہوگا ذراع یا ذراعین میں۔ پس قامت یا دو قامت کی تفسیر یہ ذراع یا دو ذراع ہے۔ اور یہ جو آخری قسم بیان ہوئی ہے

یہ اس بندے کے لیے وقت ہے جو مضطر ہے اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 19/68﴾ ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسين بن سعيد ومحمد بن خالد البرقي والعباس بن معروف جميعاً عن القاسم بن عروة عن عبيد بن زرارة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن وقت الظهر والعصر فقال: إذا زالت الشمس دخل وقت الظهر والعصر جميعاً إلا أن هذه قبل هذه ثم أنت في وقت منهما جميعا حتى تغيب الشمس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نمازِ ظہر وعصر کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو ظہر اور عصر دونوں کا وقت ہوجاتا ہے مگر یہ کہ ظہر کو عصر سے پہلے پڑھا جائے گا اور دونوں کا وقت ہے یہاں تک کہ غروبِ آفتاب ہوجائے۔

﴿حدیث نمبر 20/69﴾ وروى الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن موسى ابن بكر عن زرارة قال قال أبو جعفر عليه السلام أحب الوقت إلى الله عز وجل أوله حين يدخل وقت الصلاة فصل الفريضة فان لم تفعل فانك في وقت منهما حتى تغيب الشمس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے محبوب وقت اوّل وقت ہے جب نماز کا وقت داخل ہوجائے۔ پس تم اوّل وقت میں واجب نماز کو ادا کرو اور اگر اوّل وقت میں نماز ادا نہ کرسکو تو پھر تیرے لیے دونوں کا وقت ہے یہاں تک کہ غروبِ آفتاب ہوجائے۔

﴿حدیث نمبر 21/70﴾ وروى سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن عيسى وموسى بن جعفر بن أبي جعفر عن أبي طالب عبد الله بن الصلت عن الحسن بن علي ابن فضال عن داود بن أبي يزيد وهو داود بن فرقد عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الظهر حتى يمضي مقدار ما صلى

المصلى أربع ركعات، فإذا مضى ذلك فقد دخل وقت الظهر والعصر حتى يبقى من الشمس مقدار ما يصلى أربع ركعات فإذا بقي مقدار ذلك فقد خرج وقت الظهر وبقي وقت العصر حتى تغيب الشمس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد بن فرقد سے نقل کیا ہے، انھوں نے اپنے ایک ساتھی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو نمازِ ظہر کا وقت داخل ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اتنا وقت گزر جائے کہ جس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے۔ پس جب اتنا وقت گزر جائے تو پھر ظہر وعصر دونوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے (اور دونوں کا وقت متواتر رہتا ہے) یہاں تک کہ غروبِ آفتاب سے چار رکعت کا وقت بچ جائے اور جب اتنا وقت باقی رہ جائے تو پھر ظہر کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور باقی وقت نمازِ عصر کا ہے یہاں تک کہ سورج غروب ہوجائے۔

﴿حديث نمبر 22/71﴾ سعد عن أحمد بن محمد عن عبد الله بن محمد الحجال عن ثعلبة بن ميمون عن معمر بن يحيى قال قال سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول: وقت العصر الى غروب الشمس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معمر بن یحییٰ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نمازِ عصر کا وقت غروبِ آفتاب تک ہے۔

﴿حديث نمبر 23/72﴾ وروى أحمد بن محمد بن عيسى عن أحمد بن محمد بن أبي نصر عن الضحاك بن زيد عن عبيد بن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام في قوله تعالى: (أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ الَّيْلِ) قال: إن الله تعالى افترض أربع صلوات أول وقتها من زوال الشمس الى انتصاف الليل، منها صلاتان أول وقتهما من عند زوال الشمس إلى غروب الشمس إلا أن هذه قبل هذه، ومنها صلاتان أول وقتهما من غروب الشمس إلى انتصاف الليل إلا أن هذه قبل هذه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ إِلَى غَسَقِ الَّيْلِ (سورۂ اسراء:

آیت ۷۸) (نماز قائم کرو سورج کے ڈھل جانے کے وقت سے رات کے چھا جانے تک) کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے چار نمازیں فرض کی ہیں: زوالِ آفتاب سے لے کر آدھی رات تک ان چار میں سے دو نمازوں کا وقت زوالِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب تک ہے مگر یہ کہ ظہر کو عصر سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔ دو کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر آدھی رات تک ہے مگر یہ کہ مغرب کو عشاء سے قبل پڑھنا ہے۔

﴿حدیث نمبر 24/73﴾ وروى أحمد بن محمد بن عيسى عن البرقي عن القاسم بن عروة عن عبيد بن زرارة قال قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الصلاتين الظهر والعصر الا أن هذه قبل هذه ثم أنت في وقت منهما حتى تغيب الشمس. والذي يدل على ان ما تضمنته هذه الاخبار من قوله ثم أنت في وقت منهما الى أن تغيب الشمس إنما وردت رخصة للمضطر وصاحب العذر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو دونوں نمازوں ظہر اور عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے مگر یہ کہ ظہر کو عصر سے پہلے پڑھا جائے۔ پھر تیرے لیے دونوں کا وقت ہے یہاں تک کہ غروبِ آفتاب ہوجائے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان روایات میں جو لفظ آیا ہے کہ پھر تیرے لیے دونوں کا وقت ہے یہاں تک کہ غروب ہوجائے۔ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ یہ فقط مضطر اور مجبور و معذور افراد کے لیے ہے۔

﴿حدیث نمبر 25/74﴾ ما رواه أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسن بن محبوب عن إبراهيم الكرخي قال سألت أبا الحسن موسى عليه السلام متى يدخل وقت الظهر؟ قال: إذا زالت الشمس، فقلت: متى يخرج وقتها؟ فقال: من بعد ما يمضي من زوالها أربعة أقدام ان وقت الظهر ضيق ليس كغيره قلت: فمتى يدخل وقت العصر؟ فقال: إن آخر وقت الظهر هو أول وقت العصر فقلت: فمتى يخرج وقت العصر؟ فقال: وقت العصر إلى أن تغرب الشمس وذلك من علة وهو تضييع، فقلت: له لو أن رجلا صلى الظهر بعد ما يمضي من زوال الشمس أربعة أقدام أكان عندك غير مؤد لها؟ فقال: ان كان تعمد ذلك ليخالف السنة والوقت لم تقبل منه كما لو ان رجلا أخر العصر إلى

قرب أن تغرب الشمس متعمدا من غير علة لم تقبل منه، إن رسول الله صلى الله عليه وآله قد وقت للصلوات المفروضات أوقاتا وحد لها حدودا في سنته للناس فمن رغب عن سنة من سننه الموجبات كان مثل من رغب عن فرائض الله تعالى. فأما ما ذكره رحمه الله من اعتبار الزوال بالاصطرلاب والدائرة الهندسية فالمرجع فيه إلى أهل الخبرة وليس مأخوذا من جهة الاثر فاما الاعتبار بالعود المنصوب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابراہیم الکرخی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے سوال کیا: نماز ظہر کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: زوال آفتاب کے وقت سے۔

راوی: میں نے عرض کیا: ختم کب ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب سے لے کر سایہ چار قدم ہوجائے۔ ظہر کا وقت تنگ ہے۔ یہ دوسری نمازوں کی مانند نہیں ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: نمازِ عصر کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نماز ظہر کا آخری وقت نمازِ عصر کا اوّل وقت ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: ختم کب ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: عصر کا وقت غروبِ آفتاب تک رہتا ہے اور جو بغیر علت کے نماز کو تاخیر کرتا ہے وہ نماز کو ضائع کرنے والا ہے۔

راوی: میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اگر کوئی بندہ نماز ظہر سائے کا چار قدم ہونے کے بعد پڑھتا ہے تو کیا آپ کے نزدیک وہ واجب ادا کرنے والا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس نے عمداً بغیر کسی عذر کے ایسا کیا تو اس نے رسولِ خدا کی سنت کی اور وقت کی مخالفت کی ہے۔ اس سے نماز قبول نہیں کی جائے گی۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص عمداً نمازِ عصر کو غروب کے قریب تک مؤخر کرے اور بغیر کسی عذر و علت کے اس سے بھی نماز قبول نہیں ہوگی۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازوں کے لیے وقت قرار دیے ہیں اور لوگوں کے لیے اپنی سنت کی حدود کو بھی

معین کیا ہے۔ پس جو آپ کی بیان کردہ سنت سے رُوگردانی کرتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ کے فرائض سے رُوگردانی کرنے والا ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: زوالِ آفتاب کے سلسلے میں اس فن کے اہل کی طرف رجوع کیا جائے یا اس شاخص کی طرف جو اس کے لیے نصب کیا گیا ہے۔

زوال کی نشانی

{حدیث نمبر 26/75} فقد روی أحمد بن محمد بن عیسی رفعه عن سماعة قال قلت لابی عبد الله علیه السلام: جعلت فداك متى وقت الصلاة؛ فاقبل یلتفت یمیناً وشمالا كأنه یطلب شیئًا فلما رأیت ذٰلك تناولت عودا فقلت: هذا تطلب؛ قال: نعم فأخذ العود فنصب بحیال الشمس ثم قال: إن الشمس إذا طلعت كان الفئ طویلا ثم لا یزال ینقص حتى تزول الشمس فإذا زالت زادت فإذا استبنت الزیادة فصل الظهر ثم تمهل قدر ذراع وصل العصر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں نماز (ظہر) کا وقت کب ہوگا؟

آپؑ نے دائیں بائیں یوں دیکھا جیسے کوئی چیز تلاش کررہے ہوں۔ پس جب میں نے آپؑ کو یوں دیکھا تو ایک لکڑی اُٹھائی اور عرض کیا: کیا آپ اس کو تلاش کررہے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ پھر آپؑ نے اس لکڑی کو مجھ سے لیا اور پھر سورج کے سامنے اس کو زمین میں نصب کیا اور پھر فرمایا: جب سورج طلوع کرتا ہے تو اس کا ایک لمبا سایہ مغرب کی طرف ہوتا ہے۔ پھر وہ کم ہونا شروع ہوتا ہے اور آہستہ آہستہ ختم ہوجاتا ہے یہاں تک کہ زوال ہوجاتا ہے۔ پھر اس کے بعد مشرق کی جانب سایہ بڑھنا شروع ہوتا ہے۔ پھر جب سایہ مشرق کی جانب زیادہ ہونا شروع ہوجائے تو تم نمازِ ظہر پڑھو۔ پھر سائے کے ایک ہاتھ ہونے تک رُک جاؤ اور پھر نمازِ عصر پڑھو۔

{حدیث نمبر 27/76} الحسن بن محمد بن سماعة عن سلیمان بن داود عن علی بن

أبي حمزة قال: ذكر عند أبي عبد الله عليه السلام زوال الشمس قال فقال أبو عبد الله عليه السلام: تأخذون عودا طوله ثلاثة أشبار وان زاد فهو أبين فيقام فما دام ترى الظل ينقص فلم تزل. فإذا زاد الظل بعد النقصان فقد زالت. قال الشيخ رحمه الله: (ووقت المغرب مغيب الشمس) الى قوله: (ووقت الفجر).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن ابوحمزہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس زوالِ آفتاب کے بارے میں ذکر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: تم ایک لکڑی لو جس کی لمبائی تین بالش ہو اور اگر زیادہ ہو تو وہ زیادہ بہتر ہے پھر اس کو نصب کرو تو تم دیکھتے رہو کہ جب تک اس کا سایہ کم ہو رہا ہے تو ابھی زوال نہیں ہوا اور جب کم ہونے کے بعد زیادہ ہونا شروع ہو جائے تو پھر زوال ہو گیا ہے۔

نمازِ مغربین کا وقت

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نمازِ مغرب کا وقت غروبِ آفتاب ہے (اور نمازِ فجر کا وقت)۔

{حدیث نمبر 28/77} محمد بن علي بن محبوب عن موسى بن جعفر البغدادي عن الحسن بن علي الوشا عن عبد الله بن سنان عن عمرو بن أبي نصر قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول في المغرب: إذا توارى القرص كان وقت الصلاة وأفطر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمرو بن ابی نصر سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے مغرب کے وقت کے بارے میں بیان کرتے ہوئے فرمایا: جب سورج کی ٹکی چھپ جائے وہ نماز کا وقت ہے اور اس وقت افطار کرو۔

{حدیث نمبر 29/78} وروى عن أحمد بن محمد عن أحمد بن محمد بن أبي نصر عن القاسم مولى أبي أيوب عن عبيد بن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا غربت الشمس فقد دخل وقت الصلاتين الى نصف الليل إلا أن هذه قبل هذه، وإذا زالت الشمس دخل وقت الصلاتين إلا أن هذه قبل هذه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام

نے فرمایا: جب سورج غروب ہوجائے تو پھر دونوں نمازوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے جو آدھی رات تک رہتا ہے مگر یہ کہ نماز مغرب کو عشاء سے قبل پڑھو اور جب زوال ہوجائے تو نماز ظہر وعصر دونوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے مگر یہ کہ ظہر کو عصر سے قبل پڑھا جائے۔

﴿حدیث نمبر 30/79﴾ وروى عن أحمد بن علي بن الحكم عمن حدثه عن احدهما عليهما السلام انه سئل عن وقت المغرب فقال: إذا غاب كرسيها؛ قلت وما كرسيها؛ قال: قرصها فقلت: متى يغيب قرصها؛ قال: إذا نظرت إليه فلم تره.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب احمد بن علی بن الحکم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اس بندے سے نقل کیا ہے جس نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے نماز مغرب کے وقت کے بارے میں سوال کیا گیا۔

آپؑ نے فرمایا: جب کرسی چھپ جائے۔

راوی: میں نے عرض کیا: کرسی کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ گول ٹکی ہے۔

میں نے عرض کیا: وہ کب چھپے گی؟

آپؑ نے فرمایا: جب تو اس کی طرف دیکھے اور وہ تجھے نظر نہ آئے۔

﴿حدیث نمبر 31/80﴾ وروى عن محمد بن أبي الصهبان عن عبد الرحمن بن حماد عن ابراهيم بن عبد الحميد عن أبي اسامة الشحام قال قال رجل لابي عبد الله عليه السلام: أؤخر المغرب حتى تستبين النجوم؛ قال فقال: خطابية؛ ان جبرئيل عليه السلام نزل بها على محمد صلى الله عليه وآله حين سقط القرص.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ابو اسامہ الشحام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بندے نے حضرت امام ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نماز مغرب کو اس قدر موخر کرتا ہوں کہ ستارے ظاہر ہوجائیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ خطابیہ کا نظریہ ہے۔ حضرت جبرئیلؑ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز مغرب کا وقت لے کر نازل ہوتے کہ جب قرص غائب ہوجائے۔

(حدیث نمبر 32/81) الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن عبد الله بن سنان قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام: يقول: وقت المغرب إذا غربت الشمس فغاب قرصها. قال وسمعته يقول: أخر رسول الله صلى الله عليه وآله ليلة من الليالي العشاء الآخرة ما شاء الله فجاء عمر فدق الباب فقال يا رسول الله نام النساء نام الصبيان فخرج رسول الله صلى الله عليه وآله فقال: ليس لكم أن تؤذوني ولا تأمروني إنما عليكم أن تسمعوا وتطيعوا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز مغرب کا وقت جب سورج کی قرص غائب ہو جائے۔

راوی: میں نے امام علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات نماز عشاء کو اس وقت تک مؤخر کیا جب تک اللہ چاہتا تھا۔ تو عمر آیا اور اس نے آپؐ کے دروازے پر دستک دی اور عرض کیا:

یارسول اللہ! عورتیں اور بچے سو گئے ہیں؟

پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہر تشریف لائے اور فرمایا: تم لوگوں کو حق نہیں ہے کہ تم مجھے اذیت دو اور مجھے حکم دو۔ تم لوگوں پر واجب ہے کہ سنو اور اطاعت کرو۔

(حدیث نمبر 33/82) سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن عيسى وموسى بن جعفر عن أبي جعفر عن أبي طالب عبد الله بن الصلت عن الحسن بن علي بن فضال عن داود بن أبي يزيد. وهو داود بن فرقد. عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا غابت الشمس فقد دخل وقت المغرب حتى يمضي مقدار ما يصلي المصلي ثلاث ركعات، فإذا مضى ذلك فقد دخل وقت المغرب والعشاء الآخرة حتى يبقى من انتصاف الليل مقدار ما يصلي المصلي أربع ركعات، فإذا بقي مقدار ذلك فقد خرج وقت المغرب وبقي وقت العشاء الآخرة الى انتصاف الليل. فأما الذي يدل على اعتبار مغيب الشمس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد بن ابی یزید (جو داؤد بن فرقد ہے) اس نے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے

اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب سورج غروب ہوجائے تو اسی وقت نمازِ مغرب کا وقت داخل ہوجاتا ہے یہاں تک کہ اتنا وقت گزر جائے کہ جس میں ایک نمازی تین رکعات نماز پڑھ لے اور جب اتنا وقت گزر جائے تو پھر مغرب اور عشاء دونوں نمازوں کا وقت شروع ہوجاتا ہے یہاں تک کہ آدھی رات ہونے میں چار رکعت نماز کا وقت بچ جائے تو جب اتنا وقت بچ جائے تو نمازِ مغرب کا وقت ختم ہوجاتا ہے اور نصف شب تک کا وقت نمازِ عشاء کے لیے باقی بچ جائے گا (یعنی وہ وقت نمازِ عشاء کے لیے مخصوص ہوگا)۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بہرحال وہ روایت جو سورج کے غروب ہونے کو معتبر قرار دیتی ہیں۔

{حدیث نمبر 34/83} ما رواه محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن علي بن أحمد بن اشيم عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول: وقت المغرب إذا ذهبت الحمرة من المشرق، وتدري كيف ذاك؛ قلت لا قال: لان المشرق مطل على المغرب هكذا ورفع يمينه فوق يساره فإذا غابت هاهنا ذهبت الحمرة من هاهنا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن احمد بن اشیم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے ایک ساتھی سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مغرب کا وقت اس وقت ہوتا ہے جب مشرق کی طرف سے سرخی زائل ہوجائے۔ کیا تو جانتا ہے وہ کیسے؟

راوی: میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر بلند کرتے ہوئے فرمایا کہ مشرق اسی طرح مغرب پر محیط ہے اور اس پر جھانکتا ہے (اس کی سطح مغرب کی جانب سے بلند ہے) تو جب سورج مغرب میں غروب کرتا ہے تو مشرق سے اس کی سرخی زائل ہوجاتی ہے۔

{حدیث نمبر 35/84} وعنه عن محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن محمد بن خالد والحسين بن سعيد عن القاسم بن عروة عن بريد بن معاوية عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا غابت الحمرة من هذا الجانب. يعني من ناحية المشرق. فقد غابت الشمس من شرق الارض ومن غربها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب برید بن معاویہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب اس جانب (مشرق کی جانب) سے سرخی زائل ہوجاتی ہے تو پھر سورج مشرق سے غروب ہوجاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 36/85﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن ابن أبي عمير عن القاسم بن عروة عن بريد بن معاوية العجلي قال سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول: إذا غابت الحمرة من هذا الجانب يعني ناحية المشرق فقد غربت الشمس في شرق الارض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب برید بن معاویہ العجلی سے نقل کیا ہے اور اس نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب مشرق کی جانب سے سرخی زائل ہوجائے تو زمین سے مشرق سے سورج غروب ہوجاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 37/86﴾ وعنه عن علي بن سيف عن محمد بن علي قال صحبت الرضا عليه السلام في السفر فرأيته يصلي المغرب إذا أقبلت الفحمة من المشرق يعني السواد

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن علی سے نقل کیا ہے، میں ایک سفر میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ نماز مغرب اس وقت پڑھتے جب مشرق کی جانب سیاہی چھا جاتی تھی۔

﴿حدیث نمبر 38/87﴾ فأما ما رواه سعد بن عبد الله عن موسى بن الحسن والحسن ابن علي عن أحمد بن هلال عن محمد بن أبي عمير عن جعفر بن عثمان عن سماعة بن مهران قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: في المغرب إنا ربما صلينا ونحن نخاف أن تكون الشمس خلف الجبل أو قد سترنا منها الجبل قال فقال: ليس عليك صعود الجبل. فليس بمناف لما ذكرناه من اعتبار غيبوبة الشمس لانه لا يمتنع أن تكون الحمرة قد زالت عن المشرق وإن كانت الشمس باقية خلف الجبل، لان الشمس إنما تغرب على قوم وتطلع على آخرين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ بن مہران سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: بعض اوقات ہم نماز مغرب پڑھتے ہیں لیکن ہمیں خوف طاری ہوتا ہے کہ سورج پہاڑ کے عقب میں موجود ہے یا پہاڑ نے ہم سے سورج کو چھپا دیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تم پر پہاڑ پر چڑھنا واجب نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے سورج کے غروب ہونے میں اعتبار ذکر کیا ہے۔ یہ روایت اس سے منافی نہیں کیونکہ یہ اس سے مانع نہیں ہے کہ مشرق کی جانب سے سرخی زائل ہوجائے۔ اگرچہ پہاڑ کے عقب میں سورج موجود ہو کیونکہ سورج اگر ایک قوم یا شہر سے غروب کرتا ہے تو دوسری قوم یا شہر میں موجود ہوتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 39/88﴾ فاما ما رواه أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن الصلت عن بكر بن محمد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سأله سائل عن وقت المغرب قال: ان الله تعالى يقول في كتابه لابراهيم عليه السلام: (فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا) فهذا أول الوقت وآخر ذلك غيبوبة الشفق وأول وقت العشاء ذهاب الحمرة وآخر وقتها الى غسق الليل يعني نصف الليل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب بکر بن محمد سے نقل کیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ ایک سوال کرنے والے نے امام ابوعبداللہ سے مغرب کی نماز کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے فرمایا: فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَاٰ كَوْكَبًا (سورۂ انعام: آیت ۷۶) "پس جب اس پر رات چھا گئی اور اس نے ستارے کو دیکھا"۔

فرمایا: یہ مغرب کا اوّل وقت ہے اور آخری وقت ہے شفق غائب ہوجائے اور نماز عشاء کا وقت ہے مغرب کی طرف سے سرخی ختم ہوجائے اور عشاء کا آخری وقت آدھی رات تک ہے۔

﴿حدیث نمبر 40/89﴾ وما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن أبي همام إسماعيل بن همام قال رأيت الرضا عليه السلام وكنا عنده لم يصل المغرب حتى ظهرت النجوم ثم قام فصلى بنا على باب دار ابن أبي محمود.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن ہمام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم امام رضا علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ میں نے دیکھا کہ آپؑ نے نماز مغرب اس وقت تک ادا نہیں فرمائی یہاں تک کہ ستارے ظاہر ہو گئے۔ جب

ستارے نظر آئے تو آپؑ کھڑے ہوئے اور ابن ابی محمود کے دروازے پر ہمارے ساتھ نماز ادا فرمائی۔

﴿حدیث نمبر 41/90﴾ وعنه عن أحمد بن محمد وعبد الله ابنی محمد بن عيسى عن داود الصرمي قال: كنت عند أبي الحسن الثالث عليه السلام يوما فجلس يحدث حتى غابت الشمس ثم دعا بشمع وهو جالس يتحدث فلما خرجت عن البيت نظرت وقد غاب الشفق قبل أن يصلي المغرب ثم دعا بالماء فتوضأ وصلى. فهذه الاخبار محمولة على حال الضرورة لان مع الضرورة يجوز تأخير الصلاة عن أول وقتها. والذي يدل على ذلك ما رواه:

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب داؤد الصرمی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن حضرت امام ابوالحسن علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں تھا۔ آپؑ (نماز عصر کے بعد) بیٹھے اور گفتگو شروع کی یہاں تک کہ سورج غروب ہوگیا۔ پھر آپؑ نے چراغ منگوایا اور بیٹھے گفتگو کرتے رہے۔ پس جب میں گھر سے باہر نکلا تو اس وقت میں نے دیکھا کہ آپؑ کے نماز پڑھنے سے قبل شفق غائب ہو چکا تھا۔ پھر آپؑ نے پانی طلب فرمایا، وضو کیا اور نماز ادا فرمائی۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ضرورت پر حمل کیا جائے گا۔ کسی ضرورت کی خاطر نماز کو اوّل وقت سے موخر کرنا جائز ہے اور اس پر ذیل کی روایت بھی دال ہے۔

﴿حدیث نمبر 42/91﴾ سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن عيسى ومحمد بن عبد الجبار عن أبي طالب عبد الله بن الصلت عن القاسم بن محمد الجوهري عن عبد الله ابن سنان عن عمر بن يزيد قال قلت لابي عبد الله عليه السلام أكون مع هؤلاء وانصرف من عندهم عند المغرب فأمر بالمساجد فاقيمت الصلاة فان انا نزلت أصلي معهم لم أتمكن من الاذان والاقامة وافتتاح الصلاة فقال: ائت منزلك وأنزع ثيابك وان أردت أن تتوضأ فتوضأ وصل فانك في وقت الى ربع الليل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں ان لوگوں (مخالفین) کے ساتھ ہوتا ہوں اور ان کے ہاں سے مغرب کے وقت واپس آتا ہوں۔ پس جب میں مسجد کے قریب سے گزرتا ہوں تو نماز کھڑی ہو چکی ہوتی ہے۔ اگر میں

سواری سے اُتروں تاکہ ان کے ساتھ نماز پڑھوں تو میرے لیے اذان و اقامت کہنا اور اچھے انداز میں نماز شروع کرنا بھی ممکن نہیں ہوتا تو کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: تم اپنے گھر جاؤ اور لباس تبدیل کر دو اور اگر وضو کرنا چاہتے ہو تو وضو کرو پھر نماز پڑھو کیونکہ ایک چوتھائی رات تک نمازِ مغرب کا وقت باقی رہتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 43/92﴾ وروى الحسين بن سعيد عن محمد بن أبي عمير عن محمد ابن يونس وعلي الصيرفي عن عمر بن يزيد قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: اكون في جانب المصر فتحضر المغرب وأنا أريد المنزل فان أخرت الصلاة حتى اصلي في المنزل كان أمكن لي وأدركني المساء أفأصلي في بعض المساجد؟ قال فقال: صل في منزلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن یزید سے دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں شہر کی جانب ہوتا ہوں اور نمازِ مغرب کا وقت ہو جاتا ہے اور میں اپنے گھر جانا چاہتا ہوں۔ پس اگر میں نماز مؤخر کروں تاکہ گھر جا کر نماز پڑھوں۔ یہ میرے لیے زیادہ آسان و ممکن ہے اور شام بھی ہو جاتی ہے تو کیا میں کسی مسجد میں نماز پڑھ لوں؟

آپؑ نے فرمایا: اپنے گھر جا کر نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 44/93﴾ وروى سعد عن أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد المدائني عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن صلاة المغرب إذا حضرت هل يجوز أن تؤخر ساعة؟ قال: لا بأس ان كان صائما افطر وان كانت له حاجة قضاها ثم صلى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ نمازِ مغرب کا وقت ہو چکا ہے کیا میں اس کو ایک گھنٹہ تک مؤخر کر سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ اگر تو روزہ دار ہے تو پہلے روزہ افطار کرو اور اگر کوئی ضروری کام ہے تو اس کو انجام دو اور پھر نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 45/94﴾ وروى عن محمد بن الحسين عن محمد بن عبد الجبار عن

محمد ابن عمر بن يزيد عن محمد بن عذافر عن عمر بن يزيد قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن وقت المغرب فقال: إذا كان أرفق بك وأمكن لك في صلاتك وكنت في حوائجك فلك أن تؤخرها الى ربع الليل، قال: قال لي هذا وهو شاهد في بلده.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نمازِ مغرب کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تیرے لیے آسان ہو اور تیرے لیے نماز ممکن ہو اور کوئی ضروری حاجت ہو تو تیرے لیے ایک چوتھائی رات تک نماز کو مؤخر کرنا جائز ہے۔

راوی: بیان کرتا ہے کہ آپؑ نے میرے لیے یہ فرمایا جب کہ آپؑ اپنے وطن میں موجود تھے۔

﴿حدیث نمبر 46/95﴾ وروى عن محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن محمد ابن عيسى عن يونس عن يزيد بن خليفة قال قلت لابي عبد الله عليه السلام ان عمر ابن حنظلة أتانا عنك بوقت قال فقال أبو عبد الله عليه السلام: إذا لا يكذب علينا، قلت: قال وقت المغرب إذا غاب القرص إلا ان رسول الله صلى الله عليه وآله كان إذا جد به السير أخر المغرب ويجمع بينها وبين العشاء فقال: صدق وقال: وقت العشاء الآخرة حين يغيب الشفق الى ثلث الليل ووقت الفجر حين يبدو حتى يضيئ.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یزید بن خلیفہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: جناب عمر بن حنظلہ نے آپ کی طرف سے نماز کا وقت بیان کیا ہے تو آپؑ نے فرمایا: وہ ہمارے اُوپر جھوٹ نہیں بولتا۔

راوی: میں نے عرض کیا کہ اس نے بیان کیا ہے کہ نمازِ مغرب کا وقت جب سورج غروب ہوجائے مگر یہ کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی اہم کام میں مصروف ہوتے تو آپؐ نمازِ مغرب کو مؤخر کرتے اور پھر نمازِ مغرب اور عشاء دونوں جمع کر کے پڑھتے تھے۔

تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس نے سچ کہا ہے اور اس نے کہا ہے کہ نمازِ عشاء کا وقت جب شفق غائب ہوجائے ایک ثلث رات تک ہے اور وقت نمازِ فجر اس وقت ہے۔ فجر ظاہر ہو اور پھر وہ روشن ہوجائے۔

حدیث نمبر 47/96 وروى أحمد بن محمد بن عيسى عن محمد بن يحيى عن طلحة بن زيد عن جعفر عن أبيه عليه السلام: ان النبي صلى الله عليه وآله كان في الليلة المطيرة يؤخر من المغرب ويعجل من العشاء فيصليهما جميعا ويقول: من لا يرحم لا يرحم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب طلحہ بن زید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارش والی رات نمازِ مغرب کو موخر کرتے اور پھر نماز عشاء میں جلدی کرتے اور پھر دونوں نماز کو جمع کرکے پڑھتے تھے اور فرماتے: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

حدیث نمبر 48/97 وعنه عن الحسن بن علي بن يقطين عن أخيه الحسين بن علي بن يقطين عن علي بن يقطين قال: سألته عن الرجل تدركه صلاة المغرب في الطريق أيؤخرها إلى أن يغيب الشفق؟ قال: لا بأس بذلك في السفر، فاما في الحضر فدون ذلك شيئًا. فهذه الاخبار كلها دالة على أن هذه الاوقات لصاحب الاعذار لانها مقيدة بالموانع وما يجري مجراها، والذي يكشف عما ذكرناه وانه لا يجوز تأخير المغرب عن غيبوبة الشمس إلا عن عذر ما ثبت انه مأمور في هذا الوقت بالصلاة، والامر عندنا على الفور فيجب أن تكون الصلاة عليه واجبة في هذه الحال، ويدل عليه أيضا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ سفر کے دوران راستے میں نمازِ مغرب کا وقت پالیتا ہے تو کیا وہ شفق کے زائل ہونے تک نمازِ مغرب کو موخر کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: سفر میں ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن حضر میں اس سے جلدی پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سب روایات بیان کرتی ہیں کہ یہ اوقات اس کے لیے ہے جس کا کوئی عذر ہو کیونکہ سب روایات موانع یا جو موانع کی مانند ہیں ان کے ساتھ مقید ہیں۔ اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے اس سے کشف ہوتا ہے کہ غروبِ آفتاب سے نمازِ مغرب کو موخر کرنا جائز نہیں سوائے اس بندے کے جس کا کوئی

عذر ہو اس کے لیے کہ وہ ان اوقات میں نماز ادا کرے۔ ہمارے نزدیک امر کی دلالت فوریت پر ہے۔ پس واجب ہے کہ اس پر نماز اس حالت میں واجب ہو اور اس پر یہ والی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 49/98} ما رواه محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن أبي الصهبان عن عبد الرحمن بن حماد عن إبراهيم بن عبد الحميد عن أبي اسامة زيد الشحام قال قال: رجل لابي عبد الله عليه السلام أوخر المغرب حتى تستبين النجوم؛ قال فقال: خطابية؛ ان جبرئيل عليه السلام نزل على محمد صلى الله عليه وآله حين سقط القرص.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابواسامہ زید الشحام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بندے نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا میں نماز مغرب کو اتنا موخر کر سکتا ہوں کہ ستارے ظاہر ہو جائیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ خطابیہ کا قول ہے۔

حضرت جبرئیلؑ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرص کے غائب ہونے کے وقت نازل ہوئے تھے۔

{حدیث نمبر 50/99} وروى أحمد بن محمد بن عيسى عن سعيد بن جناح عن بعض أصحابنا عن الرضا عليه السلام قال: ان أبا الخطاب قد كان افسد عامة أهل الكوفة، وكانوا لا يصلون المغرب حتى يغيب الشفق وانما ذلك للمسافر والخائف ولصاحب الحاجة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سعید بن جناح سے نقل کیا ہے، اور انھوں نے بعض اصحاب سے نقل کیا اور انھوں نے امام الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ابوالخطاب نے تمام اہل کوفہ کو فاسد کر دیا ہے۔ وہ نماز مغرب ادا نہیں کرتے مگر اس وقت جب شفق غائب ہو جائے جبکہ یہ وقت فقط وفقط مسافر اور خائف اور حاجت مند کے لیے ہے۔

{حدیث نمبر 51/100} أحمد بن محمد بن عيسى عن محمد بن أبي حمزة عمن ذكره عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال: ملعون من أخر المغرب طلب فضلها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن ابوحمزہ سے اور اس نے اس بندے سے نقل کیا ہے جس نے اس کو ذکر کیا اور اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ملعون ہے وہ بندہ جو فضیلت کو طلب کرنے کے لیے نماز مغرب کو موخر کرے۔

{حدیث نمبر 52/101} وروى سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن الحسن بن علي بن فضال عن جميل بن دراج قال قلت لابي عبد الله عليه السلام ما تقول في الرجل الذي يصلي المغرب بعدما يسقط الشفق؟ فقال: لعلة لا بأس قلت: فالرجل يصلي العشاء الآخرة قبل أن يسقط الشفق؟ فقال: لعلة لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ اس بندے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو نماز مغرب شفق کے زائل ہونے کے بعد پڑھتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کسی عذر وعلت کی وجہ سے ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی: میں نے پھر عرض کیا: وہ بندہ جو نماز عشاء کو شفق (سرخی) کے زائل ہونے سے قبل پڑھ لے؟

آپؑ نے فرمایا: کسی علت وعذر کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 53/102} وروى محمد بن علي بن محبوب عن العباس بن معروف عن عبد الله بن المغيرة عن ذريح قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: إن اناسا من أصحاب أبي الخطاب يمسون بالمغرب حتى تشتبك النجوم قال: أبرأ إلى الله ممن فعل ذلك متعمدا. فأما وقت العشاء الآخرة فهو سقوط الحمرة من المغرب حسب ما ذكره رحمه الله في الكتاب وآخره ثلث الليل وفي بعض الروايات الى نصف الليل، ويكون ذلك لصاحب الاعذار والحوائج الضرورية، يدل على ذلك طرف مما قدمناه من الاخبار لان أكثر الروايات يتضمن وقت الصلاتين، ويزيد ذلك بيانا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ذریح سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ابوالخطاب کے ساتھیوں میں سے کچھ لوگ نماز مغرب کو موخر کرتے ہیں یہاں تک کہ ستارے آپس میں مختلط ہو جائیں؟

آپؑ نے فرمایا: جو بندہ جان بوجھ کر ایسا کرتا ہے میں اس سے برأت اختیار کرتا ہوں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نماز عشاء کا وقت مغرب کی جانب سے سرخی کا زائل ہونا ہے۔ اس بناء پر

جس کو جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب میں ذکر کیا ہے اور ثلث رات کا آخر ہے یا بعض روایات میں آدھی رات کا وقت ہے۔ یہ وقت اس کے لیے جو صاحب عذر یا کسی ضروری حاجت کی وجہ سے نماز کو موخر کرتا ہے اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس پر روایات دلالت کرتی ہیں۔ اور اکثر روایات بھی دونوں نمازوں کے وقت کو بیان کرتی ہیں اور مزید اس کو بیان کرنے والی روایات بھی ہیں۔

﴿حدیث نمبر 54/103﴾ ما رواه محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن عبد الله بن محمد الحجال عن ثعلبة بن ميمون عن عمران بن علي الحلبي قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام متى تجب العتمة؛ قال: إذا غاب الشفق، والشفق الحمرة فقال عبيد الله أصلحك الله: إنه يبقى بعد ذهاب الحمرة ضوء شديد معترض فقال أبو عبد الله عليه السلام: إن الشفق إنما هو الحمرة وليس الضوء من الشفق.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمران بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز عشاء کب واجب ہوتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب مغرب کی جانب سے شفق غائب ہوجائے اور شفق سے سرخی مراد ہے۔

جناب عبیداللہ نے عرض کیا: خداوند عالم آپ کے اُمور کی اصلاح فرمائے۔ سرخی کے جانے کے بعد شدید قسم کی ضوء باقی رہتی ہے جو عارض ہوتی ہے؟

امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: شفق وہ سرخی ہے۔ سرخی کی ضوء نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 55/104﴾ فاما ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن أبي طالب عبد الله بن الصلت عن الحسن بن علي بن فضال عن الحسن بن عطية عن زرارة قال: سألت أبا جعفر وابا عبد الله عليهما السلام: عن الرجل يصلي العشاء الآخرة قبل سقوط الشفق فقالا: لا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور امام ابوعبداللہ علیہ السلام دونوں سے سوال کیا۔ اس بندے کے بارے میں جو نماز عشاء کو شفق کے زائل ہونے سے قبل پڑھ لے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 56/105} وما رواه بهذا الاسناد عن الحسن بن علي بن فضال عن ثعلبة بن ميمون عن عبيد الله وعمران ابني علي الحلبيين قالا كنا نختصم في الطريق في الصلاة صلاة العشاء الآخرة قبل سقوط الشفق وكان منا من يضيق بذلك صدره فدخلنا على أبي عبد الله عليه السلام فسألناه عن صلاة العشاء الآخرة قبل سقوط الشفق فقال: لا بأس بذلك قلنا وأي شيء الشفق؟ فقال: الحمرة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ثعلبہ بن میمون سے نقل کیا ہے، اس نے جناب عبید اللہ اور عمران جو دونوں علی حلبی کے بیٹے ہیں ان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم دونوں راستے میں نماز عشاء کے وقت کے بارے میں بحث کر رہے تھے کہ شفق کے زائل ہونے سے قبل اس کو پڑھنا ہے یا نہیں؟ اور ہم میں سے بعض وہ تھے جن کا سینہ تنگ ہو رہا تھا۔

پس ہم امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں داخل ہوئے اور ان سے نماز عشاء کے وقت کے بارے میں سوال کیا کہ آیا شفق کے زائل ہونے سے قبل اس کو پڑھا جا سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ہم نے عرض کیا: شفق سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: سرخی۔

{حدیث نمبر 57/106} وبهذا الاسناد عن الحسن بن علي عن اسحاق البطيخي قال رأيت أبا عبد الله عليه السلام صلى العشاء الاخرة قبل سقوط الشفق ثم ارتحل. فتحتمل هذه الاخبار وجهين: أحدهما: أن تكون مخصوصة بحال الاضطرار وهو لمن يعلم أو يظن أنه إن لم يصل في هذا الوقت وانتظر سقوط الشفق لم يتمكن من ذلك لحائل يحول بينه وبين الصلاة أو مانع يمنعه منه والذي يدل على ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق البطیخی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نے مغرب کی جانب کی سرخی کے زائل ہونے سے قبل نماز عشاء پڑھی اور پھر آپؑ نے کوچ کیا۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان روایات کو دو وجہوں پر حمل کیا جائے گا:

اوّل یہ کہ یہ اوقات حالتِ اضطرار کے ساتھ خاص ہیں اور یہ اس کے لیے کہ جو جانتا ہے یا اس کو گمان ہے وہ اس وقت میں نماز ادا نہیں کر سکے گا اور اگر وہ اس سرخی کے زائل ہونے کا انتظار کرے گا تو اس کے اور نماز کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے گی یا کوئی مانع پیدا ہو جائے گا۔ اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 58/107﴾ ما رواه علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس بأن تعجل العشاء الآخرة في السفر قبل أن يغيب الشفق.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دورانِ سفر تیرے لیے سرخی کے زائل ہونے سے قبل نمازِ عشاء کو پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 59/108﴾ أحمد بن محمد عن جعفر بن بشير عن حماد بن عثمان عن محمد بن علي الحلبي عن عبيد الله الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس أن تؤخر المغرب في السفر حتى يغيب الشفق ولا بأس بأن تعجل العتمة في السفر قبل أن يغيب الشفق.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبیداللہ الحلبی سے نقل کیا ہے اور اس نے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سفر میں نمازِ مغرب کو مؤخر کرنا کہ سرخی غائب ہو جائے، کوئی حرج نہیں اور سفر کے دوران نمازِ عشاء کو سرخی کے زائل ہونے سے قبل پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 60/100﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن حسين عن ابن مسكان عن أبي عبيدة قال سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا كانت ليلة مظلمة وريح ومطر صلى المغرب ثم مكث قدر ما يتنفل الناس ثم أقام مؤذنه ثم صلى العشاء الآخرة ثم انصرفوا. والثاني: ان تكون رخصة للدخول في الصلاة لمن يعلم أنه يسقط الشفق قبل فراغه من الصلاة لانه متى

كان الامر على ما وصفناه فانه يجزيه وليس في شئ من هذه الاخبار انه يجوز له أن يصلى قبل سقوط الشفق وان علم انه يفرغ منها مع بقاء الشفق فإذا احتمل ما ذكرناه حملناه على ذلك، والذى يدل على ان ذلك جائز ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوعبیدہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب رات تاریک ہوتی یا ہوا بارش ہوتی تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز مغرب پڑھتے اور پھر کچھ دیر کے لیے رُک جاتے تاکہ لوگ نوافل ادا کریں۔ پھر آپ کا موذن اقامت کہتا پھر آپؑ نماز عشاء پڑھاتے پھر لوگ اپنے گھروں کو چلے جاتے۔

الثانی: دوسری وجہ یہ ہے کہ یہ رخصت اور اجازت اس بندے کے لیے ہے کہ جو جانتا ہے کہ اگر وہ نماز شروع کردے گا تو دوران نماز یا نماز سے فارغ ہونے سے قبل سرخی غائب ہوجائے گی کیونکہ اگر ایسا بھی ہوجائے تو بھی مجزی ہے۔ ان روایات میں کوئی چیز نہیں ہے کہ جو بیان کرے کہ اس بندے کے لیے نماز پڑھنا جائز ہے کہ جانتا ہے کہ سرخی کے زائل ہونے سے قبل وہ نماز سے فارغ ہوجائے گا اور سرخی ابھی باقی ہوگی۔ پس جب یہ احتمال ہے پھر اس پر ہم ان روایات کو حمل کریں گے اور اس جواز پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 61/110} محمد بن علی بن محبوب عن يعقوب بن يزيد عن ابن أبي عمير عن إسماعيل بن رباح عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا صليت وأنت ترى انك في وقت ولم يدخل الوقت فدخل الوقت وأنت في الصلاة فقد اجزأت عنك. قال الشيخ رحمه الله: (وأول وقت صلاة الغداة اعتراض الفجر وهو البياض) الى قوله: (ولكل صلاة من الفرائض وقتان).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن ریاح سے نقل کیا ہے اور اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو نے نماز شروع کی اور تُو جانتا تھا کہ نماز کا وقت ہوگیا ہے جبکہ نماز کا وقت ابھی نہیں ہوا تھا اور دوران نماز وقت ہوجائے تو بھی تیرے لیے مجزی ہے۔

نمازِ فجر کا وقت

جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نمازِ فجر کا اوّل وقت فجر کا عارض ہونا (چھا جانا ہے) اور فجر سے مراد

سفیدی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ہر نماز واجب کے لیے دو وقت ہیں۔

{حدیث نمبر 62/111} سعد بن عبد الله عن احمد بن محمد بن عیسٰی عن علی بن حدید وعبد الرحمٰن بن أبی نجران عن حماد بن عیسٰی عن حریز بن عبد الله عن زرارة عن أبی جعفر علیه السلام قال: كان رسول الله صلی الله علیه وآله یصلی رکعتی الصبح وهی الفجر إذا اعترض الفجر واضاء حسناً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت نمازِ فجر پڑھتے تھے جب فجر عارض اور اس کا حسن روشن ہو جاتا، یعنی اس کی روشنی پھیل جاتی۔

{حدیث نمبر 63/112} علی عن محمد بن عیسٰی عن یونس عن یزید بن خلیفة عن أبی عبد الله علیه السلام قال: وقت الفجر حین یبدو حتی یضیء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یزید بن خلیفہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر خوب روشنی پھیل جانے تک ہے۔

{حدیث نمبر 64/113} وروی الحسین بن سعید عن فضالة بن أیوب عن العلا ابن رزین عن محمد بن مسلم قال قلت لابی عبد الله علیه السلام رجل صلی الفجر حین طلع الفجر فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک بندہ نمازِ فجر طلوعِ فجر کے ساتھ پڑھ لے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 65/114} وروی أحمد بن محمد بن عیسٰی عن عبد الله بن المغیرة عن موسٰی بن بکر عن زرارة عن أبی جعفر علیه السلام قال: وقت صلاة الغداة ما بین طلوع الفجر الی طلوع الشمس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

آپؑ نے فرمایا: نمازِ فجر کا وقت طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک ہے۔

﴿حدیث نمبر 66/115﴾ وروى أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسين بن سعيد عن الحصين بن أبي الحصين قال: كتبت الى أبي جعفر عليه السلام جعلت فداك اختلف مواليك فى صلاة الفجر فمنهم من يصلى إذا طلع الفجر الاول المستطيل فى السماء، ومنهم من يصلى إذا اعترض فى اسفل الارض واستبان ولست أعرف أفضل الوقتين فأصلى فيه فإن رأيت يا مولاى جعلنى الله فداك أن تعلمنى أفضل الوقتين وتحد لى كيف اصنع مع القمر والفجر لا يتبين حتى يحمر ويصبح؟ وكيف اصنع مع القمر؛ وما حد ذلك فى السفر والحضر؛ فعلت إن شاء الله فكتب بخطه عليه السلام الفجر يرحمك الله الخيط الابيض وليس هو الابيض صعدا، ولا تصل فى سفر ولا فى حضر حتى تتبينه رحمك الله فان الله لم يجعل خلقه فى شبهة من هذا فقال تعالى: (كلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر) فالخيط الابيض هو الفجر الذى يحرم به الاكل والشرب فى الصيام وكذلك هو الذى يوجب الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحصین بن ابی الحصین سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں یوں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں آپؑ کے چاہنے والے موالیوں نے نمازِ فجر کے وقت میں اختلاف کیا ہے۔ بعض اس وقت نمازِ فجر پڑھتے ہیں جب پہلی صبح طلوع ہوتی ہے جو آسمان کے افق پر مستطیل نمودار ہوتی ہے۔ اور بعض اس وقت نمازِ فجر پڑھتے ہیں جب زمین پر روشنی پھیل جاتی ہے (صبح صادق) اور واضح و روشن ہو جاتی ہے۔ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں وقتوں میں سے افضل وقت کون سا ہے تاکہ میں اس میں نماز پڑھوں؟

اے میرے مولا! اللہ مجھے آپؑ پر قربان کرے اگر آپؑ مناسب جانیں تو مجھے تعلیم فرمائیں کہ ان میں سے افضل وقت کون سا ہے اور اس کی میرے لیے حد معین فرما دیں: چاند اور فجر کہ جو واضح نہیں ہوتی یہاں تک کہ سرخی ہو جائے اور صبح ہو جائے؟ چاندنی رات میں کیا کروں اور سفر و حضر میں اس کی حد کیا ہے تاکہ اگر اللہ چاہے تو میں اس پر عمل کر سکوں؟

آپؑ نے اپنے خط کے ساتھ جواب لکھا: خدا تجھ پر رحم فرمائے، فجر وہ سفید خط ہے وہ سفیدی نہیں جو صعود کرتی ہے اور تم سفر و حضر میں نماز فجر ادا نہ کرو جب تک وہ سفید خط ظاہر نہ ہو جائے۔ خدا تجھ پر رحم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو شبہ میں نہیں رکھا۔ اس نے فرمایا: كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۸۷)

فرمایا: وہ خیط الابیض ہی فجر ہے۔ وہی فجر ہے جس کے ساتھ ہی ماہ رمضان میں کھانا اور پینا حرام ہو جاتا ہے اور اسی وقت نماز فجر واجب ہوتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 67/116﴾ وروى أحمد بن محمد عن أحمد بن محمد بن أبي نصر عن عبد الرحمن بن سالم عن اسحاق بن عمار قال قلت لابی عبد الله عليه السلام إخبرني عن أفضل المواقيت في صلاة الفجر قال: مع طلوع الفجر ان الله تعالى يقول: (ان قرآن الفجر كان مشهودا) يعني صلاة الفجر يشهده ملائكة الليل وملائكة النهار فإذا صلى العبد صلاة الصبح مع طلوع الفجر اثبت له مرتين تثبته ملائكة الليل وملائكة النهار.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو عبد اللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ مجھے نماز فجر کے افضل وقت کے بارے میں بیان کریں۔

آپؑ نے فرمایا: طلوعِ فجر کے ساتھ تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا (سورۂ اسراء: آیت ۷۸) مراد ہے کہ نماز فجر وہ ہے جس پر دن اور رات کے ملائکہ گواہ ہوتے ہیں۔ پس جب کوئی بندہ طلوعِ فجر کے وقت نماز صبح ادا کرتا ہے تو وہ نماز اس کے لیے دو دفعہ لکھی جاتی ہے۔ اس کو رات کے ملائکہ بھی لکھتے ہیں اور دن کے ملائکہ بھی لکھتے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 68/117﴾ وروى محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسين عن فضالة عن هشام بن الهذيل عن أبي الحسن الماضي عليه السلام قال: سألته عن وقت صلاة الفجر فقال: حين يعترض الفجر فتراه مثل نهر سوراء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ہشام بن ہذیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابو الحسن علی نقی علیہ السلام سے

نقل کیا کہ میں نے آپؑ سے نمازِ فجر کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔
آپؑ نے فرمایا: جب فجر طاری ہوجائے اور تو اس کو سوراء کی نہر کی مانند دیکھے۔

﴿حدیث نمبر 69/118﴾ علی بن ابراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن علی بن عطية عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الصبح هو الذي إذا رأيته معترضا كأنه بياض سوراء. فأما الحديث المقدم ذكره وهو حديث زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: وقت صلاة الغداة ما بين طلوع الفجر الى طلوع الشمس، وما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن عطیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: صبح وہ ہے جب تو اس کو دیکھے تو وہ یوں نظر آئے کہ گویا اُفق میں سوراء کی سفیدی ہے۔
جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ حدیث جو پہلے گزر چکی ہے کہ جس میں جنابِ زرارہ سے نقل ہوا ہے کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: نمازِ فجر کا وقت طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ہے۔ اس سے بھی یہی مراد ہے۔

﴿حدیث نمبر 70/119﴾ سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب وعبد الله بن محمد بن عيسى عن عمرو بن عثمان عن أبي جميلة المفضل بن صالح عن سعد بن طريف عن الاصبغ بن نباته قال قال أمير المؤمنين عليه السلام: من أدرك من الغداة ركعة قبل طلوع الشمس فقد أدرك الغداة تامة. فالمراد بهذه الاخبار صاحب الاعذار والحوائج حسب ما ذكرناه في غيره من الصلوات، والذي يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الاصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ طلوعِ آفتاب سے پہلے ایک رکعت نمازِ فجر کی پڑھ لے گویا اس نے پوری نمازِ فجر کو وقت میں پالیا ہے۔
جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں مراد وہ بندہ ہے جو کسی عذر یا ضرورت کی وجہ سے ایسا کرے جیسا کہ دوسری نمازوں میں بھی بیان ہوا ہے۔ اور اس پر ذیل والی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 71/120﴾ سعد بن عبد الله عن أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل إذا غلبته عينه أو عاقه أمر أن يصلي المكتوبة من الفجر ما

بين أن يطلع الفجر إلى أن تطلع الشمس، وذلك فى المكتوبة خاصة فان صلى ركعة من الغداة ثم طلعت الشمس فليتم وقد جازت صلاته.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک بندہ جس پر نیند غالب آجائے یا کوئی امر لاحق ہوجائے اور وہ فجر کی واجب نماز طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک کامل نماز نہ پڑھ سکے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ واجب نماز میں خاص کر ہے کہ اگر کوئی بندہ نماز فجر کی ایک رکعت پڑھ لے اور بعد میں سورج طلوع کر جائے تو وہ نماز کو مکمل کرے۔ اس کی نماز مجزی ہے۔

﴿حدیث نمبر 72/121﴾ وروى محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: وقت الفجر حين ينشق الفجر الى أن يتجلل الصبح السماء ولا ينبغي تأخير ذلك عمدا لكنه وقت لمن شغل أو نسي أو نام.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز فجر کا وقت طلوعِ فجر سے لے کر صبح کا آسمان کو روشن کرنے تک ہے۔ جان بوجھ کر اس وقت سے تاخیر نہ کی جائے لیکن جو بندہ مشغول ہو یا بھول جائے یا سویا ہوا ہے (یہ وقت ہے کہ وہ اس سے موخر کرسکتا ہے)۔

﴿حدیث نمبر 73/122﴾ وروى الحسين بن سعيد عن النضر عن عاصم بن حميد عن أبي بصير المكفوف قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الصائم متى يحرم عليه الطعام؛ فقال: إذا كان الفجر كالقبطية البيضاء قلت: فمتى تحل الصلاة؛ فقال: إذا كان كذلك. فقلت الست فى وقت من تلك الساعة الى أن تطلع الشمس؛ فقال: لا إنما نعدها صلاة الصبيان ثم قال انه لم يكن يحمد الرجل أن يصلي في المسجد ثم يرجع فينبهه أهله وصبيانه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر المکفوف سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: روزہ دار کے لیے کب کھانا حرام ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب فجر کتان کے بنے ہوئے کپڑے کی مانند سفید ہو جائے۔
راوی: پھر میں نے عرض کیا: نماز کب جائز ہوگی؟
آپؑ نے فرمایا: اسی وقت نماز پڑھنا جائز ہوگی۔
راوی: میں نے پھر عرض کیا: کیا اس وقت سے لے کر طلوعِ آفتاب تک کا وقت نماز کا وقت نہیں ہے؟
آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس وقت کو ہم بچوں کی نماز کا وقت شمار کرتے ہیں۔
پھر آپؑ نے فرمایا: بندے کے لیے قابلِ حمد و تعریف نہیں ہے کہ وہ مسجد میں نماز ادا کرے اور پھر جا کر بچوں کو اور اہل کو نماز کے لیے اٹھائے (مراد ہے کہ وہ ان کو اٹھا کر مسجد آئے)۔

﴿حدیث نمبر 74/123﴾ وروى الحسين بن سعيد عن النضر وفضالة عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لكل صلاة وقتان وأول الوقتين أفضلهما، وقت صلاة الفجر حين ينشق الفجر إلى ان يتجلل الصبح السماء ولا ينبغي تأخير ذلك عمدا لكنه وقت من شغل أو نسي أو سها أو نام، ووقت المغرب حين تجب الشمس إلى أن تشتبك النجوم وليس لاحد أن يجعل آخر الوقتين وقتا إلا من عذر أو علة.

قال الشيخ رحمه الله: (ولكل صلاة من الفرائض الخمس وقتان أول وآخر فالاول لمن لا عذر له والثانى لاصحاب الاعذار، ولا ينبغي لاحد أن يؤخر الصلاة عن أول وقتها وهو ذاكر لها غير ممنوع منها فان أخرها ثم اخترم فى الوقت قبل أن يؤديها كان مضيعا لها، وان بقي حتى يؤديها فى آخر الوقت أو فيما بين الاول والآخر عفى عن ذنبه فى تأخيرها). قد بينا فيما تقدم ان آخر الوقت وقت لصاحب العذر والحاجة، وان من لا عذر له فوقته أول الوقت، ويؤكد ذلك أيضا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر نماز واجب کے لیے دو وقت ہیں۔ ان میں سے پہلا وقت افضل وقت ہے۔ نماز فجر کا اوّل وافضل وقت جب فجر پھوٹ جائے یہاں تک کہ صبح کی روشنی پورے آسمان پر پھیل جائے۔ سزاوار نہیں ہے کہ عمداً اس وقت سے نماز کو موخر کیا جائے لیکن جو بندہ مشغول ہو یا بھول جائے یا سو یا رہ جائے تو اس کے لیے اس سے موخر کرنا

جائز ہے۔ اور نمازِ مغرب کا وقت سورج کے غروب ہونے سے ستاروں کے جال کے ظاہر ہونے تک ہے۔ کسی ایک کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ وہ عمداً دوسرے وقت تک نماز کو مؤخر کرے سوائے اس کے جو کوئی عذر رکھتا ہو یا کسی علت کی وجہ سے ہو۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پانچ واجب نمازوں میں سے ہر ایک کے لیے دو وقت ہیں: پہلا اور آخری۔ اوّل وقت اس بندے کے لیے ہے جس کے لیے کوئی عذر نہیں ہے اور دوسرا وقت اس کے لیے جو صاحبِ عذر ہے۔ کسی ایک کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ وہ نماز کو اوّل وقت سے مؤخر کرے جب کہ اس کو یاد ہو اور اگر مؤخر کرے تو ممنوع نہیں ہے۔ پھر اگر وہ نماز کو اس وقت سے مؤخر کرے اور نماز ادا کرنے سے قبل مر جائے تو وہ اس نماز کو ضائع کرنے والا ہے اور اگر باقی رہے اور آخر وقت میں ادا کرے یا اوّل سے دوسرے وقت کے درمیان ادا کرلے تو تاخیر کرنے کی وجہ سے اس کا گناہ معاف ہوگا۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے گذشتہ بیان ہے کہ آخری وقت اس بندے کے لیے جس کا کوئی عذر ہو اور جس کا کوئی عذر نہیں ہے اس کا وقت اوّل وقت ہے اور اس کی تاکید ذیل والی روایت بھی کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 75/124﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس بن عبد الرحمن عن عبد الله بن سنان قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: لكل صلاة وقتان وأول الوقت أفضله وليس لاحد ان يجعل آخر الوقتين وقتاً الا في عذر من غير علة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر نماز کے دو وقت ہیں: اوّل وقت افضل وقت ہے اور کسی کے لیے سزاوار نہیں کہ وہ نماز کو دوسرے وقت تک مؤخر کرے سوائے اس کے کہ جس کا کوئی عذر ہو یا کوئی علت و سبب ہو۔

﴿حدیث نمبر 76/125﴾ وروى محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن معاوية بن عمار أو ابن وهب قال قال أبو عبد الله عليه السلام: لكل صلاة وقتان وأول الوقت أفضلهما.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ ابن عمار سے یا معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں:

حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ہر نماز کے لیے دو وقت ہیں: اوّل وقت دونوں میں افضل ہے۔

{حدیث نمبر 77/126} وروى محمد بن علي بن محبوب عن العباس عن بكر بن محمد قال قال أبو عبد الله عليه السلام: لفضل الوقت الاول على الاخير خير للمؤمن من ولده وماله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب بکر بن محمد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: افضل وقت دوسرے وقت پر مومن کے لیے اس کی اولاد اور مال سے زیادہ بہتر ہے۔

{حدیث نمبر 78/127} وروى الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن زرارة قال قلتُ لابي جعفر عليه السلام اصلحك الله وقت كل صلاة أول الوقت أفضل أو وسطه أو آخره؟ فقال: اوله قال رسول الله صلى الله عليه وآله: ان الله يحب من الخير ما يعجل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: خداوند آپؑ کے اُمور کی اصلاح فرمائے۔ ہر نماز کا اوّل وقت افضل ہے یا درمیانی یا آخری؟ آپؑ نے فرمایا: اوّل وقت۔ رسولؐ خدا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نیکی کو جلدی انجام دینے والے کو پسند کرتا ہے۔

{حدیث نمبر 79/128} وروى محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن الحسن بن محبوب عن سعد بن أبي خلف عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال: الصلوات المفروضات في اول وقتها إذا اقيم حدودها اطيب ريحا من قضيب الآس حين يؤخذ من شجرة في طيبه وريحه وطراوته فعليكم بالوقت الاول.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن ابی خلف سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: واجب نمازوں جو اوّل وقت میں فرض ہیں اگر ان کو ان کی حدود کے ساتھ قائم کیا جائے تو اس کی خوشبو الاس کی شاخ کہ جس کو ابھی درخت سے توڑا جائے تو اس کی خوشبو سے زیادہ ہوتی ہے۔ پس تم پر ضروری ہے کہ اوّل وقت کی پابندی کرو۔

{حدیث نمبر 80/129} وروى محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن سلمة بن

الخطاب عن علی بن سیف بن عمیرة عن أبیه عن قتیبة الاعشی عن أبي عبد الله علیہ السلام قال: إن فضل الوقت الاول علی الاخیر کفضل الآخرة علی الدنیا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب قتیبہ الاعشیٰ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ نماز کے اوّل وقت کی دوسرے وقت فضیلت ایسے ہی ہے جیسے آخرت کو دُنیا پر فضیلت حاصل ہے۔

{حدیث نمبر 81/130} وعنه عن محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن محمد بن زیاد عن حریز عن زرارة قال قال أبو جعفر علیه السلام: إعلم ان أول الوقت أبدا أفضل فتعجل الخیر ما استطعت، وأحب الاعمال الی الله عز وجل ما دام العبد علیه وإن قل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ اوّل وقت ہمیشہ سے افضل ہے۔ پس جس قدر ممکن ہو، نیکی کرنے میں جلدی کرو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل، عمل خیر پر بندے کا دوام دینا ہے، خواہ وہ عمل کم ہی کیوں نہ ہو۔

{حدیث نمبر 82/131} أحمد بن محمد بن عیسی عن علی بن الحکم عن أبي أیوب الخزاز عن محمد بن مسلم قال: سمعت أبا عبد الله علیه السلام یقول: إذا دخل وقت صلاة فتحت أبواب السماء لصعود الاعمال فما أحب ان یصعد عمل أول من عملي ولا یکتب في الصحیفة أحد أول مني.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو آسمانوں کے دروازے کھل جاتے ہیں تا کہ اعمال بلند ہوسکیں۔ پس میں پسند نہیں کرتا کہ میرے عمل سے قبل کسی اور کا عمل بلند ہو اور میں پسند نہیں کرتا کہ میرے عمل سے قبل کسی اور کا عمل مجھ سے قبل صحیفہ پر لکھا جائے۔

{حدیث نمبر 83/132} وعنه عن إسماعیل بن سهل عن حماد عن ربعي عن أبي عبد الله علیه السلام قال: انا لنقدم ونؤخر ولیس کما یقال من أخطأ وقت الصلاة فقد هلك وإنما الرخصة للناسي والمریض والمدنف والمسافر والنائم في تأخیرها.

ولیس لاحد أن یقول إن هذه الاخبار إنما تدل علی ان اول الاوقات أفضل ولا تدل

علی انه یجب فی أول الوقت لانه إذا ثبت انها فی أول الوقت أفضل ولم یکن هناك منع ولا عذر فانه یجب أن یفعل، ومتی لم یفعل والحال علی ما وصفناه استحق اللوم والتعنیف، ولم یرد بالوجوب ههنا ما یستحق بترکه العقاب لان الوجوب علی ضروب عندنا، منها ما یستحق بترکه العقاب، ومنها ما یکون الاولی فعله ولا یستحق الاخلال به العقاب وإن کان یستحق به ضرب من اللوم والعتب، ثم ذکر الشیخ رحمه الله تفضیل الوقتین لکل صلاة إلی آخر الباب وقد مضی شرح ذلك مستوفی.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ربعی سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہم مقدم بھی کرتے ہیں اور موخر بھی۔ ویسے نہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ جس نے عمل کو اوّل وقت میں ادا نہ کیا وہ ہلاک ہوگیا۔ اوّل وقت سے موخر کرنا یہ رخصت ہے مریض کے لیے، بھول جانے والے کے لیے، سونے والے کے لیے اور اس کے لیے جو دائمی مریض ہے ان کے لیے عمل کو موخر کے لیے رخصت ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی بندے کو حق حاصل نہیں کہ وہ یہ کہے کہ یہ اخبار فقط اس کو بیان کرتی کہ اوّل وقت افضل ہے۔ یہ اس کو بیان نہیں کرتیں کہ اوّل وقت میں عمل کو انجام دینا واجب ہے کیونکہ جب یہ ثابت ہوگیا کہ عمل اوّل وقت میں افضل ہے۔ پھر کوئی عذر اور مانع موجود نہیں اور فعل بھی واجب ہے تو جب کوئی اس کام کو انجام نہ دے گا حالانکہ ہم نے بیان کیا ہے جو انجام نہ دے گا وہ ملامت اور سختی ہوگی اور اگر ہم اس مقام پر وجوب سے وہ مراد نہ لیں کہ جس کے ترک کرنے سے عقاب کا حق دار ہو کیونکہ وجوب ہمارے نزدیک چند اقسام پر ہے۔ ان میں سے بعض واجب ایسے ہیں کہ جن کے ترک کرنے پر عقاب کے استحقاق ہوگا اور بعض ایسے واجب بھی ہیں جن کو انجام دینا اولیٰ ہے۔ اس کے ترک کرنے سے عقاب کا استحقاق نہیں ہوگا۔ اگر اس کے ترک کرنے سے ملامت اور عقاب کا استحقاق ہوگا اور یہاں مراد عقاب نہیں ہوگا لیکن اوّل وقت سے موخر کرنے پر ملامت اور عقاب کا حق دار ہوتا ہے۔

﴿باب نمبر 5﴾

قبلہ کے بارے

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید علیہ فرماتے ہیں: قبلہ سے مراد وہی کعبہ ہے۔

پھر فرمایا: جو بندہ کعبہ کی معرفت رات کی تاریکی میں حاصل کرنا چاہتا ہے، پس اس کو چاہیے کہ ستارہ جدی کو اپنے دائیں کندھے پر قرار دے۔ پس وہ اس صورت میں وہ قبلہ رُخ ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۚ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ (سورۃ بقرہ: آیت ۱۴۴) "ہم آپؐ کو بار بار آسمان کی طرف منہ کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ سو، اب ہم آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیتے ہیں جیسے آپؐ پسند کرتے ہیں۔ اب آپؐ اپنا رُخ مسجد الحرام کی طرف کرو"۔

اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ (سورۃ بقرہ: آیت ۱۵۰) "اور آپؐ جہاں کہیں بھی نکلیں اپنا رُخ مسجد الحرام کی طرف موڑیں"۔

پس اللہ تعالیٰ نے ظہورِ الفاظ کے تحت مسجد الحرام کی طرف رُخ کرنے کو واجب قرار دیا ہے ہر اُس بندے کے لیے جو مسجد الحرام سے دُور ہے۔ اور شطر سے مراد اس مقام پر مسجد کی طرف رُخ کرنا ہے اور اس کی دلیل کہ شطر سے مراد نحو و طرف ہے، ہذیل کا قول ہے:

اقول لام زنباع أقرئی   صدور العیس شطر بنی تمیم

اس میں شطر نحو بنی تمیم ہے، یا لقیط الایادی کا قول ہے جس میں اس نے کہا:

فقد أظلکم من شطر ثغرکم   هول له لظلم تغشاکم قطعا

اس میں بھی شطر نحو و جوانب کے معنی میں ہے۔

﴿حدیث نمبر 1/133﴾ علی بن الحسن الطاطری عن محمد بن أبی حمزة عن ابن

مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن قول الله عز وجل: (فأقم وجهك للدين حنيفا) قال: أمره أن يقيم وجهه للقبلة ليس فيه شئ من عبادة الاوثان خالصا مخلصا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا: اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ (سورۂ یونس: آیت ۱۰۵) "پس آپ اپنا چہرہ دین حنیف کی طرف کرکے کھڑے ہو جائیں"۔

آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ آپ قبلہ کی طرف رُخ کرکے یوں کھڑے ہو جاؤ کہ وہ عبادت اللہ کے لیے خالص ہے اور مخلص ہو کر عبادت کرو کہ اس میں بتوں کی عبادت کا شائبہ تک نہ ہو۔

﴿حديث نمبر 2/134﴾ وعنه عن ابن أبي حمزة عن ابن مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال سألته عن قول الله عز وجل: (وأقيموا وجوهكم عند كل مسجد) قال: هذه القبلة أيضا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا: وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (سورۂ اعراف: آیت ۲۹) "ہر مسجد کی طرف اپنا رُخ کرکے کھڑے ہو جاؤ"۔

آپ نے فرمایا: اس مسجد سے مراد قبلہ ہے۔

﴿حديث نمبر 3/135﴾ وعنه عن ابن أبي حمزة عن معاوية بن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: متى صرف رسول الله صلى الله عليه وآله الى الكعبة؛ فقال: بعد رجوعه من بدر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کب رسولِ خدا کو کعبہ کی طرف پھیرا گیا؟

آپ نے فرمایا: بدر سے واپس آنے کے بعد۔

﴿حديث نمبر 4/136﴾ محمد بن علي بن محبوب عن أحمد عن الحسن بن علي بن

فضال عن أبي جميلة عن محمد بن علي الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام في قوله تعالى: (وأقيموا وجوهكم عند كل مسجد) قال: مساجد محدثة فامروا أن يقيموا وجوههم شطر المسجد الحرام.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَاَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ (سورۂ اعراف: آیت ۲۹) کے ذیل میں فرمایا: تمام مساجد تو بعد کی ایجاد ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ وہ اپنے چہرے مسجد الحرام کی جانب کر کے کھڑے ہو جاؤ۔

﴿حدیث نمبر 5/137﴾ الطاطري عن محمد بن أبي حمزة عن ابن مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن قوله تعالى: (وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ) أمره به؛ قال: نعم ان رسول الله صلى الله عليه وآله كان يقلب وجهه في السماء فعلم الله عز وجل ما في نفسه فقال: (قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا: وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۴۳) "(اے رسولؐ) جس قبلہ کی طرف تم پہلے (سجدہ کرتے) تھے ہم نے اس کو صرف اس وجہ سے (قبلہ) قرار دیا تھا، تاہم ان لوگوں کو جو رسولؐ کی پیروی کرتے ہیں، ان لوگوں سے الگ دیکھ لیں جو اُلٹے پاؤں پھر گئے ہیں"۔

اس آیت میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس کا حکم خدا نے دیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا چہرہ آسمان کی طرف اُٹھا کر دیکھا کرتے تھے۔ پس اللہ اس چیز کو جانتا تھا جو آپؐ کے دل میں مسجد الحرام کی محبت تھی۔ پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا (سورۂ بقرہ: آیت ۱۴۴) "(اے رسولؐ) بے شک آپؐ کا بار بار آسمانوں کی طرف منہ کرنے کو ہم دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تم کو ایسے قبلہ کی طرف پھیر دیں گے تاکہ تم اس سے

راضی ہو جاؤ"۔

﴿حدیث نمبر 6/138﴾ وعنه عن وهيب عن أبي بصير عن احدهما عليه السلام في قوله تعالى: (سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝) فقلت له أمره أن يصلي الى البيت المقدس؛ قال: نعم الا ترى ان الله تعالى يقول: (وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝) قال: ان بني عبد الاشهل أتوهم وهم في الصلاة وقد صلوا ركعتين الى بيت المقدس فقيل لهم أن نبيكم قد صرف الى الكعبة فتحول النسآء مكان الرجال والرجال مكان النسآء وجعلوا الركعتين الباقيتين الى الكعبة فصلوا صلاة واحدة الى قبلتين فلذلك سمي مسجدهم مسجد القبلتين۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں نقل کیا ہے کہ: سَيَقُوْلُ السُّفَهَآءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلّٰىهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا ؕ قُلْ لِّلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ؕ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۴۲) "لوگوں میں کم عقل لوگ ضرور کہیں گے: جس قبلہ کی طرف یہ رُخ کرتے تھے اس سے ان کو کس چیز نے موڑ دیا ہے آپؐ کہہ دیں مشرق و مغرب، سب اللہ کے ہیں۔ اللہ جسے چاہتا ہے وہ راہِ راست کی طرف ہدایت کرتا ہے"۔

میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو حکم دیا تھا کہ آپؐ بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، کیا تو دیکھ نہیں رہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَاِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۴۳) "اور جس قبلہ کی طرف آپؐ

پہلے رُخ کرتے تھے اسے ہم نے صرف اس لیے مقرار کیا تھا تاکہ ہم رسولؐ کی اتباع کرنے والوں کو اُلٹا پھر جانے والوں سے پہچان لیں اور یہ حکم اگرچہ سخت دشوار تھا مگر اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ لوگوں کے لیے اس میں کوئی دشواری نہیں اور اللہ تمھارے ایمان کو ضائع نہیں کرے گا۔ اللہ لوگوں کے حق میں یقیناً بڑا مہربان رحیم ہے"۔

تحقیق بنی عبدالاشہل والوں کو نماز میں وہم ہو گیا حالانکہ دو رکعت نماز انھوں نے بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے پڑھی۔ ان سے کہا گیا: تمھارے نبیؐ نے بیت المقدس سے کعبہ کی طرف رُخ پھیر لیا جس کی وجہ سے عورتیں مردوں کی جگہ اور مرد عورتوں کی جگہ پر ہو گئے اور انھوں نے باقی دو رکعتیں کعبہ کی طرف منہ کر کے پڑھیں۔ پس ایک نماز کو انھوں نے قبلتین کی طرف رُخ کر کے پڑھا۔ پس اسی وجہ سے اس مسجد کا نام مسجد قبلتین رکھا گیا۔

﴿حدیث نمبر 7/139﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن الحسن بن الحسين عن عبيد الله ابن محمد الحجال عن بعض رجاله عن أبي عبد الله عليه السلام ان الله تعالى جعل الكعبة قبلة لاهل المسجد، وجعل المسجد قبلة لاهل الحرم، وجعل الحرم قبلة لاهل الدنيا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ ابن محمد الجمال سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک بندے سے اور انھوں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اہل مسجد الحرام کے لیے قبلہ قرار دیا اور مسجد کو اہل حرم کے لیے قبلہ قرار دیا اور حرم کو باقی تمام اہل دُنیا کے لیے حرم قرار دیا۔

﴿حدیث نمبر 8/140﴾ أبو العباس بن عقدة عن الحسين بن محمد بن حازم قال: قال: حدثنا بشر بن جعفر الجعفي أبو الوليد قال: سمعت جعفر بن محمد عليه السلام يقول: البيت قبلة لاهل المسجد، والمسجد قبلة لاهل الحرم، والحرم قبلة للناس جميعا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب بشر بن جعفر الجعفی ابو الولید سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بیت اللہ اہل مسجد کے لیے قبلہ ہے اور مسجد اہل حرم کے لیے قبلہ ہے اور حرم باقی لوگوں کے لیے قبلہ ہے۔

﴿حدیث نمبر 9/141﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن محمد رفعه قال قيل لابي عبد

الله عليه السلام لم صار الرجل ينحرف في الصلاة الى اليسار؛ فقال: لان للكعبة ستة حدود أربعة منها على يسارك واثنان منها على يمينك فمن أجل ذلك وقع التحريف على اليسار.

جناب الشیخ علیہ نے جناب علی بن محمد سے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ بندہ نماز میں بائیں کی طرف انحراف کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس لیے کہ کعبہ کی چھ حدود ہیں جن میں چار بائیں جانب اور دو دائیں جانب ہیں۔ اسی وجہ سے بائیں جانب نمازی کا رُخ موڑنے کا حکم دیا گیا ہے۔

{حدیث نمبر 10/142} وسأل المفضل بن عمر ابا عبد الله عليه السلام عن التحريف لاصحابنا ذات اليسار عن القبلة وعن السبب فيه فقال: ان الحجر الاسود لما أنزل به من الجنة ووضع في موضعه جعل انصاب الحرم من حيث يلحقه النور نور الحجر فهي عن يمين الكعبة أربعة أميال وعن يسارها ثمانية اميال كله اثنا عشر ميلا، فإذا انحرف الانسان ذات اليمين خرج عن حد القبلة لقلة انصاب الحرم وإذا انحرف ذات اليسار لم يكن خارجا عن حد القبلة.

جناب الشیخ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے، انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا وجہ ہے کہ ہمارے اصحاب نماز میں قبلہ کی بائیں جانب کچھ انحراف رکھتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب حجر اسود کو جنت سے نازل فرمایا اور اس کو اس کی جگہ پر نصب کیا گیا تو حجر اسود کے فورا پھیلنے کی وجہ سے اس کی حدود کا نصاب معین کیا گیا۔ کعبہ کے دائیں جانب چار میل اور بائیں جانب آٹھ میل یہ کل بارہ میل بنتے ہیں، لہٰذا اگر کوئی شخص دائیں جانب انحراف (مڑے) کرے گا تو قبلہ کی حدود سے خارج ہوجائے گا کیونکہ اس جانب حرم کی حدود کم ہیں اور اگر بائیں جانب مڑے گا تو وہ قبلہ کی حد سے خارج نہیں ہوگا۔

{حدیث نمبر 11/143} الطاطری عن جعفر بن سماعة عن علا بن رزين عن محمد ابن مسلم عن أحدهما عليهما السلام قال: سألته عن القبلة قال: ضع الجدي في قفاك

وصل. قال الشيخ رحمه الله: (وإذا اطبقت السماء بالغيم فلم يجد الانسان دليلا عليها بالشمس والنجوم فليصل الى أربع جهات، وان لم يقدر على ذلك لسبب من الاسباب المانعة من الصلاة أربع مرات فليصل الى أى جهة شاء وذلك مجز مع الاضطرار).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دونوں اماموںؑ سے کسی ایک امامؑ سے قبلہ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: تم جدی ستارہ کو اپنے کندھے پر قرار دو اور نماز پڑھو۔

بادلوں کی وجہ سے سورج یا ستاروں سے رہنمائی حاصل نہ کر سکے تو کیا حکم ہے؟

مسئلة: جب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اگر جب آسمان پر بادل ہوں اور انسان سورج اور ستاروں کو قبلہ کے تعین پر دلیل نہ قرار دے سکے اور جہت قبلہ معین نہ کر سکے تو انسان کو چاہیے کہ چاروں جہات میں نماز ادا کرے اور چاروں جہات کی طرف نماز پڑھنا اس کے لیے کسی مانع یا سبب کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو پھر وہ کسی ایک جہت کی طرف رُخ کرے اور نماز پڑھے اور حالتِ اضطراری میں مجزی ہے۔

﴿حديث نمبر 12/144﴾ محمد بن علي بن محبوب عن العباس عن عبد الله بن المغيرة عن إسماعيل بن عباد عن خراش عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: جعلت فداك ان هؤلاء المخالفين علينا يقولون إذا اطبقت علينا أو أظلمت فلم نعرف السماء كنا وأنتم سواء في الاجتهاد فقال: ليس كما يقولون إذا كان ذلك فليصل لاربع وجوه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب خراش سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔

ہمارے مخالفین کہتے ہیں کہ جب آسمان پر بادل چھائے ہوئے ہوں یا رات تاریک ہو اور ہم آسمان کے ذریعے قبلہ کی معرفت حاصل نہ کر سکیں تو پھر ہم اور تم دونوں برابر ہیں۔ دونوں اجتہاد و کوشش میں برابر ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جیسے لوگ کہتے ہیں، ایسا نہیں ہے۔ جب معاملہ اس طرح کا ہو تو چاروں طرف رُخ کرکے نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 13/145﴾ وروى الحسين بن سعيد عن إسماعيل بن عباد عن خراش عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام مثله. فأما ما يدل على ان التحري يجزي عند الضرورة ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسین بن سعید اور انھوں نے جناب اسماعیل بن عباد سے اور انھوں نے خراش سے اور انھوں نے بعض اصحاب سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور گذشتہ حدیث کی مانند حدیث کو نقل کیا ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جو بیان کرتی ہے کہ ضرورت کے وقت اور اضطراری صورت میں کسی ایک جہت کو لائق کر کے اس کی نماز پڑھنا بھی مجزی ہے اور اس پر ذیل کی حدیث بھی دال ہے۔

﴿حدیث نمبر 14/146﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن حماد عن حريز عن زرارة قال قال أبو جعفر عليه السلام: يجزي التحري أبدا إذا لم يعلم اين وجه القبلة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: جب معلوم نہ ہو کہ جہت قبلہ کدھر ہے تو کوشش و اجتہاد کر کے ایک جانب نماز پڑھنا ہمیشہ مجزی ہے۔

﴿حدیث نمبر 15/147﴾ وعنه عن محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال: سألته عن الصلاة بالليل والنهار إذا لم تر الشمس ولا القمر ولا النجوم قال: اجتهد رأيك وتعمد القبلة جهدك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: اس دن و رات کی نمازیں جب نہ سورج نظر آئے اور رات کو ستارے اور چاند نظر آئیں (دن و رات میں بادل چھائے ہوئے ہوں) تو کیا کیا جائے؟

امامؑ نے فرمایا: وہ اپنی رائے میں کوشش کرے اور پھر کوشش کے بعد جس جانب اس کی رائے غالب ہو اس پر اعتماد کرے اور نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 16/148﴾ الحسين بن سعيد عن الحسن عن زرعة عن سماعة قال:

سألته عن الصلاة بالليل والنهار إذا لم تر الشمس ولا القمر ولا النجوم قال: تجتهد رأيك وتعمد القبلة جهدك. وليس لاحد أن يقول لم حملتم هذه الاخبار على حال الاضطرار دون حال الاختيار؛ وهلا جاز التحري في كل وقت التبس فيه القبلة؛ لانا متى لم نحمل هذه الاخبار على حال الاضطرار لم يكن لما قدمناه من الخبرين بأنه يصلي الى أربع جهات معنى، لان على مقتضى ظاهر هذه الاحاديث يجزي التحري ولا يحتاج في حال أن يصلي الى أربع جهات فيسقط متضمنهما جملة، وإذا حملنا هذه الاخبار على حال الضرورة وذينك الحديثين على حال الاختيار نكون قد جمعنا بينها على وجه لا تنافي بينها، والذي يدل على ما قلناه من أن المراد بهذه الاخبار حال الاضطرار دون حال الأختيار.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے زرعہ کی سند کے ساتھ جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے ان سے دن ورات کی نمازوں کے بارے میں سوال کیا جس میں (بادل کی وجہ سے) دن کو نہ سورج نظر آئے اور رات کو ستارے اور چاند نظر نہ آئے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: تم اپنی رائے میں کوشش کرو اور اپنی کوشش و اجتہاد کی بنا پر قبلہ معین کرو اور نماز پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے ان اخبار کو حالتِ اضطرار پر حمل کیا ہے تو کسی شخص کو حق حاصل نہیں کہ وہ کہے کہ آپ نے ان اخبار (وروایات) کو حالتِ اضطرار وضرورت پر کیوں حمل کیا ہے؟ تو کیا جس وقت بھی قبلہ رُخ کا تعین کے بارے التباس ہوجائے تو کیا کوشش و اجتہاد مجزی ہوگا؟

ہم عرض کرتے ہیں کہ اگر ہم ان اخبار کو حالتِ اضطرار پر حمل نہیں کریں گے تو پھر وہ روایات جو بیان ہوچکی ہیں جن میں ذکر ہوا ہے۔ وہ نمازی چاروں طرف رُخ کرکے نماز ادا کرے (یعنی چار نمازیں پڑھے گا)۔

کیونکہ ان روایات کا اقتضاء ہے کہ تحری وکوشش و اجتہاد مجزی ہے۔ پھر چار نمازوں کی ضرورت نہیں رہے گی۔ پھر وہ دونوں روایات کاملاً ساقط ہوجائیں گی۔ اور جب ہم ان روایات کو حالتِ اضطرار پر حمل کریں گے۔ اور چار رکعات والی روایات کو حالت اختیار پر تو پھر ہم نے ان روایات کے درمیان وہ جمع کیا ہے جس کی وجہ سے ان کے درمیان منافات باقی نہیں رہے گی۔

اور جو ہم نے کہا ہے کہ یہ روایات حالت اضطرار میں ہیں نا کہ اختیار میں۔ اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 17/149﴾ ما رواه الطاطري عن محمد بن زياد عن حماد عن عمرو بن يحيى قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل صلى على غير القبلة ثم تبينت له القبلة وقد دخل في وقت صلاة أخرى قال يعيدها قبل أن يصلي هذه التي قد دخل وقتها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمرو بن یحییٰ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے نماز پڑھی ہے جس کے لیے قبلہ واضح نہیں تھا۔ پھر اس کے لیے واضح ہوگیا کہ جو نماز اس نے پڑھی وہ قبلہ رُخ نہیں تھی اور اس وقت دوسری نماز کا وقت بھی داخل ہوچکا تھا۔ اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اس نماز کہ جس کا وقت داخل ہوچکا ہے اس کو پڑھنے سے پہلے اس نماز کو دوبارہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 18/150﴾ وعنه عن محمد بن زياد عن حماد بن عثمان عن معمر بن يحيى قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل صلى على غير القبلة ثم تبين له القبلة وقد دخل وقت صلاة أخرى قال: يصليها قبل أن يصلي هذه التي دخل وقتها إلا أن يخاف فوت التي دخل وقتها. فلولم يكن المراد بتلك الاحاديث حال الاضطرار لم يكن لايجاب الاعادة بعد خروج الوقت معنى حسب ما تضمنه هذان الخبران لان ظاهرهما يقضي انه متى تحرى القبلة وصلى ثم خرج الوقت فانه اجزأت صلاته. قال الشيخ رحمه الله: (ومن اخطأ القبلة أو سها عنها ثم عرف ذلك والوقت باق أعاد، فان عرفه بعد خروج الوقت لم يكن عليه اعادة فيما مضى اللهم إلا أن يكون قد صلى مستدبر القبلة فيجب عليه حينئذ اعادة الصلاة كان الوقت باقيا أو منقضيا).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے دوسری سند کے ساتھ جناب معمر بن یحییٰ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے نماز پڑھی ہے اور قبلہ رُخ تھی۔ پھر اس کے لیے واضح و روشن ہوگیا کہ وہ نماز جو پڑھی گئی ہے وہ قبلہ رُخ نہیں پڑھی گئی اور پھر دوسری نماز کا وقت داخل

ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ پہلے اس نماز کو پڑھے اور بعد میں اس نماز کو پڑھے جس کا وقت داخل ہو گیا ہے سوائے اس صورت کے جب وقت والی نماز کے قضاء ہونے کا خوف ہو تو پھر وقت والی نماز پہلے پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان اخبار کو حالت اضطرار پر حمل کریں گے اور اگر ہم ان روایات کو اضطرار پر حمل نہ کریں پھر وقت کے خارج ہونے کے بعد اس نماز کا اعادہ واجب نہیں رہے گا۔ اس معنی کے حساب سے جس پر یہ روایات دلالت کرتی ہیں کیونکہ دونوں روایات کا ظاہر یہ ہے کہ جب وہ کوشش کر چکا ہے تو پھر اس نے نماز پڑھی ہے اور وقت خارج ہو گیا ہے تو اس کے لیے یہ نماز مجزی و کافی ہے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر بندہ قبلہ کے بارے میں خطاء کرلے یا سہواً اس کی طرف رُخ نہ کرے اور نماز پڑھ لے اور بعد میں اس کو اس کی معرفت ہو جائے۔ اگر وقت باقی ہے تو نماز کو دوبارہ پڑھے گا اور اگر وہ وقت کے گزرنے کے بعد اس کو قبلہ کی معرفت و شناخت ہو تو جو وہ پڑھ چکا ہے اس کا اعادہ کرنا اس پر واجب نہیں سوائے اس صورت میں کہ اگر وہ نماز کو قبلہ کی طرف پشت کر کے پڑھ چکا ہے تو اس صورت میں اس پر نماز کا دوبارہ پڑھنا اس پر واجب ہے، خواہ وقت باقی ہو یا گزر چکا ہو۔

{حدیث نمبر 19/151} علي بن مهزيار عن فضالة بن أيوب عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا صليت وأنت على غير القبلة واستبان لك انك صليت وأنت على غير القبلة وانت في وقت فأعد وان فاتك الوقت فلا تعد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تُو نے نماز ادا کی ہے اور تو قبلہ رُخ نہیں تھا اور تیرے لیے روشن و واضح ہو گیا کہ تُو نے قبلہ رُخ ہو کر نماز نہیں پڑھی تو اگر تو اس نماز کے وقت میں ہے (یعنی اس نماز کا وقت باقی ہے) تو نماز کو دوبارہ پڑھو اور اگر وقت گزر گیا ہے تو پھر تو نماز کا اعادہ نہ کرو۔

{حدیث نمبر 20/152} وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن ابن أبي عمير عن هشام بن سالم عن سليمان بن خالد قال قلت لابي عبد الله عليه السلام الرجل يكون في قفر من الارض في يوم غيم فيصلي لغير القبلة ثم يصحى فيعلم انه

صلی لغیر القبلة کیف یصنع؛ قال: إن کان فی وقت فلیعد صلاته وان کان مضی الوقت فحسبه اجتهاده.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بندہ جو صحرا میں ہے اور آسمان پر بادل ہیں اور وہ نماز پڑھتا ہے اور وہ قبلہ رُخ نہیں۔ بعد میں سورج روشن ہوا تو اس کو معلوم ہوا کہ اس نے قبلہ کے غیر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس نماز کا وقت باقی ہے تو وہ دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو اس کی کی ہوئی کوشش واجتہاد اس کے لیے کافی ہے (یعنی دوبارہ نماز پڑھنا واجب نہیں)۔

{حدیث نمبر 21/153} الطاطری عن محمد بن أبي حمزة عن عبد الله بن مسکان عن سلیمان بن خالد عن أبي عبد الله علیه السلام مثله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ جناب سلیمان بن خالد سے اسی روایت کو امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

{حدیث نمبر 22/154} وعنه عن محمد بن زیاد عن أبان بن عثمان عن عبد الرحمن ابن أبي عبد الله عن أبي عبد الله علیه السلام قال قال أبو عبد الله علیه السلام: إذا صلیت وأنت علی غیر القبلة واستبان لك انك علی غیر القبلة وأنت فی وقت فأعد وان فاتك فلا تعد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب نماز کو پڑھے حالانکہ تو قبلہ رُخ نہ ہو اور پھر تیرے لیے روشن ہو جائے کہ تو نے نماز قبلہ رُخ نہیں پڑھی تو اگر تو وقت میں ہے تو نماز کو دوبارہ پڑھو اور اگر وقت گزر گیا ہے تو پھر تو اعادہ نہ کرو۔

{حدیث نمبر 23/155} محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن الحسین عن یعقوب ابن یقطین قال: سألت عبدا صالحا عن رجل صلی فی یوم سحاب علی غیر القبلة ثم طلعت الشمس وهو فی وقت أیعید الصلاة إذا کان قد صلی علی غیر القبلة؛ وان کان

قد تحری القبلة بجهده اتجزیه صلاته؛ فقال: یعید ما کان فی وقت فإذا ذهب الوقت فلا إعادة علیه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یعقوب بن یقطین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر عبد صالح علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا: جس نے بادلوں والے دن نماز پڑھی تو وہ قبلہ رُخ نہیں تھا۔ پھر سورج ظاہر ہوا تو اس نماز کے لیے ابھی وقت تھا جس کو وہ غیر قبلہ رُخ پڑھ چکا تھا۔ تو کیا وہ اس نماز کا اعادہ کرے گا؟ اور اگر اس نے تلاش کی اور قبلہ رُخ معلوم کرنے میں کوشش کی ہو کیا اس کی وہ نماز مجزی و کافی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وقت باقی ہے تو وہ اس نماز کو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو پھر اس پر نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب نہیں۔

{حدیث نمبر 24/156} عنه عن أحمد عن الحسین عن فضالة عن أبان عن زرارة عن أبي جعفر علیه السلام قال: إذا صلیت علی غیر القبلة فأستبان لك قبل أن تصبح انك صلیت علی غیر القبلة فأعد صلاتك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تُو نے نماز (مغرب و عشاء) قبلہ سے ہٹ کر پڑھی اور پھر صبح ہونے سے قبل تیرے لیے واضح و روشن ہو جائے کہ تو نماز قبلہ رُخ سے ہٹ کر پڑھ چکا ہے تو پھر اس نماز کو دوبارہ پڑھو۔

{حدیث نمبر 25/157} عنه عن محمد بن الحسین عن الحجال عن ثعلبة بن میمون عن معاویة بن عمار عن أبي عبد الله علیه السلام قال قلت الرجل یقوم فی الصلاة ثم ینظر بعد ما فرغ فیری أنه قد انحرف عن القبلة یمینا وشمالا قال: قد مضت صلاته وما بین المشرق والمغرب قبلة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: بندہ نماز پڑھ رہا ہے۔ پھر جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس نے دیکھا کہ وہ قبلہ سے دائیں یا بائیں انحراف کر کے نماز پڑھ چکا ہے تو وہ اب کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز درست ہے کیونکہ مشرق و مغرب کے درمیان سب قبلہ ہے۔

﴿حدیث نمبر 26/158﴾ عنه عن أحمد عن أبيه عن عبد الله بن المغيرة عن القاسم ابن الوليد قال: سألته عن رجل تبين له وهو فى الصلاة انه على غير القبلة قال: يستقبلها إذا أثبت ذٰلك، وان كان قد فرغ منها فلا يعيدها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب قاسم بن الولید سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے سوال کیا اس بندے کے بارے میں جو نماز پڑھ رہا ہے اور دورانِ نماز اس کو معلوم ہوگیا ہے کہ وہ قبلہ سے انحراف کیے ہوئے ہے؟ جب اس کو معلوم ہوگیا ہے تو اسی وقت وہ قبلہ رُخ ہوجائے اور اگر نماز سے فارغ ہونے کے بعد اس کو معلوم ہوا ہے تو پھر وہ نماز کا اعادہ نہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 27/159﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن محمد بن أحمد بن يحيى عن احمد ابن الحسن بن على عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطى عن أبى عبد الله عليه السلام فى رجل صلى على غير القبلة فيعلم وهو فى الصلاة قبل أن يفرغ من صلاته قال: ان كان متوجها فيما بين المشرق والمغرب فليحول وجهه الى القبلة حين يعلم، وإن كان متوجها الى دبر القبلة فليقطع ثم يحول وجهه الى القبلة ثم يفتتح الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک بندہ نماز قبلہ رُخ سے ہٹ کر پڑھ رہا ہے اور نماز سے فارغ ہونے سے قبل دورانِ نماز اس کو معلوم ہوگیا ہے کہ وہ قبلہ رُخ سے ہٹ کر نماز پڑھ رہا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ قبلہ رُخ سے ہٹ کر مشرق و مغرب کی طرف ہے تو جیسے ہی اس کو معلوم ہوا ہے وہ اپنے آپ کو قبلہ رُخ موڑ لے۔ اور اگر وہ قبلہ کی طرف پشت کرکے پڑھ رہا ہے اور وہ متوجہ ہوگیا ہے تو نماز کو توڑ دے اور پھر قبلہ رُخ ہو کر دوبارہ نماز شروع کرے۔

﴿حدیث نمبر 28/160﴾ الحسين بن سعيد عن محمد بن الحصين قال: كتبت إلى عبد صالح عليه السلام الرجل يصلى فى يوم غيم فى فلاة من الارض ولا يعرف

القبلة فيصلي حتى إذا فرغ من صلاته بدت له الشمس فإذا هو قد صلى لغير القبلة أيعتد بصلاته؛ أم يعيدها؛ فكتب: يعيدها ما لم يفته الوقت أو لم يعلم؛! إن الله يقول وقوله الحق (فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن حصین سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام عبد صالح موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں لکھا ہے کہ ایک بندہ بادلوں والے دن صحرا میں موجود ہے اور وہ قبلہ رُخ کے بارے میں نہیں جانتا اور وہ نماز پڑھتا ہے جب نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے لیے سورج ظاہر ہو جاتا ہے اور اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ جو اس نے نماز پڑھی ہے وہ قبلہ رُخ نہیں تھی تو کیا وہ نماز کو دوبارہ پڑھے گا یا نہیں؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: اگر نماز کا وقت باقی ہے تو دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو وہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللهِ ''کہ تم جدھر منہ کرو گے اللہ اُدھر ہی ہے''۔

https://www.shiabookspdf.com

﴿باب نمبر 6﴾

اذان و اقامت کے بارے میں

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: سزاوار ہے کہ ہر واجب نماز کے لیے کھڑے ہو کر اذان کہی جائے۔

﴿حدیث نمبر 1/161﴾ روی الحسین بن سعید عن فضالة عن معاویة بن وهب أو ابن عمار عن الصباح بن سیابة قال قال لی أبو عبد الله علیه السلام: لا تدع الاذان فی الصلوات کلها فان ترکته فلا تترکه فی المغرب والفجر فانه لیس فیهما تقصیر.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب الصباح بن سیابہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: تمام واجب نماز (یومیہ) میں اذان کو ترک نہ کرو اور اگر تو ترک کرے بھی تو نمازِ مغرب اور نمازِ فجر کے لیے اذان کو ترک نہ کرو کیونکہ یہ دونوں نماز قصر نہیں ہوتیں۔

﴿حدیث نمبر 2/162﴾ محمد بن أحمد بن یحیی عن أحمد بن الحسن بن علی بن فضال عن عمرو بن سعید عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطی عن أبی عبد الله علیه السلام قال: إذا قمت إلی صلاة فریضة فأذن وأقم وافصل بین الاذان والاقامة بقعود أو بکلام أو بتسبیح. قال الشیخ رحمه الله: (فان کانت صلاة جماعة کان الاذان والاقامة لها واجبین لا یجوز ترکهما فی تلک الحال).

جناب الشیخ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو واجب نماز (یومیہ) کے لیے کھڑے ہو جاؤ تو پھر اذان کہو اور اقامت کہو۔ اور اذان اور اقامت کے درمیان فاصلہ کرو، بیٹھ کر یا کوئی بات کرے یا تسبیح کے ذریعے۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید علیہ الرحمہ یہ فرماتے ہیں: اگر نماز واجب جماعت سے ادا ہو تو پھر اس نماز کے لیے

اذان و اقامت دونوں واجب ہیں۔ پس اس کو اس حال میں ترک کرنا جائز نہیں۔

﴿حدیث نمبر 3/163﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن القاسم بن محمد عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير عن أحدهما عليهما السلام قال سألته أيجزي أذان واحد؟ قال: ان صليت جماعة لم يجز إلا أذان واقامة، وإن كنت وحدك تبادر امرا تخاف أن يفوتك يجزيك اقامة إلا الفجر والمغرب فانه ينبغي أن تؤذن فيهما وتقيم من أجل انه لا تقصر فيهما كما تقصر في سائر الصلوات. قال الشيخ رحمه الله: (ولا بأس أن يقتصر الانسان إذا صلى وحده بغير إمام على الاقامة ويترك الاذان في ثلاث صلوات الظهر والعصر والعشاء الآخرة ولا يترك الاذان والاقامة في المغرب والفجر لانهما صلاتان لا يقصران في السفر) قد مضى ذكر ذلك في الحديثين المتقدمين ويزيد تأكيدا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا: کیا اکیلی اذان مجزی و کافی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تو نماز باجماعت پڑھ رہا ہے تو جائز نہیں مگر اذان و اقامت کے ساتھ اور تو اکیلا و فردا پڑھ رہا ہے اور تجھے کسی کام کی وجہ سے جلدی ہے کہ وہ ضائع نہ ہو جائے۔ پھر تیرے لیے فقط اقامت مجزی و کافی ہے سوائے نماز فجر اور مغرب کے۔ ان میں تیرے لیے سزاوار ہے کہ اذان کہو۔ اور اقامت بھی اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں دوسری نمازوں کے مانند قصر نہیں ہوتیں۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر انسان اکیلا نماز پڑھ رہا ہے بغیر امام کے تو اس کے لیے جائز ہے کہ نماز ظہر و عصر اور عشاء میں فقط اقامت پر اکتفاء کرے اور مغرب اور فجر کی نمازوں میں اذان و اقامت کو ترک نہ کرے کیونکہ یہ دونوں نمازیں وہ ہیں جو سفر میں بھی قصر نہیں ہوتیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بارے میں گذشتہ دونوں حدیثوں میں ذکر ہو چکا ہے اور اس کی مزید تاکید ذیل کی روایات کرتی ہیں۔

﴿حدیث نمبر 4/164﴾ سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسن

ابن علي بن فضال عن عبد الله بن بكير عن الحسن بن زياد قال قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا كان القوم لا ينتظرون أحداً اكتفوا بإقامة واحدة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسن بن زیاد سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب کسی قوم کو کسی کا انتظار نہ ہو تو وہ اکیلی اقامت پر اکتفاء کرسکتی ہے (یعنی نماز جماعت کا انتظار نہ ہو)۔

{حديث نمبر 5/165} وعنه عن أحمد بن محمد عن ابن أبي عمير عن حماد عن عبيد الله بن علي الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام عن أبيه انه كان إذا صلى وحده في البيت أقام اقامة ولم يؤذن.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ جب آپؑ گھر میں اکیلے نماز ادا کرتے تو اقامت کہتے اذان نہیں کہتے تھے۔

{حديث نمبر 6/166} وروى الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن عبد الله ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: يجزيك إذا خلوت في بيتك اقامة واحدة بغير أذان. وهذه الاخبار كلها دالة على تأكيد الاذان في صلاة الجماعة لانها تتضمن إباحة تركها مقيداً بحال الوحدة والخلوة. وهذا لا يكون إلا للمنفرد فأما اختصاص الغداة والمغرب فقد مضى ما يدل عليه ويزيده بياناً ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو اپنے گھر میں اکیلا نماز پڑھے تو تیرے لیے اذان کے بغیر اقامت مجزی وکافی ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ساری روایات نماز باجماعت کے لیے اذان واقامت پر تاکید کرتی ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ روایات اس کو متضمن ہیں۔ فرد یٰ و اکیلے نماز پڑھنے والے کے لیے اذان کو ترک کرنا مباح ہے اور یہ اباحت نہیں ہے مگر انفرادی صورت ہیں لیکن نماز فجر اور مغرب کو اختصاص دینا کہ ان میں اذان کو ترک نہ کیا جائے۔ اس پر روایات جو دلالت کرتی ہیں وہ بیان ہوچکی ہیں اور مزید اس کو بیان کرنے والی ذیل میں روایات ذکر ہیں۔

{حدیث نمبر 7/167} الحسين بن سعيد عن الحسن أخيه عن زرعة عن سماعة قال: قال أبو عبد الله عليه السلام: لا تصل الغداة والمغرب الا بأذان واقامة ورخص في سائر الصلوات بالاقامة، والاذان أفضل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: نماز فجر اور نماز مغرب کو اذان و اقامت کے بغیر نہ پڑھو۔ دوسری واجب نمازوں میں اقامت کے ساتھ پڑھنے میں اجازت ورخصت دی گئی ہے اور ان میں بھی اذان افضل ہے۔

{حدیث نمبر 8/168} وعنه عن النضر بن سويد عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: يجزيك في الصلاة اقامة واحدة الا الغداة والمغرب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تیری نماز کے لیے اکیلی اقامت مجزی وکافی ہے سوائے نماز فجر اور مغرب کے۔

{حدیث نمبر 9/169} فاما ما رواه سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسين عن جعفر ابن بشير عن عمر بن يزيد قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الاقامة بغير أذان في المغرب فقال: ليس به بأس وما أحب أن يعتاد. فليس بمناف لما ذكرناه لانه إنما جوز له الاقتصار على الاقامة في هذه الصلاة عند عارض ومانع ثم نبهه بقوله وما أحب أن يعتاد ذلك على أن الاولى فعله، والذي يكشف عما ذكرناه من أنه إنما جوز له الاقتصار على الاقامة في سائر الصلوات لعارض ومانع ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بن یزید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز مغرب میں بغیر اذان کے اقامت کے ساتھ پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ اس کی عادت بنالی جائے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس کے منافی نہیں ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے کہ اذان و اقامت دونوں نماز مغرب و فجر میں ہونا ضروری ہے۔ یہ روایت اس کو جائز قرار دیتی ہے۔ نماز مغرب میں فقط اقامت پر اقتصار کرنا اس وقت جائز ہے جب کوئی عارض یا مانع موجود ہو۔ پھر آپ نے متنبہ کیا ہے کہ میں پسند

نہیں کرتا کہ اس کی عادت بنالی جائے۔ یہ فقرہ دلالت کرتا ہے کہ اولیٰ اور افضل ہے کہ اذان کہی جائے۔
اور جو ہم نے ذکر کیا ہے اس سے کشف ہوتا ہے کہ باقی نمازوں میں فقط اقامت پر اقتصار کرنا جائز ہے کسی عارض و مانع کی وجہ سے اور اس کو ذیل کی روایات بھی بیان کرتی ہیں۔

﴿حدیث نمبر 10/170﴾ محمد بن علی بن محبوب عن علی بن السندی عن ابن أبی عمیر عن عمر بن أذینة عن عبد الرحمن بن أبی عبد الله عن أبی عبد الله علیه السلام قال سمعته یقول: یقصر الاذان فی السفر کما تقصر الصلاة تجزی اقامة واحدة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سفر میں اذان قصر ہوجاتی ہے جیسا کہ نماز قصر ہوجاتی ہے۔ اکیلی اقامت ہی مجزی وکافی ہے۔

﴿حدیث نمبر 11/171﴾ الحسین بن سعید عن محمد بن أبی عمیر عن حماد بن عثمان عن عبید الله بن علی الحلبی قال سألت أبا عبد الله علیه السلام عن الرجل هل یجزیه فی السفر والحضر اقامة لیس معها أذان؟ قال: نعم لا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا بندے کے لیے سفر میں اذان کے بغیر فقط اقامت مجزی وکافی ہے؟
آپؑ نے فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 12/172﴾ سعد عن أحمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن فضالة ابن أیوب عن أبان بن عثمان عن محمد بن مسلم والفضیل بن یسار عن أحدهما علیهما السلام قال: تجزیك اقامة فی السفر. فدلت هذه الاخبار علی أن الاولی فی الحضر فعل الاذان لانها تضمنت الرخصة فی حال السفر، ولو لم یکن الامر علی ما ذکرناه لم یکن لاختصاصه بحال السفر فائدة. قال الشیخ رحمه الله: (وفی الاذان والاقامة فضل کثیر) إلی قوله: (ولا یجوز الاذان لشیء من الصلوات قبل دخول وقتها إلا الفجر).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر

صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سفر میں تیرے لیے اقامت مجزی و کافی ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایات اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حضر میں اذان اولیٰ و افضل ہے کیونکہ جو رخصت دی گئی ہے وہ سفر کے دوران ہے اور جو ہم نے بیان کیا ہے کہ ان روایات سے یہ مراد نہ لی جائے تو پھر ان کو سفر کے ساتھ خاص کرنے میں کوئی فائدہ ہی نہیں رہے گا۔

مسئلہ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اذان اور اقامت میں بہت زیادہ فضیلت ہے۔ اور وقت کے داخل ہونے سے قبل کسی نماز کے لیے اذان کہنا جائز نہیں سوائے نمازِ فجر کے۔ (اس میں وقت کے داخل ہونے سے قبل اذان دینا جائز ہے)۔

﴿حدیث نمبر 13/173﴾ الحسین بن سعید عن یحیی الحلبی عن أبی عبد الله علیه السلام قال إذا أذنت فی أرض فلاة واقمت صلی خلفك صفان من الملائكة، وإن أقمت ولم تؤذن صلی خلفك صف واحد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یحییٰ الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو صحراء میں اذان و اقامت کہہ کر نماز ادا کرے گا تو تیرے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں نماز ادا کریں گی۔ اور اگر تو فقط اقامت کہہ کر نماز پڑھے گا تو تیرے پیچھے ایک صف ملائکہ کی نماز ادا کریں گی۔

﴿حدیث نمبر 14/174﴾ وعنه عن فضالة عن حسین بن عثمان عن ابن مسكان عن محمد بن مسلم قال قال لی أبو عبد الله علیه السلام انك إذا أذنت واقمت صلی خلفك صفان من الملائكة، وان أقمت إقامة بغیر أذان صلی خلفك صف واحد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: جب تو اذان و اقامت کہنے کے بعد نماز ادا کرے گا تو تیرے پیچھے ملائکہ کی دو صفیں نماز ادا کریں گی۔ اور اگر بغیر اذان کے فقط اقامت کہنے کے بعد نماز پڑھے گا تو تیرے پیچھے ملائکہ کی ایک صف نماز پڑھے گی۔

﴿حدیث نمبر 15/175﴾ وروی محمد بن یعقوب عن محمد بن یحیی عن أحمد عن الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن یحیی بن عمران الحلبی عن محمد بن مروان قال سمعت أبا عبد الله علیه السلام یقول: المؤذن یغفر له مد صوته ویشهد له كل شیء

سمعه. قال الشيخ رحمه الله: (ولا يجوز الاذان لشيء من الصلوات قبل دخول وقتها)

إلى قوله: (ولا بأس للانسان أن يؤذن وهو على غير وضوء).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مروان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مؤذن کے لیے آواز کو لمبا کرنا معاف ہے اور جو چیز اس کی اذان کو سنے گی وہ اس کے حق میں گواہی دے گی۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی نماز کے لیے وقت کے داخل ہونے سے قبل اذان دینا جائز نہیں۔ نیز بغیر وضو کے انسان کے لیے اذان دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 16/176﴾ الحسين بن سعيد عن النضر عن يحيى الحلبي عن عمران ابن علي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الاذان قبل الفجر فقال: إذا كان في جماعة فلا، وإذا كان وحده فلا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمران بن علی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا اذان فجر وقت سے قبل دی جاسکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ہے تو پھر نہیں اور اگر فرداً پڑھنی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 17/177﴾ وعنه عن النضر عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له إن لنا مؤذنا يؤذن بليل فقال: أما إن ذلك ينفع الجيران لقيامهم إلى الصلاة وأما السنة فانه ينادي مع طلوع الفجر ولا يكون بين الاذان والاقامة إلا الركعتان.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ ابن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہمارا مؤذن رات میں ہی اذان فجر دے دیتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اگر ہمسائیوں کے لیے نماز کے لیے اٹھنے میں فائدہ مند ہوا (تو وہ کوئی حرج نہیں)۔ بہرحال سنت یہی ہے کہ طلوعِ فجر کے ساتھ اذان دی جائے اور اذان اور اقامت نماز کے درمیان فقط دو رکعت نماز نافلہ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔

{حدیث نمبر 18/178} وعنه عن فضالة عن ابن سنان قال سألته عن النداء قبل طلوع الفجر فقال: لا بأس، وأما السنة مع الفجر وإن ذلك لينفع الجيران يعني قبل الفجر. قال الشيخ رحمه الله: (ولا بأس أن يؤذن الانسان وهو على غير وضوء ولا يقيم إلا وهو على وضوء).

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے دوسری سند کے ساتھ جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے اس ندا (اذان) کے بارے میں سوال کیا جو طلوعِ فجر سے قبل ہو جائے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ بہرحال سنت یہ ہے کہ طلوعِ فجر کے ساتھ ہو اگرچہ طلوعِ فجر سے قبل والی اذان ہمسائیوں کے لیے فائدہ مند ہوتی ہے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: انسان کا بغیر وضو کے اذان کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن وہ اقامت نہ کہے مگر باوضو ہو کے۔

{حدیث نمبر 19/179} الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس أن تؤذن وأنت على غير وضوء طهور ولا تقيم إلا وأنت على وضوء.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تیرے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ تو بغیر وضو وطہارت کے اذان دے اور تو اقامت نہ کہو مگر باوضو ہو کر۔

{حدیث نمبر 20/180} وعنه عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن محمد الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس أن يؤذن الرجل وهو على غير وضوء ولا يقيم إلا وهو على وضوء.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب محمد الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے کہ بندہ اذان دے حالانکہ وہ بغیر وضو کے ہو اور بندہ اقامت نہ کہے مگر باوضو ہو کر۔

{حدیث نمبر 21/181} سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسين عن الحسن بن

موسیٰ الخشاب عن غیاث بن کلوب بن فیهس عن اسحاق بن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام عن أبيه أن علياً عليه السلام كان يقول: لا بأس أن يؤذن الغلام قبل أن يحتلم ولا بأس أن يؤذن المؤذن وهو جنب ولا يقيم حتى يغتسل. قال الشيخ رحمه الله: (وان عرض للمؤذن حاجة يحتاج الى كلام ليس من الاذان فليتكلم به ولا يجوز أن يتكلم في الاقامة مع الاختيار).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے، آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بچے کے بالغ ہونے سے قبل اذان دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور نہ ہی مؤذن کا حالت جنابت میں اذان دینے میں کوئی حرج ہے۔ اور مجنب اقامت نہ کہے جب تک وہ غسل نہ کرے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر مؤذن کو دوران اذان کوئی ضرورت عارض ہوجائے جس کی وجہ سے وہ کلام کرنے کی طرف محتاج ہو تو کوئی حرج نہیں لیکن اقامت کے دوران حالت اختیاری میں کلام کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿حديث نمبر 22/182﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن حسين بن عثمان عن عمرو ابن أبي نصر قال قلت: لابي عبد الله عليه السلام أيتكلم الرجل في الاذان؟ قال: لا بأس. قلت: في الاقامة؟ قال: لا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمرو بن ابی نصر سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا اذان کے دوران بندہ بات کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: اقامت کے دوران؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

﴿حديث نمبر 23/183﴾ وعنه عن الحسن عن زرعة عن سماعة قال: سألته عن المؤذن أيتكلم وهو يؤذن؟ فقال: لا بأس حين (حتى خ ل) يفرغ من أذانه.

http://www.shiabookspdf.com

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ ان سے سوال کیا: مؤذن اذان دیتے ہوئے کلام کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ اذان سے فارغ ہونے کے بعد بات کرے۔

{حدیث نمبر 24/184} وعنه عن أحمد عن الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن الحسين بن عثمان عن عمرو بن أبي نصر قال قلت: لأبي عبد الله عليه السلام أيتكلم الرجل في الاذان؟ قال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا بندہ اذان کے دوران بات کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 25/185} محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن محمد بن إسماعيل عن صالح بن عقبة عن أبي هارون المكفوف قال قال أبو عبد الله عليه السلام يا أبا هارون الاقامة من الصلاة فإذا أقمت فلا تتكلم ولا تؤم بيدك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوہارون المکفوف سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوہارون! اقامت نماز میں سے ہے۔ پس جب تم نماز کے لیے اقامت کہہ لو تو پھر نہ کلام کرو اور نہ اپنے ہاتھ سے اشارہ کرو۔

{حدیث نمبر 26/186} فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن محمد بن سنان عن عبد الله ابن مسكان عن محمد الحلبي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يتكلم في أذانه أو في اقامته؟ فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا ایک بندہ اذان اور اقامت کے دوران بات کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

{حدیث نمبر 27/187} وروى سعد عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن

حماد بن عثمان قال سألت أبا عبد الله علیه السلام عن الرجل أیتکلم بعد ما یقیم الصلاة؟ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: نماز کے لیے اقامت کہنے کے بعد کیا بندہ کلام کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

{حدیث نمبر 28/188} وعنه عن جعفر بن بشیر عن الحسن بن شهاب قال سمعت أبا عبد الله علیه السلام یقول: لا بأس بأن یتکلم الرجل وهو یقیم الصلاة وبعد ما یقیم إن شاء. فهذه الاخبار محمولة علی حال الضرورة دون الاختیار ویکون ذلك الكلام ایضا لشئ یتعلق بالصلاة مثل تقدیم إمام وتسویة صف وما یجری مجراهما. والذی یدل علی ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسن بن شہاب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نماز کے لیے اقامت کہہ رہا ہو یا اقامت کہنے کے بعد اگر چاہے تو بات کرسکتا ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو روایات ذکر ہوئی ہیں کہ اقامت کے دوران بات کرنا جائز ہے۔ ان سب کو ہم اس پر حمل کریں گے کہ ضرورت و احتیاج کے وقت بات کرنا درست ہے لیکن حالت اختیاری میں نہیں اور وہ کلام بھی وہ ہو جو نماز سے مربوط ہو، مثلاً امام آگے آجائے یا صفیں درست کرو یا اس کی مثل دوسرے جملات جو نماز سے مربوط ہیں اور اس پر ذیل کی روایات دلالت کرتی ہیں۔

{حدیث نمبر 29/189} الحسین بن سعید عن فضالة عن حسین بن عثمان عن ابن مسکان عن ابن أبی عمیر قال قال سألت أبا عبد الله علیه السلام عن الرجل یتکلم فی الاقامة: قال؟ نعم فإذا قال: المؤذن قد قامت الصلاة فقد حرم الكلام علی أهل المسجد إلا أن یکونوا قد اجتمعوا من شتی ولیس لهم إمام فلا بأس أن یقول: بعضهم لبعض تقدم یا فلان.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ سے سوال کیا: کیا بندہ اقامت کے دوران بات کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! پس اگر مؤذن یہ فقرہ (قد قامت الصلاۃ) کہہ لے تو پھر تمام اہل مسجد پر بات کرنا حرام ہے سوائے اس صورت میں جب نمازی مسجد میں جمع ہو گئے ہیں، ان کے لیے کوئی امام جماعت نہ ہو۔ پھر کوئی حرج نہیں کہ ان میں سے بعض کسی سے کہیں کہ اے فلاں! آپ آگے آؤ اور نماز پڑھاؤ۔

﴿حدیث نمبر 30/190﴾ وعنه عن الحسن عن زرعة عن سماعة قال قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا أقام المؤذن الصلاة فقد حرم الكلام إلا ان يكون القوم ليس يعرف لهم إمام.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب مؤذن نماز کے لیے اقامت کہہ دے تو پھر کلام کرنا حرام ہے سوائے اس صورت میں جب لوگ موجود ہیں لیکن ان کے لیے کوئی امام مشخص نہ ہو۔

﴿حدیث نمبر 31/191﴾ وعنه عن حماد بن عيسى عن حريز عن محمد بن مسلم قال قال أبو عبد الله عليه السلام: لا تتكلم إذا أقمت الصلاة فانك إذا تكلمت أعدت الاقامة. قال الشيخ رحمه الله: (ولا بأس أن يؤذن الانسان جالسا إذا كان ضعيفا في جسمه أو كان راكبا ولمثل ذلك من الاسباب، ولا تجوز الاقامة إلا وهو قائم متوجه الى القبلة مع الاختيار).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب نماز کے لیے اقامت کہی جاچکی ہو تو پھر کلام نہ کرو۔ اگر کلام کرو گے تو پھر اقامت کا اعادہ کرو۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بندہ اگر ضعیف و کمزور ہو یا وہ سوار ہو یا اس طرح کے دوسرے اسباب موجود ہوں تو بندے کے لیے بیٹھ کر اذان دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن اقامت حالت اختیاری میں جائز نہیں مگر کھڑے ہو کر اور رخ بقبلہ ہو کر۔

﴿حدیث نمبر 32/192﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن حسين بن عثمان عن

http://www.shiabookspdf.com

سماعة عن أبي بصير قال قال أبو عبد الله عليه السلام: لا بأس أن تؤذن راكبا أو ماشيا أو على غير وضوء ولا تقيم وأنت راكب أو جالس الا من علة أو تكون في أرض ملصة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: کوئی حرج نہیں کہ سوار ہو کر یا چلتے ہوئے یا بغیر وضو کے اذان کہی جائے لیکن بغیر کسی علت کے اقامت بیٹھ کر یا سوار ہو کر نہ کہیں۔ سوائے اس صورت میں کہ جب تو کسی ایسی جگہ ہو جو چوروں کی زمین (اور تجھے ان سے خوف وخطر ہو پھر سوار ہو کر بھی اقامت کہنا جائز ہے)۔

﴿حدیث نمبر 33/193﴾ وعنه عن النضر عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس للمسافر أن يؤذن وهو راكب ويقيم وهو على الارض قائم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: مسافر کے لیے حالتِ سواری میں اذان دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن وہ اقامت زمین پر کھڑے ہو کر دے۔

﴿حدیث نمبر 34/194﴾ وعنه عن حماد عن ربعي عن محمد بن مسلم قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: يؤذن الرجل وهو قاعد؟ قال: نعم ولا يقيم إلا وهو قائم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا بندہ بیٹھ کر اذان دے سکتا ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں، لیکن وہ اقامت نہ کہے مگر کھڑا ہو کر۔

﴿حدیث نمبر 35/195﴾ وعنه عن أحمد بن محمد عن عبد صالح عليه السلام قال: يؤذن الرجل وهو جالس ولا يقيم إلا وهو قائم، وقال: تؤذن وأنت راكب ولا تقيم إلا وأنت على الارض،

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب احمد بن محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام عبد صالح موسیٰ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: بندہ بیٹھ کر اذان دے سکتا ہے اور اقامت نہ کہے مگر کھڑے ہو کر۔ اور پھر آپ نے فرمایا: تو سواری پر سوار ہو کر اذان دے سکتا ہے لیکن تم اقامت نہ کہو مگر زمین پر کھڑے ہو کر۔

{حدیث نمبر 36/196} وعنه عن فضالة عن العلا عن محمد عن أحدهما عليه السلام قال: سألته عن الرجل يؤذن وهو يمشي أو على ظهر دابته وعلى غير طهور؟ فقال: إذا كان التشهد مستقبل القبلة فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے ان میں سے ایک سے سوال کیا: کیا بندہ چلتے ہوئے، یا سواری کی پشت پر یا بغیر وضو کے اذان دے سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ شہادت دیتے ہوئے قبلہ رُخ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے (یعنی اللہ کی توحید اور رسولؐ اللہ کی رسالت اور حضرت علیؑ کی ولایت کی گواہی دیتے ہوئے قبلہ رُخ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مترجم)

{حدیث نمبر 37/197} محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن محمد بن اسماعيل عن صالح بن عقبة عن سليمان بن صالح عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا يقيم أحدكم الصلاة وهو ماش ولا راكب ولا مضطجع إلا أن يكون مريضا وليتمكن في الاقامة كما يتمكن في الصلاة فانه إذا أخذ في الاقامة فهو في صلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن صالح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم میں سے کوئی ایک بھی چلتے ہوئے یا سوار ہو کر یا لیٹ کر نماز کے لیے اقامت نہ کہے سوائے اس کے کہ وہ مریض ہو۔ اس کو چاہیے کہ جتنا اس کے لیے نماز کے لیے ممکن ہے اتنا وہ اقامت میں بھی امکان پیدا کرے کیونکہ جب وہ اقامت دے رہا ہے تو گویا وہ نماز میں ہے۔

{حدیث نمبر 38/198} سعد بن عبد الله عن محمد بن إسماعيل بن بزيع عن صالح ابن عقبة عن يونس النسياني عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: أؤذن وانا راكب؟ فقال: نعم فقلت: فأقيم وأنا راكب؟ فقال: لا قلت: فأقيم وأنا ماش؟ فقال: نعم ماش الى الصلاة قال ثم قال لي: إذا أقمت فاقم مترسلا فانك في الصلاة، فقلت له: فقد سألتك أقيم وأنا ماش فقلت لي نعم أفيجوز أن امشي في الصلاة؟ قال: نعم إذا دخلت من باب المسجد فكبرت وأنت مع إمام عادل ثم مشيت الى

الصلاة اجزأك ذلك، فأما ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس الشہائی یا (الشیبانی) سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا میں سواری کی حالت میں اذان کہہ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

پھر میں نے عرض کیا: کیا میں سواری کی حالت میں اقامت کہہ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: کیا میں چلتے ہوئے اقامت کہہ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، نماز کی طرف جاتے ہوئے۔

پھر آپؑ نے مجھے فرمایا: جب تو اقامت کہو تو آہستہ آہستہ کہو گویا تو نماز میں ہے۔

میں نے عرض کیا: میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ کیا میں چلتے ہوئے اقامت کہہ سکتا ہوں؟

تو آپؑ نے فرمایا: ہاں!

میں نے عرض کیا: تو کیا میں نماز میں چل سکتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں، جب تو مسجد کے دروازے سے داخل ہو تو چاہتا ہے کہ میں اس امام عادل کے ساتھ باجماعت نماز پڑھوں اور امام اس وقت رکوع میں داخل ہو گیا ہے تو تم تکبیر کہو اور رکوع میں جاؤ اور پھر چلتے ہوئے جماعت میں شریک ہو جاؤ تو تیرے لیے کافی و مجزی ہے۔

﴿حدیث نمبر 39/199﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن محمد بن سنان عن أبي خالد عن حمران قال سألت أبا جعفر عليه السلام عن الاذان جالسا قال لا يؤذن جالسا الا راكب أو مريض. فهذا الخبر محمول على الاستحباب لانا قد بينا جواز الاذان جالسا من غير علة وهذا محمول على الفضل والندب. قال الشيخ رحمه الله: (وليس على النساء أذان ولا اقامة بل يتشهدن الشهادتين، ولو أذن واقمن على الاخفات لم يكن مأزورات بل كن ماجورات).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمران سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر

الباقر علیہ السلام سے بیٹھ کر اذان دینے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: بیٹھ کر اذان نہ دو مگر جب تم سواری پر ہو یا مریض ہو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو استحباب پر حمل کیا جائے گا کہ مستحب ہے کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ بغیر کسی علت و وجہ کے بھی بیٹھ کر اذان دینا جائز ہے، لہٰذا اس روایت کو افضل اور استحباب پر حمل کریں گے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت پر اذان و اقامت کہنا ضروری نہیں بلکہ وہ شہادات کی گواہی دیں اور اگر وہ اذان و اقامت آہستہ آہستہ کہہ دیں تو ان کو گناہ نہیں ہوگا بلکہ ان کو اجر ملے گا۔

﴿حدیث نمبر 40/200﴾ سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد قال حدثنا الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب ومحمد بن أبي عمير عن جميل بن دراج قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن المرأة أعليها أذان واقامة؛ فقال: لا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا عورت کے لیے اذان و اقامت کہنا لازم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

﴿حدیث نمبر 41/201﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن عمر بن أذينة عن زرارة قال قلت لابي جعفر عليه السلام : النساء عليهن أذان؛ فقال: إذا شهدت الشهادتين فحسبها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: عورتوں پر اذان ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، جب وہ شہادتین کی گواہی دیں تو ان کے لیے کافی ہے۔

﴿حدیث نمبر 42/202﴾ وعنه عن النضر وفضالة عن عبد الله قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن المرأة تؤذن للصلاة؛ فقال: حسن ان فعلت وان لم تفعل أجزاها أن تكبر وان تشهد ان لا إله إلا الله وان محمد رسول الله صلى الله عليه وآله.

قال الشيخ رحمه الله. (ومن أذن فليقف على آخر كل فصل من اذانه ويرفع صوته ولا يخفض به نفسه دون اسماعه نفسه اياه) إلى آخر الباب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا عورت نماز کے لیے اذان دے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ اذان دے تو نیکی و بہتر ہے اور اگر نہ دے تو اس کے لیے یہ کافی ہے کہ چار دفعہ الله اکبر اور اشهد ان لا اله الا الله وان محمدًا رسول الله کہہ دے تو بھی اس کے لیے مجزی ہے۔ (مستحب ہے کہ بعد اشهد ان علیا ولی الله بھی کہے۔ مترجم)

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ اذان دے تو اس پر ضروری ہے کہ وہ اذان کے ہر فصل (فقرے) کے آخر میں وقف کرے اور بلند آواز سے دے اور اذان کو آہستہ نہ کہے۔ مگر اس صورت میں جب وہ فقط اپنے لیے اذان کہہ رہا ہو۔

﴿حدیث نمبر 43/203﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن حماد عن حريز عن زرارة قال قال أبو جعفر عليه السلام الاذان جزم بإفصاح الالف والهاء والاقامة حدر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: اذان کے آخر کے ھا اور الف کو ظاہر کر کر کے بلند آواز سے کہو، اقامت کو آہستہ کہو۔

﴿حدیث نمبر 44/204﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن عثمان بن عيسى عن خالد بن نجيح عن الصادق عليه السلام انه قال: التكبير جزم في الاذان مع الافصاح بالهاء والالف.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب خالد بن نجیح رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اذان کو بلند آواز سے الف اور ھا کے اظہار کے ساتھ کہو۔

﴿حدیث نمبر 45/205﴾ محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن محمد عن ابن أبي نجران عن حماد عن حريز عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله عن أبي عبد الله عليه السلام

انه قال: إذا اذنت فلا تخفين صوتك فان الله يأجرك مد صوتك فيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم اذان دو تو اپنی آوازوں کو آہستہ نہ رکھو کیونکہ اللہ تعالیٰ اذان میں بلند آواز پر اجر دیتا ہے۔

{حدیث نمبر 46/206} وعنه عن علي بن محمد عن سهل عن ابن محبوب عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان طول حائط مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله قامة، فكان عليه السلام يقول لبلال إذا دخل الوقت يا بلال اعل فوق الجدار وارفع صوتك بالاذان فان الله عزوجل قد وكل بالاذان ريحا ترفعه إلى السماء، وان الملائكة إذا سمعوا الاذان من أهل الارض قالوا هذه اصوات امة محمد صلى الله عليه وآله بتوحيد الله عزوجل ويستغفرون لامة محمد صلى الله عليه وآله حتى يفرغوا من تلك الصلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی دیوار مرد کی قامت کے برابر بلند تھی۔ جب اذان کا وقت ہوتا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب بلالؓ سے فرماتے: اے بلالؓ! دیوار پر چڑھ جاؤ اور بلند آواز سے اذان کہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک ہوا کو موکل کیا ہوا ہے کہ وہ اذان کو آسمانوں کی طرف بلند کرے اور جب آسمان کے فرشتے اہل زمین کی اذان کو سنتے ہیں تو کہتے ہیں: یہ آوازیں اُمت محمدؐ کی ہیں جو اللہ کی توحید کی گواہی دے رہی ہیں اور پھر وہ اُمت محمدؐ کے لیے طلبِ مغفرت کرتے ہیں اور اس وقت تک کرتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ لوگ نماز سے فارغ نہ ہو جائیں۔

{حدیث نمبر 47/207} علي بن مهزيار عن محمد بن راشد قال: حدثني هشام بن ابراهيم انه شكا الى أبي الحسن الرضا عليه السلام سقمه وانه لا يولد له فأمره بأن يرفع صوته بالاذان في منزله قال: ففعلت فاذهب الله عني سقمي وكثر ولدي قال محمد ابن راشد وكنت دائم العلة ما انفك منها في نفسي وجماعة خدمي فلما سمعت ذلك

من هشام عملت به فاذهب الله عنی وعن عیالی العلل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن ابراہیم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے مریض (بانجھ) ہونے کی شکایت کی کیونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی تو آپؑ نے اسے حکم دیا کہ اپنے گھر میں بلند آواز سے اذان کہا کرو۔

وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ایسے ہی کیا۔ خدا نے میری بیماری ختم کردی اور میرے ہاں کثیر اولاد پیدا ہوئی۔

جناب محمد بن راشد بیان کرتے ہیں کہ میں بھی دائمی مریض تھا۔ بیماری میری جان ہی نہیں چھوڑتی تھی۔ جب میں نے ہشام سے اس کے بارے میں سنا تو میں نے بھی اس پر عمل کیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھ سے اور میری عیال سے بیماریوں کو دور کردیا۔

https://www.shiabookspdf.com

باب نمبر 7

اذان و اقامت کی فصول اور ان کے اوصاف کے بارے میں

مسئلہ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اذان اور اقامت کی پینتیس (۳۵) فصلیں (فقرے) ہیں ان میں سے اٹھارہ اذان کی اور سترہ فصلیں اقامت کے لیے ہیں۔

حدیث نمبر 1/208 محمد بن یعقوب عن علی بن إبراهيم عن محمد بن عيسى بن عبيد عن يونس عن أبان بن عثمان عن إسماعيل الجعفي قال سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول الاذان والاقامة خمسة وثلاثون حرفا، فعد ذلك بيده واحدا واحدا، الاذان ثمانية عشر حرفا، والاقامة سبعة عشر حرفا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل الجعفی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اذان و اقامت کے پینتیس حرف (جملے) ہیں۔ پھر آپؑ نے ان کو ایک ایک کرکے اپنے ہاتھ سے شمار کیا۔ اذان کے اٹھارہ اور اقامت کے سترہ جملات۔

حدیث نمبر 2/209 الحسين بن سعيد عن النضر عن عبد الله بن سنان قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الاذان فقال: تقول الله أكبر الله أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدًا رسول الله اشهد أن محمدًا رسول الله، حي على الصلاة حي على الصلاة، حي على الفلاح حي على الفلاح، حي على خير العمل حي على خير العمل، الله أكبر الله أكبر، لا إله إلا الله لا إله إلا الله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اذان کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: تم کہو: الله أكبر الله أكبر، أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن

محمدًا رسول الله اشهد أن محمدًا رسول الله، حی علی الصلاة حی علی الصلاة، حی علی الفلاح حی علی
الفلاح، حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل، الله أکبر الله أکبر، لا إله إلا الله لا إله إلا الله۔

{حدیث نمبر 3/210} محمد بن علی بن محبوب عن علی بن السندی عن ابن أبی عمیر عن ابن اذینة عن زرارة والفضیل بن یسار عن أبی جعفر علیه السلام قال: لما اسری برسول الله صلی الله علیه وآله فبلغ البیت المعمور حضرت الصلاة فأذن جبرئیل علیه السلام وأقام فتقدم رسول الله صلی الله علیه وآله وصف الملائکة والنبیون خلف رسول الله صلی الله علیه وآله قال فقلنا له: کیف اذن؟ فقال: الله اکبر الله اکبر، أشهد أن لا إله إلا الله أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن محمدًا رسول الله اشهد ان محمدًا رسول الله، حی علی الصلاة حی علی الصلاة، حی علی الفلاح حی علی الفلاح، حی علی خیر العمل، حی علی خیر العمل، الله اکبر الله اکبر، لا إله إلا الله لا اله الا الله، والاقامة مثلها إلا أن فیها قد قامت الصلاه قد قامت الصلاه بین حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل، وبین الله أکبر الله أکبر، فأمر بها رسول الله صلی الله علیه وآله بلالا فلم یزل یؤذن بها حتی قبض الله رسوله صلی الله علیه وآله.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے وقت معراج پر لے جایا گیا تو جب آپؐ بیت المعمور پر پہنچے تو نماز کا وقت ہوا۔ حضرت جبرئیلؑ نے اذان و اقامت کہی۔ پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے اور ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام نے آپؐ کے پیچھے صفیں بنا کر نماز ادا فرمائی۔

راوی: ہم نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: حضرت جبرئیلؑ نے اذان کیسے دی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: انھوں نے یوں کہا:

الله اکبر الله اکبر،

أشهد أن لا إله إلا الله، أشهد أن لا إله إلا الله،

أشهد أن محمدًا رسول الله، اشهد ان محمدًا رسول الله،

حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ،

حی علی الفلاح، حی علی الفلاح،

حی علی خیر العمل، حی علی خیر العمل،

اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا إلہ إلا اللہ لا الہ الا اللہ۔

پھر فرمایا: اقامت بھی اس کی مثل ہے، مگر یہ کہ اس میں حی علی خیر العمل کے بعد قد قامت الصلاۃ وقد قامت الصلاۃ ہے۔ اور اس کے بعد دو مرتبہ اللہ اکبر، اللہ اکبر۔

پھر فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اسی طرح اذان دینے کا حکم بلالؓ کو دیا۔ پس جب تک رسولِ خدا حیات رہے یوں ہی اذان ہوتی رہی۔

﴿حدیث نمبر 4/211﴾ وعنہ عن أحمد بن الحسن عن فضالۃ عن سیف بن عمیرۃ عن أبی بکر الحضرمی عن أبی عبد اللہ علیہ السلام وکلیب الاسدی عن أبی عبد اللہ علیہ السلام انہ حکی لھما الاذان فقال: اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر، أشھد أن لا الہ الا اللہ أشھد أن لا الہ الا اللہ اشھد أن محمدًا رسول اللہ اشھد أن محمدًا رسول اللہ، حی علی الصلاۃ حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح حی علی الفلاح، حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل اللہ أکبر اللہ أکبر لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ، والاقامۃ کذلک۔

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب کلیب الاسدی سے اور ابوبکر الحضرمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ان دونوں کے لیے اذان کی حکایت بیان کرتے ہوئے یوں فرمایا:

اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر،

أشھد أن لا الہ الا اللہ، أشھد أن لا الہ الا اللہ

اشھد أن محمدًا رسول اللہ، اشھد أن محمدًا رسول اللہ،

حی علی الصلاۃ، حی علی الصلاۃ

حی علی الفلاح، حی علی الفلاح

حی علی خیر العمل، حی علی خیر العمل

اللہ أکبر، اللہ أکبر لا الہ الا اللہ، لا الہ الا اللہ!

پھر فرمایا: اقامت بھی ایسے ہی ہے۔

(حدیث نمبر 5/212) الحسین بن سعید عن فضالة عن حماد بن عثمان عن إسحاق بن عمار عن المعلی بن خنیس قال سمعت أبا عبد الله علیه السلام یؤذن فقال الله اکبر الله اکبر الله اکبر الله اکبر اشهد أن لا إله إلا الله اشهد أن لا إله إلا الله اشهد ان محمدًا رسول الله اشهد ان محمدًا رسول الله، حی علی الصلاة حی علی الصلاة، حی علی الفلاح حی علی الفلاح حتی فرغ من الاذان وقال فی آخره الله اکبر الله اکبر لا إله إلا الله لا إله إلا الله. فأما الحدیثان الاولان وان تضمنا ذکر الله اکبر مرتین فی أول الاذان فیجوز أن یکون إنما اقتصر علی ذلك لانه قصد الی افهامه السائل کیفیة التلفظ به وکان المعلوم له ان ذلك لا یجزی الاقتصار علیه دون الاربع مرات، والذی یکشف عما ذکرناه من أنه لا یجوز الاقتصار علی مرتین مع الاختیار ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب المعلی بن خنیس سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے وہ اذان دے رہے تھے، آپؑ نے یوں کہا:

اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر

اشهد أن لا إله إلا الله، اشهد أن لا إله إلا الله

اشهد ان محمدًا رسول الله، اشهد ان محمدًا رسول الله

حی علی الصلاة، حی علی الصلاة

حی علی الفلاح، حی علی الفلاح

اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا إله إلا الله، لا إله إلا الله

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان بعد والی دو حدیثوں میں اذان کے شروع میں چار مرتبہ اللہ اکبر ذکر ہوا ہے جب کہ پہلی دونوں حدیثوں میں اذان کے شروع میں دو مرتبہ اللہ اکبر کو ذکر کیا ہے۔ ممکن ہے کہ پہلی دونوں حدیثوں میں امام سوال کرنے والوں کو فقط تلفظ سمجھانا چاہتے ہوں کہ تلفظ کیسے کرتا ہے؟ ورنہ معلوم اور روشن

ہے کہ اذان کے شروع میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا واجب و ضروری ہے اور اس پر تمام کا اجماع ہے۔ لہٰذا حالت اختیاری میں چار مرتبہ سے کم پر اقتصار کرنا جائز نہیں ہے اور یہ جو ہم نے ذکر کیا کہ حالت اختیاری میں چار سے کم پر اقتصار کرنا جائز نہیں۔ اس کو بعد والی حدیث بیان کرتی ہے۔ (1)

﴿حدیث نمبر 6/213﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عيسى عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال يا زرارة تفتتح الاذان بأربع تكبيرات و تختمه بتكبيرتين و تهليلتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے زرارہ! اذان کو چار تکبیرات سے شروع کرو اور اس کا اختتام دو تکبیروں اور دو دفعہ لا الہ الا اللہ پر کرو۔

﴿حدیث نمبر 7/214﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن معاوية ابن وهب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الاذان مثنى مثنى والاقامة واحدة واحدة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اور اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اذان دو، دو فصلوں پر اور اقامت ایک ایک پر مشتمل ہے۔

﴿حدیث نمبر 8/215﴾ وما رواه سعد عن احمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن صفوان بن يحيى عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الاقامة مرة مرة الا قوله الله اكبر الله اكبر فانه مرتان. فمحمول على حال التقية أو عند العجلة دون حال الاختيار، والذي يكشف عما ذكرناه.

---

(1) میں شروع کتاب میں بھی عرض کر چکا ہوں اور اب پھر اپنے قارئین کی خدمت اقدس میں عرض کرتا ہوں کہ میں حدیث کا ترجمہ پوری دیانت داری سے کرنے کا پابند ہوں۔ خود حدیث کے مضمون و متن کا میں ذمہ دار نہیں، لہٰذا کسی حدیث کے متن کو دیکھ کر میری مذمت و ملامت نہ کریں۔ ہاں اگر ترجمہ میں میں نے کوتاہی کی ہو تو وہ مجھے یا ادارے کو متوجہ کریں تاکہ اس کو درست کیا جاسکے۔ (مترجم)

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اقامت ایک ایک فصل مگر یہ کہ اللہ اکبر اللہ اکبر دو مرتبہ ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو تقیہ پر حمل کیا جائے گا، یا اس پر کہ اگر بندے کو جلدی ہو۔ حالت و اختیاری پر اس کو حمل نہیں کیا جائے گا اور اس پر تاویل ذیل والی حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 9/216﴾ ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن العلا بن رزين عن أبي عبيدة الحذا قال رأيت أبا جعفر عليه السلام يكبر واحدة واحدة في الاذان فقلت له لم تكبر واحدة واحدة؛ فقال لا بأس به إذا كنت مستعجلا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوعبیدۃ الحذا سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نے اذان میں ایک ایک مرتبہ اللہ اکبر کہا۔

میں نے عرض کیا: آپؑ نے ایک مرتبہ کیوں فرمایا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر جلدی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 10/217﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي نجران عن صفوان بن مهران الجمال قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: الاذان مثنى مثنى والاقامة مثنى مثنى.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب صفوان بن مہران الجمال سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے اذان و اقامت میں دو دو مرتبہ ہر فصل کو ذکر کیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 11/218﴾ وعنه عن فضالة عن حسين بن عثمان عن ابن مسكان عن يزيد مولى الحكم عمن حدثه عن أبي عبد الله عليه السلام قال سمعته يقول لان أقيم مثنى مثنى أحب إلي من أن أؤذن وأقيم واحدا واحدا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحکم کے غلام یزید سے نقل کیا ہے، جس نے واسطہ سے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سنا کہ آپ اقامت دو دو مرتبہ کہہ رہے تھے۔ پھر آپؑ

نے فرمایا: میں اذان و اقامت کو ایک ایک مرتبہ کہنے کے بجائے دو دو مرتبہ کہنے کو زیادہ پسند کرتا ہوں۔

{حدیث نمبر 12/219} الحسين بن سعيد عن القاسم بن عروة عن بريد بن معاوية عن أبي جعفر عليه السلام قال: الاذان يقصر في السفر كما تقصر الصلاة، الاذان واحدا واحدا والاقامة واحدة واحدة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب برید بن معاویہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اذان سفر میں قصر ہوجاتی ہے جیسا کہ نماز قصر ہوجاتی ہے۔ اذان ایک ایک مرتبہ اور اقامت بھی ایک ایک مرتبہ (یعنی ہر فقرے کو ایک ایک مرتبہ کہا جائے)۔

{حدیث نمبر 13/220} سعد عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن نعمان الرازي قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: يجزيك عن الاقامة طاق طاق في السفر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب نعمان الرازی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تیرے لیے سفر میں اقامت کے ہر فقرے کو ایک ایک بار کہنا ہی کافی ہے۔

{حدیث نمبر 14/221} فأما ما رواه محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن الحسن عن الحسين عن حماد بن عيسى عن شعيب بن يعقوب عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: النداء والتثويب في الاقامة من السنة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ندا (اذان) اور اقامت میں تثویب یہ سنت ہے۔ (تثویب سے مراد یہ کلمہ ہے کہ الصلاة خير من النوم)۔

{حدیث نمبر 15/222} وما رواه هو أيضا عن أحمد بن الحسن عن الحسين عن فضالة عن العلاء عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: كان أبي ينادي في بيته بالصلاة خير من النوم ولو رددت ذلك لم يكن به بأس. وما أشبه هذين الحديثين مما يتضمن ذكر هذه الالفاظ فانها محمولة على التقية لاجماع الطائفة على

ترك العمل بها. ويدل عليه ايضا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میرے والد ماجدؑ اپنی اذان میں یہ آواز دیتے تھے کہ الصلاۃ خیر من النوم اور اگر تو اس کو ترک کر بھی دے گا تو کوئی حرج نہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں حدیثیں اور ان کی مثل جو احادیث ہیں جو بیان کرتی ہیں کہ اذان میں یہ کلمہ کہا جائے اس کو تقیہ پر حمل کیا جائے گا کیونکہ تمام علمائے امامیہ کا اس پر عمل نہ کرنے پر اجماع ہے اور اس پر دلیل ذیل کی روایت ہے۔

﴿حديث نمبر 16/223﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة وحماد بن عيسى عن معاوية ابن وهب قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن التثويب الذي يكون بين الاذان والاقامة فقال: ما نعرفه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس تثویب (الصلاۃ خیر من النوم) کے بارے میں پوچھا جو اذان واقامت میں کہی جاتی ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ہم اس کو نہیں جانتے۔

﴿حديث نمبر 17/224﴾ وروى محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن محمد عن عبد الله بن نجران عن حماد بن عيسى عن حريز عن زرارة قال قال لي أبو جعفر عليه السلام: يا زرارة تفتتح الاذان بأربع تكبيرات وتختمه بتكبيرتين وتهليلتين وإن شئت زدت على التثويب حي على الفلاح مكان الصلاة خير من النوم. فلو كان ذكر الصلاة خير من النوم من السنة لما سوغ له تكرار اللفظ والعدول عما هو السنة الى تكرار اللفظ، وتكرار اللفظ إنما يجوز إذا اريد به تنبيه انسان على الصلاة أو انتظار آخر أو ما أشبه ذلك يبين ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے زرارہ! تم اذان کو شروع کرو، چار تکبیرات کے ساتھ اور اس کو ختم کرو دو تکبیرات اور دو دفعہ تہلیل کے

ساتھ۔ اور اگر تو چاہے تو الصلاۃ خیر من النوم کی جگہ حی علی الفلاح کو زیادہ کر سکتا ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر اذان میں الصلاۃ خیر من النوم سنت ہوتا تو آپ اس سے عدول کرتے اور حی علی الفلاح کے تکرار نہ فرماتے کیونکہ سنت سے عدول کر کے دوسرے لفظ کا تکرار کا جائز قرار دینا اس کی دلیل ہے کہ سنت نہیں۔ اور حی علی الفلاح کا تکرار اس وقت جائز ہے جب انسان کو نماز پر تنبیہ کرنا مقصود ہو، یا اس کو اس کو نماز کا انتظار کروانا مقصود ہو، یا اس کی مثل اور۔ اس کو وہ روایت بیان کرتی ہے جس کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے۔

﴿حدیث نمبر 18/225﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن ابن محبوب عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لو أن مؤذنا أعاد في الشهادة وفي حي على الصلاة أو حي على الفلاح المرتين والثلاث واكثر من ذلك إذا كان اماما يريد جماعة القوم ليجمعهم لم يكن به بأس. قال الشيخ رحمه الله: (فإذا فرغ من اذانه على ما شرحناه فليجلس بعده جلسة خفيفة) الى قوله: (فإذا أراد أن يقيم).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر مؤذن اذان میں شہادت کا اعادہ کرے اور حی علی الصلاۃ یا حی علی الفلاح کا دو مرتبہ یا تین مرتبہ تکرار کرے یا اس سے بھی زیادہ جب امام جماعت چاہتا ہے کہ قوم نماز جماعت کے لیے جمع ہو جائیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مؤذن اذان سے فارغ ہو جائے تو اس کو چاہیے اذان کے بعد، کچھ دیر کے لیے بیٹھ جائے۔ جب وہ خود اقامت کہنے کا ارادہ رکھتا ہو۔

﴿حدیث نمبر 19/226﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن الحسن بن شهاب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بد من قعود بين الاذان والاقامة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن شہاب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اذان و اقامت کے درمیان بیٹھنا ضروری ہے۔

{حدیث نمبر 20/227} وعنه عن سليمان بن جعفر الجعفري قال سمعته يقول: افرق بين الاذان والاقامة بجلوس أو بركعتين.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سلیمان بن جعفر الجعفری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اذان و اقامت کے درمیان بیٹھنے یا دو رکعت نماز کے ذریعے جدائی اور فاصلہ قرار دو۔

{حدیث نمبر 21/228} وعنه عن أحمد بن محمد قال القعود بين الاذان والاقامة في الصلاة كلها إذا لم يكن قبل الاقامة صلاة يصليها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب احمد بن محمد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں: تمام نمازوں کی اذان و اقامت کے درمیان بیٹھنا ضروری ہے۔ اگر نماز سے قبل مستحب نماز نہ ہو کہ جس کو وہ پڑھے تو پھر بیٹھنا ضروری ہے (ورنہ وہی مستحبی نماز کو فاصل قرار دو)۔

{حدیث نمبر 22/229} محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن الحسن ابن علي بن يوسف عن سيف بن عميرة عن بعض اصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: بين كل أذانين قعدة إلا المغرب فان بينهما نفسا. وقد روى أنه يجلس بينهما في المغرب وقد أوردناه فيما بعد في الزيادات.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سیف بن عمیرة سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بعض اصحاب سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر اذان و اقامت کے درمیان بیٹھ کر فاصلہ قرار دو سوائے مغرب کی اذان و اقامت کے اس میں سانس لینا ہی کافی ہے۔

اذان کے بعد دُعا

{حدیث نمبر 23/230} محمد بن يعقوب عن الحسين بن محمد عن عبد الله بن عامر عن علي بن مهزيار عن الحسين بن راشد عن جعفر بن محمد بن يقطين رفعه إليهم قال: يقول الرجل إذا فرغ من الاذان وجلس (اللهم اجعل قلبي بارا ورزقي دارا واجعل لي عند قبر رسول الله صلى الله عليه وآله قرارا ومستقرا).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جعفر بن محمد بن یقطین سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ نقل کیا

ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ اذان سے فارغ ہوجائے اور بیٹھ جائے تو یہ دُعا پڑھے: اللھم اجعل قلبی بارًا ورزقی دارًا واجعل لی عند قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ قرارًا ومستقرًا۔

﴿حدیث نمبر 24/231﴾ سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسین عن محمد بن عیسی ابن عبید عن سعدان بن مسلم عن اسحاق الجریری عن أبي عبد الله علیه السلام قال قال: من جلس فیما بین أذان المغرب والاقامة كان كالمتشحط بدمه فی سبیل الله. قال الشیخ رحمه الله: (وإذا أراد أن یقیم فلیقل الی آخر الباب) قد مضی بیانه بما فیه كفایة إن شاء الله وما ذكره من ترتیل الاذان وحدر الاقامة قد مضی أیضا ما یدل علیه، ویؤكده أیضا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسحاق الجریری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اذان و اقامت کے درمیان بیٹھ جائے تو وہ اس بندے کی مانند ہے جو راہِ خدا میں جہاد کرتے ہوئے خون میں لت پت ہوجائے۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب بندہ اقامت کہنا چاہے تو اس کو چاہیے وہ آہستہ کہے۔
جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اقامت کا بیان گزر چکا ہے اور اس میں کافی روایات بیان ہوچکی ہیں جو ان شاء اللہ کفایت کریں گی اور اذان میں ترتیل اور اقامت میں آہستہ آواز رکھ کر کہنے کے بارے میں تفصیل سے بیان گزر چکا ہے اور اس پر دلالت کرنے والی روایات بھی بیان ہوچکی ہیں اور اس کی تاکید نیز وہ روایت بھی کررہی ہے جس کو ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔

﴿حدیث نمبر 25/232﴾ الحسین بن سعید عن محمد بن سنان عن الحسن بن السري عن أبي عبد الله علیه السلام قال: الاذان ترتیل والاقامة حدر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسن بن السری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اذان میں ترتیل اور اقامت میں آہستہ اور جلدی جلدی کہنا ضروری ہے۔

﴿باب نمبر 8﴾

نماز کی کیفیت، اوصاف اور اکاون رکعات کی وضاحت

اس باب میں نماز کی کیفیت اور اس کے اوصاف اور اکاون رکعات کی وضاحت اور ان کی ترتیب اور ان میں قرأت اور تسبیح جو رکوع اور سجود میں پڑھی ہے اور اس کے قنوت اور اس کے واجبات اور مستحبات کو بیان کیا جائے گا۔

﴿حدیث نمبر 1/233﴾ الحسین بن سعید عن فضالة عن حسین بن سماعة عن أبي بصیر قال قال أبو عبد الله علیه السلام: إذا دخلت المسجد فاحمد الله واثن علیه وصل علی النبي صلی الله علیه وآله فإذا أفتتحت الصلاة فکبرت فلا تجاوز أذنیك ولا ترفع یدیك بالدعاء في المکتوبة تجاوز بهما رأسك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو مسجد میں داخل ہو تو اللہ کی حمد وثناء کرو اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو اور پھر جب تو نماز کو شروع کرنے کا ارادہ کرے (نیت کرو) تو تکبیر کہو اور اپنے ہاتھوں کو کانوں سے بلند نہ کرو اور واجب نماز میں دُعا کے لیے ہاتھوں کو اپنے سر سے بلند نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 2/234﴾ وعنه عن حماد بن عیسی عن فضالة عن معاویة بن عمار قال رأیت أبا عبد الله علیه السلام حین أفتتح الصلاة یرفع یدیه أسفل من وجهه قلیلاً.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا جب آپ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھوں کو اپنے منہ سے کچھ تھوڑا سا بلند کیا۔

﴿حدیث نمبر 3/235﴾ وعنه عن ابن أبي نجران عن صفوان بن مهران الجمال قال رأیت أبا عبد الله علیه السلام إذا کبر في الصلاة یرفع یدیه حتی تکاد تبلغ أذنیه.

جناب الشیخ رحمة الله عليه نے جناب صفوان بن مہران الجمال سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا۔ جب آپ نماز میں تکبیر کہتے تو اپنے ہاتھوں کو بلند کرتے تھے۔ قریب تھا ان کے ہاتھ دونوں کانوں تک پہنچ جاتے۔

﴿حدیث نمبر 4/236﴾ وعنه عن فضالة عن ابن سنان قال رأيت أبا عبد الله عليه السلام: يصلي يرفع يديه حيال وجهه حين استفتح.

جناب الشیخ رحمة الله عليه نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے، اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو نماز پڑھتے دیکھا۔ جب آپ نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھوں کو چہرے کے برابر تک بلند کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 5/237﴾ وعنه عن النضر عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام في قول الله تعالى: (فصل لربك وأنحر) قال: هو رفع يديك حذاء وجهك.

جناب الشیخ رحمة الله عليه نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (سورۂ کوثر: آیت ۲) (پس آپؑ اپنے ربّ کے لیے نماز پڑھیں اور نحر کریں) کے ذیل میں فرمایا: اس سے مراد ہے کہ اپنے ہاتھوں کو اپنے چہرے کے برابر تک بلند کرنا۔

﴿حدیث نمبر 6/238﴾ محمد بن علي بن محبوب عن يعقوب بن يزيد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن أبي بصير قال: سألته عن ادنى ما يجزي في الصلاة من التكبير قال: تكبيرة واحدة.

جناب الشیخ رحمة الله عليه نے جناب ابوبصیر رحمة الله عليه سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: نماز میں کم از کم کتنی تکبیریں مجری وکافی ہیں (ابتداء نماز میں)۔

آپؑ نے فرمایا: ایک تکبیر۔

﴿حدیث نمبر 7/239﴾ وعنه عن أحمد عن الحسين عن القاسم بن محمد عن علي عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا افتتحت الصلاة فكبر ان شئت واحدة وإن شئت ثلاثاً وإن شئت خمساً وإن شئت سبعاً فكل ذلك مجز عنك غير أنك إذا كنت إماماً لم تجهر إلا بتكبيرة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو نماز شروع کرے تو تکبیر کہو۔ اگر چاہو تو ایک، اگر چاہو تو تین، اگر چاہو تو پانچ اور اگر چاہو تو سات، پس ان میں سے جو بھی کہہ لے وہ مجزی ہے۔ مگر یہ کہ تو اگر امام جماعت ہے تو پھر بلند آواز سے نہ کہو مگر ایک تکبیر۔

{حدیث نمبر 8/240} وعنه عن محمد بن عبد الحميد عن سيف بن عميرة عن منصور ابن حازم قال رأيت أبا عبد الله عليه السلام: افتتح الصلاة فرفع يديه حيال وجهه واستقبل القبلة ببطن كفيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منصور ابن حازم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ جب آپؑ نے نماز کو شروع کیا تو اپنے ہاتھوں کو چہرے کر برابر تک یوں اُٹھایا کہ ان کی دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ رُخ تھیں۔

{حدیث نمبر 9/241} الحسين بن سعيد عن فضالة عن الحسين عن زيد الشحام، وابن أبي عمير عن أبي أيوب عن زيد الشحام قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: الافتتاح؛ فقال: تكبيرة تجزيك قلت فالسبع؛ قال: ذلك الفضل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زید الشحام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز کے افتتاح کے بارے میں عرض کیا؟

آپؑ نے فرمایا: تیرے لیے ایک تکبیر مجزی ہے۔

میں نے عرض کیا: سات تکبیرات کیسی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ فضیلت ہیں۔

{حدیث نمبر 10/242} وعنه عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: التكبيرة الواحدة في افتتاح الصلاة تجزي والثلاث أفضل والسبع أفضل كله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا

https://www.shiabooks...

ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز کے افتتاح میں ایک تکبیر مجزی وکافی ہے۔ اور تین افضل اور سات سب سے افضل ہیں۔

﴿حدیث نمبر 11/243﴾ وعنه عن النضر وفضالة عن عبد الله بن سنان عن حفص عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ان رسول الله صلى الله عليه وآله كان في الصلاة وإلى جانبه الحسين بن علي عليه السلام فكبر رسول الله صلى الله عليه وآله فلم يحر الحسين عليه السلام بالتكبير، ثم كبر رسول الله صلى الله عليه وآله فلم يحر الحسين عليه السلام التكبير، ولم يزل رسول الله صلى الله عليه وآله يكبر ويعالج الحسين عليه السلام التكبير فلم يحر حتى اكمل سبع تكبيرات فاحار الحسين عليه السلام التكبير في السابعة. فقال أبو عبد الله عليه السلام فصارت سنة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حفص سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کے لیے کھڑے تھے اور آپؑ کے پہلو میں امام حسینؑ (اپنے بچپن میں) تھے۔ پس رسولؐ خدا نے تکبیر کہی۔ پس امام حسینؑ تکبیر نہ کہہ سکے۔ پھر رسولؐ خدا نے تکبیر کہی اور پھر بھی امام حسینؑ تکبیر نہ کہہ سکے۔ رسولؐ خدا امام حسینؑ کو تکبیر سکھانے کے لیے متواتر تکبیر کہتے رہے یہاں تک کہ آپؑ نے سات مرتبہ تکبیر کہی تو پھر امام حسینؑ نے درست انداز میں تکبیر کہی۔ پس امام ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں: یوں نماز سے قبل سات تکبیرات کی سنت جاری ہوئی۔ ①

﴿حدیث نمبر 12/244﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا افتتحت الصلاة فارفع كفيك ثم ابسطهما بسطاً ثم كبر ثلاث تكبيرات ثم قل (اللهم أنت الملك الحق لا إله إلا أنت سبحانك إني ظلمت نفسي فاغفر لي ذنبي انه لا يغفر الذنوب إلا أنت) ثم كبر تكبيرتين ثم قل (لبيك وسعديك والخير في يديك والشر ليس اليك والمهدي من هديت لاملجأ منك إلا اليك سبحانك وحنانيك تباركت وتعاليت

① شاید اللہ تعالیٰ چاہتا تھا کہ یہ سنت حضرت امام حسین علیہ السلام کی وجہ سے جاری ہو ورنہ امام تو امامؑ ہوتا ہے خواہ بچہ ہی کیوں نہ ہو۔ اس کے لیے ممکن نہیں کہ وہ تکبیر درست انداز میں نہ کہہ سکے۔ (مترجم)

سبحانك رب البيت) ثم كبر تكبيرتين ثم تقول (وجهت وجهي للذى فطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة حنيفا مسلما وما أنا من المشركين) ثم تعوذ بالله من الشيطان الرجيم ثم اقرأ فاتحة الكتاب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم نماز کو شروع کرو، پس اپنے ہاتھوں کو بلند کرو اور پھر دونوں ہتھیلیوں کو کھولو۔ پھر تین مرتبہ تکبیرات کہو اور پھر یہ دُعا کرو:

اللهم أنت الملك الحق لا إله إلا أنت سبحانك إنى ظلمت نفسي فاغفر لى ذنبي انه لا يغفر الذنوب إلا أنت "اے اللہ! تو برحق مالک ہے اور کوئی معبود نہیں سوائے تیرے، تو پاک و منزہ ہے، میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، پس تو مجھے بخش دے تحقیق گناہوں کو تیرے علاوہ کوئی نہیں بخش سکتا"۔

اور اس کے بعد پھر دو مرتبہ تکبیرات کہو اور پھر یہ دُعا پڑھو:

لبيك وسعديك والخير فى يديك والشر ليس اليك والمهدى من هديت لاملجأ منك إلا اليك سبحانك وحنانيك تباركت وتعاليت سبحانك رب البيت

اور اس کے بعد پھر دو تکبیریں کہو، پھر یہ دُعا پڑھو:

وجهت وجهي للذى فطر السموات والارض عالم الغيب والشهادة حنيفا مسلما وما أنا من المشركين

اور اس کے بعد اعوذ بالله من الشيطان الرجيم پڑھو اور اس کے بعد سورۃ الفاتحہ کو شروع کرو۔

﴿حدیث نمبر 13/245﴾ سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن على بن حديد وعبد الرحمن بن أبي نجران والحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز بن عبد الله عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: يجزيك فى الصلاة من الكلام فى التوجه الى الله أن تقول (وجهت وجهي للذى فطر السموات والارض على ملة ابراهيم حنيفا مسلما وما أنا من المشركين ان صلاتى ونسكى ومحياى ومماتى لله رب العالمين لا

شريك له وبذلك امرت وأنا من المسلمين) ويجزيك تكبيرة واحدة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: نماز میں اللہ کی بارگاہ میں متوجہ ہونے کے لیے تیرے لیے یہ دُعا کافی ہے:

وجهت وجهي للذي فطر السموات والارض على ملة ابراهيم حنيفا مسلما وما أنا من المشركين ان صلاتي ونسكي ومحياي ومماتي لله رب العالمين لا شريك له وبذلك امرت وأنا من المسلمين

اور اس کے بعد تیرے لیے ایک تکبیر کافی ومجزی ہے۔

نماز میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھنا

{حديث نمبر 14/246} الحسين بن سعيد عن عبد الرحمن بن أبي نجران عن صفوان قال: صليت خلف أبي عبد الله عليه السلام أياما كان يقرأ في فاتحة الكتاب بسم الله الرحمن الرحيم فإذا كان صلاة لا يجهر فيها بالقرائة جهر ببسم الله الرحمن الرحيم وأخفى ما سوى ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب صفوان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام کی اقتداء میں اکثر ایام میں نماز پڑھی تو آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بالجہر (بلند آواز کے ساتھ) پڑھتے تھے اور اگر نماز ایسی ہوتی جس میں قرأت بالجہر نہیں ہوتی اس میں بھی آپ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھتے اور بقیہ مخفی قرأت کرتے۔

{حديث نمبر 15/247} فاما ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن عبد الرحمن ابن أبي نجران والحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز بن عبد الله عن محمد ابن مسلم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يكون إماما فيستفتح بالحمد ولا يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم؟ فقال: لا يضره ولا بأس به.

فمحمول على حال التقية لان عند التقية يجوز الاخفات بها ويحتمل أن يكون أراد عليه السلام من لا يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم ناسيا لان من نسي ذلك لا يضر ولا

یجب علیه اعادة الصلاة، ونحن نبینه فیما بعد، والذی یدل علی أن فی حال التقیة یجوز

أن لا یجهر بها ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص امام جماعت ہے اور وہ سورۃ الحمد کو شروع کرتا ہے اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نہیں پڑھتا؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی نقصان دہ نہیں اور کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو تقیہ پر حمل کیا جائے کیونکہ تقیہ کی وجہ سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اخفاء (آہستہ و مخفی آواز) کے ساتھ پڑھنا جائز ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ امامؑ کی مراد وہ بندہ ہو جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بھول گیا ہے۔ وہ نقصان دہ نہیں اور اس پر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو دوبارہ پڑھنا واجب نہیں اور اس کو ہم بعد والی روایات میں بیان کریں گے اور وہ روایت جو دلالت کرتی ہے کہ تقیہ کی وجہ سے جائز ہے کہ بسم اللہ کو بالجہر نہ پڑھا جائے، وہ ذیل میں ذکر ہو رہی ہے جس کو جناب ابوجریر زکریا بن ادریس القمی نے نقل کیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 16/248﴾ سعد بن عبد اللہ عن أحمد بن محمد عن العباس بن معروف عن صفوان بن یحیی عن أبی جریر زکریا بن ادریس القمی قال: سألت أبا الحسن الاول علیه السلام عن الرجل یصلی بقوم یکرهون أن یجهر ببسم الله الرحمٰن الرحیم فقال: لا یجهر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوجریر زکریا بن ادریس القمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو ایسی قوم کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بالجہر پڑھنا پسند نہیں کرتی تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ بالجہر نہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 17/249﴾ وأما ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن محمد ابن أبی عمیر عن حماد بن عثمان عن عبید الله بن علی الحلبی، والحسین بن سعید عن علی بن النعمان ومحمد بن سنان وعبد الله بن مسکان عن محمد بن علی الحلبی عن أبی

عبدالله عليه السلام انهما سألاه عمن يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم حين يريد يقرأ فاتحة الكتاب قال: نعم ان شاء سرا وان شاء جهرا فقالا أفيقرأها مع السورة الاخرى؛ فقال: لا. فمحمول على من كان فى صلاة النافلة وقد قرأ من السورة الاخرى بعضها ويريد أن يقرأ باقيها فحينئذ لا يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم، والذى يبين ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب محمد بن سنان اور عبداللہ بن مسکان دونوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو سورۂ فاتحہ پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے کیا وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، خواہ بلند آواز سے یا اگر چاہے تو مخفی طور پر پڑھے۔

پھر ان دونوں نے عرض کیا: وہ کیا دوسری سورہ کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو نماز نافلہ کے بیان پر حمل کیا جائے گا۔ پس جو بندہ نافلہ میں سورہ کا بعض حصہ پڑھ چکا ہے اور پھر وہ دوسری رکعت میں بقیہ بعض حصہ پڑھنا چاہے تو اس وقت وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھے۔ اور وہ روایت جو اس کو بیان کرتی ہے، وہ ذیل میں بیان ہو رہی ہے جس کو جناب محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

﴿حديث نمبر 18/250﴾ سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن أبان بن عثمان عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل يفتتح القراءة فى الصلاة أيقرأ بسم الله الرحمن الرحيم؟ قال: نعم إذا أفتتح الصلاة فليقلها فى أول ما يفتتح ثم يكفيه ما بعد ذلك ويزيده بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو بندہ نماز میں قرأت شروع کرتا ہے تو کیا وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو پڑھے گا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اگر وہ نماز کا افتتاح کر رہا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے اور اس کے بعد اسی پر اکتفاء کرے۔

اور اس سے بھی زیادہ یہ ذیل والی روایت اس کو بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 19/251﴾ محمد بن یعقوب عن علی بن ابراھیم عن محمد بن عیسٰی عن یونس عن معاویة بن عمار قال قلت لابی عبد الله علیه السلام إذا أقمت للصلاة اقرأ بسم الله الرحمٰن الرحیم فی فاتحة القرآن؟ قال: نعم قلت: فإذا قرأت فاتحة القرآن اقرأ بسم الله الرحمٰن الرحیم مع السورة؟ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ جب میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوجاؤں تو کیا میں سورۂ فاتحہ کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

پھر میں نے عرض کیا کہ جب میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی دوسری سورہ پڑھوں تو اس کے شروع میں بھی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 20/252﴾ وعنه عن محمد بن یحیٰی عن أحمد بن محمد عن علی بن مهزیار عن یحیٰی بن عمران الهمدانی قال: کتبت إلی أبی جعفر علیه السلام جعلت فداك ما تقول فی رجل ابتدأ ببسم الله الرحمٰن الرحیم فی صلاته وحده فی ام الکتاب فلما صار إلی غیر أم الکتاب من السورة ترکها فقال العباسی لیس بذلك بأس فکتب بخطه یعیدها مرتین علی رغم أنفه یعنی العباسی.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یحیٰی بن عمران سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور ان سے سوال کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپ اس بندے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو بندہ نماز شروع کرتا ہے اور سورۂ حمد کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھتا ہے اور جب

وہ بعد میں دوسری سورہ پڑھتا ہے تو اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو ترک کر دیتا ہے۔

العباسی نے کہا ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے تو آپؑ نے جواب میں لکھا کہ عباسی کی ناک کو رگڑنے کے لیے وہ دو بار اس کا اعادہ کرے۔

{حدیث نمبر 21/253} محمد بن يعقوب عن أحمد بن ادريس عن محمد بن يحيى عن محمد بن عبد الحميد عن سيف بن عميرة عن منصور بن حازم قال قال أبو عبد الله عليه السلام: لا تقرأ في المكتوبة بأقل من سورة ولا بأكثر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: واجب نمازوں میں (سورۃ الحمد کے بعد) ایک سورہ سے نہ کم پڑھو اور نہ زیادہ پڑھو۔

{حدیث نمبر 22/254} الحسين بن سعيد عن صفوان عن العلا عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليه السلام قال: سألته عن الرجل يقرأ السورتين في الركعة؟ فقال: لا لكل سورة ركعة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز کی ایک رکعت میں (سورۃ الحمد کے بعد) دو سورتیں پڑھتا ہے (کیا جائز ہے؟)

آپؑ نے فرمایا: نہیں، ایک رکعت میں فقط ایک سورہ۔

{حدیث نمبر 23/255} الحسين بن سعيد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن الحسن الصيقل قال قلت: لأبي عبد الله عليه السلام أيجزي عني أن أقول في الفريضة فاتحة الكتاب وحدها إذا كنت مستعجلا أو أعجلني شيء؟ فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسن الصیقل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جب میں جلدی میں ہوتا ہوں یا کسی چیز نے مجھے جلدی پر آمادہ کیا ہے تو کیا میں اپنی واجب نماز میں فقط سورۃ الحمد پر اکتفاء کر سکتا ہوں کیا یہ میرے لیے مجزی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

{حدیث نمبر 24/256} وعنه عن علي بن إبراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس ابن عبد الرحمن عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: يجوز للمريض أن يقرأ في الفريضة فاتحة الكتاب وحدها ويجوز للصحيح في قضاء صلاة التطوع بالليل والنهار. وهذان الخبران يدلان على ان مع الاختيار لا يجوز الاقتصار على سورة واحدة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مریض کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی واجب نماز میں اکیلی سورۂ فاتحۃ الکتاب پڑھے، ایسے ہی اس تندرست کے لیے کہ جو اپنی دن و رات کی مستحب نماز کی قضا کرنا چاہتا ہوں اس کے لیے بھی جائز ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایتیں اس پر دلالت کرتی ہیں کہ حالت و اختیار میں ایک سورہ پر اکتفاء کرنا جائز نہیں ہے۔

ایک رکعت میں کیا دو سورتیں پڑھنا جائز ہے؟

{حدیث نمبر 25/257} وروى الحسين بن سعيد عن القروي عن أبان عن عمر ابن يزيد قال قلت: لابي عبد الله عليه السلام أقرأ سورتين في ركعة؛ قال: نعم قلت: أليس يقال اعط كل سورة حقها من الركوع والسجود؛ فقال: ذاك في الفريضة فأما في النافلة فليس به بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا ایک رکعت میں (سورۃ الحمد کے بعد) دو سورتیں پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے پھر عرض کیا: کیا یہ نہیں کہا گیا کہ ہر سورہ کو اس کا حق رکوع و سجود عطا کرو؟

آپؑ نے فرمایا: یہ حکم فریضہ و واجب نماز میں ہے بہرحال نافلہ میں کوئی حرج نہیں۔

{حدیث نمبر 26/258} محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن صفوان عن عبد الله بن بكير عن زرارة قال زرارة: قال أبو جعفر عليه السلام: إنما يكره أن

يجمع بين السورتين في الفريضة، فأما النافلة فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک رکعت میں دو سورتوں کو جمع کرنا واجب نماز میں مکروہ ہے لیکن نافلہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 27/259﴾ فاما ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن الحسن ابن محبوب عن علي بن رئاب عن أبي عبد الله عليه السلام قال سمعته يقول: ان فاتحة الكتاب تجوز وحدها في الفريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن رباب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سورۃ الفاتحہ الکتاب نماز واجب میں اکیلی بھی مجزی و جائز ہے۔

﴿حدیث نمبر 28/260﴾ وروى الحسن بن محبوب عن علي بن رئاب عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ان فاتحة الكتاب وحدها تجزي في الفريضة.

فمحمول على حال الضرورة بدلالة ما ذكرناه أولا من انه لا يجوز الاقتصار على سورة الحمد مع الاختيار، ويزيده بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز واجب میں صرف سورۃ الفاتحہ بھی مجزی ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں روایتوں کو ضرورت و مجبوری کی حالت پر حمل کیا جائے اور اس حمل کرنے پر اوّلاً تو وہ روایات ہیں جو بیان ہو چکی ہیں۔ اختیاری صورت میں فقط سورۃ الحمد پر اکتفاء کرنا واجب نماز میں جائز نہیں اور مزید اس کو یہ ذیل والی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 29/261﴾ سعد بن عبد الله عن أحمد بن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن عبيد الله بن علي الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس أن يقرأ الرجل في الفريضة بفاتحة الكتاب في الركعتين الاولتين إذا ما اعجلت به حاجة أو تخوف شيئًا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب بندے کو جلدی ہو یا کسی چیز کا خوف ہو تو اس کے لیے واجب نماز کی پہلی دونوں

رکعتوں میں صرف سورۃ الفاتحہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

کیا ایک سورہ کو دونوں رکعتوں میں پڑھنا جائز ہے

﴿حدیث نمبر 30/262﴾ وأما ما رواه سعد عن أحمد بن محمد عن العباس بن معروف عن صفوان بن يحيى عن عبد الله بن مسكان عن الحسن بن السري عن عمر بن يزيد قال قلت: لابي عبد الله عليه السلام أيقرأ الرجل السورة الواحدة في الركعتين من الفريضة؛ فقال: لا بأس إذا كانت أكثر من ثلاث آيات. فمحمول على أنه يجوز له أن يكررها في الركعة الثانية دون أن يفرقها في الركعتين وهذا إذا لم يحسن غيرها، فأما مع التمكن من غيرها فانه يكره ذلك يبين ما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا بندہ واجب نماز کی پہلی دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورہ پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ سورہ تین آیات سے زیادہ ہے تو کوئی حرج نہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کو اس پر حمل کیا جائے گا۔ اس بندے کے لیے ایک سورہ کو دوسری رکعت میں تکرار کرنا جائز ہے۔ اگر اس کو کوئی دوسری سورہ اچھی طرح نہیں آتی۔ پس اگر اس کے لیے دوسری سورہ پڑھنا ممکن ہو تو پھر یہ مکروہ ہے اور اس کو ذیل والی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 31/263﴾ ما رواه محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن محمد عن موسى بن القاسم عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل يقرأ سورة واحدة في الركعتين من الفريضة وهو يحسن غيرها فان فعل فما عليه؛ قال: إذا أحسن غيرها فلا يفعل، وإن لم يحسن غيرها فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو ایک سورہ کو دونوں رکعتوں میں پڑھتا ہے حالانکہ وہ کسی دوسری سورہ کو اچھی طرح پڑھ سکتا تھا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ دوسری سورہ کو اچھی طرح پڑھ سکتا ہے تو پھر ایسا نہ کرے اور اگر وہ کسی دوسری سورہ کو

اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا تو پھر کوئی حرج نہیں۔

{حدیث نمبر 32/264} فأما ما رواه محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن محمد عن الحسين عن فضالة عن حسين عن ابن مسكان عن زيد الشحام قال: صلى بنا أبو عبد الله عليه السلام فقرأ بنا بالضحى وألم نشرح. فليس في هذا الخبر انه قرأهما في ركعة أو ركعتين، وعندنا انه لا يجوز قراءة هاتين السورتين إلا في ركعة وإذا لم يجز ذلك حملناه على انه قرأهما في ركعة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زید الشحام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی تو آپؑ نے سورۃ الضحیٰ اور سورۃ الم نشرح کو پڑھا۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں یہ بیان نہیں ہوا کہ آپؑ نے دونوں کو ایک رکعت میں پڑھا یا دو رکعتوں میں پڑھا؟ اور ہمارے نزدیک ان دونوں سورتوں کی تلاوت جائز نہیں مگر ایک رکعت میں۔ پس جب یہ جائز نہیں تو پھر ضروری ہے کہ اس کو حمل کیا جائے کہ آپؑ نے دونوں کو ایک رکعت میں پڑھا۔

{حدیث نمبر 33/265} وروى هذا الحديث أحمد بن محمد عن ابن أبي عمير عن بعض اصحابنا عن زيد الشحام قال: صلى أبو عبد الله عليه السلام فقرأ في الاولى والضحى وفي الثانية ألم نشرح لك صدرك. فهذه الرواية تضمنت انه قرأهما في الركعتين إلا انه ليس في الخبر أنه قرأهما في النافلة أو الفريضة وإذا احتمل ذلك حملناه على النافلة، والذي يكشف عما تأولنا عليه الرواية الاولى رواية.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زید الشحام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے نماز پڑھی تو آپؑ نے رکعت اوّل میں سورۃ الضحیٰ کی تلاوت کی اور دوسری میں سورۃ الم نشرح کی تلاوت فرمائی۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت نے یہ بیان کیا ہے کہ آپؑ نے دونوں سورتوں کو دو رکعتوں میں پڑھا لیکن اس روایت نے یہ بیان نہیں کیا کہ نماز واجب میں پڑھا یا نافلہ میں؟ تو جب یہ احتمال ہے تو پھر ہم اس روایت کو اس پر حمل کریں گے کہ آپؑ نے نافلہ میں یوں پڑھا اور پہلی روایت کی جو ہم نے تاویل کی ہے اس پر یہ ذیل والی روایت دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 34/266} الحسين بن سعيد عن فضالة عن العلا عن زيد الشحام قال: صلى بنا أبو عبد الله عليه السلام الفجر فقرأ والضحى وألم نشرح في ركعة. وأما النوافل فلا بأس أن يجمع الانسان فيها بين سورتين وأكثر من ذلك وأن يفرق السورة الواحدة أيضاً، وقد قدمنا طرفاً مما يدل عليه، ويزيده بياناً ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے زید الشحام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے بیان کیا کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے ہمارے ساتھ نماز فجر پڑھی اور آپؑ نے ایک رکعت میں سورۂ ضحیٰ اور سورۂ الم نشرح کی تلاوت فرمائی۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نوافل نمازوں میں انسان کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ ایک رکعت میں دو یا زیادہ سورتوں کو پڑھے اور اس میں بھی کوئی حرج نہیں کہ ایک سورہ کو تقسیم کرے اور اس پر ہم بیان کر چکے ہیں اور مزید اس کو ذیل والی روایت بیان کرتی ہے۔

نوافل میں ایک رکعت میں زیادہ سورتیں پڑھنا جائز ہے

{حدیث نمبر 35/267} الحسين بن سعيد عن صفوان عن ابن بكير عن زرارة قال قال أبو جعفر عليه السلام: إنما يكره أن يجمع بين السورتين في الفريضة فأما النافلة فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام فرماتے ہیں: نماز واجب و فریضہ میں ایک رکعت میں دونوں سورتوں کو پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن نافلہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 36/268} وعنه عن صفوان عن ابن بكير عن زرارة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يقرن بين السورتين في الركعة؟ فقال: ان لكل سورة حقاً فأعطها حقها من الركوع والسجود. قلت فيقطع السورة؟ فقال: لا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو ایک رکعت میں دو سورتوں کو ملاتا ہے؟ (دو سورتیں پڑھتا ہے)۔

آپؑ نے فرمایا: ہر سورہ کا ایک حق ہے، پس اس کو رکوع و سجود کا حق عطا کرو۔
پھر میں نے عرض کیا: اگر کوئی بندہ ایک کے حصے کرتا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 37/269﴾ وعنه عن محمد بن القاسم قال: سألت عبدا صالحا عليه السلام هل يجوز أن يقرأ في صلاة الليل بالسورتين والثلاث؛ فقال: ما كان من صلاة الليل فاقرأ بالسورتين والثلاث، وما كان من صلاة النهار فلا تقرأ إلا بسورة سورة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن القاسم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام عبد صالح علیہ السلام سے سوال کیا: کیا رات کے نوافل میں دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھنا جائز ہے؟
آپؑ نے فرمایا: جہاں تک رات کے نوافل کی بات ہے ان میں دو یا تین سورتیں پڑھو لیکن جو دن کی نمازیں ہیں ان میں نہ پڑھو مگر ایک سورۃ۔

﴿حدیث نمبر 38/270﴾ سعد عن أحمد بن محمد عن عثمان بن عيسى عن عبد الله ابن مسكان عن عبد الله بن أبي يعفور عن عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس أن تجمع في النافلة من السور ما شئت.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن ابو یعفور سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نوافل میں جتنی چاہو سورتوں کو جمع کر لو۔

﴿حدیث نمبر 39/271﴾ وعنه عن الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن أبان ابن عثمان عمن أخبره عن أحدهما عليهما السلام قال: سألته هل تقسم السورة في ركعتين؛ فقال: نعم اقسمها كيف شئت.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابان بن عثمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اس سے نقل کیا جس نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ کیا ایک سورت کو دو رکعتوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے (نوافل میں)؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، جس طرح چاہو اس کو دو میں تقسیم کرلو۔

﴿حدیث نمبر 40/272﴾ احمد بن محمد بن عیسیٰ عن عبد الله بن الحسين الطويل عن أبي داود المنشد عن محسن الميثمي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: تقرأ في صلاة الزوال في الركعة الاولى الحمد وقل هو الله أحد، وفي الركعة الثانية الحمد وقل يا أيها الكافرون، وفي الركعة الثالثة الحمد وقل هو الله أحد وآية الكرسي، وفي الركعة الرابعة الحمد وقل هو الله أحد وآخر البقرة (آمن الرسول) الى آخرها، وفي الركعة الخامسة الحمد وقل هو الله أحد والخمس آيات من آل عمران (إن في خلق السموات والارض) إلى قوله: (انك لا تخلف الميعاد) وفي الركعة السادسة الحمد وقل هو الله أحد وثلاث آيات السخرة (إن ربكم الله الذي خلق السموات والارض) الى قوله: (ان رحمة الله قريب من المحسنين) وفي الركعة السابعة الحمد وقل هو الله أحد والآيات من سورة الانعام (وجعلوا لله شركاء الجن) الى قوله: (وهو اللطيف الخبير) وفي الركعة الثامنة الحمد وقل هو الله وآخر سورة الحشر من قوله: (لو انزلنا هذا القرآن على جبل) الى آخرها فإذا فرغت قلت (اللهم مقلب القلوب والابصار ثبت قلبي على دينك ولا تزغ قلبي بعد إذ هديتني وهب لي من لدنك رحمة انك انت الوهاب سبع مرات ثم تقول: (استجير بالله من النار) سبع مرات.

جناب الشیخؒ نے جناب محسن المیثمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم زوال کی نماز (نوافل ظہر) میں رکعت اوّل میں سورۃ الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد پڑھو اور دوسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد قل یایھا الکافرون پڑھو اور تیسری رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد اور آیت الکرسی اور چوتھی رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد کے بعد سورۂ بقرہ کی آخری آیات امن الرسول سے آخر تک پڑھو۔ پھر پانچویں رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد اور اس کے بعد آل عمران کی پانچ آیات ان فی خلق السموات والارض سے انک لا تخلف المیعاد تک پڑھو اور چھٹی رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد اور آیات سخرہ کی تین آیات: ان ربکم اللہ الذی خلق السموات

والارض سے لے کر ان رحمۃ اللہ قریب من المحسنین تک کی تلاوت کرو۔ اور ساتویں رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد اور سورۂ انعام کی یہ آیات: جعلوا للہ شرکاء الجن سے ھو اللطیف الخبیر تک اور آٹھویں رکعت میں سورۃ الحمد کے بعد قل ھو اللہ احد اور سورۃ الحشر کی یہ آیات انزلنا ھذا القرآن علی جبل سے آخر تک۔

اور جب تم نماز سے فارغ ہوجاؤ تو یہ کہو: اللهم مقلب القلوب والابصار ثبت قلبي على دينك ولا تزغ قلبي بعد إذ هديتني وهب لي من لدنك رحمة انك انت الوهاب اور اس ذکر کو سات مرتبہ پڑھو اور پھر یوں کہو: استجير بالله من النار۔ یہ فقرہ بھی سات مرتبہ کہو۔

﴿حدیث نمبر 41/273﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن عبد الله ابن المغيرة قال: حدثني معاذ بن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام انه قال: لا تدع أن تقرأ بقل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون في سبع مواطن في الركعتين قبل الفجر وركعتي الزوال وركعتين بعد المغرب وركعتين في أول صلاة الليل وركعتي الاحرام والفجر إذا أصبحت بهما، وركعتي الطواف.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاذ بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سات موارد میں سورہ قل ھو اللہ احد اور قل یایھا الکافرون کو ترک نہ کرو: ① فجر کے واجب سے قبل جو دو رکعتیں نافلہ پڑھی جاتی ہیں۔ ② زوال کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ ③ نمازِ مغرب کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ ④ نوافل شب کی پہلی دو رکعتوں میں۔ ⑤ احرام کی نماز کی دو رکعتوں میں۔ ⑥ نمازِ فجر جو احرام کی حالت میں پڑھی جائے۔ ⑦ نمازِ طواف کی دو رکعتوں میں۔

﴿حدیث نمبر 42/274﴾ وفي رواية اخرى يقرأ في هذا كله بقل هو الله أحد وفي الثانية بقل يا أيها الكافرون إلا في الركعتين قبل الفجر فانه يبدأ بقل يا أيها الكافرون ثم يقرأ في الركعة الثانية قل هو الله أحد.

ایک دوسری روایت میں ذکر ہوا ہے کہ ان تمام رکعات میں پہلی رکعت میں قل ھو اللہ احد اور دوسری رکعت میں سورۂ کافرون سوائے ان دو رکعتوں میں جو نمازِ فجر سے قبل پڑھی جاتی ہیں (نافلہ فجر میں) ان میں پہلی

رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ قل ھو اللہ احد پڑھو۔

نماز میں الحمد کے بعد آمین نہ کہو

﴿حدیث نمبر 43/275﴾ محمد بن یعقوب عن علی بن ابراھیم عن ابیه عن عبد الله ابن المغیرة عن جمیل عن أبي عبد الله علیه السلام قال: إذا کنت خلف إمام فقرأ الحمد وفرغ من قراءتها فقل أنت الحمد لله رب العالمین ولا تقل آمین.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جمیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہو اور جب امام سورۂ حمد پڑھنے سے فارغ ہوجائے تو تم الحمد للہ رب العالمین کہو، آمین نہ کہو۔

﴿حدیث نمبر 44/276﴾ الحسین بن سعید عن محمد بن سنان عن ابن مسکان عن محمد الحلبی قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: أقول إذا فرغت من فاتحة الکتاب آمین؟ قال: لا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: میں سورۂ فاتحہ کی قرأت سے فارغ ہوتا ہوں تو آمین کہتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

﴿حدیث نمبر 45/277﴾ وأما ما رواه الحسین بن سعید عن ابن أبي عمیر عن جمیل قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن قول الناس فی الصلاة جماعة حین تقرأ فاتحة الکتاب آمین قال: ما أحسنها واخفض الصوت بها. فاول ما فیه ان جمیلا قد روی ضد ذلك وهو ما قدمناه من قوله ولا تقل آمین بل قل الحمد لله رب العالمین وإذا کان قد روی ضد ذلك وما ینقض هذه الروایة ویوافق روایة غیره فیجب الحکم علی فساد هذه الروایة التی انفرد بها دون ما شارکه فیها غیره ولو صح هذا الخبر لکان محمولا علی التقیة، والذی یدل علی ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جمیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام

سے نماز جماعت میں سورۃ الحمد کے بعد لوگوں کے آمین کہنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: کتنا اچھا ہے پھر آپ کی آواز مخفی ہوگئی۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے جناب جمیل نے وہ روایت بیان کی ہے جس میں اس روایت کا اُلٹ ذکر ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: آمین نہ کہو بلکہ الحمد للہ رب العالمین کہو۔

جب اس نے یہ روایت کو نقل کیا اور وہ روایت اس روایت پر نقض وارد کرتی ہے، اس کو رَد کرتی ہے اور یہ روایت غیر کے موافق ہے۔ تو پھر واجب ہے کہ ہم اس روایت کے فاسد ہونے پر حکم لگائیں۔

اور اگر یہ روایت درست بھی مان لی جائے تو بھی اس کو تقیہ پر حمل کیا جائے گا اور اس کی تائید وہ روایت بھی کررہی ہے جو ذیل میں نقل کی جارہی ہے۔

رفع یدین کے بارے میں

﴿حدیث نمبر 46/278﴾ الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن معاوية بن وهب قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أقول آمين إذا قال الامام غير المغضوب عليهم ولا الضالين؟ قال: هم اليهود والنصارى ولم يجب في هذا. فعدوله عليه السلام عن جواب ما سأله السائل عنه دليل على كراهية هذه اللفظة ولم يتمكن من التصريح بكراهيته للتقية والاضطرار فعدل عن جوابه جملة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: جب امام جماعت غير المغضوب عليهم ولا الضآلين پڑھتا ہے تو میں آمین کہتا ہوں؟

فرمایا: یہ مغضوب اور ضالین یہود و نصاریٰ ہیں۔ پس اس کا یہ جواب نہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام علیہ السلام سے جو سوال کیا گیا ہے امام علیہ السلام نے اس کے جواب کے بجائے وہ فقرہ بولا جو اس کی کراہت کو بیان کرتا ہے۔ اگرچہ امام علیہ السلام نے تقیہ اور اضطرار کی خاطر اس کی کراہت کا صراحتاً ذکر نہیں کیا۔ پس اس کے جواب کے بجائے اس جملے کے ذریعے بات کو پھیر دیا ہے جو جملہ کراہت کے اظہار کو بیان کرتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 47/279﴾ الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن معاوية بن عمار قال: رأيت أبا عبد الله عليه السلام يرفع يديه إذا ركع وإذا رفع رأسه من الركوع وإذا سجد وإذا رفع رأسه من السجود، وإذا أراد أن يسجد الثانية.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا جب آپؑ رکوع میں جانے لگے تو آپؑ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور جب رکوع سے سر اُٹھایا اور سجدہ میں جانے لگے تو پھر آپؑ نے ہاتھوں کو بلند کیا اور جب سجدے سے سر اُٹھایا تو بھی اور پھر جب دوسرے سجدے میں جانے لگے تب بھی آپؑ نے ہاتھوں کو بلند کیا۔

﴿حدیث نمبر 48/280﴾ محمد بن علي بن محبوب عن عبد الله بن المغيرة عن ابن مسكان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: في الرجل يرفع يده كلما أهوى للركوع والسجود وكلما رفع رأسه من ركوع أو سجود؛ قال: هي العبودية.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن مسکان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے عرض کیا گیا: جب بندہ رکوع و سجود کے لیے جھکے تو ہاتھوں کو بلند کرے اور جب رکوع اور سجود سے سر اُٹھائے تب بھی ہاتھوں کو اُٹھائے؟

آپؑ نے فرمایا: یہی عبودیت یعنی بندگی ہے۔

﴿حدیث نمبر 49/281﴾ وعنه عن العباس بن موسى الوراق عن يونس عن عمرو بن شمر عن حريز عن زرارة قال قال أبو عبد الله عليه السلام: رفعك يديك في الصلاة زينتها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: نماز میں (تکبیرات کے وقت) ہاتھوں کو اُٹھانا یہ نماز کی زینت ہے۔

رکوع و سجود کی تسبیح

﴿حدیث نمبر 50/282﴾ سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد بن عيسى عن

الحسين ابن سعيد ومحمد بن خالد البرقي والعباس بن معروف عن القاسم عن عروة عن هشام ابن سالم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن التسبيح في الركوع والسجود فقال: يقول في الركوع سبحان ربي العظيم وفي السجود سبحان ربي الاعلى، الفريضة من ذلك تسبيحة واحدة، والسنة ثلاث، والفضل في سبع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے رکوع وسجود کی تسبیحات کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: رکوع میں یہ کہو: سبحان ربی العظیم اور سجدے میں یہ کہو: سبحان ربی الاعلی۔ ایک دفعہ سنت، تین دفعہ اور سات دفعہ افضل ہے۔

{حديث نمبر 51/283} وعنه عن أحمد بن محمد عن علي بن حديد وعبد الرحمن بن أبي نجران والحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز بن عبد الله عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال قلت له: ما يجزي من القول في الركوع والسجود؟ فقال: ثلاث تسبيحات في ترسل وواحدة تامة تجزي.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: رکوع وسجود میں کس قدر ذکر مجزی وکافی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: آرام آرام سے تین دفعہ سبحان اللہ کہنا اور ایک دفعہ پوری تسبیح کرنا کافی ہے۔

{حديث نمبر 52/284} وعنه عن أيوب بن نوح النخعي عن محمد بن أبي حمزة عن علي بن يقطين عن أبي الحسن الاول عليه السلام قال: سألته عن الركوع والسجود كم يجزي فيه من التسبيح؟ فقال: ثلاثة وتجزيك واحدة إذا امكنت جبهتك من الارض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن اوّل موسیٰ علیہ السلام سے رکوع وسجود کے بارے میں سوال کیا کہ کتنی مرتبہ تسبیح مجزی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تین دفعہ اور ایک دفعہ بھی تیرے لیے کافی ہے۔ جب تیرے لیے پیشانی کو زمین پر رکھنا

ممکن ہو۔

﴿حدیث نمبر 53/285﴾ وعنه عن أبي جعفر عن الحسن بن علي بن يقطين عن اخيه الحسين بن علي بن يقطين عن ابي الحسن الاول عليه السلام قال: سألته عن الرجل يسجد كم يجزيه من التسبيح في ركوعه وسجوده؟ فقال: ثلاث وتجزيه واحدة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا: بندہ جب سجدہ کرے تو اس کے رکوع وسجود میں کتنی مرتبہ تسبیح کافی ومجزی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تین اور ایک کافی ہے۔

﴿حدیث نمبر 54/286﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن أبي الصهبان عن عبد الرحمن بن أبي نجران عن مسمع ابي سيار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: يجزيك من القول في الركوع والسجود ثلاث تسبيحات أو قدرهن مترسلا وليس له ولا كرامة أن يقول سبح سبح سبح.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب مسمع ابی سیار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رکوع وسجود میں تیرے لیے تین تسبیحات یا ان کی مقدار میں کافی ومجزی ہے۔ اس سے کم تر اس کے لیے جائز نہیں اور نہ ہی اس میں کوئی کراہت ہے کہ بندہ فقط تین مرتبہ یہ کہے: سبح سبح سبح۔

﴿حدیث نمبر 55/287﴾ وعنه عن أحمد بن الحسن عن الحسين عن الحسن عن زرعة عن سماعة قال: سألته عن الركوع والسجود هل نزل في القرآن؟ فقال: نعم قول الله عزوجل يا أيها الذين آمنوا اركعوا واسجدوا فقلت: كيف حد الركوع والسجود؟ فقال: اما ما يجزيك من الركوع فثلاث تسبيحات تقول سبحان الله سبحان الله ثلاثا ومن كان يقوى على ان يطول الركوع والسجود فليطول ما استطاع يكون ذلك في تسبيح الله وتحميده وتمجيده والدعاء والتضرع فان أقرب ما يكون العبد إلى ربه وهو ساجد. فأما الامام فانه إذا قام بالناس فلا ينبغي أن يطول بهم فان في الناس الضعيف ومن له الحاجة فان رسول الله صلى الله عليه وآله كان إذا صلى

بالناس خفف بهم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ کیا رکوع وسجود کا ذکر قرآن میں آیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یاایها الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا۔

پھر میں نے عرض کیا: رکوع وسجود کی حد کی کیفیت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تیرے لیے رکوع میں تین مرتبہ سبحان اللہ، سبحان اللہ، سبحان اللہ کہنا مجزی وکافی ہے۔ اور جو بندہ رکوع وسجود کو طول دینے کی قدرت وطاقت رکھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ جس قدر اس کی استطاعت ہو وہ رکوع وسجود کو طویل کرے، اللہ کی تسبیح کرے، اس کی حمد بیان کرے، اس کی بزرگی کو بیان کرے اور دُعا کرے، گریہ وزاری کرے کیونکہ وہ چیز جو بندے کو خدا کے سب سے زیادہ قریب کرتی ہے وہ سجدہ ہے۔

بہرحال امام جماعت جب لوگ اس کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوں تو وہ اس کے لیے سزاوار ہے کہ وہ رکوع وسجود کو طول نہ دے کیونکہ اس کے ساتھ کمزور اور ضرورت مند لوگ بھی نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ جب رسولؐ خدا کے ساتھ لوگ نماز پڑھتے تو آپؐ اُن کے لیے تخفیف کرتے۔

﴿حدیث نمبر 56/288﴾ وعنه عن العباس بن معروف عن حماد بن عيسى عن معاوية بن عمار قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أخف ما يكون من التسبيح في الصلاة؟ قال: ثلاث تسبيحات مترسلا تقول: سبحان الله سبحان الله سبحان الله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ نماز میں رکوع وسجود میں کس قدر تخفیف کی جاسکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تین مرتبہ تسبیحات کو آرام سے کہے اور یوں کہے: سبحان الله، سبحان الله، سبحان الله۔

رکوع میں دُعا

﴿حدیث نمبر 57/289﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد بن عيسى عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا أردت أن تركع فقل وانت منتصب الله أكبر ثم اركع وقل رب لك ركعت ولك أسلمت وبك آمنت

وعليك توكلت وانت ربي خشع لك سمعي وبصري وشعري وبشري ولحمي ودمي ومخي وعصبي وعظامي وما أقلته قدماي غير مستنكف ولا مستكبر ولا مستحسر سبحان ربي العظيم وبحمده ثلاث مرات في ترسل، وتصف في ركوعك بين قدميك تجعل بينهما قدر شبر، وتمكن راحتيك من ركبتيك وتضع يدك اليمنى على ركبتك اليمنى قبل اليسرى وتلقم بأطراف أصابعك عين الركبة وفرج أصابعك إذا وضعتها على ركبتيك وأقم صلبك ومد عنقك وليكن نظرك بين قدميك ثم قل سمع الله لمن حمده. وانت منتصب قائم الحمد لله رب العالمين أهل الجبروت والكبرياء والعظمة الحمد لله رب العالمين، تجهر بها صوتك ثم ترفع يديك بالتكبير وتخر ساجدا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو رکوع میں جانے کا ارادہ کرے تو سیدھا کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہو، پھر رکوع کرو اور اس میں یہ ذکر پڑھو:

رب لك ركعت ولك أسلمت وبك آمنت وعليك توكلت وانت ربي خشع لك سمعي وبصري وشعري وبشري ولحمي ودمي ومخي وعصبي وعظامي وما أقلته قدماي غير مستنكف ولا مستكبر ولا مستحسر سبحان ربي العظيم وبحمده

اور ان آخری کلمات کو آرام آرام سے تین مرتبہ کہو اور اپنے رکوع کے دوران اپنے قدموں کے درمیان ایک بالش فاصلہ قرار دو اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو دونوں گھٹنوں پر دبا کر رکھو اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر بائیں سے پہلے رکھو اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر بائیں سے پہلے رکھو اور اپنی انگلیوں کو گھٹنوں کی آنکھوں کی طرف پہنچاؤ اور اپنی انگلیوں کو کھلا رکھو اور اپنی کمر کو سیدھا رکھو اور گردن کو لمبا رکھو اور تیری نظر تیرے دونوں قدموں کے درمیان میں ہونی چاہیے۔ پھر کھڑے ہونے کی حالت میں کہو: سمع الله لمن حمده. وانت منتصب قائم الحمد لله رب العالمين أهل الجبروت والكبرياء والعظمة الحمد لله رب العالمين۔

اور اپنی آواز کو بلند رکھو، پھر تکبیر کے لیے ہاتھوں کو بلند کرو اور پھر سجدہ کرنے کے لیے جھک جاؤ۔

{حدیث نمبر 290/58} الحسين بن سعيد عن القاسم بن محمد عن رجل عن أبي

بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا رفعت رأسك من الركوع فأقم صلبك فانه لا صلاة لمن لا يقيم صلبه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو رکوع سے سر اُٹھاؤ تو اپنی کمر کو بالکل سیدھا کرو اور جو بندہ اپنی کمر کو سیدھا نہیں کرتا تو اس کی نماز نہیں ہے۔

سجدے کا بیان

{حديث نمبر 59/291} الحسين بن سعيد عن فضالة عن العلا عن محمد قال رأيت أبا عبد الله عليه السلام يضع يديه قبل ركبتيه إذا سجد وإذا أراد أن يقوم رفع ركبتيه قبل يديه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نے سجدہ میں جاتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھا اور جب آپؑ نے اُٹھنے کا ارادہ کیا تو گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے اُٹھایا۔

{حديث نمبر 60/292} وعنه عن القاسم بن محمد الجوهري عن الحسين بن أبي العلا قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يضع يديه قبل ركبتيه في الصلاة؛ فقال: نعم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ابی العلا سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا بندہ نماز میں (سجدہ میں جاتے ہوئے) دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

{حديث نمبر 61/293} وعنه عن صفوان عن العلا عن محمد بن مسلم قال:

سئل عن الرجل يضع يديه على الارض قبل ركبتيه؛ قال: نعم يعني في الصلاة.

https://www.shiabookspdf.com

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ سے سوال کیا گیا: کیا بندہ دونوں گھٹنوں سے قبل دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، یعنی نماز میں۔

﴿حدیث نمبر 62/294﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن حسين عن سماعة عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس إذا صلى الرجل ان يضع ركبتيه على الارض قبل يديه. فانه محمول على حال الضرورة ومن لا يتمكن من تلقي الارض باليدين أولا لعلة أو مرض.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ نماز پڑھ رہا ہو تو (سجدہ میں جاتے ہوئے) اس کا دونوں گھٹنوں کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو حمل کیا جائے گا ضرورت پر اور اس بندے کے لیے جس کے لیے کسی بیماری اور کسی علت کی وجہ سے دونوں ہاتھوں کو زمین پر پہلے رکھنا ممکن نہ ہو۔

سجدے میں دُعا

﴿حدیث نمبر 63/295﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا سجدت فكبر وقل (اللهم لك سجدت وبك آمنت ولك اسلمت وعليك توكلت وانت ربي سجد وجهي للذي خلقه وشق سمعه وبصره والحمد لله رب العالمين تبارك الله احسن الخالقين) ثم قل: (سبحان ربي الاعلى وبحمده) ثلاث مرات فإذا رفعت رأسك فقل بين السجدتين (اللهم اغفر لي وارحمني واجبرني وادفع عني وعافني إني لما أنزلت إلي من خير فقير تبارك الله رب العالمين).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

آپؑ نے فرمایا: جب سجدہ کرو تو تکبیر کہو اور اس کے بعد یہ دُعا پڑھو:

.اللهم لك سجدت وبك آمنت ولك اسلمت وعليك توكلت وانت ربي سجد وجهي للذي خلقه وشق سمعه وبصره والحمد لله رب العالمين تبارك الله احسن الخالقين

اور اس کے بعد تین بار کہو: سبحان ربي الاعلیٰ وبحمده اور جب تو سجدے سے سر اُٹھاؤ تو دونوں سجدوں کے درمیان یوں کہو: اللهم اغفر لي وارحمني واجبرني وادفع عني وعافني إني لما أنزلت إلي من خير فقير تبارك الله رب العالمين۔

{حدیث نمبر 64/296} محمد بن يعقوب عن جماعة عن أحمد بن محمد عن الحسين ابن سعيد عن فضالة بن ايوب عن عبد الله بن سنان عن حفص الاعور عن أبي عبد الله عليه السلام قال كان علي عليه السلام: إذا سجد يتخوى كما يتخوى البعير الضامر يعني بروكه. فان قيل قد ذكرتم من الروايات ما يتضمن جواز الاقتصار على تسبيحة واحدة في الركوع والسجود. وقد روى الحسين بن سعيد وغيره ما يدفعكم عن ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حفص الاعور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب حضرت علی علیہ السلام سجدہ کرتے تو اپنے شکم یوں اُٹھا کر رکھتے جیسے اُونٹ بیٹھتے وقت اپنے شکم کو اُٹھا کر رکھتا ہے یعنی سینے کو اُٹھا کر رکھے۔

اعتراض: اگر یہ اعتراض کیا جائے آپ نے وہ روایات بیان کی جو یہ بیان کرتی ہیں کہ رکوع وسجود ایک تسبیح (فقط ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا) کافی ہے حالانکہ جناب الحسین بن سعید اور دوسرے لوگوں نے وہ روایات ذکر کی ہیں جو تمھارے اس دعویٰ کو رَد کرتی ہیں جیسا کہ ذیل کی روایات ہیں۔

{حدیث نمبر 65/297} روى الحسين بن سعيد عن صفوان عن مسمع عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا يجزي الرجل في صلاته أقل من ثلاث تسبيحات أو قدرهن.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسین بن سعید سے اور انھوں نے جناب صفوان سے اور انھوں نے مسمع سے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز تین مرتبہ تسبیحات سے کم یا ان کی مقدار کے برابر سے کم مجزی وکافی نہیں۔

http://www.shiabookspdf.com

﴿حدیث نمبر 66/298﴾ وعنه عن النضر عن يحيى الحلبي عن داود الابزاري عن أبي عبد الله عليه السلام قال: أدنى التسبيح ثلاث مرات وأنت ساجد لا تعجل بهن.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب داؤد الابزاری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز میں کم از کم تین تسبیحات ہیں حالانکہ تو سجدے میں ہے اس سے جلدی نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 67/299﴾ وعنه عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن أبي بصير قال: سألته عن أدنى ما يجزى من التسبيح فى الركوع والسجود فقال: ثلاث تسبيحات. فكيف تجمعون بين هذه الاخبار؛ قيل له: أول ما نقول أنا لا نجوز ان يقتصر الانسان على مرة واحدة من التسبيح مع الاختيار و إنما جوزنا ذلك عند الضرورة والاعذار فاما مع الاختيار فلا يجوز ذلك ولانا إنما جوزنا الاقتصار على مرة واحدة إذا ذكر تسبيحا مخصوصا وهو أن يقول: (سبحان ربي العظيم وبحمده) فى الركوع أو (سبحان ربي الاعلى وبحمده) فى السجود فاما إذا قال: (سبحان الله) فحسب فلا يجوز اقل من ثلاث مرات وايضا ليس فى شئ من هذه الاخبار ان من نقص عن ثلاث تسبيحات فان صلاته باطلة، ويحتمل أن يكون ارادوا به نفي الكمال والفضل دون البطلان، والذى يكشف عما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: رکوع وسجود میں تسبیحات کی کم ترین مجزی مقدار کتنی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تین تسبیحات۔

عرض کیا: تو آپؑ ان اخبار کے درمیان کس طرح جمع کریں گے؟

جواب: ان کے جواب میں عرض کیا جائے گا:

اوّل: ہم اس کے قائل نہیں اور ہم ایک تسبیح کو حالت اختیار میں کسی انسان کے لیے جائز نہیں قرار دیتے کہ وہ ایک پر اقتصار کرے۔ ہم جو اس اقتصار کو ضرورت کے وقت میں جائز قرار دیتے ہیں، جب اس کا کوئی عذر ہو لیکن حالت اختیاری میں ایک پر اکتفاء کرنا جائز نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

دوسرا: ہم جو ایک تسبیح پر اقتصار کرنا جائز قرار دیتے ہیں وہ اس مخصوص تسبیح پر اقتصار کو جائز قرار دیتے ہیں اور یہ والی تسبیح ہے کہ رکوع میں یوں کہا جائے: سبحان ربی العظیم وبحمدہ اور سجدے میں یوں کہا جائے: سبحان ربی الاعلی وبحمدہ۔

اور اگر وہ فقط یہ کہے: سبحان اللہ، تو یہ تین مرتبہ سے کم جائز نہیں ہے اور پھر ان روایات میں یہ ذکر نہیں ہوا کہ اگر تین دفعہ سے کم ہوئی تو نماز باطل ہوجائے گی۔ ممکن ہے کہ انھوں نے کمال نفی اور فضیلت کی نفی کی ہو۔ کمال نہیں یا فضیلت نہیں تا کہ ان کی مراد ہے کہ باطل ہے۔ اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 68/300﴾ ما رواه احمد بن محمد بن عيسى عن على بن الحكم عن عثمان بن عبد الملك عن أبي بكر الحضرمي قال قلت لابي جعفر عليه السلام: أي شئ حد الركوع والسجود؟ قال: تقول (سبحان ربي العظيم وبحمده) ثلاثا في الركوع و (سبحان ربي الاعلى وبحمده) ثلاثا في السجود فمن نقص واحدة نقص ثلث صلاته ومن نقص اثنتين نقص ثلثي صلاته ومن لم يسبح فلا صلاة له. فدل هذا الخبر على أنهم إنما نفوا الكمال والفضل ألا ترى انهم قالوا من نقص واحدة نقص ثلث صلاته ومن نقص اثنتين نقص ثلثي صلاته فلولا أن الامر على ما ذكرناه كان لا فرق بين الاخلال بواحدة في أن ذلك يبطل الصلاة وبين الاخلال بالجميع الذي يبطل الصلاة وقد علمنا انهم فرقوا، مع انا قد بينا فيما تقدم من الاخبار ما يصرح بأن الواحدة فريضة وما زاد عليه مسنون وهو رواية هشام بن سالم حين سأل أبا عبد الله عليه السلام عن التسبيح فقال له تقول: (سبحان ربي العظيم) في الركوع وفي السجود (سبحان ربي الاعلى) ثم قال الفريضة من ذلك تسبيحة والسنة ثلاث والفضل في سبع، وهذا صريح بما قلناه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبکر الحضرمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: رکوع و سجود کی کیا حد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: رکوع میں تم تین بار یہ کہو: سبحان ربی العظیم وبحمدہ اور سجدہ میں تم تین بار یہ کہو:

سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ۔ پس جس نے اس سے ایک بار کو کم کیا اس نے اپنی نماز کا ایک ثلث نقص کیا اور جس نے دو مرتبہ کم کیا تو اس نے اپنی نماز کا دو ثلث کم کیا اور جس نے اصلاً تسبیح نہ پڑھی تو اس کی نماز نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ انھوں نے کمال اور فضیلت کی نفی کی ہے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ انھوں نے کہا ہے اگر نماز میں ایک کو کم کیا تو اس نے ایک ثلث نماز کو نقص کیا اور اگر دو دفعہ کو کم کیا تو اس نے دو ثلث نماز کو نقص کیا اور اگر معاملہ وہی ہوتا جو ہم نے ذکر کیا ہے تو ایک خلال اور دو خلل میں اور سب کے خلل میں کوئی فرق نہ ہوتا کہ نماز باطل ہوتی۔ حالانکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ انھوں نے فرق قرار دیا ہے۔ اور ہم نے بیان کیا ہے کہ روایات نے صراحت سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ واجب ہے، اس سے زیادہ سنت ہے۔ اسی کو وہ روایت بھی بیان کرتی ہے جس کو جناب ہشام بن سالم نے ذکر کیا کہ جب انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے تسبیح کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے ان سے فرمایا: رکوع میں سبحان ربی العظیم کہو اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ اور پھر فرمایا: یہ ایک دفعہ واجب ہے اور تین مرتبہ سنت اور سات دفعہ فضیلت ہے۔ اور یہ روایت اسی کو صراحت سے بیان کر رہی ہے جس کو ہم نے بیان کیا ہے۔

نماز کا درست طریقہ

﴿حدیث نمبر 69/301﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أُبيه عن حماد ابن عيسى قال قال لي أبو عبد الله عليه السلام يوما: يا حماد تحسن ان تصلي؟ قال: فقلت يا سيدي انا احفظ كتاب حريز في الصلاة فقال: لا عليك يا حماد قم فصل قال: فقمت بين يديه متوجها الى القبلة فأستفتحت الصلاة فركعت وسجدت فقال: يا حماد لا تحسن ان تصلي ما أقبح بالرجل منكم يأتي عليه ستون سنة أو سبعون سنة فلا يقيم صلاة واحدة بحدودها تامة. قال حماد: فأصابني في نفسي الذل فقلت: جعلت فداك فعلمني الصلاة فقام أبو عبد الله عليه السلام مستقبل القبلة منتصبا فأرسل يديه جميعا على فخذيه قد ضم أصابعه وقرب بين قدميه حتى كان بينهما قدر ثلاث أصابع منفرجات واستقبل بأصابع رجليه جميعا القبلة لم يحرفها عن القبلة وقال بخشوع (الله اكبر) ثم قرأ الحمد بترتيل وقل هو الله أحد ثم صبر

هنيئة بقدر ما يتنفس وهو قائم ثم رفع يديه حيال وجهه وقال: (الله اكبر) وهو قائم ثم ركع وملأ كفيه من ركبتيه منفرجات ورد ركبتيه الى خلفه ثم استوى ظهره حتى لو صب عليه قطرة من ماء أو دهن لم تزل لاستواء ظهره ومد عنقه وغمض عينيه ثم سبح ثلاثا بترتيل فقال: (سبحان ربي العظيم وبحمده) ثم استوى قائما فلما استمكن من القيام قال: (سمع الله لمن حمده) ثم كبر وهو قائم ورفع يديه حيال وجهه ثم سجد وبسط كفيه مضمومتي الاصابع بين يدي ركبتيه حيال وجهه فقال: (سبحان ربي الاعلى وبحمده) ثلاث مرات ولم يضع شيئا من جسده على شيء منه وسجد على ثمانية أعظم : الكفين ، والركبتين ، وأنامل ابهامي الرجلين ، والجبهة ، والانف، وقال: سبع منها فرض يسجد عليها وهي التي ذكرها الله عزوجل في كتابه وقال: (وأن المساجد لله فلا تدعوا مع الله أحدا) وهي الجبهة والكفان والركبتان والابهامان، ووضع الانف على الارض سنة، ثم رفع رأسه من السجود فلما استوى جالسا قال: (الله اكبر) ثم قعد على فخذه الايسر قد وضع قدمه الايمن على بطن قدمه الايسر وقال: (استغفر الله ربي وأتوب إليه) ثم كبر وهو جالس وسجد سجدة الثانية وقال كما قال في الاولى ولم يضع شيئا من بدنه على شيء منه في ركوع ولا سجود وكان مجنحا ولم يضع ذراعيه على الارض فصلى ركعتين على هذا ويداه مضمومة الاصابع وهو جالس في التشهد فلما فرغ من التشهد سلم فقال: يا حماد هكذا صل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے حماد بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے حماد! کیا تو اچھے انداز میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

میں نے عرض کیا: میرے سردار! میں نے جناب حریز کی نماز کی کتاب کو اچھی طرح سے یاد کیا ہوا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اے حماد! پھر تیرے لیے کوئی حرج نہیں۔ تم اٹھو اور نماز پڑھو۔

پس! میں اٹھا اور آپؑ کے سامنے قبلہ رخ ہو کر کھڑا ہوا اور نماز کو شروع کیا۔ پھر میں رکوع کیا اور سجدہ کیا۔

پس آپؑ نے فرمایا: اے حماد! تم تو اچھے انداز میں نماز بھی نہیں پڑھ سکتے۔ بندے کے لیے کتنا برا و قبیح ہے

کہ بندہ ساٹھ یا ستر سال کا ہو جائے اور ایک نماز بھی اس کی حدود اور فرائض کے ساتھ نہ پڑھ سکے۔

حماد! میں نے اپنے نفس میں ایک ذلت و رسوائی کو محسوس کیا۔

میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں آپؑ مجھے نماز کی تعلیم دیں۔ پس! جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام قبلہ رُخ ہو کر سیدھے کھڑے ہوئے اور آپؑ نے اپنے ہاتھ رانوں کی طرف چھوڑ دیا اور اپنی انگلیوں کو ملایا اور اپنے قدموں کو قریب کیا یہاں تک کہ ان کے درمیان کھلی ہوئی تین انگلیوں کے برابر فاصلہ قرار دیا اور اپنے دونوں قدموں کی انگلیوں کو بھی قبلہ رُخ کیا اور ان کو قبلہ رُخ سے منحرف نہ کیا۔ اور پھر پورے خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔ پھر آپؑ نے ترتیل کے ساتھ سورۃ الحمد اور قل ھو اللہ احد کو پڑھا۔ پھر ایک سانس کے برابر آپؑ کھڑے رہے پھر دونوں ہاتھوں کو چہرے کے برابر بلند کیا اور پھر اللہ اکبر کہا جبکہ آپؑ کھڑے تھے۔ پھر آپؑ رکوع کے لیے گئے اور آپؑ نے اپنی ہتھیلیوں کو دونوں گھٹنوں پر رکھا، دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھلی ہوئی تھیں۔ پھر آپؑ نے اپنے دونوں گھٹنوں کو پیچھے کی طرف دبایا۔ پھر اپنی کمر کو یوں برابر کیا کہ اگر اس پر پانی یا روغن کا قطرہ گر جائے تو وہ کمر کی برابر ہونے کی وجہ سے نہ گرتا اور آپؑ نے اپنی گردن کو لمبا کیا اور آنکھوں کو بند کیا۔ پھر ترتیل (آرام آرام) سے تین مرتبہ تسبیح پڑھی۔ پس آپؑ نے یوں کہا: سبحان ربی العظیم وبحمدہ۔ پھر آپؑ سیدھے کھڑے ہوئے۔ پس جب آپؑ نے قیام میں سکون حاصل کیا تو پھر آپؑ نے یوں کہا: سمع اللہ لمن حمدہ۔ پھر آپؑ نے قیام کی حالت میں تکبیر کہی اور ہاتھوں کو چہرے کے برابر تک بلند کیا۔ پھر آپؑ سجدے میں گئے اور آپؑ نے اپنی دونوں ہتھیلیوں کو کھولا اور انگلیوں کو ملا کر رکھا اور دونوں گھٹنوں کے سامنے چہرے کے مقابل میں رکھا۔ پھر آپؑ نے سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ تین مرتبہ کہا اور آپؑ نے اپنے جسم کا کوئی حصّہ کسی چیز پر نہ رکھا اور آپؑ نے آٹھ اعظم چیزوں پر سجدہ کیا۔ دونوں ہتھیلیوں اور دونوں گھٹنوں، دونوں قدموں کے دونوں انگوٹھے اور پیشانی اور ناک اور فرمایا: ان میں سے سات کا رکھنا واجب ہے اور ان پر سجدہ کرنا واجب ہے کہ جن کا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ان کو ذکر کیا ہے۔ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا "تحقیق مساجد اللہ کے لیے ہیں، پس اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو"۔ اور وہ یہ ہیں: پیشانی، دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے دونوں انگوٹھے اور ناک کا زمین پر رکھنا سنت ہے۔

پھر آپؑ نے سجدہ سے سر اُٹھایا اور مستوی ہو کر بیٹھ گئے اور پھر اللہ اکبر کہا اور پھر یوں کہا: استغفر اللہ ربی

واتوب الیہ۔ پھر دوسری مرتبہ بیٹھے ہوئے ہی اللہ اکبر کہا اور پھر آپؑ نے دوسرا سجدہ کیا اور اس میں بھی وہی کلمات کہے جو اوّل میں کہے تھے اور آپؑ نے اپنے جسم کو کسی چیز پر نہ رکھا اور رکوع اور سجود میں جھکے اور آپؑ نے سجدے میں اپنے بازوؤں (ذراع) کو زمین پر نہ رکھا۔ پھر آپؑ نے اسی طرح دوسری رکعت کو بھی پڑھا اور جب آپ تشہد میں بیٹھے تو آپ کی انگلیاں ملی ہوئی تھیں اور جب آپ تشہد سے فارغ ہوئے تو آپؑ نے سلام پڑھا۔

پھر فرمایا: اے حماد! یوں نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 70/302﴾ أحمد بن محمد بن عیسٰی عن علی بن الحکم عن أبی أیوب الخزاز عن عبد الحمید بن عواض عن أبی عبد الله علیه السلام قال: رأیته إذا رفع رأسه من السجدة الثانیة من الرکعة الاولی جلس حتی یطمئن ثم یقوم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالحمید بن عواض سے نقل کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ جب آپؑ نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اُٹھایا تو آپؑ اطمینان سے بیٹھے اور پھر آپؑ دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوئے۔

﴿حدیث نمبر 71/303﴾ سماعة عن أبی بصیر قال قال أبو عبد الله علیه السلام: إذا رفعت رأسك من السجدة الثانیة فی الرکعة الاولی حین ترید أن تقوم فاستو جالسا ثم قم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب تم پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اُٹھاؤ تو پھر دوسری رکعت کے لیے اُٹھنا چاہو تو پہلے اطمینان سے بیٹھو اور پھر کھڑے ہو جاؤ۔

﴿حدیث نمبر 72/304﴾ فأما ما رواه علی بن الحکم عن رحیم قال قلت لابی الحسن الرضا علیه السلام: جعلت فداك أراك إذا صلیت فرفعت رأسك من السجود فی الرکعة الاولی والثالثة تستوی جالسا ثم تقوم فنصنع کما تصنع؟ قال: لا تنظروا الی ما أصنع أنا اصنعوا ما تؤمرون. إنما قال علیه السلام لا تنظروا الی ما اصنع لئلا یعتقد ان ذلك یلزمهم علی طریق الفرض دون أن یکون قد منعه أن

يقتدى بفعله على جهة الفضل وطلب الكمال، والجلوس بين السجدتين وبين السجود والقيام من آداب الصلاة لامن فرائضها والذى يبين ما ذكرناه مارواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ روایت جس کو جناب علی بن الحکم نے جناب رحیم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں، میں نے آپؑ کو دیکھا ہے کہ آپؑ جب نماز پڑھ رہے تھے تو آپؑ نے پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے جب سر اُٹھایا اور تیسری رکعت سے پہلے آپؑ بیٹھے اور پھر آپؑ کھڑے ہوئے۔ ہم بھی ویسے انجام دیں جیسے آپؑ انجام دیتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: تم یہ نہ دیکھو میں کیا کرتا ہوں بلکہ جو تمہیں حکم دیا جاتا ہے اس کو انجام دو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کی طرف نہ دیکھو کہ میں کیا کرتا ہوں، یہ فقط اس لیے فرمایا تاکہ لوگ اس کا عقیدہ نہ رکھ لیں کہ جو ہم کرتے ہیں وہ فرض و وجوب کی بناء پر ہے۔ آپؑ نے اپنی اقتداء سے اس لیے منع نہیں کیا کہ تم کمال وفضیلت نہ پاؤ۔

پس دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا اور سجود اور قیام یہ نماز کے آداب میں سے ہے نہ کہ فرائض میں سے۔ اور جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ یہ آداب میں سے ہے نہ کہ فرائض میں سے۔ اس کو ذیل والی روایت بیان کرتی ہے۔

{حديث نمبر 73/305} أحمد بن محمد بن عيسى عن الحجال عن عبد الله بن بكير عن زرارة قال رأيت أبا جعفر وأبا عبد الله عليهما السلام: إذا رفعا رؤوسهما من السجدة الثانية نهضا ولم يجلسا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام اور امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام کو دیکھا کہ دونوں نے دوسرے سجدے سے سر اُٹھایا اور بغیر بیٹھے ہی کھڑے ہوگئے۔

{حديث نمبر 74/306} معاوية بن عمار وابن مسلم والحلبي قالوا قال: لا تقع في الصلاة بين السجدتين كاقعاء الكلب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار اور ابن مسلم اور حلبی سے نقل کیا ہے اور یہ سب فرماتے ہیں: نماز

میں دونوں سجدوں کے درمیان یوں نہ بیٹھو جیسے کتا بیٹھتا ہے۔ (یعنی ایڑیوں پر بیٹھنا منع کیا جارہا ہے جیسا کہ ہمارے مخالف بیٹھتے ہیں)

﴿حدیث نمبر 75/307﴾ علی عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا جلست في الصلاة فلا تجلس على يمينك واجلس على يسارك فإذا سجدت فابسط كفيك على الارض فإذا ركعت فالقم ركبتيك كفيك.

جناب الشیخ علیہ نے جناب ابوبصیر علیہ سے نقل کیا جارہا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب نماز میں بیٹھو تو اپنے دائیں جانب نہ بیٹھو بلکہ بائیں جانب بیٹھو اور جب سجدہ کرو تو دونوں ہاتھوں کو کھول کر رکھو اور جب رکوع میں جاؤ تو اپنے ہاتھوں کو گھٹنوں پر یوں رکھو جیسے وہ ہاتھوں میں داخل ہیں۔

﴿حدیث نمبر 76/308﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن حماد بن عيسى ومحمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان ومحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد جميعا عن حماد بن عيسى عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا قمت في الصلاة فلا تلصق قدمك بالاخرى دع بينهما فصلا اصبعا أقل ذلك الى شبر اكثره واسدل منكبيك وأرسل يديك ولا تشبك أصابعك ولتكونا على فخذيك قبالة ركبتك، وليكن نظرك إلى موضع سجودك فإذا ركعت فصف في ركوعك بين قدميك تجعل بينهما قدر شبر وتمكن راحتيك من ركبتيك وتضع يدك اليمنى على ركبتك اليمنى قبل اليسرى وبلغ بأطراف أصابعك عين الركبة وفرج أصابعك إذا وضعتها على ركبتيك فان وصلت اطراف أصابعك في ركوعك الى ركبتيك اجزأك ذلك وأحب إلي ان تمكن كفيك من ركبتيك فتجعل أصابعك في عين الركبة وتفرج بينهما، وأقم صلبك ومد عنقك وليكن نظرك الى ما بين قدميك، فإذا أردت أن تسجد فارفع يديك بالتكبير وخر ساجدا وابدأ بيديك فضعهما على الارض قبل ركبتيك تضعهما معاً ولا تفترش ذراعيك افتراش السبع ذراعيه ولا تضعن ذراعيك على ركبتيك وفخذيك ولكن تجنح بمرفقيك، ولا تلزق كفيك بركبتيك ولا تدنهما من وجهك بين

ذٰلك حيال منكبيك ولا تجعلهما بين يدى ركبتيك ولكن تحرفهما عن ذٰلك شيئاً، وابسطهما على الارض بسطا واقبضهما اليك قبضا، وإن كان تحتهما ثوب فلا يضرك، وان افضيت بهما الى الارض فهو أفضل ولا تفرجن بين أصابعك فى سجودك ولكن اضممهن جميعا قال فإذا قعدت فى تشهدك فالصق ركبتيك بالارض وفرج بينهما شيئاً وليكن ظاهر قدمك اليسرى على الارض وظاهر قدمك اليمنى على باطن قدمك اليسرى واليتاك على الارض وطرف ابهامك اليمنى على الارض، واياك والقعود على قدميك فتتأذى بذٰلك ولا تكون قاعدا على الارض فتكون إنما قعد بعضك على بعض فلا تصبر للتشهد والدعاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے قدموں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر نہ رکھو، دونوں کے درمیان فاصلہ رکھو، کم از کم ایک انگلی اور زیادہ سے زیادہ ایک بالش اور اپنے دونوں کندھوں کو لٹکا دو اور دونوں ہاتھوں کو نیچے چھوڑ دو اور اپنی انگلیوں کو ایک دوسرے میں داخل نہ کرو اور دونوں کو اپنی رانوں پر گھٹنوں کے مقابل قرار دو اور اپنی نظر جائے سجدہ پر رکھو اور جب تو رکوع میں جاؤ تو اپنی نظر کو دونوں قدموں کے درمیان قرار دو اور دونوں قدموں کے درمیان ایک بالش فاصلہ رکھو اور اپنی ہتھیلیوں کو اپنے دونوں گھٹنوں پر قرار دو اور اپنا دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر بائیں سے پہلے رکھو اور اپنی انگلیوں کو گھٹنے کی آنکھ تک پہنچاؤ اور انگلیوں کو کھلا رکھو۔ جب تم رکوع میں جاؤ اور اگر رکوع کی حالت میں تم اپنی انگلیوں کو گھٹنوں تک پہنچا دو تو یہ بھی مجزی و کافی ہے۔

میں پسند کرتا ہوں کہ تم اپنی دونوں ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر قرار دو اور انگلیوں کو گھٹنے کی آنکھ پر قرار دو اور دونوں کے درمیان کشادگی قرار دو اور اپنی کمر کو سیدھا کرو اور گردن کو لمبا کرو اور نظر دونوں قدموں کے درمیان قرار دو اور جب تم سجدہ میں جانے کا ارادہ کرو تو تکبیر کے ساتھ دونوں ہاتھوں کو بلند کرو (رفع یدین کرو)۔ اور پھر سجدے کے لیے جھک جاؤ اور اپنے ہاتھوں سے ابتداء کرو۔ پس ان دونوں کو زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھو اور دونوں کو اکٹھا رکھو اور دونوں بازوؤں کو زمین پر نہ رکھو جیسے درندے رکھتے ہیں اور دونوں بازوؤں کو گھٹنوں اور رانوں کے ساتھ ملا کر نہ رکھو لیکن دونوں کہنیوں کو ہٹا کر رکھو۔

دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں کے ساتھ ملا کر نہ رکھو اور نہ ہی دونوں چہرے کے ساتھ ملا کر رکھو اور دونوں کو چہرے کے قریب اور چہرے اور گھٹنوں کے درمیان میں بھی نہ قرار دو اور دونوں کو گھٹنوں کے درمیان بھی قرار نہ دو لیکن دونوں کو کچھ انحراف دو باہر کی طرف اور دونوں کو زمین پر کھول کر رکھو اور دونوں کو زمین پر جمادو۔ اور اگر دونوں ہاتھوں کے نیچے کپڑا آجائے تو وہ تیرے لیے نقصان دہ نہیں اور اگر تو دونوں کو زمین پر رکھے تو یہ تیرے لیے افضل سجدے کی حالت میں اپنی انگلیوں کو کھلا نہ رکھو بلکہ ان کو ملا کر رکھو۔

پھر آپؑ نے فرمایا: پس جب تو تشہد میں بیٹھے تو دونوں گھٹنوں کو زمین پر رکھو اور دونوں کے درمیان فاصلہ رکھو اور تیرے بائیں قدم کا ظاہری حصّہ زمین پر ہو اور دائیں قدم کا ظاہر بائیں قدم کے باطن پر قرار دو اور تیرے دائیں قدم کا انگوٹھا زمین کی طرف ہو۔ دونوں قدموں پر بیٹھنے سے بچو کیونکہ اس سے اذیت ہوتی ہے اور زمین پر بھی نہ بیٹھو کہ تیرا بعض بعض پر ہوجائے۔ یوں تم تشہد اور دُعا کے لیے زیادہ دیر صبر نہیں کر پاؤ۔

﴿حدیث نمبر 77/309﴾ محمد بن یعقوب عن محمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن حماد عن حریز عن رجل عن أبي جعفر علیه السلام قال قلت له (فصل لربك وانحر)؟ قال النحر الاعتدال في القيام أن يقيم صلبه ونحره وقال لا تكفر إنما يصنع ذلك المجوس ولا تلثم ولا تحتفر ولا تقع على قدميك ولا تفترش ذراعيك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حریز سے اور انھوں نے ایک اور بندے سے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام سے اس آیت فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝ (سورۂ کوثر) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: النحر سے مراد ہے اپنے قیام میں اعتدال رکھو اور کمر اور گردن کو سیدھا رکھو۔

اور آپؑ نے فرمایا: تکفیر (ہاتھ باندھنا) نہ کرو۔ یہ مجوسیوں کا کام ہے اور نماز کے دوران منہ پر منڈاسا نہ مارو اور اپنے اعضاء کو نہ سکڑاؤ (یعنی آزاد چھوڑ دو) اور اپنے قدموں پر نہ بیٹھو اور اپنے بازوؤں کو زمین پر نہ پھیلاؤ۔

﴿حدیث نمبر 78/310﴾ الحسین بن سعید عن صفوان عن فضالة عن العلاء عن محمد بن مسلم عن أحدهما علیهما السلام قال قلت: الرجل يضع يده في الصلاة وحكى اليمنى على اليسرى؟ فقال: ذلك التكفير فلا تفعل.

جناب الشیخ رحمة الله عليه نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بندہ نماز میں اپنا ہاتھ ہاتھ پر رکھتا ہے، دائیں کو بائیں پر رکھتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ ہی تکفیر ہے، ایسا نہ کرو۔

سجدۂ شکر کی کیفیت

﴿حدیث نمبر 79/311﴾ فأما ما رواه محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن جعفر بن علي قال: رأيت أبا الحسن عليه السلام وقد سجد بعد الصلاة فبسط ذراعيه على الارض والصق جؤجؤه بالارض في ثيابه. فمخصوص بسجدة الشكر دون السجدة التي هي في الصلاة لان السنة فيها أن يكون الانسان لاطئا بالارض يبين ما ذكرناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمة الله عليه نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب جعفر بن علی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن نقی علیہ السلام کو دیکھا کہ جب آپؑ نے نماز کے بعد سجدہ کیا تو آپؑ نے اپنے دونوں بازوؤں کو زمین پر لگایا اور اپنے سینہ کو کپڑوں میں زمین پر رکھا۔

جناب الشیخ رحمة الله عليه فرماتے ہیں: یہ کیفیت سجدۂ شکر کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ دوسرے سجدے کے ساتھ جو نماز میں ہوتا ہے کیونکہ سجدۂ شکر میں سنت یہ ہے کہ انسان زمین کے ساتھ چمٹ جائے۔ اس کو یہ ذیل والی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 80/312﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن يحيى ابن عبد الرحمن بن خاقان قال رأيت أبا الحسن الثالث عليه السلام سجد سجدة الشكر فافترش ذراعيه والصق صدره وبطنه فسألته عن ذلك فقال: كذا يجب.

جناب الشیخ رحمة الله عليه نے جناب عبدالرحمن بن خاقان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن نقی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ سجدۂ شکر کر رہے تھے کہ آپؑ نے دونوں بازوؤں کو زمین پر بچھایا ہوا تھا اور اپنا سینہ اور شکم زمین کے ساتھ ملایا ہوا تھا تو میں نے آپؑ سے سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: واجب ایسے ہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 81/313﴾ الحسين بن سعيد عن عبد الله بن بحر عن ابن اذينة عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن حد السجود قال: ما بين قصاص الشعر الى موضع الحاجب ما وضعت منه اجزأك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ سجدے کی حد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پیشانی کے بالوں کے اور آبرو کے درمیان میں جو حصّہ تم رکھ دو گے وہ تیرے لیے مجزی و کافی ہے۔

﴿حدیث نمبر 82/314﴾ وعنه عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن زرارة عن أحدهما عليه السلام قال قلت: الرجل يسجد وعليه قلنسوة أو عمامة؛ فقال: إذا مس جبهته الارض فيما بين حاجبيه وقصاص شعره فقد أجزأ عنه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ بندہ سجدہ کرتا ہے اور اس کے سر پر ٹوپی یا عمامہ ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کی پیشانی زمین کو مس کرے کہ جو آبروؤں اور پیشانی کے بالوں کے درمیان ہے تو وہ اس کے لیے مجزی ہے۔

﴿حدیث نمبر 83/315﴾ الحسين عن النضر بن سويد عن عبد الله بن سنان قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن موضع جبهة الساجد أيكون ارفع من مقامه؛ فقال: لا ولكن ليكن مستوياً.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سجدہ کرنے والے کی پیشانی کے جائے سجدہ کے بارے میں سوال کیا: کیا وہ اس کے کھڑے ہونے کی جگہ سے بلند ہو سکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ برابر ہونا چاہیے۔

﴿حدیث نمبر 84/316﴾ وعنه عن النضر بن سويد عن عاصم بن حميد عن أبي

بصير قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يرفع موضع جبهته في المسجد؟

فقال: اني احب ان اضع وجهي في موضع قدمي و كرهه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندے کی سجدہ میں پیشانی رکھنے کا محل و مقام بلند ہے؟

آپؑ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی پیشانی کو اپنے قدموں کے برابر رکھو اور اس کو میں مکروہ جانتا ہوں۔ سجدے کی جگہ بلند ہو۔

اگر پیشانی پر کوئی پھوڑا وغیرہ ہو تو سجدے کا حکم؟

{حدیث نمبر 85/317} الحسين بن سعيد عن صفوان بن يحيى عن اسحاق بن عمار عن بعض أصحابه عن مصادف قال: خرج بي دمل فكنت أسجد على جانب فرأى أبو عبد الله عليه السلام اثره فقال: ما هذا؟ فقلت لا استطيع ان أسجد من أجل الدمل فانما أسجد منحرفا فقال لي: لا تفعل ذلك احفر حفيرة واجعل الدمل في الحفيرة حتى تضع جبهتك على الارض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مصادف سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے تھے کہ مجھے پیشانی پر پھوڑا نکلا ہوا تھا اور میں پیشانی کی ایک جانب سجدہ کرتا تھا تو حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے میرے سجدہ کے نشان کو دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: میں پھوڑے کی وجہ سے سجدہ کرنے پر قدرت واستطاعت نہیں رکھتا کہ میں پیشانی پر سجدہ کروں لہٰذا میں ایک طرف انحراف کر کے سجدہ کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: ایسا نہ کرو زمین میں ایک چھوٹا سا گڑھا کھودو اور اس میں اپنے پھوڑے کو رکھو تا کہ تم اپنی پیشانی کو زمین پر رکھ سکو۔

{حدیث نمبر 86/318} محمد بن يعقوب عن علي بن محمد باسناده قال سئل أبو عبد الله عليه السلام عمن بجبهته علة لا يقدر على السجود عليها قال: يضع ذقنه على الارض ان الله تعالى يقول: (ويخرون للاذقان سجدا) والوجه في هاتين الروايتين أن

من بجبهته دمل أو ما يجري مجراه إذا استطاع أن يحفر حفيرة ويدعه فيها فليفعل ذلك، وإن لم يستطع ذلك ويشتد عليه يسجد على ذقنه على ما تضمنه الخبر الاخير.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن محمد سے اور انھوں نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا گیا: جو پیشانی کے زخم یا کسی دوسری علت کی وجہ سے پیشانی پر سجدہ کرنے کی قدرت نہیں رکھتا وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی ٹھوڑی کو زمین پر رکھے کیونکہ اللہ تعالی نے قرآن میں فرمایا: یَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا (سورۂ اسراء: آیت ۱۰۷) "اور ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں"۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں روایات کے درمیان جمع کی وجہ یہ ہے کہ اگر پیشانی پر پھوڑا ہو یا اس کی مثل، تو اگر وہ زمین میں گڑھا بنانے کی استطاعت رکھتا ہے تو وہ گڑھا بنائے اور اس میں پھوڑے کو رکھے تو پھر وہ ایسا کرے اور اگر اس کے لیے ممکن نہ ہو یا اس کے لیے سخت ہو پھر وہ سجدہ میں اپنی ٹھوڑی کو رکھے جیسا کہ روایت اس کو بیان کر رہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 87/319﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن فضالة عن أبان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يسجد وعليه العمامة لا تصيب جبهته الارض؛ قال: لا يجزيه ذلك حتى تصل جبهته الى الارض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن عبداللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ سجدہ کر رہا ہے اور اس کے سر پر عمامہ ہے اور اس کی پیشانی زمین پر نہیں لگ رہی؟

آپؑ نے فرمایا: یہ اس کے لیے مجزی نہیں یہاں تک کہ اس کی پیشانی زمین پر لگے۔

سجدہ سے رکھتے وقت کی دُعا

﴿حدیث نمبر 88/320﴾ الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن عبد الله بن

سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا قمت من السجود قلت (اللهم ربي بحولك وقوتك أقوم وأقعد) وإن شئت قلت (واركع وأسجد).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا اور آپؒ نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب میں سجدے سے (دوسری رکعت کے لیے) اُٹھتا ہوں تو یوں کہتا ہوں: اللهم ربي بحولك وقوتك أقوم وأقعد (اے میرے اللہ! میرے ربّ! میں تیری قوت و طاقت کے ساتھ اُٹھتا ہوں اور بیٹھتا ہوں)۔ اور اگر میں چاہتا ہوں تو یہ بھی کہتا: واركع وأسجد (میں رکوع اور سجدہ کرتا ہوں)۔

{حدیث نمبر 89/321} وعنه عن حماد عن حريز عن محمد بن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا قام الرجل من السجود قال: (بحول الله أقوم وأقعد).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ سجدے سے اُٹھے (یعنی بعد والی رکعت کے لیے) تو وہ یوں کہے: بحول الله أقوم وأقعد۔

دُعائے قنوت

{حدیث نمبر 90/322} محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن سعد بن أبي خلف عن أبي عبد الله عليه السلام قال: يجزيك في القنوت (اللهم اغفر لنا وارحمنا وعافنا واعف عنا في الدنيا والآخرة انك على كل شئ قدير).

وكان الشيخ رحمه الله ذكر في الكتاب انه يرفع يديه للقنوت بغير التكبير والافضل عندي أن يرفعهما بالتكبير، والذي يدل على ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن ابی خلف سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تیرے لیے قنوت میں یہ دُعا مجزی وکافی ہے: اللهم اغفر لنا وارحمنا وعافنا واعف عنا في الدنيا والآخرة انك على كل شئ قدير۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ بغیر تکبیر کے ہاتھوں کو اُٹھایا جائے جبکہ میرے نزدیک افضل یہ ہے کہ تکبیر کے ساتھ ہاتھوں کو اُٹھایا جائے۔

واجب نمازوں میں تکبیرات کی تعداد

{حدیث نمبر 91/323} ما رواه محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن معاوية بن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: التكبير في صلاة الفرض في الخمس الصلوات خمس وتسعون تكبيرة، منها تكبيرة القنوت خمس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پانچ فرض نمازوں میں پچانوے تکبیرات ہیں۔ ان میں سے پانچ قنوت کے لیے ہیں۔

{حدیث نمبر 92/324} وعنه عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن عبد الله بن المغيرة وفسرهن في الظهر احدى وعشرون تكبيرة وفي العصر احدى وعشرون تكبيرة وفي المغرب ست عشرة تكبيرة وفي العشاء الآخرة احدى وعشرون تكبيرة وفي الفجر احدى عشرة تكبيرة وخمس تكبيرات القنوت في خمس صلوات.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن المغیرہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ان تکبیرات کی تفصیل بیان کی ہے۔ نماز ظہر میں اکیس، نماز عصر میں بھی اکیس اور نماز مغرب میں سولہ اور نماز عشاء میں اکیس تکبیرات اور نماز فجر میں گیارہ تکبیرات ہیں اور پانچ واجب نمازوں میں پانچ قنوت کے لیے پانچ تکبیرات ہیں۔

{حدیث نمبر 93/325} محمد بن أحمد بن يحيى عن موسى بن عمر عن عبد الله بن المغيرة عن الصباح المزني قال قال أمير المؤمنين عليه السلام: خمس وتسعون تكبيرة في اليوم والليلة للصلوات، منها تكبيرة القنوت. فتضمنت هذه الاخبار ذكر التكبير مضافاً الى القنوت على سبيل الجملة وعلى طريق التفصيل، وتضمنت ايضاً عدد التكبيرات خمساً وتسعين تكبيرة ولو لم يكن في القنوت تكبير لكان التكبيرات تسعين تكبيرة. وليس لاحد أن يقول: اني أحمل ما زاد على التسعين تكبيرة على انه إذا نهض المصلي من التشهد الاول إلى الثالثة يقوم بتكبيرة لامور. أحدها: انه ليس كالصلوات فيها نهوض من الثانية إلى الثالثة وإنما هو موجود في أربعة صلوات فلو كان المراد به ذلك لكان يقول: اربعا وتسعين تكبيرة. والثاني: ان

الحديث المفصل تضمن ذكر احدى عشرة تكبيرة فى صلاة الغداة وتكبيرة القنوت مضافة إليها ولو كان الامر على ما قالوه لكان التكبير فيها احدى عشرة تكبيرة فقط. والثالث : انه قد وردت روايات كثيرة بأنه ينبغي أن يقوم الانسان من التشهد الاول إلى الثالثة بقوله بحول الله وقوته أقوم وأقعد فلو كان يجب القيام بالتكبير لكان يقول ثم يكبر ويقوم الى الثالثة كما انهم لما ذكروا الركوع والسجود قالوا ثم يكبر ويركع ويكبر ويسجد ويرفع رأسه من السجود ويكبر فلو كان هاهنا تكبير لكان يقول مثل ذلك. والذي روى ما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الصباح المزنی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: دن ورات کی واجب نمازوں میں کل تکبیرات پچانوے ہیں۔ ان میں سے قنوت کی تکبیرات بھی ہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایات واجب نمازوں میں تکبیرات کی تعداد کو بیان کر رہی ہیں اور ان کی تفصیل کو بھی بیان کرتی ہیں اور یہ بھی بیان کرتی ہیں کہ کل پچانوے تکبیرات ہیں اور اگر قنوت کی تکبیرات شمار نہ ہوں تو پھر نوے ہیں۔

کسی شخص کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں ان تکبیرات سے زیادہ کرتا ہوں کہ جب نمازی پہلے تشہد سے اُٹھے گا تو تکبیر کہہ کر اُٹھے گا۔ اور چند اُمور کی وجہ سے اس کو اس میں اضافے کا حق نہیں:

اوّل: یہ سب نمازوں میں نہیں ہے، فقط ان نمازوں میں ہے جن میں دوسری رکعت سے تیسری رکعت کی طرف جانا ہے اور اگر اس کی مراد یہ ہے تو پھر اس کو چورانوے تکبیرات کہنا چاہیے۔

دوم: یہ حدیث جس میں تفصیل ذکر ہوئی ہے اس میں نماز فجر کے لیے گیارہ تکبیرات ذکر ہوئی ہیں اور اس میں قنوت کی تکبیر کو اضافہ کیا جائے۔ اگر معاملہ یوں ہی ہے جیسا کہ بیان ہوا ہے تو پھر بھی فقط گیارہ ہی بنتی ہیں۔

سوم: نمازی کے لیے سزاوار ہے کہ پہلی تشہد سے اُٹھتے وقت وہ بحول الله وقوته اقوم واقعد کہے۔ اگر تکبیرات بھی واجب ہوتیں تو پھر آپ کو یوں کہنا چاہیے تھا۔ وہ تکبیر کہے اور پھر بحول الله وقوته اقوم واقعد کہے۔ کیونکہ أئمہ معصومین علیہم السلام نے رکوع و سجود کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: پھر وہ تکبیرات کہے اور رکوع میں جائے، اور تکبیر کہے اور سجدے میں جائے اور سجدہ سے سر اُٹھائے اور تکبیر کہے۔ تو اگر تشہد سے اُٹھتے وقت بھی تکبیر ہوتی تو

آپ کے لیے تھا کہ آپ ان کو یوں ہی کہتے کہ تشہد کے بعد تکبیر کہے اور پھر بحولہ اللہ وقوتہ اقوم واقعد کہے اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس کو ذیل والی روایت بیان کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 94/326} الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز عن محمد ابن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا جلست في الركعتين الاوليين فتشهدت ثم قمت فقل (بحول الله وقوته أقوم وأقعد).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو پہلی دو رکعتوں کے بعد بیٹھ جاؤ تو پھر تشہد پڑھو اور پھر کہو: بحول الله وقوته أقوم وأقعد۔

{حدیث نمبر 95/327} وعنه عن فضالة عن رفاعة بن موسى قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول كان علي عليه السلام: إذا نهض من الركعتين الاوليين قال: (بحولك وقوتك أقوم واقعد).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب رفاعہ بن موسیٰ سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام جب پہلی دو رکعتوں (کے تشہد) کے بعد اٹھتے تھے تو یوں کہتے تھے: بحول الله وقوته أقوم وأقعد۔

{حدیث نمبر 96/328} وعنه عن فضالة عن سيف عن أبي بكر الحضرمي قال قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا قمت من الركعتين فاعتمد على كفيك وقل (بحول الله أقوم وأقعد) فان عليا عليه السلام كان يفعل ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبکر الحضری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب تم پہلی دو رکعتوں (کے تشہد) کے بعد اٹھو تو اپنی ہتھیلیوں پر اعتماد کرتے ہوئے اٹھو اور یوں کہو: بحول الله وقوته أقوم وأقعد۔ تحقیق حضرت علی علیہ السلام بھی یوں ہی کرتے تھے۔

{حدیث نمبر 97/329} الحسين بن سعيد عن ابن أبي نجران عن صفوان الجمال قال: صليت خلف أبي عبد الله عليه السلام أياما فكان يقنت في كل صلاة يجهر فيها أولا يجهر فيها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان الجمال سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کافی دن حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی تو آپؑ ہر نماز میں خواہ وہ بالجہر ہو یا نہ ہو، قنوت پڑھتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 98/330﴾ وعنه عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: القنوت في كل صلاة في الركعة الثانية قبل الركوع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر نماز میں دوسرے رکوع سے قبل قنوت ہے۔

﴿حدیث نمبر 99/331﴾ وعنه عن صفوان وابن أبي عمير عن عبد الله بن بكير عن محمد بن مسلم قال سألت أبا جعفر عليه السلام عن القنوت في الصلوات الخمس جميعا؛ فقال اقنت فيهن جميعا . قال فسألت أبا عبد الله عليه السلام بعد عن ذلك فقال: اما ما جهرت فيه فلا تشك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے سوال کیا: کیا پانچوں واجب نمازوں میں قنوت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: سب میں قنوت کرو۔

وہ بیان کرتے ہیں: میں نے بعد میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ نمازیں جو جہری (بلند آواز میں پڑھی جاتی ہیں) ان میں قنوت میں کوئی شک نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 100/332﴾ وعنه عن فضالة عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: القنوت في المغرب في الركعة الثانية وفي العشاء والغداة مثل ذلك وفي الوتر في الركعة الثالثة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز مغرب کی دوسری رکعت میں، ایسے ہی عشاء کی دوسری رکعت میں اور نماز فجر کی دوسری رکعت میں اور وتر کی تیسری رکعت میں قنوت ہے۔

﴿حدیث نمبر 101/333﴾ وعنه عن الحسن عن زرعة عن سماعة قال: سألته عن

القنوت فی أی صلاۃ هو؟ فقال: کل شیٔ یجهر فیه بالقراءۃ فیه قنوت، والقنوت قبل الرکوع وبعد القراءۃ.

جناب الشیخ ؒ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: کون سی نماز میں قنوت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہر وہ نماز جس میں قرأت بالجہر ہے اس میں قنوت ہے اور قنوت دوسری رکعت کی قرأت کے بعد اور رکوع سے قبل ہے۔

﴿حدیث نمبر 102/334﴾ أحمد بن محمد بن عیسٰی عن علی بن الحکم عن أبی أیوب الخزاز عن أبی بصیر عن أبی عبد الله علیه السلام قال: سأله بعض أصحابنا وأنا عنده عن القنوت فی الجمعة فقال له: فی الرکعة الثانیة فقال له: قد حدثنا به بعض أصحابنا انك قلت له فی الرکعة الاولی فقال: فی الاخیرة فلما رأی غفلة منه فقال یا أبا محمد فی الاولی والاخیرة فقال أبو بصیر: بعد ذلك أقبل الرکوع أو بعده؟ فقال له أبو عبد الله علیه السلام: کل قنوت قبل الرکوع إلا الجمعة فان الرکعة الاولی فیها قبل الرکوع والاخیرة بعد الرکوع.

جناب الشیخ ؒ نے جناب ابوبصیر ؒ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ ہمارے ایک دوست نے آپؑ سے جمعہ کی نماز میں قنوت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: دوسری رکعت میں۔

اس نے آپؑ سے عرض کیا: ہمارے بعض اصحاب بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس سے فرمایا: پہلی رکعت میں قنوت ہے۔

پس آپؑ نے فرمایا: آخری میں۔

جب آپؑ نے اس کی غفلت کو ملاحظہ فرمایا تو مجھے فرمایا: اے ابومحمد! پہلی اور دوسری دونوں میں۔

اس کے بعد جناب ابوبصیر ؒ نے عرض کیا: رکوع سے قبل یا بعد میں؟

آپؑ نے فرمایا: ہر قنوت رکوع سے قبل ہے سوائے نماز جمعہ کے۔ اس پہلی رکعت میں رکوع سے قبل ہے اور

دوسری رکعت میں رکوع کے بعد ہے۔

﴿حدیث نمبر 103/335﴾ وعنه عن ابن اذينة عن وهب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: القنوت في الجمعة والعشاء والعتمة والوتر والغداة فمن ترك القنوت رغبة عنه فلا صلاة له.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب وھب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز جمعہ، نماز عشاء اور نماز عشاء کے بعد والی دو رکعت نماز اور نماز وتر اور نماز فجر میں قنوت ہے۔ پس جو بندہ بے رغبتی کرتے ہوئے قنوت کو ترک کر دے گا اس کی نماز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 104/336﴾ وعنه عن الحسن بن علي بن فضال عن عبد الله بن بكير عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: القنوت في كل ركعتين في التطوع والفريضة ، قال الحسن : وأخبرني عبد الله بن بكير عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: القنوت في كل الصلوات. قال محمد بن مسلم : فذكرت ذلك لابي عبد الله عليه السلام فقال: أما ما لا يشك فيه فما جهر فيه بالقراءة. إنما خص عليه السلام في هذا الخبر وفي غيره مما تقدم من الاخبار الصلوات التي يجهر فيها بالقراءة تأكيدا للفضل وزيادة للثواب دون أن يكون حظرا فيما عداها بدلالة ما أوردناه من عموم الالفاظ مثل قولهم عليهم السلام (القنوت في كل الصلوات) ومثل قولهم (في كل ركعتين الفريضة والنافلة) وكذلك ما روى من الاخبار التي تتضمن نفي القنوت مثل ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز خواہ فریضہ ہو یا مستحب، دوسری رکعت میں قنوت ہے۔

جناب الحسن بیان کرتے ہیں: جناب زرارہ رحمہ اللہ نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تمام نمازوں میں قنوت ہے۔

جناب محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے قنوت کے بارے میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ذکر کیا کہ آپؑ

نے فرمایا: جن میں قرأت بالجہر ہے ان میں قنوت کے ہونے میں کوئی شک نہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: امام علیہ السلام نے قنوت کو ان نمازوں میں کہ جن میں قرأت بالجہر ہے ان کے ساتھ خاص قرار دیا ہے۔ اس سے مراد ہے ان نمازوں میں افضل اور ثواب زیادہ ہے نہ کہ اس سے مراد ہے کہ باقی نمازوں میں قنوت ممنوع ہے۔ اور اس پر دلیل وہ روایات ہیں جن میں یہ عموم کے الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: ہر نماز میں قنوت ہے۔ یا فرمایا: خواہ نماز واجب ہو یا مستحب، سب میں دوسری رکعت میں قنوت ہے۔ نیز وہ روایات بھی اس کو بیان کرتی ہیں جن کو ذیل میں ذکر کرتے ہیں کہ جن میں قنوت کی نفی کی گئی ہے۔ ان سے بھی مراد فضیلت کی نفی کی گئی ہے۔

﴿حدیث نمبر 105/337﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن ابن أبي عمير عن جميل بن صالح عن عبد الملك بن عمرو قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن القنوت قبل الركوع أو بعده؟ قال: لا قبله ولا بعده.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالملک بن عمرو سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے قنوت کے بارے میں سوال کیا: کیا رکوع سے قبل ہے یا بعد میں؟

آپؑ نے فرمایا: نہ رکوع سے قبل اور نہ بعد میں ہے۔

﴿حدیث نمبر 106/338﴾ وعنه عن البرقي عن سعد بن سعد الاشعري عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: سألته عن القنوت هل يقنت في الصلوات كلها أم فيما يجهر فيها بالقراءة؟ قال ليس القنوت إلا في الغداة والجمعة والوتر والمغرب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن سعد الاشعری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے قنوت کے بارے میں سوال کیا: کیا قنوت تمام نمازوں میں ہے یا فقط ان میں ہے جن میں قرأت بالجہر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: قنوت نہیں ہے مگر نماز فجر اور نماز جمعہ اور نماز وتر اور نماز مغرب میں۔

﴿حدیث نمبر 107/339﴾ وروى سعد بن عبد الله عن أبي جعفر عن الحسن بن علي بن فضال عن يونس بن يعقوب قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن القنوت في

أي الصلوات أقنت؟ فقال: لا تقنت إلا في الفجر. فإنما يتضمن نفي الفضل وتأكيد الندب الذي ثبت في غيرها من الصلوات التي يجهر فيها ثم بعد ذلك في الفرايض لان القنوت في هذه الصلوات مترتب في الفضل غير منساق على وجه واحد، ويجوز أن يكون نفوا عن بعض الصلوات وخصوا به بعضاً لضرب من التقية والاستصلاح، والذي يكشف عن ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یونس بن یعقوب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے قنوت کے بارے میں سوال کیا کہ کون کون سی نمازوں میں قنوت پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: سوائے نماز فجر کے کسی نماز میں قنوت نہ پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایات قنوت کی نفی کو بیان کررہی ہیں، یہ فضل کی نفی کررہی ہیں اور جن نمازوں میں قرأت بالجہر ہے ان میں قنوت کے استحباب کی تاکید کو بیان کررہی ہیں۔ اس کے بعد یہ بیان کررہی ہیں، واجب نمازوں میں بیان کررہی ہیں کیونکہ تمام واجب نمازوں میں قنوت فضیلت میں ترتیب پائی جاتی ہے تاکہ سب ایک جیسی ہیں۔ بعض میں فضیلت ہے اور بعض میں فضیلت نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ بعض سے قنوت کی نفی کی گئی ہے اور بعض میں بیان کیا گیا یہ تقیہ کی وجہ سے ہو اور اصلاح کے لیے ہو۔

جو ہم نے بیان کیا ہے وہ ذیل کی روایت سے بھی کشف واضح ہوتا ہے۔

﴿حديث نمبر 108/340﴾ علي بن مهزيار عن أحمد بن محمد بن أبي نصير عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال قال أبو جعفر عليه السلام: في القنوت ان شئت فاقنت وان شئت لا تقنت، قال أبو الحسن عليه السلام: وإذا كانت التقية فلا تقنت وأنا أتقلد هذا، ويدل عليه ايضا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے قنوت کے بارے میں فرمایا: اگر چاہو تو قنوت پڑھو اور نہ چاہو تو نہ پڑھو۔

امام ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: اگر مقام تقیہ ہو تو قنوت نہ پڑھو اور میں اس کی تاکید کرتا ہوں۔ اور اس پر ذیل کی

روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 109/341﴾ محمد بن یعقوب عن علی بن إبراهیم عن أبیه عن ابن فضال عن ابن بکیر عن أبی بصیر قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن القنوت فقال: فیما تجهر فیه بالقراءة قال فقلت: انی سألت أباك عن ذلك فقال: فی الخمس کلها فقال: رحم الله أبی ان أصحاب أبی أتوه فسألوه فاخبرهم بالحق ثم أتونی شکاکا فأفتیتهم بالتقیة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے قنوت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جن نمازوں میں قرأت بالجہر ہے ان میں۔

میں نے عرض کیا: میں نے آپؑ کے والد گرامیؑ سے سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: پانچوں نمازوں میں۔

آپؑ نے فرمایا: خدا میرے والد ماجدؑ پر رحم فرمائے۔ میرے بابا کے اصحاب آپؑ کے پاس آتے اور سوال کرتے تو آپ ان کو حق جواب دیتے۔

تم لوگ میرے پاس آتے ہو اور شک کرتے ہوئے آتے ہو۔ پس میں تمھیں تقیہ کے تحت فتویٰ دیتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر 110/342﴾ سعد عن أبی جعفر عن أبیه عن عبد الله بن المغیرة قال: حدثنی أبو القاسم معاویة عن أبی بکر بن أبی سماك عن أبی عبد الله علیه السلام قال قال لی: فی قنوت الوتر (اللهم اغفر لنا وارحمنا وعافنا واعف عنا فی الدنیا والآخرة) وقال: یجزی من القنوت ثلاث تسبیحات.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبکر بن ابوسماک سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے مجھے فرمایا: وتر کے قنوت میں یوں دُعا پڑھو: اللهم اغفر لنا وارحمنا وعافنا واعف عنا فی الدنیا والآخرة۔ اور فرمایا: قنوت میں تین دفعہ سبحان اللہ کہنا بھی مجزی ہے۔

﴿حدیث نمبر 111/343﴾ فأما ما رواه الحسین بن سعید عن القاسم بن محمد الجوهری عن أبان بن عثمان عن إسماعیل الجعفی ومعمر بن یحیی عن أبی جعفر علیه السلام قال: القنوت قبل الرکوع وان شئت فبعده. قوله: وان شئت فبعده محمول

علی حال القضاء أو التقیة علی مذهب بعض العامة فی صلاة الغداة.

جناب الشیخ علیہ نے جناب معمر بن یحییٰ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قنوت رکوع سے قبل ہے اور اگر تو چاہے تو رکوع کے بعد بھی پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی علیہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر تم چاہو تو رکوع کے بعد پڑھو اس کو حمل کیا جائے قضاء کے بارے میں یا پھر تقیہ پر۔ کیونکہ بعض عامہ کا مذہب ہے کہ نماز فجر میں رکوع کے بعد قنوت ہے۔

تشہد وسلام کے بارے

﴿حدیث نمبر 112/344﴾ الحسین بن سعید عن صفوان قال: حدثنا عبد الله بن بکیر عن عبد الملك بن عمرو الاحول عن أبی عبد الله علیه السلام قال: التشهد فی الرکعتین الاولیین (الحمد لله أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شریك له واشهد أن محمدًا عبده ورسوله اللهم صل علی محمد وآل محمد وتقبل شفاعته فی امته وارفع درجته). قال: محمد بن الحسن التسلیم فی الصلاة علی أربعة أضرب إذا كان الرجل إماما یسلم تسلیمة واحدة، وإن كان مأموما ولم یكن عن شماله أحد یسلم واحدة أیضا، وإن كان عن شماله انسان یسلم تسلیمتین، وإن كان منفردا یسلم تسلیمة واحدة، یدل علی ذلك ما رواه.

جناب الشیخ علیہ نے جناب عبدالملک بن عمرو الاحول سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد میں یوں کہو: الحمد لله أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شریك له واشهد أن محمدًا عبده ورسوله اللهم صل علی محمد وآل محمد وتقبل شفاعته فی امته وارفع درجته۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن علیہ فرماتے ہیں: نماز میں سلام چار قسم پر ہے: اگر بندہ امام ہے تو پھر ایک سلام کہے اور اگر وہ ماموم ہے اس کے بائیں کوئی اور نمازی نہیں تب بھی ایک سلام کہے۔ اور اگر اس کے بائیں جانب کوئی نمازی ہے تو پھر وہ دو سلام کہے اور اگر وہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو بھی ایک سلام کہے۔ اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

(حدیث نمبر 113/345) الحسین بن سعید عن ابراهیم الخزاز عن عبد الحمید بن عواض عن أبي عبد الله علیه السلام قال: ان کنت تؤم قوما أجزأك تسلیمة واحدة عن یمینك وان کنت مع امام فتسلیمتین، و إن کنت وحدك فواحدة مستقبل القبلة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالحمید بن عواض سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تم کسی قوم کو امامت کروا رہے (یعنی نماز باجماعت پڑھا رہے ہو) تو پھر تیرے لیے کافی ہے کہ تم اپنے دائیں جانب ایک سلام کہو۔

اگر تو خود مقتدی بن کر نماز پڑھ رہے ہو تو پھر تم دو سلام کرو۔ اگر تم اکیلے نماز پڑھ رہے تو پھر قبلہ رُخ رہتے ہوئے ایک سلام کرو۔

(حدیث نمبر 114/346) وعنه عن صفوان عن منصور قال قال أبو عبد الله علیه السلام: الامام یسلم واحدة ومن وراه یسلم اثنتین فان لم یکن عن شماله احد سلم واحدة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب منصور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: امام ایک سلام پڑھے اور مقتدی دو۔ اگر اس کے بائیں جانب کوئی نہیں ہے تو پھر فقط ایک سلام کرے (دائیں جانب فقط سلام کرے)۔

(حدیث نمبر 115/347) وعنه عن فضالة عن حسین عن ابن مسکان عن عنبسة ابن مصعب قال سألت أبا عبد الله علیه السلام عن رجل یقوم فی الصف خلف الامام ولیس علی یسارہ أحد کیف یسلم؟ قال: تسلیمة عن یمینه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عنبسہ بن مصعب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو صف میں امام جماعت کے پیچھے کھڑا ہے اور اس کے بائیں جانب کوئی نمازی نہیں تو وہ سلام کیسے کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایک سلام اپنے دائیں جانب کرے۔

﴿حدیث نمبر 116/348﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن زرارة ومحمد بن مسلم ومعمر بن يحيى واسماعيل عن أبي جعفر عليه السلام قال: يسلم تسليمة واحدة إماما كان أو غيره. فمحمول على ما قدمناه وهو أنه إذا كان المأموم ليس على يساره احد، والذي يكشف ايضا عما ذكرناه ما رواه.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب زرارہ، محمد بن مسلم، معمر بن یحییٰ اور اسماعیل نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خواہ امام جماعت ہو یا کوئی اور ایک سلام پھیرے گا۔

جناب الشیخ الطوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو ہم گذشتہ پر حمل کریں گے جس کو ہم نے بیان کیا ہے کہ اگر ماموم ہو اور اس کے بائیں جانب کوئی نمازی نہ ہو تو پھر وہ ایک سلام پھیرے گا۔ جو ہم نے بیان کیا ہے وہ ذیل کی روایت سے کشف ہوتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 117/349﴾ الحسين بن سعيد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا كنت اماما فانما التسليم أن تسلم على النبي صلى الله عليه وآله وتقول: (السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين) فإذا قلت ذلك فقد انقطعت الصلاة ثم تؤذن القوم فتقول وأنت مستقبل القبلة (السلام عليكم) وكذلك إذا كنت وحدك تقول: (السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين) مثل ما سلمت وأنت إمام فإذا كنت في جماعة فقل مثل ما قلت وسلم على من على يمينك وشمالك فان لم يكن على شمالك أحد فسلم على الذين على يمينك ولا تدع التسليم على يمينك ان لم يكن على شمالك أحد. قال الشيخ رحمه الله: (ثم يسجد سجدتي الشكر) إلى قوله: (ويستحب التوجه بسبع تكبيرات في سبع صلوات) فسنذكره فيما بعد عند تعقيب صلاة الفريضة. ثم قال رحمه الله: (ويستحب التوجه بسبع تكبيرات في سبع صلوات) إلى قوله: (والمرأة تتضمم في صلاتها) ذكر ذلك علي بن الحسين بن بابويه في رسالته ولم أجد به خبرا مسندا وتفصيلها ما ذكره أول كل فريضة وأول ركعة من صلاة الليل وفي المفردة من الوتر وفي أول ركعة من ركعتي

الزوال في أول ركعة من نوافل المغرب وفي أول ركعة من ركعتي الاحرام فهذه الستة مواضع ذكرها علي بن الحسين وزاد الشيخ في الوتيرة. قال الشيخ رحمه الله: (والمرأة تتضمم في صلاتها) إلى قوله: (فإذا فرغ المصلي من ثمان ركعات).

جناب الشیخ رحلیہ نے جناب ابوبصیر رحلیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تو امام جماعت ہے تو پھر تو فقط نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتے ہوئے یوں کہو: السلام علیکم ایھا النبی ورحمة الله وبرکاتہ۔

اور اس کے بعد یوں کہو: السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ پس جب تو نے یہ کہہ لیا تو تیری نماز ختم ہے۔ پھر دوسرے لوگوں کو اذن و اطلاع دیتے ہوئے قبلہ رخ رہتے ہوئے یوں کہو: السلام علیکم۔ ایسے ہی اگر تم اکیلے ہو تو یوں کہو: السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ اسی کی مثل جیسے تم سلام کر چکے ہو جب تم امام تھے اور اگر تم جماعت میں (مقتدی ہو کر) نماز پڑھ رہے ہو تو پھر جیسے تم نے کہا ویسے ہی کہو: السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین پھر جو تیرے دائیں جانب ہے ان پر سلام کرو اور جو تیرے بائیں جانب ہیں ان پر بھی۔ اور اگر تیرے بائیں جانب کوئی نہیں۔ پھر فقط ان کو سلام کرو جو تیری دائیں جانب ہیں، خواہ تیری بائیں جانب کوئی بھی نہ ہو تب بھی دائیں جانب والی سلام کو ترک نہ کرو۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحلیہ فرماتے ہیں: پھر دو سجدۂ شکر ادا کرو اور مستحب ہے کہ اپنی توجہ سات تکبیرات کے ساتھ سات نمازوں میں۔ عنقریب ان کو ہم نماز واجبہ کی تعقیبات میں ذکر کریں گے۔

جناب الشیخ رحلیہ فرماتے ہیں: جناب علی بن الحسین بن بابویہ نے اپنے رسالہ میں اس کے بارے میں لکھا ہے اور ہم اس کے بارے میں کوئی مسند روایت نہیں پا سکے۔ اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ ہر نماز واجب کے شروع اور نماز شب کی پہلی رکعت میں اور نماز وتر میں اور زوال کی پہلی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں اور نماز مغرب کے نوافل کی پہلی رکعت میں اور نماز احرام کی دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں۔ یہ چھ موارد ہیں جن کو جناب علی بن الحسین بن بابویہ رحلیہ نے ذکر کیے ہیں اور جناب الشیخ نے نماز وتیرہ میں اضافہ کیا ہے۔

عورت کی نماز کا طریقہ

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحلیہ فرماتے ہیں: عورت اپنی نماز میں اپنے آپ کو سمیٹ کر رکھے۔

{حدیث نمبر 118/350} محمد بن یعقوب عن علی بن ابراهیم عن أبیه عن حماد عن حریز عن زرارة قال: إذا قامت المرأة فی الصلاة جمعت بین قدمیها ولا تفرج بینهما وتضم یدیها الی صدرها لمکان ثدییها فإذا رکعت وضعت یدیها فوق رکبتیها علی فخذیها لئلا تطأطأ کثیرا فترتفع عجیزتها . فإذا جلست فعلی إلیتیها کما یقعد الرجل، فإذا سقطت للسجود بدأت بالقعود وبالرکبتین قبل الیدین ثم تسجد لاطئة بالارض، فإذا کانت فی جلوسها ضمت فخذیها ورفعت رکبتیها من الارض فإذا نهضت انسلت إنسلالا لا ترفع عجیزتها أولا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور آپ نے فرمایا: جب عورت نماز کے لیے کھڑی ہو تو وہ اپنے دونوں پاؤں کو ملا کر رکھے۔ ان کے درمیان فاصلہ نہ قرار دے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنی چھاتی پر (دونوں پستانوں پر الگ الگ رکھے) اور جب رکوع میں جائے تو دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے اُوپر رانوں پر رکھے تا کہ وہ زیادہ جھک نہ جائے تا کہ اُٹھنے سے عاجز نہ ہو جائے۔ اور جب وہ بیٹھے تو مرد کی مانند اپنے سرین پر بیٹھے اور جب سجدے میں جائے تو ابتداء دونوں گھٹنوں سے کرے۔ ان کو ہاتھوں سے پہلے زمین پر رکھے اور سجدہ زمین پر چمٹ کرے۔ اور جب بیٹھے تو دونوں رانوں کو ملا کر یوں بیٹھے کہ اس کے دونوں گھٹنے زمین سے بلند ہوں۔ پس جب وہ اٹھانا چاہے تو پہلے اپنے سرین کو نہ اٹھائے۔

{حدیث نمبر 119/351} الحسین بن سعید عن عثمان بن عیسی عن ابن مسکان عن ابن أبی یعفور عن أبی عبد الله علیه السلام قال: إذا سجدت المرأة بسطت ذراعیها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب عورت سجدہ کرے تو اپنے بازوؤں کو زمین پر پھیلا دے۔

{حدیث نمبر 120/352} وعنه عن فضالة عن أبان عن عبد الرحمن بن أبی عبد الله قال: سألته عن جلوس المرأة فی الصلاة قال: تضم فخذیها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالرحمن بن ابو عبداللہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے نماز میں عورت کے بیٹھنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: دونوں رانوں کو ملا کر بیٹھے۔

{حدیث نمبر 121/353} محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن ابن فضال عن ابن بكير عن بعض أصحابنا قال: المرأة إذا سجدت تضممت والرجل إذا سجد تفتح. قال الشيخ رحمه الله: (فإذا فرغ المصلي من ثمان ركعات الزوال على ما بيناه فليؤذن للظهر) إلى قوله: (فإذا سلم فليرفع يديه حيال وجهه). فقد مضى شرحه كله إلا ما ذكره من اختيار القراءة بالسور القصار في صلاة الظهر، ويدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ابن بکیر سے نقل کیا اور انھوں نے اپنے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: عورت جب سجدے میں جائے تو اپنے کو سمیٹ لے اور مرد جب سجدے میں جائے تو اپنے اعضاء کو کھلا رکھے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب نماز زوال کے بعد کی آٹھ رکعات کے نوافل سے فارغ ہوجائے تو پھر وہ نماز ظہر کے لیے اذان کہے۔

جناب الشیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وضاحت کے ساتھ اس کا بیان گزر چکا ہے کہ وہ حالت اختیاری میں قرأت کرنے اور سورتوں کی تلاوت کرنے کے بارے میں نماز ظہر کے بارے میں جو ہم نے بیان کیا ہے اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 122/354} أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن أبي أيوب الخزاز عن محمد بن مسلم قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: القراءة في الصلاة فيها شيء موقت؟ قال: لا إلا الجمعة تقرأ بالجمعة والمنافقين، قلت له: فأي السور تقرأ في الصلوات؟ قال أما الظهر والعشاء الآخرة تقرأ فيهما سواء والعصر والمغرب سواء، وأما الغداة فأطول، وأما الظهر والعشاء الآخرة فسبح اسم ربك الاعلى والشمس وضحاها ونحوها وأما العصر والمغرب فإذا جاء نصر الله وألهيكم التكاثر ونحوها وأما الغداة فعم يتسائلون، وهل أتيك حديث الغاشية، ولا اقسم بيوم القيامة وهل أتى على الانسان حين من الدهر.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: نماز کی قرأت میں کوئی سورہ کسی خاص وقت کے لیے معین ہے؟

آپ نے فرمایا: نہیں، مگر روزِ جمعہ اس نماز میں (رکعت اوّل) سورۂ جمعہ اور (دوسری رکعت میں) سورۂ منافقون پڑھی جائے۔

پھر میں نے عرض کیا کہ کون سی سورہ نمازوں میں پڑھی جائے؟

آپ نے فرمایا: نمازِ ظہر اور نمازِ عشاء میں چھوٹی سورتیں اور نمازِ عصر اور مغرب میں بھی چھوٹی سورتیں اور نمازِ فجر میں لمبی سورتیں پڑھی جائیں۔

نمازِ ظہر اور نمازِ عشاء میں سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الشمس پڑھی جائے اور نمازِ عصر اور مغرب میں سورۂ نصر اور سورۂ تکاثر کی تلاوت کی جائے اور نمازِ فجر میں سورۂ نباء، سورۂ غاشیہ، سورہ قیامۃ یا سورۂ دھر کی تلاوت کی جائے۔

﴿حدیث نمبر 123/355﴾ وعنه عن الحسن بن محبوب عن أبان بن عيسى بن عبدالله القمي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يصلي الغداة بعم يتساءلون، وهل أتيك حديث الغاشية، ولا أقسم بيوم القيامة وشبهها وكان يصلي الظهر بسبح اسم، والشمس وضحاها، وهل اتيك حديث الغاشية وشبهها، وكان يصلي المغرب بقل هو الله أحد، وإذا جاء نصر الله والفتح، وإذا زلزلت، وكان يصلي العشاء الآخرة بنحو ما يصلي في الظهر، والعصر بنحو من المغرب.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ابان بن عیسیٰ بن عبداللہ القمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ فجر میں سورۂ نباء اور سورۂ غاشیہ اور سورۂ قیامہ اور ان کی مثل کی تلاوت کرتے تھے۔ اور نمازِ مغرب میں سورۂ اخلاص یا سورۂ نصر یا سورۂ زلزال وغیرہ کی تلاوت کرتے ہیں۔ اور نمازِ عشاء میں نمازِ ظہر کی مثل سورتوں کی تلاوت کرتے اور نمازِ عصر میں مغرب کی نماز کی مانند سورتوں کی تلاوت کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 124/356﴾ وعنه عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن منصور ابن حازم قال: أمرني أبو عبد الله عليه السلام ان اقرأ المعوذتين في المكتوبة.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے واجب نمازوں میں سورۃ الفلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کا حکم دیا۔

{حدیث نمبر 125/357} وعنه عن علي بن الحكم عن سيف عن داود بن فرقد عن صابر مولى بسام قال أمنا أبو عبد الله عليه السلام في صلاة المغرب فقرأ المعوذتين.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب بسام کے غلام صابر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے ہمیں نماز مغرب پڑھائی تو آپؑ نے معوذتین کی تلاوت فرمائی۔

{حدیث نمبر 126/358} وعنه عن علي بن الحكم عن اسماعيل بن عبد الخالق عن أبي جعفر محمد بن أبي طلحة خال سهل بن عبد ربه عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قرأت في صلاة الفجر بقل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون وقد فعل ذلك رسول الله صلى الله عليه وآله.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب سہل بن عبدرب کے ماموں ابوجعفر محمد بن ابی طلحہ سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں نماز فجر میں سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون کی تلاوت کرتا ہوں۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ایسا ہی فرماتے تھے۔

{حدیث نمبر 127/359} وعنه عن أبي سعيد المكاري وعبد الله بن بكير عن عبيد ابن زرارة وأبو إسحاق ثعلبة عن زرارة قال قلت لابي جعفر عليه السلام: اصلي بقل هو الله أحد؟ فقال: نعم قد صلى رسول الله صلى الله عليه وآله في كلتا الركعتين بقل هو الله أحد ولم يصل قبلها ولا بعدها بقل هو الله أحد أتم منها.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب زرارہ علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں فقط سورۂ قل ھو اللہ احد کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہوں؟ (دونوں رکعتوں میں سورۃ الحمد کے بعد سورۃ الاخلاص کی تلاوت کی جائے)۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں، تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز پڑھی اور دونوں رکعتوں میں سورہ قل ھو اللہ احد کی تلاوت فرمائی۔ حالانکہ آپؑ نے اس سے قبل یا بعد میں سورہ قل ھو اللہ احد کے ساتھ کوئی نماز نہیں پڑھی تھی جو

اس سے کامل تر ہو۔

﴿حدیث نمبر 128/360﴾ وعنه عن علی بن الحکم عن صفوان الجمال قال سمعت أبا عبد الله علیه السلام یقول: قل هو الله أحد تجزی فی خمسین صلاة.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب صفوان الجمال سے نقل کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سورہ قل ھو اللہ احد پچاس نمازوں میں بھی مجزی ہے۔

﴿حدیث نمبر 129/361﴾ الحسین بن سعید عن القاسم بن عروة عن ابن بکیر عن زرارة عن أحدهما علیهما السلام قال: لا تقرأ فی المکتوبة بشیء من العزائم فأن السجود زیادة فی المکتوبة.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب زرارہ علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز واجب میں ان سورتوں میں سے کوئی سورہ نہ پڑھو جن میں سجدہ واجب ہے کیونکہ واجب نماز میں سجدہ کی زیادتی ہوجائے گی۔

﴿حدیث نمبر 130/362﴾ محمد بن أحمد بن یحیی عن محمد بن عیسی عن یوسف ابن عقیل عن محمد بن قیس عن أبی جعفر علیه السلام قال: کان أمیر المؤمنین علیه السلام إذا صلی یقرأ فی الاولتین من صلاته الظهر سرا ویسبح فی الاخیرتین من صلاته الظهر علی نحو من صلاته العشاء، وکان یقرأ فی الاولتین من صلاة العصر سرا ویسبح فی الاخیرتین علی نحو من صلاة العشاء وکان یقول أول صلاة أحدکم الرکوع.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب محمد بن قیس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام جب نماز پڑھتے تو آپؑ اپنی نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں کو خفاء سے قرأت کرتے اور دوسری دونوں رکعتوں کو نماز عشاء کی آخری دو رکعتوں کی مانند تسبیحات اربعہ کو خفا سے پڑھتے اور اپنی نماز عصر کو پڑھتے تو اس کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت خاموشی سے کرتے اور آخری دو رکعتوں کو عشاء کی آخری دو رکعتوں کی مانند خاموشی سے تسبیحات پڑھتے اور فرمایا کرتے: تمھاری نماز کی اوّل رکوع ہے۔

﴿حدیث نمبر 131/363﴾ محمد بن یعقوب عن علی بن إبراهیم عن أبیه عن ابن

أبي عمير عن عمر بن أذينة وابن بكير عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: لا يكتب من القراءة والدعاء إلا ما أسمع نفسه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: قرأت اور دُعا واجب نہیں مگر اتنا کہ جو بندہ خود سن سکے (اتنی بلند ہو کہ بندہ خود سن سکے)۔

﴿حدیث نمبر 132/364﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن العباس بن معروف عن الحسن بن محبوب عن علي بن رئاب عن الحلبي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام هل يقرأ الرجل في صلاته وثوبه على فيه؛ قال: فلا بأس بذلك إذا اسمع أذنيه الهمهمة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: بندہ قرأت (نماز میں) کرتا ہے جب کہ اس کے منہ پر کپڑا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے جب اس کے کان اس کی ہمہمہ سن سکیں۔

﴿حدیث نمبر 133/365﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن العمركي عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليهما السلام قال: سألته عن الرجل يصلح له أن يقرأ في صلاته ويحرك لسانه بالقراءة في لهواته من غير أن يسمع نفسه؛ قال: لا بأس أن لا يحرك لسانه يتوهم توهما. فليس بمناف للرواية الاولة لان هذا محمول على من كان مع قوم لا يقتدي بهم ويخاف من اسماع نفسه القراءة، يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن جعفر سے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا ایک بندے کے لیے یہ جائز ہے کہ نماز میں قرأت کرے کہ زبان منہ ہلائے لیکن اپنی آواز کو خود بھی نہ سنے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں کہ وہ زبان کو بھی حرکت نہ دے بلکہ وہمہ ہی کافی ہے (ذہن میں پڑھنا بھی کافی ہے)۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس کے منافی نہیں جو پہلے بیان ہو چکی ہے کیونکہ اس روایت کو اس پر حمل کیا جائے کہ اگر وہ دوسرے لوگوں کے ساتھ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے لیکن جماعت کی

اقتداء نہیں کرتا۔ وہ یوں قرأت کرے اس خوف سے کہ دوسرے اس کی قرأت نہ سن لیں اور اس تاویل پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 134/366} محمد بن أحمد بن يحيى عن يعقوب بن يزيد عن محمد ابن أبي حمزة عمن ذكره عن أبي عبد الله عليه السلام قال: يجزيك من القراءة معهم مثل حديث النفس. فأما ما ذكره الشيخ رحمه الله من التخيير بين القراءة والتسبيح في الركعتين الاخيرتين، يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن ابی حمزہ سے نقل کیا اور انھوں نے ایک بندے سے نقل کیا اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دوسروں کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے قرأت کے لیے تیرے لیے اتنا کافی ہے جیسے تو خود اپنے نفس سے بات کرتا ہے۔

آخری دو رکعتوں میں الحمد یا تسبیح میں اختیار ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آخری دو رکعتوں میں قرأت اور تسبیح پڑھنے کے درمیان اختیار ہے اور اس پر ذیل کی روایات دلالت کرتی ہیں۔

{حدیث نمبر 135/367} محمد بن يعقوب عن محمد بن إسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عيسى عن حريز عن زرارة قال قلت لابي جعفر عليه السلام: ما يجزي من القول في الركعتين الاخيرتين؟ قال: أن تقول سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر وتكبر وتركع.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آخری دو رکعتوں میں کیا پڑھنا مجزی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تیرا یہ کہنا: سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر، اور اس کے بعد تکبیر کہو اور رکوع کرو۔

{حدیث نمبر 136/368} الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن الحلبي عن عبيد بن زرارة قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الركعتين الاخيرتين من

الظهر قال: تسبح و تحمد الله وتستغفر لذنبك وإن شئت فاتحة الكتاب فانها تحميد ودعاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبید بن زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز ظہر کی آخری رکعتوں کے بارے میں سوال کیا کہ کیا پڑھا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ کی تسبیح کرو، اس کی حمد بیان کرو اور اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرو اور اگر چاہو تو سورہ فاتحۃ الکتاب کی تلاوت کرو کیونکہ یہ بھی اس کی حمد اور دُعا ہے۔

﴿حدیث نمبر 137/369﴾ سعد عن أحمد بن محمد عن الحسن بن علي بن فضال عن عبد الله بن بكير عن علي بن حنظلة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الركعتين الاخيرتين ما أصنع فيهما؟ فقال: إن شئت فاقرأ فاتحة الكتاب و إن شئت فاذكر الله فهو سواء قال قلت: فأي ذلك أفضل؟ فقال: هما والله سواء إن شئت سبحت و إن شئت قرأت. فأما ما رواه أحمد بن محمد بن عيسى في تفضيل القراءة على التسبيح فانما المراد به إذا كان الانسان اماما.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن حنظلہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے آخری دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا کہ ان میں کیا پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو سورۂ فاتحۃ الکتاب کی تلاوت کرو اور اگر چاہو تو ذکر خدا کرو، دونوں برابر ہیں (تسبیحاتِ اربعہ)۔

میں نے عرض کیا: ان دونوں میں سے افضل کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! دونوں برابر ہیں۔ اگر تسبیح پڑھنا چاہو یا سورۂ فاتحہ پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ روایت جو احمد بن محمد بن عیسیٰ نے بیان کی ہے اور وہ قرأت کی تسبیح پر فضیلت کو بیان کرتی ہے اس سے مراد ہے کہ جب انسان امام جماعت ہو اس وقت یہ قرأت کو فضیلت ہے۔

﴿حدیث نمبر 138/370﴾ روى ذلك عن محمد بن الحسن بن علان عن محمد بن حكيم قال: سألت أبا الحسن عليه السلام أيما أفضل القراءة في الركعتين الاخيرتين

أو التسبيح؛ فقال: القراءة أفضل. يدل على ما ذكرناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن حکیم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا: آخری دو رکعتوں میں کیا افضل ہے؟ سورۂ فاتحہ کی قرأت یا تسبیحاتِ اربعہ؟

آپؑ نے فرمایا: قرأت افضل ہے (یعنی سورۂ فاتحہ کی تلاوت افضل ہے)۔

شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے بیان کیا ہے کہ قرأت افضل ہے اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 139/371﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان عن منصور بن حازم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا كنت إماما فأقرأ في الركعتين الاخيرتين بفاتحة الكتاب، وان كنت وحدك فيسعك فعلت أو لم تفعل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب تم امام جماعت ہو تو پھر آخری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کرو اور اگر تم اکیلے ہو تو پھر تجھے وسعت ہے (جائز ہے) خواہ فاتحہ کی تلاوت کرو یا نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 140/372﴾ فأما ما رواه سعد عن أحمد بن محمد عن محمد بن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن عبيد الله بن علي الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا قمت في الركعتين (الاخيرتين) لا تقرأ فيهما فقل الحمد لله وسبحان الله والله اكبر.

فانما نهاه أن يقرأ معتقدا بأن غيرها لا يجزيه دون أن يقرأها على وجه الاختيار أو طلب الفضل وليس ذلك بمناقض لما ذكرناه. فأما ما ذكره الشيخ رحمه الله من التشهد الاخير فقد قدمنا التشهد الاول ونذكر الآن التشهد الثاني ثم نبين أقل ما يجوز الاقتصار عليه في التشهد إن شاء الله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو آخری دو رکعتوں کے لیے کھڑا ہے تو پھر ان دونوں میں قرأت نہ کرو (سورۂ فاتحہ نہ پڑھو) بلکہ یوں کہو: سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے قرأت سے فقط اس لیے روکا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہوجائے

کہ یہ عقیدہ نہ بن جائے۔ فاتحہ الکتاب قرأت کے علاوہ کوئی اور چیز اختیاری صورت میں مجزی نہیں یا طلب فضیلت کے لیے یہ ہماری اس بات کے منافی نہیں جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔

نماز میں دوسری تشہد کا بیان

مسئلة: ہم پہلی دو رکعت کے بعد کی پہلی تشہد کے بارے میں بیان کر چکے ہیں۔ اب دوسری تشہد کو ذکر کریں گے۔ پھر ہم بیان کریں گے کہ دوسری تشہد میں کم از کم کس پر اقتصار کرنا جائز ہے، ان شاء اللہ۔

﴿حدیث نمبر 141/373﴾ الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن زرعة عن أبي بصیر عن أبي عبدالله علیه السلام قال: إذا جلست في الرکعة الثانیة فقل (بسم الله وبالله والحمد لله وخیر الاسماء لله أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شریك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله ارسله بالحق بشیرا ونذیرا بین یدی الساعة أشهد انك نعم الرب وان محمدًا نعم الرسول اللهم صل علی محمد وآل محمد وتقبل شفاعته في امته وارفع درجته) ثم تحمد الله مرتین أو ثلاثا ثم تقوم فإذا جلست في الرابعة قلت: (بسم الله وبالله والحمد لله وخیر الاسماء لله أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شریك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله أرسله بالحق بشیرا ونذیرا بین یدی الساعة اشهد انك نعم الرب وان محمدًا نعم الرسول التحیات لله والصلوات الطاهرات الطیبات الزاکیات الغادیات الرایحات السابغات الناعمات لله ما طاب وزکا وطهر وخلص وصفا فلله، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شریك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله أرسله بالحق بشیرا ونذیرا بین یدی الساعة أشهد أن ربي نعم الرب وان محمدًا نعم الرسول واشهد أن الساعة آتیة لاریب فیها وان الله یبعث من في القبور الحمد لله الذي هدانا لهذا وما کنا لنهتدي لولا إن هدانا الله الحمد لله رب العالمین، اللهم صل علی محمد وآل محمد، وبارك علی محمد وآل محمد، وسلم علی محمد وآل محمد، وترحم علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت وبارکت وترحمت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم إنك حمید مجید، اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد واغفر لنا

ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم. اللهم صل على محمد وآل محمد وامنن علي بالجنة وعافني من النار، اللهم صل على محمد وآل محمد واغفر للمؤمنين والمؤمنات ولمن دخل بيتي مؤمنا وللمؤمنين والمؤمنات ولا تزد الظالمين إلا تبارا) ثم قل (السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام على انبياء الله ورسله السلام على جبرئيل وميكائيل والملائكة المقربين السلام على محمد بن عبد الله خاتم النبيين لا نبي بعده والسلام علينا وعلى عباد الله الصالحين). ثم تسلم وأدنى ما يجزى من التشهد الشهادتان يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو دوسری رکعت میں (تشہد کے لیے) بیٹھے تو یوں کہو:

بسم الله وبالله والحمد لله وخير الاسماء لله أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله ارسله بالحق بشيرا ونذيرا بين يدى الساعة أشهد انك نعم الرب وان محمدًا نعم الرسول اللهم صل على محمد وآل محمد وتقبل شفاعته في امته وارفع درجته

اس کے بعد دو یا تین مرتبہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرو (الحمد للہ کہو) پھر کھڑے ہو جاؤ اور جب تو چوتھی رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھو تو یوں کہو:

بسم الله وبالله والحمد لله وخير الاسماء لله أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله أرسله بالحق بشيرا ونذيرا بين يدى الساعة اشهد انك نعم الرب وان محمدًا نعم الرسول التحيات لله والصلوات الطاهرات الطيبات الزاكيات الغاديات الرايحات السابغات الناعمات لله ما طاب وزكا وطهر وخلص وصفا فلله، وأشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له، وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله أرسله بالحق بشيرا ونذيرا بين يدى الساعة أشهد أن ربي نعم الرب

وان محمدًا نعم الرسول واشهد أن الساعة آتية لاريب فيها وان الله يبعث من في القبور الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا إن هدانا الله الحمد لله رب العالمين، اللهم صل على محمد وآل محمد، وبارك على محمد وآل محمد، وسلم على محمد وآل محمد، وترحم على محمد وعلى آل محمد كما صليت وباركت وترحمت على ابراهيم وعلى آل ابراهيم إنك حميد مجيد، اللهم صل على محمد وعلى آل محمد واغفر لنا ولاخواننا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل في قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف رحيم، اللهم صل على محمد وآل محمد وامنن على بالجنة وعافني من النار، اللهم صل على محمد وآل محمد واغفر للمؤمنين والمؤمنات ولمن دخل بيتي مؤمنا وللمؤمنين والمؤمنات ولا تزد الظالمين إلا تبارا

اس کے بعد کہو:

السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته السلام على انبياء الله ورسله السلام على جبرئيل وميكائيل والملائكة المقربين السلام على محمد بن عبد الله خاتم النبيين لا نبي بعده والسلام علينا وعلى عباد الله الصالحين.

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے بعد تم سلام کرو اور سب سے کم تشہد جو مجزی وکافی ہے وہ شہادتین ہیں: دو شہادتیں: اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 142/374﴾ سعد بن عبد الله عن العباس بن معروف عن علي بن مهزيار عن حماد بن عيسى عن حريز بن عبد الله عن زرارة قال: قلت لابي جعفر عليه السلام ما يجزي من القول في التشهد في الركعتين الاولتين؟ قال: تقول: (أشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريك له) قلت فما يجزي من تشهد الركعتين الاخيرتين؟ فقال: (الشهادتان).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: پہلی دو رکعتوں کی تشہد میں کیا چیز مجزی و کافی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تم کہو: أشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريك له۔

میں نے عرض کیا: آخری دو رکعتوں کے بعد تشہد میں کیا مجزی و کافی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: شہادتان: اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمدًا عبده ورسوله، اللهم صل على محمد وآلِ محمد۔

{حدیث نمبر 143/375} محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن الحجال عن ثعلبة ابن ميمون عن يحيى بن طلحة عن سورة بن كليب قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن ادنى ما يجزى من التشهد؟ قال: الشهادتان۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سورۃ بن کلیب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سب سے کم ترین تشہد جو مجزی ہو اس کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: شہادتان: دو شہادتیں۔

{حدیث نمبر 144/376} أحمد بن محمد عن ابن أبي عمير عن سعد بن بكر عن حبيب الخثعمى عن أبي جعفر عليه السلام يقول: إذا جلس الرجل للتشهد فحمد الله أجزأه۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حبیب الخثعمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ تشہد کے لیے بیٹھے پھر وہ اللہ کی حمد کرے تو وہ مجزی و کافی ہے۔

{حدیث نمبر 145/377} وعنه عن أحمد بن محمد بن ابى نصر قال: قلت: لابى الحسن عليه السلام جعلت فداك التشهد الذى فى الثانية يجزى ان اقوله فى الرابعة؟ قال: نعم۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں وہ تشہد جو دوسری رکعت میں ہے۔ اگر میں وہی چوتھی رکعت کے تشہد میں پڑھ دوں تو کیا یہ مجزی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 146/378﴾ فأما ما رواه محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد ابن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن منصور بن حازم عن بكر بن حبيب قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن التشهد فقال: لو كان كما يقولون واجباً على الناس هلكوا إنما كان القوم يقولون أيسر ما يعلمون ، إذا حمدت الله أجزأك. فليس بدافع ان يكون الشهادتان واجبتين وإنما يدل على ان ما زاد عليهما ليس بواجب لان الزيادة على الشهادتين أيضا تسمى تشهدا ، والذي يبين ما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب بکر بن حبیب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے تشہد کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جس طرح لوگ کہتے ہیں: اگر اس طرح لوگوں پر واجب ہوتا تو لوگ ہلاک ہوجاتے کیونکہ لوگ فقط وہ کہتے ہیں جس کو وہ جانتے ہیں۔ اس میں سے سب سے جو آسان لگتا ہے وہ کہتے ہیں: جب تو اللہ تعالی کی حمد کرے تو تیرے لیے یہ مجزی ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یہ جو بیان ہوا ہے وہ شہادتین سے اضافی و زیادہ کو باطل نہیں قرار دیتا بلکہ یہ بیان کرتا ہے کہ شہادتین سے اضافہ اور زیادتی وہ واجب نہیں ہے اور اس کو بھی تشہد ہی کہا جائے گا۔ اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس کو روشن ذیل کی روایت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 147/379﴾ ما رواه أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن أبي أيوب الخزاز عن محمد بن مسلم قال قلت لابي عبد الله عليه السلام التشهد في الصلاة قال: مرتين قال قلت و كيف مرتين؟ قال: إذا استويت جالسا فقل اشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمدًا عبدهُ ورسولهُ ثم تنصرف قال: قلت قول العبد (التحيات لله والصلوات الطيبات لله) قال: هذا اللطف من الدعاء يلطف العبد ربه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز میں تشہد کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: دو مرتبہ۔

میں نے عرض کیا: کیسے دو مرتبہ؟

آپؑ نے فرمایا: جب تو برابر ہو کر بیٹھ جائے تو یوں کہو: اشهد ان لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمدًا عبدهٗ ورسولهٗ۔ اس کے بعد بس۔

میں نے عرض کیا کہ بندہ یہ کہتا ہے: التحيات لله والصلوات الطيبات لله۔

آپؑ نے فرمایا: یہ دُعا کا لطف ہے اور ربّ اپنے بندے پر لطف کرتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 148/380﴾ وعنه عن أبي محمد الحجال عن علي عن عبيد عن يعقوب ابن شعيب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: التشهد في كتاب علي عليه السلام شفع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یعقوب بن شعیب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں تشہد شفع (دو) ہے۔

﴿حدیث نمبر 149/381﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان عن منصور بن حازم عن بكر بن حبيب قال: قلت لابي جعفر عليه السلام اى شئ اقول في التشهد والقنوت؟ قال: قل بأحسن ما علمت فانه لو كان موقتا لهلك الناس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب بکر بن حبیب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں تشہد اور قنوت میں کیا کہوں؟

آپؑ نے فرمایا: جو تجھے اچھے انداز میں آتا ہے وہ کہو۔ اگر کوئی خاص چیز معین کردی جاتی تو لوگ ہلاک ہوجاتے۔

تشہد کو آواز کے ساتھ پڑھنا

﴿حدیث نمبر 150/382﴾ محمد بن علي بن محبوب عن العباس عن عبد الله بن المغيرة عن حماد عن أبي بصير قال صليت خلف أبي عبد الله عليه السلام فلما كان في آخر تشهده رفع صوته حتى اسمعنا فلما انصرف قلت: كذا ينبغي للامام ان يسمع تشهده من خلفه؟ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابوعبداللہ علیہ السلام کے پیچھے (اقتداء میں) نماز پڑھی تو جب آپؑ آخری تشہد میں آئے تو آپؑ نے اپنی آواز کو بلند کیا یہاں تک کہ ہم نے آپؑ کی آواز کو سنا۔ جب آپؑ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: کیا امامؑ کے لیے سزاوار ہے کہ اس طرح تشہد پڑھے تا کہ جو ان کے پیچھے ہے وہ سن لے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

{حدیث نمبر 151/383} وعنه عن محمد بن الحسين عن أبي محمد الحجال عن حماد ابن عثمان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ينبغي للامام أن يسمع من خلفه كلما يقول ولا ينبغي لمن خلف الامام ان يسمعه شيئاً مما يقول.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام کے لیے سزاوار ہے کہ جو کچھ پڑھے وہ اپنے پیچھے (مقتدیوں کو) والوں کو سنائے (بلند آواز سے پڑھے) ماموم ومقتدی کے لیے یہ مناسب نہیں کہ وہ امام کو کوئی چیز سنائے (آہستہ پڑھے)۔

{حدیث نمبر 152/384} وعنه عن محمد بن الحسين عن ابن أبي عمير عن حفص ابن البختری عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ينبغي للامام ان يسمع من خلفه التشهد ولا يسمعونه شيئاً.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حفص ابن البختری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام کے لیے سزاوار ہے کہ وہ اپنی تشہد پیچھے والوں کو سنائے اور وہ امام کو کوئی چیز نہ سنائیں (آہستہ پڑھیں ان کی آواز امام تک نہ جائے)۔

{حدیث نمبر 153/385} وعنه عن محمد بن عيسى العبيدی عن الحسن بن علی عن الحسين عن أبيه علی بن يقطين قال: سألت أبا الحسن الماضی عليه السلام عن الرجل هل يصلح له أن يجهر بالتشهد والقول فی الركوع والسجود والقنوت؟ قال: ان شاء جهر وإن شاء لم يجهر. قال الشيخ رحمه الله: (وإذا سلم رفع يديه حيال وجهه الى قوله: (فإذا سقط القرص).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے، اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام

سے سوال کیا: کیا بندے کے لیے جائز ہے کہ تشہد اور رکوع وسجود کے ذکر کو بلند آواز سے پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر چاہے تو بلند پڑھے اور چاہے تو بلند نہ پڑھے۔

جب سلام ہو تو رفع یدین کرے

مسئلة: جناب الشیخ المفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جب نمازی سلام پھیرے تو ہاتھوں کو چہرے کے برابر تک (تکبیر کے ساتھ) بلند کرے۔

{حدیث نمبر 154/386} محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا ينبغي للامام ان ينتقل إذا سلم حتى يتم من خلفه الصلاة، قال: وسألته عن الرجل يؤم في الصلاة هل ينبغي له ان يعقب باصحابه بعد التسليم؛ فقال: يسبح ويذهب من شاء لحاجته ولا يعقب رجل لتعقيب الامام.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب الحلبی علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام جماعت جب سلام پھیرلے تو اس کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ وہ اپنی جگہ سے اِدھر اُدھر جائے (یعنی اپنی جگہ چھوڑے) جب تک کہ اس کے تمام مقتدی نماز مکمل نہ کرلیں۔

راوی بیان کرتا ہے: میں نے عرض کیا: جو بندہ کسی کو نماز پڑھاتا ہے تو کیا اس کے لیے سزاوار ہے کہ سلام کے بعد اپنے ساتھیوں (مقتدیوں) کو تعقیبات پڑھائے؟

آپؑ نے فرمایا: جس کا جی چاہے وہ تسبیح پڑھے اور جو کسی کام کے لیے جانا چاہتا ہے وہ چلا جائے۔ کوئی بندہ امام کی تعقیبات کی وجہ سے تعقیبات نہ پڑھے۔

{حدیث نمبر 155/387} وعنه عن علي عن ابيه عن حماد عن حريز عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: أيما رجل أم قوما فعليه أن يقعد بعد التسليم ولا يخرج عن ذلك الموضع حتى يتم الذين خلفه، الذين سبقوا صلاتهم، ذلك على كل امام واجب إذا علم أن فيهم مسبوقا، وان علم ان ليس فيهم مسبوقا بالصلاة فليذهب حيث شاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ کسی قوم کو جماعت کروائے تو اس پر ضروری ہے کہ سلام کے بعد اپنی جگہ پر بیٹھا رہے، اپنے مقام سے خارج نہ ہو یہاں تک کہ جو اس کے پیچھے ہیں وہ نماز مکمل کریں، جو نماز میں سبقت لے چکے ہیں۔ اور یہ ہر امام کے لیے واجب ہے کہ وہ جانتا ہے کہ کوئی مقتدی پیچھے رہ گیا (وہ بعد میں آیا ہے اور اس کی ابھی نماز مکمل نہیں ہوئی) اور اگر وہ جانتا ہے کہ کوئی بھی پیچھے نہیں رہا تو پھر وہ جہاں جانا چاہے چلا جائے۔

{حدیث نمبر 156/388} وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن علي بن حديد عن منصور بن يونس عمن ذكره عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من صلى صلاة فريضة وعقب الى اخرى فهو ضيف الله عز وجل وحق على الله تعالى أن يكرم ضيفه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منصور بن یونس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک بندے کے ذریعے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نماز واجب پڑھے اور دوسری نماز تک تعقیبات میں رہے اللہ تعالیٰ کا مہمان ہے اور اللہ پر حق ہے (ضروری ہے) کہ وہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔

{حدیث نمبر 157/389} وعنه عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن حماد عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: الدعاء بعد الفريضة افضل من الصلاة تنفلا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے: نماز واجب کے بعد دُعا کرنا نوافل پڑھنے سے افضل ہے۔

{حدیث نمبر 158/390} الحسين بن سعيد عن فضالة عن سماعة قال: ينبغي للامام أن يلبث قبل أن يكلم أحدا حتى يرى أن من خلفه قد أتموا الصلاة ثم ينصرف هو.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: امام جماعت کے لیے سزاوار ہے کسی سے بات کرنے سے قبل اس وقت تک اپنی جگہ رہے یہاں تک کہ وہ دیکھ لے کہ اس کی اقتداء کرنے والوں نے اپنی نماز مکمل کر لی ہے۔

http://www.shiabookspdf.com

نماز کے بعد تعقیبات کا ذکر

﴿حدیث نمبر 159/391﴾ الحسین بن سعید عن فضالة عن أبان عن شهاب بن عبد ربه وعبد الله بن سنان كليهما عن الوليد بن صبيح عن أبي عبد الله عليه السلام قال: التعقيب أبلغ في طلب الرزق من الضرب في البلاد يعني بالتعقيب الدعاء بعقب الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ولید بن صبیح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: شہروں میں رزق کی تلاش میں پھرنے کی نسبت نماز کے بعد کی تعقیب زیادہ جلدی رزق تک پہنچانے والی ہے۔ مراد دُعا ہے، یعنی نماز کے بعد رزق کے لیے دُعا کرنا مراد ہے۔

﴿حدیث نمبر 160/392﴾ وعنه عن صفوان عن العلا بن رزين عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليه السلام قال: الدعاء دبر المكتوبة أفضل من الدعاء دبر التطوع كفضل المكتوبة على التطوع.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: واجب نماز کی دُعا مستحب نماز کے بعد دُعا کرنا اس طرح افضل ہے جیسے واجب نماز مستحب نماز سے افضل ہے۔

﴿حدیث نمبر 161/393﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن ابيه عن الربيع بن زكريا الكاتب عن عبد الله بن محمد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ما عالج الناس شيئًا أشد من التعقيب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن محمد سے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دُعا سے زیادہ شدید علاج کوئی چیز نہیں ہے۔

دُعا کی فضیلت

﴿حدیث نمبر 162/394﴾ وعنه عن حماد بن عيسى عن معاوية بن عمار قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: رجلين افتتحا الصلاة في ساعة واحدة فتلا هذا

القرآن فكانت تلاوته اكثر من دعائه ودعا هذا اكثر فكان دعاؤه اكثر من تلاوته ثم انصرفا في ساعة واحدة أيهما افضل؛ قال: كل فيه فضل، كل حسن قلت: إني قد علمت أن كلا حسن وان كلا فيه فضل فقال: الدعاء أفضل اما سمعت قول الله عز وجل (وقال ربكم أدعوني استجب لكم ان الذين يستكبرون عن عبادتي سيدخلون جهنم داخرين) هي والله العبادة هي والله افضل هي والله افضل اليست هي العبادة؛! هي والله العبادة هي والله العبادة اليست هي اشدهن؛! هي والله اشدهن هي والله اشدهن.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: دو بندے ہیں، دونوں نے بیک وقت نماز شروع کی ہے ایک نے تلاوت قرآن زیادہ کی اور دوسرے نے دُعا زیادہ کی۔ اس کی دُعا اس کی تلاوت سے زیادہ اور اس کی تلاوت اس کی دُعا سے زیادہ پھر دونوں اکٹھے ایک ہی وقت میں اُٹھے ہیں۔ ان دونوں میں سے افضل کون ہے؟

آپؑ نے فرمایا: دونوں میں فضیلت ہے اور دونوں نیکی پر ہیں۔

راوی: میں جانتا ہوں کہ دونوں فضیلت اور نیکی پر ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: دُعا افضل ہے۔ کیا تُو نے اللہ کا یہ قول نہیں سنا کہ جس میں وہ فرماتا ہے: قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝ (سورۂ مومن: آیت ۶۰) ”تمہارے ربّ نے کہا: مجھے پکارو، میں تمہاری دُعاؤں کو قبول کروں گا اور جو ازراہ تکبر میری عبادت (دُعا) سے منہ موڑتے ہیں یقیناً وہ عنقریب ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے“۔

پھر آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! یہ عبادت دُعا ہی ہے، یہ عبادت دُعا ہی ہے اور یہ افضل ہے۔ کیا دُعا عبادت نہیں؟ خدا کی قسم! یہ عبادت ہے، خدا کی قسم یہ عبادت ہے اور کوئی عبادت اس سے زیادہ افضل نہیں ہے۔ خدا کی قسم! یہ سب سے افضل ہے۔

تسبیح فاطمہ زہراءؑ کی فضیلت و ثواب

{حديث نمبر 163/395} وعنه عن فضالة عن ابن سنان قال قال أبو عبد الله عليه السلام: من سبح تسبيح فاطمة الزهراء عليها السلام قبل ان يثني رجليه من

صلاة الفريضة غفر له ويبدأ بالتكبير.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب نماز کے بعد اپنا پہلو بدلنے سے قبل حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام کی تسبیح پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا اور وہ ابتداء اللہ اکبر سے کرے۔

﴿حديث نمبر 164/396﴾ محمد بن يعقوب عن عدة من أصحابنا عن أحمد بن محمد ابن خالد عن يحيى بن محمد عن علي بن النعمان عن ابن أبي نجران عن رجل عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من سبح الله في دبر الفريضة تسبيح فاطمة عليها السلام المائة وأتبعها بلا إله إلا الله غفر الله له.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن ابی نجران سے نقل کیا اور انھوں نے ایک بندے کے ذریعے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی واجب نماز کے بعد تسبیح فاطمہ زہراؑ پڑھے اور اس کے فوراً بعد ایک دفعہ لا الہ الا اللہ کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا۔

﴿حديث نمبر 165/397﴾ وعنه عن محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن محمد ابن اسماعيل بن بزيع عن صالح بن عقبة عن أبي هارون المكفوف عن أبي عبد الله عليه السلام قال: يا أبا هارون إنا نأمر صبياننا بتسبيح فاطمة عليها السلام كما نأمرهم بالصلاة فالزمه فانه لم يلزمه عبد فشقي.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوہارون المکفوف سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اے ابوہارون! ہم اپنے بچوں کو تسبیح فاطمہ زہراؑ کا یوں حکم دیتے ہیں جیسے ہم انھیں نماز کا حکم دیتے ہیں۔ پس اس کو لازمی قرار دو کیونکہ اس کو شقی بندہ لازمی قرار نہیں دے گا (یعنی اس کو فقط شقی مرد چھوڑے گا)۔

﴿حديث نمبر 166/398﴾ وبهذا الاسناد عن صالح بن عقبة عن أبي جعفر عليه السلام قال: ما عبد الله بشيء من التحميد أفضل من تسبيح فاطمة عليها السلام ولو كان شيء أفضل منه لنحله رسول الله صلى الله عليه وآله فاطمة عليها السلام.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صالح بن عقبہ سے اور انھوں نے جناب ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی عبادت کسی حمد کے ساتھ نہیں کی گئی جو حمد تسبیح فاطمہ زہراءؑ سے افضل ہو اور کوئی اور چیز اس سے افضل ہوتی تو رسولؐ خدا جنابِ فاطمہ زہراءؑ کو اس کی تعلیم دیتے۔

{حدیث نمبر 167/399} وعنه عن أبي خالد القماط قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: تسبيح فاطمة عليها السلام في كل يوم دبر كل صلاة احب إلي من صلاة الف ركعة في كل يوم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوخالد القماط سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر دن ہر واجب نماز کے بعد تسبیح فاطمہ زہراءؑ پڑھنا مجھے ہر دن ہزار رکعت پڑھنے سے زیادہ محبوب و پسند ہے۔

{حدیث نمبر 168/400} محمد بن يعقوب عن عدة من أصحابنا عن أحمد بن محمد عن عمرو بن عثمان عن محمد بن عذافر قال: دخلت مع أبي على أبي عبد الله عليه السلام فسأله أبي عن تسبيح فاطمة عليها السلام فقال: الله أكبر حتى حصى أربعا وثلاثين مرة، ثم قال الحمد لله حتى بلغ سبعا وستين، ثم قال سبحان الله حتى بلغ مائة يحصيها بيده جملة واحدة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عذافر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ پھر میرے والد نے آپؑ سے حضرت فاطمہ زہراءؑ کی تسبیح کے بارے میں سوال کیا (وہ کیسے ہے؟)

آپؑ نے فرمایا: اللہ اکبر، پھر آپؑ نے اس کو چونتیس بار شمار کیا۔ پھر فرمایا: الحمدللہ اس کو آپؑ نے تینتیس بار شمار کیا (اور یہ ۶۷ مرتبہ ہو گئے) اور پھر آپؑ نے کہا: سبحان اللہ! یہاں تک کہ سو پورے ہو گئے اور آپؑ نے اس کو اپنے ہاتھ پر ایک بار شمار کیا۔

{حدیث نمبر 169/401} وعنه عن علي بن محمد عن سهل بن زياد عن محمد بن عبد الحميد عن صفوان عن ابن مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال:

تبدأ بالتكبير أربعاً وثلاثين ثم التحميد ثلاثاً وثلاثين ثم التسبيح ثلاثاً وثلاثين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہ آپؑ نے فرمایا: تکبیر سے ابتداء کر (یعنی اللہ اکبر) چونتیس بار، پھر تینتیس بار الحمدللہ اور پھر تینتیس بار سبحان اللہ کہو۔

﴿حدیث نمبر 170/402﴾ الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد والحسن بن سعيد عن زرعة عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قل بعد التسليم (الله أكبر لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شئ قدير، لا إله إلا الله وحده صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده، اللهم اهدني لما اختلف فيه من الحق بأذنك انك تهدي من تشاء إلى صراط مستقيم).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز کے سلام کے بعد یوں کہو:

الله أكبر لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت بيده الخير وهو على كل شئ قدير، لا إله إلا الله وحده صدق وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده، اللهم اهدني لما اختلف فيه من الحق بأذنك انك تهدي من تشاء إلى صراط مستقيم.

"اللہ اکبر! کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے، وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ ملک اس کا ہے، حمد اس کے لیے ہے۔ وہ زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے۔ وہ خود ایسا زندہ ہے کہ جسے موت نہیں اور سارا خیر اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ وہ یکتا ہے اس کا وعدہ سچا ہے اور اس نے اپنے بندے کی مدد کی اور سارے لشکروں کو شکست دی۔ وہ یکتا ہے۔ اے میرے اللہ! مجھے اس چیز میں ہدایت فرما جس کے حق میں اختلاف کیا جاتا ہے اپنے اذن کے ساتھ۔ کیونکہ تو ہی جسے چاہتا ہے صراطِ مستقیم کی ہدایت کرتا ہے"۔

﴿حدیث نمبر 171/403﴾ وعنه عن ابن أبي نجران عن صفوان بن مهران الجمال

قال: رأيت أبا عبد الله عليه السلام إذا صلى ففرغ من صلاته رفع يديه جميعا فوق رأسه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان بن مہران الجمال سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر کے اُوپر اُٹھایا کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 172/404﴾ الحسين بن سعيد عن معاوية بن شريح عن معاوية ابن وهب عن عمرو بن نهيك عن سلام المكي عن أبي جعفر عليه السلام قال: أتى رجل الى النبي صلى الله عليه وآله يقال له شيبة الهذيل فقال: يا رسول الله إني شيخ قد كبر سني وضعفت قوتي عن عمل كنت قد عودته نفسي من صلاة وصيام وحج وجهاد فعلمني يا رسول الله كلاما ينفعني الله به وخفف علي يا رسول الله فقال: أعد فأعاد ثلاث مرات فقال له رسول الله صلى الله عليه وآله: ما حولك شجرة ولا مدرة إلا وقد بكت من رحمتك فإذا صليت الصبح فقل عشر مرات (سبحان الله العظيم وبحمده لا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم) فان الله يعافيك بذلك من العمى والجنون والجذام والفقر والهرم، فقال: يا رسول الله هذا للدنيا فما للآخرة؟ فقال: تقول في دبر كل صلاة (اللهم اهدني من عندك وافض علي من فضلك وانشر علي من رحمتك وانزل علي من بركاتك) قال فقبض عليهن بيده ثم مضى فقال رجل لابن عباس: شد ما قبض عليها خالك قال فقال النبي صلى الله عليه وآله: أما انه ان وافى بها يوم القيامة لم يدعها متعمدا فتح الله له ثمانية أبواب من أبواب الجنة يدخل من أيها شاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلام المکی نے جناب امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک بندہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا جس کا نام شیبۃ الہذیل تھا۔ اس نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! میں بزرگ ہوں اور میرا سن زیادہ ہوگیا ہے اور عمل کرنے میں میری قوت و طاقت کمزور ہوگئی ہے۔ لہٰذا آپؐ مجھ کو ایسی کلام (دُعا) تعلیم دیں جو آسان ہو اور اللہ اس کے ذریعے مجھے فائدہ دے۔ پس اس نے اس کا تین بار تکرار کیا۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا: جو درخت کے اطراف میں ہوگا اور جو پتھر ہوگا تیرے پر رحم و ترس کھاتے ہوئے گریہ کرے گا۔ پس جب تم صبح کی نماز پڑھو تو اس کے بعد دس مرتبہ یہ دُعا پڑھو: سبحان اللہ

العظیم وبحمدہ لا حول ولا قوۃ إلا باللہ العلی العظیم۔ پس اللہ تجھے اس دُعا کے سبب اندھے پن سے، جنوں وجذام، فقر اور بڑھاپے اور لاغرپن سے محفوظ رکھے گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: ہر نماز کے بعد یوں دُعا کرو: اللھم اھدنی من عندك وافض علی من فضلك وانشر علی من رحمتك وانزل علی من برکاتك۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: اس بندے نے ان کلمات کو اچھی طرح یاد کیا اور چلا گیا۔

ایک بندے نے ابن عباسؓ سے کہا: آپ کے خالو نے ان کو کس طرح یاد کیا ہے؟

امام علیہ السلام فرماتے ہیں: اس کے بعد رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: آگاہ ہو جو بندہ ان کلمات کو جان بوجھ کر ترک نہ کرے اور ان کو پڑھتا رہے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس بندے کے لیے جنّت کے آٹھ دروازے کھول دے گا اور وہ جس دروازے سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔

{حدیث نمبر 173/405} وعنہ عن صفوان عن ابن بکیر قال: قلت لابی عبداللہ علیہ السلام قول اللہ عزوجل (اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا) ماذا الذکر الکثیر؟ قال: ان یسبح فی دبر المکتوبۃ ثلاثین مرۃ۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن بکیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيرًا (سورہ احزاب: آیت ۴۱) کے بارے میں سوال کیا کہ ذکر کثیر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نماز واجب کے بعد تیس مرتبہ اللہ کی تسبیح کرنا (سبحان اللہ کہنا)۔

{حدیث نمبر 174/406} وعنہ عن عبد اللہ بن المغیرۃ عن أبی أیوب قال: حدثنی أبو بصیر قال قال أبو عبد اللہ علیہ السلام: إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ قال لاصحابہ ذات یوم: أرأیتم لو جمعتم ما عندکم من الثیاب والآنیۃ ثم وضعتم بعضہ علی بعض ترونہ یبلغ السماء؟ قالوا: لا یا رسول اللہ فقال: یقول احدکم إذا فرغ من صلاتہ (سبحان اللہ والحمد للہ ولا إلہ إلا اللہ واللہ أکبر) ثلاثین مرۃ وھن یدفعن الھدم والغرق والحرق والتردی فی البئر وأکل السبع ومیتۃ السوء

والبلية التي نزلت على العبد في ذلك اليوم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابو بصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ایک دن رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: کیا گمان کرتے ہو کہ جو کچھ تمھارے پاس مال خواہ کپڑے یا برتن اگر تم ان کو اوپر نیچے جمع کرو کیا وہ آسمان تک پہنچ جائیں گے؟

سب نے عرض کیا: نہیں یا رسول اللہ!

پھر آپؐ نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی نماز سے فارغ ہو کر یہ کلمات: سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر تیس مرتبہ پڑھے گا تو یہ کلمات مہدوم ہونے (کسی چیز کے نیچے دب کر مرنے) اور غرق ہونے، جلنے اور کنویں میں گر کر مرنے اور درندوں کی غذا بننے اور بری موت اور اس دن کی آفات سے محفوظ رکھے گا جو اس دن اس بندے پر نازل ہوں گی۔

نماز کے بعد سب سے کم دُعا

﴿حدیث نمبر 175/407﴾ محمد بن يعقوب عن علی بن ابراهيم عن أبيه عن حماد عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: أقل ما يجزيك من الدعاء بعد الفريضة أن تقول: (اللهم إني اسئلك من كل خير احاط به علمك، وأعوذ بك من كل شر احاط به علمك، اللهم اني اسئلك عافيتك في اموري كلها وأعوذ بك من خزي الدنيا وعذاب الآخرة).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابو جعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: نمازِ واجب کے بعد جو کم سے کم دُعا جو تیرے لیے مجزی ہے وہ یہ ہے:

اللهم إني اسئلك من كل خير احاط به علمك، وأعوذ بك من كل شر احاط به علمك، اللهم اني اسئلك عافيتك في اموري كلها وأعوذ بك من خزي الدنيا وعذاب الآخرة

﴿حدیث نمبر 176/408﴾ وعنه عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن حماد بن عيسى عن حريز عن زرارة قال قال أبو جعفر عليه السلام: لا تنسوا الموجبتين أو قال عليكم بالموجبتين في دبر كل صلاة قلت: وما الموجبتان؟ قال: تسئل الله الجنة

وتعوذ باللہ من النار.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: تم دو حتمی اور واجب چیزوں کو فراموش نہ کرو یا آپؑ نے فرمایا: تم پر لازم و ضروری ہے کہ ہر نماز کے بعد دو حتمی و واجب چیزوں کو یاد رکھو اور لازم قرار دو۔

میں نے عرض کیا: وہ دو حتمی و واجب چیزیں کیا ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ سے جنت کا ضرور سوال کرو اور جہنم سے پناہ کی دُعا ضرور کرو۔

﴿حدیث نمبر 409/177﴾ محمد بن یعقوب عن محمد بن یحیی عن عبد الله بن محمد ابن عیسی عن علی بن الحکم عن أبان عن محمد الواسطی قال: سمعت أبا عبد الله علیه السلام یقول: لا تدع فی دبر کل صلاة (أعیذ نفسی وما رزقنی ربی بالله الواحد الصمد) حتی تختمها (واعیذ نفسی وما رزقنی ربی برب الفلق) حتی تختمها (واعیذ نفسی وما رزقنی برب الناس) حتی تختمها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد الواسطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ ہر نماز کے بعد اس دُعا کو ترک نہ کرو: أعیذ نفسی وما رزقنی ربی بالله الواحد الصمد۔ یہاں تک سورۂ توحید کو آخر تک پڑھو اور پھر یہ کہو: واعیذ نفسی وما رزقنی ربی برب الفلق۔ یہاں تک سورۂ فلق کو آخر تک پڑھو اور اس کے بعد یوں کہو: واعیذ نفسی وما رزقنی برب الناس اور اس کے بعد سورۃ الناس کو آخر تک پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 410/178﴾ وروی عن أمیر المؤمنین علیه السلام انه قال: من احب ان یخرج من الدنیا وقد تخلص من الذنوب کما یتخلص الذهب الذی لا کدر فیه ولا یطلبه أحد بمظلمة فلیقل فی دبر کل صلاة نسبة الرب تبارك وتعالی اثنتی عشرة مرة ثم یبسط یدیه فیقول: (اللهم إنی اسئلك باسمك المکنون المخزون الطهر الطاهر المبارك، واسئلك باسمك العظیم وسلطانك القدیم أن تصلی علی محمد وآل محمد یا واهب العطایا یا مطلق الاساری یافکاك الرقاب من النار، اسئلك

أن تصلی علی محمد وآل محمد وان تعتق رقبتی من النار وتخرجنی من الدنیا آمنا وتدخلنی الجنة سالما وان تجعل دعائی أوله فلاحا وأوسطه نجاحا وآخره صلاحا انك أنت علام الغیوب) ثم قال أمیر المؤمنین علیه السلام: هذا من المخبیات مما علمنی رسول الله صلی الله علیه وآله وأمرنی ان اعلمه الحسن والحسین علیهما السلام.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ چاہتا ہے کہ وہ دُنیا سے اس طرح جائے کہ وہ گناہوں سے یوں پاک ہو جیسے سونا ملاوٹ سے پاک ہوتا ہے اور کوئی اس سے کسی بدلے کا مطالبہ کرنے والا نہ ہو۔ تو اس کو چاہیے کہ وہ ہر نماز کہ جس کی نسبت ربّ کی طرف ہو (یعنی واجب نماز)۔ اس کے بعد بارہ مرتبہ یہ کلمات کہے اور پھر ہاتھ کھول دے:

اللهم إنی اسئلك باسمك المكنون المخزون الطهر الطاهر المبارك، واسئلك باسمك العظیم وسلطانك القدیم أن تصلی علی محمد وآل محمد یا واهب العطایا یا مطلق الاساری یافكاك الرقاب من النار. اسئلك أن تصلی علی محمد وآل محمد وان تعتق رقبتی من النار وتخرجنی من الدنیا آمنا وتدخلنی الجنة سالما وان تجعل دعائی أوله فلاحا وأوسطه نجاحا وآخره صلاحا انك أنت علام الغیوب۔

پھر امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: یہ وہ کلمات ہیں جن کی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے تعلیم دی اور مجھے حکم دیا کہ میں حسنؑ وحسینؑ کو بھی ان کی تعلیم دوں۔

{حدیث نمبر 179/411} محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن الحسین عن محمد بن سنان عن عمار بن مروان عن المنخل بن جمیل عن جابر عن أبی جعفر علیه السلام قال: إذا انحرفت عن صلاة مكتوبة فلا تنحرف إلا بانصراف لعن بنی امیة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم واجب نماز پڑھ لو تو اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ اٹھو جب تک بنوامیہ پر لعنت نہ کرلو۔

{حدیث نمبر 180/412} وعنه عن إبراهیم بن اسحاق النهاوندی عن أبی عاصم

یوسف عن محمد بن سلیمان الدیلمی قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام فقلت له: جعلت

فداك ان شيعتك تقول إن الايمان مستقر ومستودع فعلمني شيئاً إذا انا قلته استكملت الايمان قال قل في دبر كل صلاة فريضة (رضيت بالله رباً وبمحمد نبياً وبالاسلام ديناً وبالقرآن كتاباً وبالكعبة قبلة وبعلي ولياً وإماماً وبالحسن والحسين والائمة صلوات الله عليهم اللهم اني رضيت بهم أئمة فارضني لهم انك على كل شئ قدير).

وقد قدمنا كيفية ما ينبغي أن يسجد المصلي سجدتي الشكر وهو أن يكون لاطئاً بالارض.

جناب الشیخ رحمہ نے جناب محمد بن سلیمان الدیلمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپؑ کے شیعہ کہتے ہیں کہ ایمان مستقر اور مستودع (ایک ایمان ثابت و پختہ اور دوسرا ایمان جو عارضی و امانتی) آپ مجھے کوئی ایسی دُعا تعلیم دیں کہ جب میں اس کو پڑھوں تو میرا ایمان کامل اور مستقر ہو۔

آپؑ نے فرمایا: ہر نماز واجب کے بعد یہ کلمات کہو:

رضيت بالله رباً وبمحمد نبياً وبالاسلام ديناً وبالقرآن كتاباً وبالكعبة قبلة وبعلي ولياً وإماماً وبالحسن والحسين والائمة صلوات الله عليهم اللهم اني رضيت بهم أئمة فارضني لهم انك على كل شئ قدير

"میں راضی ہوں اللہ کے ربّ ہونے پر اور محمدؐ کے نبی ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر اور قرآن کے کتاب ہونے پر اور کعبہ کے قبلہ ہونے پر۔ علیؑ کے ولی اور امام ہونے پر اور حسنؑ و حسینؑ اور ائمہؑ کے ائمہ ہونے پر۔ اے اللہ! میں ان سب کے ائمہؑ ہونے پر راضی ہوں تو ان کے لیے مجھ سے راضی ہو تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے"۔

سجدۂ شکر

جناب الشیخ رحمہ فرماتے ہیں: ہم سجدۂ شکر کرنے کی کیفیت کو بیان کر چکے ہیں کہ نماز میں دو سجدۂ شکر ادا کرتے ہوئے اس حالت میں کہ وہ زمین کے ساتھ چمٹا ہوا ہو۔

﴿حدیث نمبر 181/413﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن البرقي عن سعد بن سعد الاشعري عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: سألته عن سجدة الشكر فقال: أي

شیٔ سجدة الشکر؟ فقلت له: ان أصحابنا یسجدون بعد الفریضة سجدة واحدة ویقولون هی سجدة الشکر فقال: إنما الشکر إذا أنعم الله تعالی علی عبده النعمة أن یقول (سبحان الذی سخر لنا هذا وما کنا له مقرنین وانا إلی ربنا لمنقلبون والحمد لله رب العالمین).

قال محمد بن الحسن هذا الخبر محمول علی التقیة لانه موافق لقول العامة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سعد بن سعد الاشعری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے سجدۂ شکر کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: سجدۂ شکر کیا چیز ہے؟

میں نے عرض کیا: ہمارے اصحاب نماز واجب کے بعد ایک سجدہ کرتے ہیں جس کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ یہ سجدۂ شکر ہے۔

آپؑ نے فرمایا: شکر فقط اس وقت ہوتا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو کوئی نعمت عطا کرے تو وہ یوں کہے:

سبحان الذی سخر لنا هذا وما کنا له مقرنین وانا إلی ربنا لمنقلبون والحمد لله رب العالمین

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ہم تقیہ پر حمل کریں گے کیونکہ یہ عامہ کے مذہب کے مطابق ہے۔

{حدیث نمبر 182/414} وعنه عن محمد بن سنان عن اسحاق بن عمار قال: سمعت أبا عبد الله علیه السلام یقول: کان موسی بن عمران إذا صلی لم ینفتل حتی یلصق خده الایمن بالارض وخده الایسر بالارض قال وقال اسحاق: رأیت من آبائی من یصنع ذلك قال محمد بن سنان: یعنی موسی فی الحجر فی جوف اللیل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب جناب موسیٰ بن عمران علیہ السلام نماز ادا کرتے تو آپؑ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں اُٹھتے تھے یہاں تک کہ آپ اپنا دایاں رخسار زمین پر لگاتے اور پھر بایاں رخسار زمین پر لگاتے۔

جناب اسحاق بن عمار الساباطی فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آباؤ اجداد کو یوں کرتے دیکھا تھا۔

جناب محمد بن سنان بیان کرتے ہیں کہ موسیٰ الساباطی اپنے حجرے میں رات کی تاریکی میں یوں کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 183/415﴾ أحمد بن أبي عبد الله عن أبيه عن محمد بن أبي عمير عن حريز عن مرازم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سجدة الشكر واجبة على كل مسلم تتم بها صلاتك وترضي بها ربك وتعجب الملائكة منك، وان العبد إذا صلى ثم سجد سجدة الشكر فتح الرب تعالى الحجاب بين العبد وبين الملائكة فيقول: يا ملائكتي انظروا الى عبدي أدى قربتي واتم عهدي ثم سجد لي شكرا على ما أنعمت به عليه، ملائكتي ماذا له؛ قال: فتقول الملائكة يا ربنا رحمتك ثم يقول الرب تعالى ثم ماذا له؛ قال: فتقول الملائكة يا ربنا جنتك فيقول الرب تعالى: ثم ماذا؛ فتقول: الملائكة يا ربنا كفاية مهمه فيقول الرب ثم ماذا؛ فلا يبقى شيء من الخير إلا قالته الملائكة فيقول الله تعالى: يا ملائكتي ثم ماذا؛ فتقول الملائكة يا ربنا لا علم لنا فيقول الله تعالى لاشكرنه كما شكرلي وأقبل إليه بفضلي وأريه رحمتي.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب مرازم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سجدۂ شکر ہر مسلمان پر واجب ہے (سنتِ موکدہ) جس کے ذریعے تم اپنی نماز مکمل کرتے ہو اور اس کے ذریعے تم اپنے ربّ کو راضی کرتے ہو اور ملائکہ تم پر اس کے ذریعے تعجب کرتے ہیں۔ اور تحقیق بندہ جب نماز پڑھ لے اور اس کے بعد سجدۂ شکر کرتا ہے تو اللہ اس کے اور ملائکہ کے درمیان سے پردے ہٹا دیتا ہے۔

پھر فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! میرے اس بندے کی طرف دیکھو کہ اس نے میرے فرض کو ادا کیا ہے اور میرے عہد کو پورا کیا ہے۔ پھر میرے لیے سجدۂ شکر ادا کر رہا ہے۔ اس نے میری نعمت کی وجہ سے جو میں نے اس کو (نماز) عطا کی ہے اے میرے ملائکہ! اس کے لیے میری طرف سے کیا ہونا چاہیے؟

ملائکہ نے عرض کیا: اے ہمارے ربّ! تیری رحمت۔

پھر ربّ فرماتا ہے: پھر اور کیا ہونا چاہیے؟

ملائکہ نے عرض کیا: اے ہمارے ربّ! اس کے لیے تیری جنت۔

ربّ فرماتا ہے: پھر اس کے لیے اور کیا ہونا چاہیے؟

ملائکہ نے عرض کیا: اس کی مشکلات کی آسانی۔

ربّ فرماتا ہے: پھر اور اس کے لیے کیا ہونا چاہیے؟
ملائکہ نے سب نعمات کو بیان کر دیا۔
ربّ پھر فرماتا ہے: میرے ملائکہ اور کیا ہونا چاہیے؟
ملائکہ نے عرض کیا: اے ہمارے ربّ! ہمارے پاس کوئی علم نہیں۔
پھر اللہ فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! میں اس کا اسی طرح شکر ادا کرتا ہوں جس طرح یہ میرا شکر ادا کر رہا ہے۔ اور میں اپنے فضل کے ساتھ اس کی طرف توجہ کرتا ہوں اور اس کو اپنی رحمت میں گھیر لوں گا۔

﴿حدیث نمبر 184/416﴾ محمد بن يعقوب عن علی بن إبراهيم عن أبيه عن عبدالله بن جندب قال: سألت أبا الحسن الماضي عليه السلام عما أقول في سجدة الشكر فقد اختلف أصحابنا فيه فقال: قل وأنت ساجد (اللهم إني أشهدك واشهد ملائكتك وانبيائك ورسلك وجميع خلقك أنك أنت الله ربي والاسلام ديني ومحمد نبيي وعلي وفلان وفلان الى آخرهم ائمتي بهم أتولى ومن أعدائهم أتبرأ اللهم إني انشدك دم المظلوم) ثلاثاً (اللهم إني انشدك بأيوائك على نفسك لاوليائك لتظفرنهم بعدوك وعدوهم ان تصلي على محمد وآل محمد وعلى المستحفظين من آل محمد اللهم إني اسئلك اليسر بعد العسر) ثلاثاً ثم ضع خدك الايمن بالارض وتقول (يا كهفي حين تعييني المذاهب وتضيق علي الارض بما رحبت ويا بارء خلقي رحمة بي وكان عن خلقي غنيا صل على محمد وآل محمد وعلى المستحفظين من آل محمد) ثم تضع خدك الايسر وتقول: (يا مذل كل جبار ويا معز كل ذليل قد وعزتك بلغ بي مجهودي) ثلاثاً ثم تقول: (يا حنان يا منان يا كاشف الكرب العظام) ثلاثاً ثم تعود للسجود فتقول مائة مرة (شكرا شكرا) ثم تسأل الله حاجتك إن شاء الله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن جندب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں سجدۂ شکر میں کیا پڑھوں کیونکہ ہمارے اصحاب نے اس میں اختلاف کیا ہے۔
آپؑ نے فرمایا: جب تو سجدہ کرے تو یوں تین بار کہو:

اللهم إني أشهدك واشهد ملائكتك وانبيائك ورسلك وجميع خلقك أنك أنت الله ربي والاسلام ديني ومحمد نبيي وعلي وفلان وفلان الى آخرهم ائمتي بهم أتولى ومن أعدائهم أتبرأ اللهم إني انشدك دم المظلوم

یہ تین بار کہو:

اللهم إني انشدك بإيوائك على نفسك لاوليائك لتظفرنهم بعدوك وعدوهم ان تصلي على محمد وآل محمد وعلى المستحفظين من آل محمد اللهم إني اسئلك اليسر بعد العسر

پھر دایاں رخسار زمین پر رکھو اور تم یہ کہو:

يا كهفي حين تعييني المذاهب وتضيق علي الارض بما رحبت ويا بارء خلقي رحمة بي وكان عن خلقي غنيا صل على محمد وآل محمد وعلى المستحفظين من آل محمد

پھر بایاں رخسار زمین پر رکھو اور یوں کہو:

يا مذل كل جبار ويا معز كل ذليل قد وعزتك بلغ بي مجهودي

پھر تین بار یہ کہو:

يا حنان يا منان يا كاشف الكرب العظام

پھر دوبارہ سجدے کی طرف لوٹ آؤ (دوبارہ پیشانی زمین پر رکھو) اور سو بار کہو: شکرًا شکرًا۔ پھر اللہ سے جو تیری حاجت ہو وہ طلب کرو، ان شاء اللہ وہ قبول فرمائے گا۔

﴿حديث نمبر 185/417﴾ وعنه عن علي بن إبراهيم عن علي بن محمد القاساني عن سليمان بن حفص المروزي قال: كتبت إلى أبي الحسن عليه السلام في سجدة الشكر فكتب إلي مائة مرة شكرًا شكرًا وإن شئت عفوا عفوا.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب حفص المروزی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں سجدۂ شکر کے بارے میں لکھا کہ اس میں کیا کہوں؟

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: سو مرتبہ شکرًا شکرًا۔ اور چاہو تو عفوًا عفوًا۔

﴿حديث نمبر 186/418﴾ وعنه عن عدة من أصحابنا عن أحمد بن محمد بن عيسى

عن علي بن الحكم عن محمد بن سليمان عن أبيه قال: خرجت مع أبي الحسن موسى ابن جعفر عليه السلام إلى بعض أمواله فقام إلى صلاة الظهر فلما فرغ خر لله ساجدا فسمعته يقول بصوت حزين وتغرغر دموعه (رب عصيتك بلساني ولو شئت وعزتك لاخرستني وعصيتك ببصري ولو شئت وعزتك لا كمهتني وعصيتك بسمعي ولو شئت وعزتك لاصممتني وعصيتك بيدي ولو شئت وعزتك لكنعتني وعصيتك برجلي ولو شئت وعزتك لجذمتني وعصيتك بفرجي ولو شئت وعزتك لعقمتني وعصيتك بجميع جوارحي التي انعمت بها علي وليس هذا جزاؤك مني) ثم قال: احصيت له الف مرة وهو يقول (العفو العفو) قال: ثم ألصق خده الايمن بالارض وسمعته وهو يقول: بصوت حزين (بؤت اليك بذنبي عملت سوءا وظلمت نفسي فاغفرلي فانه لا يغفر الذنوب غيرك يا مولاي) ثلاث مرات ثم ألصق خده الايسر بالارض فسمعته يقول: (إرحم من اساء واقترف واستكان واعترف) ثلاث مرات ثم رفع رأسه.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب محمد بن سلیمان سے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ امام ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کے ساتھ ان کے بعض اموال کی طرف گیا تو وقت نماز ہوا۔ آپؑ نماز ظہر کے لیے کھڑے ہو گئے اور آپؑ نے نماز پڑھی۔ جب آپؑ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ سجدے میں چلے گئے۔ پھر میں نے سنا کہ آپ غمزدہ آواز کے ساتھ اور آپؑ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور یوں کہہ رہے تھے:

رب عصيتك بلساني ولو شئت وعزتك لاخرستني وعصيتك ببصري ولو شئت وعزتك لا كمهتني وعصيتك بسمعي ولو شئت وعزتك لاصممتني وعصيتك بيدي ولو شئت وعزتك لكنعتني وعصيتك برجلي ولو شئت وعزتك لجذمتني وعصيتك بفرجي ولو شئت وعزتك لعقمتني وعصيتك بجميع جوارحي التي انعمت بها علي وليس هذا جزاؤك مني.

پھر راوی بیان کرتا ہے کہ میں نے شمار کیا کہ آپؑ نے ایک ہزار مرتبہ العفو العفو کہا۔ پھر آپؑ نے دایاں رخسار زمین پر رکھا اور میں نے سنا کہ آپؑ نے حزین آواز سے کہا:

بؤت اليك بذنبي عملت سوءا وظلمت نفسي فاغفرلي فانه لا يغفر الذنوب غيرك يامولاي)۔۔۔یہ کلمات تین بار کہے۔

پھر بایاں رخسار زمین پر رکھا اور میں سن رہا تھا کہ آپؑ نے تین بار یہ کہا: ارحم من اساء واقترف واستكان واعترف۔ پھر آپؑ نے اپنا سر اُٹھایا۔

﴿حدیث نمبر 187/419﴾ أحمد بن محمد رفعه عن أبي عبد الله عليه السلام دعاء يدعى به في دبر كل صلاة تصليها فإذا كان بك داء من سقم ووجع فإذا قضيت صلاتك فامسح بيدك على موضع سجودك من الارض وادع بهذا الدعاء وأمر يدك على موضع وجعك سبع مرات تقول: (يامن كبس الارض على الماء وسد الهواء بالسماء وأختار لنفسه أحسن الاسماء صل على محمد وآل محمد وافعل بي كذا و كذا وارزقني كذا و كذا وعافني من كذا و كذا)۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب احمد بن محمد سے نقل کیا اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک دُعا نقل کی ہے جو وہ ہر نماز کے بعد مانگتے اور فرمایا: تم بھی مانگو۔ پس اگر تجھے کوئی بیماری ہو یا کوئی درد ہو تو جب تو اپنی نماز پوری کرلے تو پھر اپنے ہاتھ کو سجدہ کی جگہ پر مسح کرو اور یہ دُعا پڑھتے ہوئے اس کو درد والی جگہ پر ہاتھ کو سات مرتبہ پھیرو۔ وہ دُعا یہ ہے:

يامن كبس الارض على الماء وسد الهواء بالسماء وأختار لنفسه أحسن الاسماء صل على محمد وآل محمد وافعل بي كذا و كذا وارزقني كذا و كذا وعافني من كذا و كذا)

كذا و كذا کی جگہ اپنے مرض یا درد کا نام ذکر کرو۔

﴿حدیث نمبر 188/420﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن عبد الجبار عن عبد الرحمن بن حماد عن إبراهيم بن عبد الحميد عن رجل عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا أصابك هم فامسح يدك على موضع سجودك ثم أمر بيدك على وجهك يعني من جانب خدك الايسر وعلى جبهتك إلى جانب خدك الايمن كذلك وصفه لنا ابراهيم ابن عبد الحميد ثم قل (بسم الله الذي لا إله إلا هو عالم الغيب

والشهادة الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی بالهموم والحزن) ثلاثا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابراہیم بن عبدالحمید سے اور انھوں نے ایک بندے کے ذریعے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تجھے کوئی پریشانی لاحق ہو تو تم سجدہ گاہ کو اپنے ہاتھ سے مس کرو۔ پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر یوں پھیرو بائیں جانب کے رخسار سے شروع کرتے ہوئے پیشانی کی طرف جاؤ اور پھر پیشانی کو مس کرتے ہوئے دائیں رخسار کی طرف آؤ۔ (ابراہیم بن عبدالحمید نے ہمارے لیے یوں ہی بیان کیا)۔ پھر تین بار یوں کہو: بسم الله الذی لا إله إلا هو عالم الغیب والشهادة الرحمن الرحیم اللهم اذهب عنی بالهموم والحزن۔

﴿حدیث نمبر 189/421﴾ وعنه عن أبي إسحاق النهاوندي عن أحمد بن عمر عن محمد بن سنان عن اسحاق بن عمار قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: إذا ذكرت نعمة الله عليك و كنت في موضع لا يراك أحد فالصق خدك بالارض وإذا كنت في ملاء من الناس فضع يدك على أسفل بطنك واحن ظهرك وليكن تواضعا لله فان ذلك أحب وترى أن ذلك غمز وجدته في أسفل بطنك. قال الشيخ رحمه الله: (فإذا سقط القرص فليؤذن للمغرب) الى قوله: (وإذا غاب الشفق). كل ذلك قد مضى شرحه إلا ما ذكره من القيام بعد الفراغ من الثلاث الركعات الى النافلة بغير تعقيب وعلة ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ نعمت جو اللہ نے تجھے عطا کی ہے جب اس کو یاد کرو۔ اگر تو اسی جگہ ہے کہ جہاں کوئی تجھے دیکھ نہیں رہا تو وہاں اپنا رخسار زمین پر رکھو اور اگر تو لوگوں میں ہے تو پھر اپنا ہاتھ شکم کے نیچے والے حصے میں رکھو۔ اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع و انکساری کرتے ہوئے جھک جاؤ۔ یہ زیادہ محبوب ہے۔ اور لوگوں کو ظاہر کرو کہ میرے شکم میں کوئی درد ہے تا کہ ریاکاری سے بچ جاؤ۔

نماز مغرب کی اذان کا وقت اور تعقیبات

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب سورج کی ٹکی (قرص) غروب ہو جائے تو مغرب کی اذان

دی جانی چاہیے۔
جناب الشیخ الطوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس کے بارے میں تفصیل گزر چکی ہے مگر یہ کہ اب جو ذکر ہوگا وہ نماز مغرب سے فارغ ہو کر اس کے نوافل اور تعقیبات کو بیان کیا جائے گا۔

﴿حدیث نمبر 190/422﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن أبي جعفر عن علي بن الحكم عن أبي العلاء الخفاف عن جعفر بن محمد عليه السلام قال: من صلى المغرب ثم عقب لم يتكلم حتى يصلي ركعتين كتبتا له في عليين فان صلى أربعا كتبت له حجة مبرورة.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ابو العلاء الخفاف سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نماز مغرب پڑھنے کے بعد بغیر کوئی بات کیے دو رکعت نماز نافلہ پڑھے گا تو اس کو علیین میں لکھا جائے گا اور جو بندہ چار رکعت پڑھے گا تو اس کے لیے مقبول حج لکھا جائے گا۔

﴿حدیث نمبر 191/423﴾ وعنه عن العباس بن معروف عن عبد الله بن بحر عن ابن مسكان عن الحرث بن المغيرة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا تدع أربع ركعات بعد المغرب في سفر ولا حضر وإن طلبتك الخيل.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب الحرث بن المغیرہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: نماز مغرب کے بعد چار رکعت نوافل ترک نہ کرو خواہ سفر میں ہو یا حضر میں۔ اگر چہ تمھیں قافلہ والے طلب کر رہے ہیں۔

مغرب کی تین رکعت اور نوافل کے چار رکعت سفر وحضر دونوں میں پڑھنا ہے

﴿حدیث نمبر 192/424﴾ ذكر أبو جعفر محمد بن علي بن الحسين بن بابويه رحمه الله فقال سئل الصادق عليه السلام: لم صار المغرب ثلاث ركعات وأربعا بعدها ليس فيها تقصير في حضر ولا سفر؟ فقال: إن الله تعالى أنزل على نبيه صلى الله عليه وآله كل صلاة ركعتين فأضاف إليها رسول الله صلى الله عليه وآله لكل صلاة ركعتين في الحضر وقصر فيها في السفر إلا المغرب والغداة، فلما صلى عليه السلام المغرب بلغه مولد فاطمة عليها السلام فأضاف إليها ركعة شكرا لله عزوجل، فلما ان ولد

الحسن عليه السلام أضاف إليها ركعتين شكرا لله عزوجل، فلما أن ولد الحسين عليه السلام أضاف إليها ركعتين شكرا لله عزوجل فقال للذكر مثل حظ الانثيين فتركها على حالها في السفر والحضر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوجعفر محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ کیا وجہ ہے مغرب کی تین رکعت فرض اور چار نوافل باقی رہتے ہیں خواہ سفر میں ہو یا حضر میں؟

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نماز کو دو دو رکعت نازل فرمائی اور یہ اضافہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ آپؐ نے ہر نماز میں دو دو رکعت کا حضر میں اضافہ فرمایا جو سفر میں قصر ہو جاتی ہیں سوائے مغرب اور فجر کے۔

پس آپؐ نے نماز مغرب پڑھی تو آپؐ کو جنابِ فاطمہ زہراؑ کی ولادت کی خبر دی گئی تو آپؐ نے شکرانے کے طور پر نماز مغرب میں ایک رکعت کا اضافہ کیا، یعنی خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی خاطر ایک رکعت کا نماز مغرب میں اضافہ فرمایا اور جب امام حسنؑ کی ولادت کی آپؐ کو خبر دی گئی تو آپؐ نے اور دو رکعت کا اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اضافہ فرمایا اور جب امام حسینؑ کی ولادت کی خبر دی گئی تو آپؐ نے دو رکعت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اضافہ فرمایا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا: للذكر مثل حظ الانثيين۔

پس آپؐ نے نماز مغرب کو سفر و حضر دونوں میں اپنی حالت پر باقی رکھا۔

{حديث نمبر 193/425} محمد بن أحمد بن يحيى عن سلمة عن الحسين بن يوسف عن محمد بن يحيى عن حجاج الخشاب عن أبي الفوارس قال: نهاني أبو عبد الله عليه السلام ان أتكلم بين الاربع ركعات التي بعد المغرب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالفوارس سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے نماز مغرب کے نوافل (چار رکعت) کے درمیان بات کرنے سے منع فرمایا تھا۔

{حديث نمبر 194/426} وروى محمد بن الحسن بن الوليد عن الصفار عن محمد ابن عيسى عن حفص الجوهري قال: صلى بنا أبو الحسن علي بن محمد عليه السلام صلاة المغرب فسجد سجدة الشكر بعد السابعة فقلت له: كان آباؤك يسجدون بعد

الثلاثة فقال: ما كان أحد من آبائي يسجد إلا بعد السبعة. وقد روى جواز التعفير وسجدة الشكر بعد المغرب.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب حفص الجوہری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوالحسن علی بن محمد النقی علیہ السلام نے ہمارے ساتھ نمازِ مغرب پڑھی اور آپؑ نے سات رکعت کے بعد سجدۂ شکر ادا کیا۔

میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ کے آباؤ اجداد تین رکعت کے بعد سجدۂ شکر ادا کرتے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: میرے آباء کرامؑ میں سے کوئی بھی سجدۂ شکر ادا نہیں کرتا تھا مگر سات رکعت کے بعد۔ (یعنی نمازِ مغرب کے تین فرض اور چار نوافل کے بعد سجدۂ شکر کرتے تھے)۔

﴿حديث نمبر 195/427﴾ روى ذلك أبو جعفر محمد بن علي بن بابويه رحمه الله قال: أخبرنا محمد بن الحسن بن الوليد عن محمد بن الحسن الصفار عن العباس بن معروف عن سعدان بن مسلم عن جهم بن أبي جهم قال: رأيت أبا الحسن موسى بن جعفر عليه السلام وقد سجد بعد الثلاث الركعات من المغرب فقلت له: جعلت فداك رأيتك سجدت بعد الثلاث فقال ورأيتني؟ فقلت نعم قال: فلا تدعها فان الدعاء فيها مستجاب.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب جہم بن ابی جہم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوالحسن موسیٰ بن جعفر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نے نمازِ مغرب کی رکعات کے بعد سجدۂ شکر ادا کیا تو میں نے آپؑ سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں میں نے آپؑ کو دیکھا ہے کہ آپؑ نے نمازِ مغرب کی تین رکعت کے بعد سجدۂ شکر ادا کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تُو نے مجھے دیکھا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اس کو ترک نہ کرنا، اس میں دُعا قبول ہوتی ہے۔

﴿حديث نمبر 196/428﴾ محمد بن يعقوب عن عدة من أصحابنا عن أحمد بن محمد ابن خالد عن أبيه عن القاسم بن عروة عن أبي العباس الفضل بن عبد الملك قال قال أبو عبد الله عليه السلام: يستجاب الدعاء في أربعة مواطن في الوتر وبعد الفجر

وبعد الظهر وبعد المغرب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالعباس الفضل بن عبدالملک سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: چار مقامات پر دُعا قبول ہوتی ہے: ① نمازِ وتر کے بعد ② نمازِ فجر کے بعد ③ نمازِ ظہر کے بعد اور ④ نمازِ مغرب کے بعد۔

{حدیث نمبر 197/429} وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد بن عيسى عن محمد بن إسماعيل عن أبي إسماعيل السراج عن علي بن شجرة عن محمد بن مروان عن أبي عبد الله عليه السلام انه قال: تمسح يدك اليمنى على جبهتك ووجهك في دبر المغرب والصلوات وتقول (بسم الله الذي لا إله إلا هو عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم اللهم إني أعوذ بك من الهم والحزن والسقم والعدم الصغار والذل والفواحش ما ظهر منها وما بطن).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مروان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ مغرب کے بعد اپنے دائیں ہاتھ سے اپنی پیشانی اور چہرے کو مسح کرو اور درود پڑھو اور بعد میں یہ کلمات کہو:

بسم الله الذي لا إله إلا هو عالم الغيب والشهادة الرحمن الرحيم اللهم إني أعوذ بك من الهم والحزن والسقم والعدم الصغار والذل والفواحش ما ظهر منها وما بطن

{حدیث نمبر 198/430} وقال الصادق عليه السلام: من قال إذا صلى المغرب ثلاث مرات (الحمد لله الذي يفعل ما يشاء ولا يفعل ما يشاء غيره) اعطى خيرًا كثيرًا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نمازِ مغرب کے بعد تین مرتبہ یہ کلمات کہے گا: الحمد لله الذي يفعل ما يشاء ولا يفعل ما يشاء غيره تو اللہ اس کو خیر کثیر عطا فرمائے گا۔

{حدیث نمبر 199/431} محمد بن علي بن محبوب عن العباس عن عبد الله بن

المغيرة عن عبد الله بن سنان عن عمر بن يزيد قال قال أبو عبد الله عليه السلام: قل في آخر السجدة من النوافل من المغرب في ليلة الجمعة سبع مرات وأنت ساجد (اللهم إني اسئلك بوجهك الكريم واسمك العظيم أن تصلي على محمد وآل محمد وان تغفر لي ذنبي العظيم). قال الشيخ رحمه الله: (فإذا غاب الشفق فليؤذن للعشاء الآخرة) الى قوله: (ولياً والى فراشه). فقد مضى شرح ذلك كله.

اسئلك

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جمعہ کے دن کی نماز مغرب کے نوافل کے آخری سجدے میں یہ کلمات سات مرتبہ کہو: اللهم إني اسئلك بوجهك الكريم واسمك العظيم أن تصلي على محمد وآل محمد وان تغفر لي ذنبي العظيم۔

شفق غائب ہو جائے تو نماز عشاء کے لیے اذان کہو

مسئلہ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب مغرب کی جانب کی سرخی غائب ہو جائے تو اس وقت نماز عشاء کے لیے اذان کہی جائے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں تفصیل سے ذکر گزر چکا ہے۔

﴿حدیث نمبر 200/432﴾ روي عن الصادق عليه السلام انه قال: تقول بعد العشائين: (اللهم بيدك مقادير الليل والنهار ومقادير الدنيا والاخرة ومقادير الموت والحياة ومقادير الشمس والقمر ومقادير النصر والخذلان ومقادير الغنى والفقر اللهم ادرأ عني شر فسقة الجن والانس واجعل منقلبي الى خير دائم ونعيم لا يزول).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: عشائین (نماز مغرب و عشاء) کے بعد یوں دعا کرو: اللهم بيدك مقادير الليل والنهار ومقادير الدنيا والاخرة ومقادير الموت والحياة ومقادير الشمس والقمر ومقادير النصر والخذلان ومقادير الغنى والفقر اللهم ادرأ عني شر فسقة الجن والانس واجعل منقلبي الى خير دائم ونعيم لا يزول۔

﴿حدیث نمبر 201/433﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن أبي طالب عبد الله بن

الصلت عن ابن أبي عمير قال: كان أبو عبد الله عليه السلام يقرأ في الركعتين بعد العتمة: الواقعة وقل هو الله أحد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نمازِ عشاء کے بعد دو رکعت (کہ جو عشاء کے نوافل ہیں) کے بعد سورۂ واقعہ اور سورۂ قل ھو اللہ احد کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

بستر پر سونے کے لیے جائے

{حدیث نمبر 202/434} روي عن الصادق عليه السلام انه قال: من تطهر ثم آوى الى فراشه بات وفراشه كمسجده، وإن ذكر انه ليس على وضوء فتيمم من دثاره كائنا ما كان لم يزل في صلاة ما ذكر الله عز وجل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ طہارت کرے (وضو کرے) پھر بستر پر آئے تاکہ سوئے تو اس کا بستر اس کی مسجد کی مانند ہے (اس کا سونا عبادت ہے) اور اگر اسے یاد آجائے کہ اس نے وضو نہیں کیا تو وہ اپنے بستر کی چادر پر ہی تیمم کرلے۔ تو جب تک وہ بستر پر اللہ کا ذکر کرتا رہے گا وہ نماز میں رہے گا۔

{حدیث نمبر 203/435} وروى العلا عن محمد بن مسلم قال قال لي أبو جعفر عليه السلام: إذا توسد الرجل يمينه فليقل (بسم الله اللهم إني اسلمت نفسي اليك ووجهت وجهي اليك وفوضت أمري اليك والجأت ظهري إليك وتوكلت عليك رهبة منك ورغبة اليك لا ملجأ ولا منجا منك إلا اليك آمنت بكتابك الذي أنزلت وبرسولك الذي أرسلت) ثم يسبح تسبيح فاطمة الزهراء عليها السلام. ومن أصابه فزع عند منامه فليقرأ إذا آوى إلى فراشه المعوذتين وآية الكرسي.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: جب بندہ اپنا سر اپنے تکیہ پر رکھے تاکہ وہ دائیں جانب سوئے تو یوں کہے: بسم الله اللهم إني اسلمت نفسي اليك ووجهت وجهي اليك وفوضت أمري اليك والجأت ظهري إليك وتوكلت

عليك رهبة منك ورغبة اليك لا ملجأ ولا منجا منك إلا اليك آمنت بكتابك الذى أنزلت وبرسولك الذى أرسلت.

پھر وہ جناب فاطمہ زہراؑ کی تسبیح پڑھے۔

اور اگر کوئی بندہ نیند میں ڈرتا ہو تو اسے چاہیے کہ جب وہ بستر پر لیٹے تو معوذتین (سورۂ فلق، سورۂ ناس) اور آیت الکرسی کی تلاوت کرے۔

﴿حدیث نمبر 204/436﴾ وروى العلا عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليه السلام قال: لا يدع الرجل أن يقول عند منامه (أعيذ نفسي وذريتي وأهل بيتي ومالي بكلمات الله التامات من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة) فذلك الذى عوذبه جبرئيل عليه السلام الحسين عليه السلام.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے فرمایا: بندے کو سوتے وقت اس دُعا کو ترک نہیں کرنا چاہیے: أعيذ نفسي وذريتي وأهل بيتي ومالي بكلمات الله التامات من كل شيطان وهامة ومن كل عين لامة.

یہ وہ تعوذ ہے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت امام حسین علیہ السلام کے لیے لائے تھے۔

﴿حدیث نمبر 205/437﴾ وروى عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: اقرأ قل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون عند منامك فانها براءة من الشرك وقل هو الله نسبة الرب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اپنے سونے کے وقت سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون پڑھو کیونکہ سورۂ کافرون شرک سے برأت ہے اور سورۂ اخلاص ربّ کی طرف نسبت ہے۔

﴿حدیث نمبر 206/438﴾ وروى بكر بن محمد عنه عليه السلام انه قال: من قال حين يأخذ مضجعه ثلاث مرات (الحمد لله الذى علا فقهر والحمد لله الذى بطن فخبر والحمد لله الذى ملك فقدر والحمد لله الذى يحيى الموتى ويميت الاحياء وهو على

کل شئ قدیر) خرج من الذنوب کیوم ولدته امه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب بکر بن محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنے بستر پر لیٹتے وقت یہ دُعا الحمد لله الذی علا فقهر والحمد لله الذی بطن فخبر والحمد لله الذی ملك فقدر والحمد لله الذی یحیی الموتی ویمیت الاحیاء وهو علی کل شئ قدیر تین مرتبہ پڑھے گا تو اس کے گناہ یوں معاف ہوں گے جیسے وہ آج ہی ماں کے شکم سے پیدا ہوا ہے، یعنی اس کے سب گناہ معاف ہوجائیں گے۔

﴿حدیث نمبر 207/439﴾ وروی سعد الاسکاف عن أبي جعفر علیه السلام انه قال: من قال هذه الکلمات فانا ضامن أن لا یصیبه عقرب ولا هامة حتی یصبح (اعوذ بکلمات الله التامات التی لا یجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ذرأ ومن شر ما برأ ومن شر کل دابة هو آخذ بناصیتها ان ربي علی صراط مستقیم).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد الاسکاف سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ (سونے سے قبل) یہ کلمات کہے گا میں ضامن ہوں گا کہ صبح ہونے تک اس کو کوئی بچھو یا شر نہیں پہنچ گا: اعوذ بکلمات الله التامات التی لا یجاوزهن بر ولا فاجر من شر ما ذرأ ومن شر ما برأ ومن شر کل دابة هو آخذ بناصیتها ان ربي علی صراط مستقیم.

﴿حدیث نمبر 208/440﴾ وروی العباس بن هلال عن أبي الحسن الرضا عن أبیه علیهما السلام قال: لم یقل أحد قط إذا أراد أن ینام (ان الله یمسك السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا إن أمسکهما من أحد من بعده انه کان حلیما غفورا) فسقط علیه البیت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عباس بن ہلال سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی بندہ جب سونے کا ارادہ کرے اور وہ سوتے وقت یہ کلمات پڑھے: ان الله یمسك السموات والارض ان تزولا ولئن زالتا إن أمسکهما من أحد من بعده انه کان حلیما غفورا۔ پس اس پر کبھی بھی چھت نہیں گرے گی۔

نمازِ شب اور اس کی فضیلت

{حدیث نمبر 209/441} الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن عمر بن أذينة عن عمر بن يزيد انه سمع أبا عبد الله عليه السلام يقول: ان في الليل لساعة لا يوافقها عبد مسلم يصلي ويدعو الله فيها إلا استجاب له في كل ليلة، قلت: أصلحك الله فأية ساعة من الليل؟ قال: إذا مضى نصف الليل الى الثلث الباقي.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق رات میں ایک وقت ہے کوئی بندہ مسلم ایسا نہیں جو اس وقت کو پالے اور وہ اس میں نماز پڑھے اور دُعا کرے مگر یہ کہ اللہ اس کی دُعا کو ہر رات قبول کرے گا۔

میں نے عرض کیا: خداوند عالم آپؑ کے اُمور کی اصلاح فرمائے وہ وقت کون سا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب آدھی رات گزر جائے تو ایک ثلث باقی رہنے تک کا وقت ہے۔

{حدیث نمبر 210/442} وعنه عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن فضيل عن أحدهما عليهما السلام ان رسول الله صلى الله عليه وآله كان يصلي بعدما ينتصف الليل ثلاث عشرة ركعة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب فضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھی رات کے بعد تیرہ رکعت نماز پڑھا کرتے تھے۔

{حدیث نمبر 211/443} وعنه عن صفوان عن ابن بكير عن عبد الحميد الطائي عن محمد بن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا صلى العشاء الآخرة آوى الى فراشه لا يصلي شيئاً إلا بعد انتصاف الليل لا في شهر رمضان ولا في غيره.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نمازِ عشاء پڑھنے کے بعد بستر پر آتے تو پھر

آپؑ کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے مگر نصف شب کے بعد خواہ ماہ مبارک رمضان ہوتا یا کوئی اور ماہ۔

﴿حدیث نمبر 212/444﴾ وعنه عن صفوان عن أبي أيوب عن عبدة السابوري قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: جعلت فداك ان الناس يروون عن النبي صلى الله عليه وآله أن في الليل لساعة لا يدعو فيها عبد مؤمن بدعوة إلا استجيب له قال: نعم قلت: متى هي؟ قال: ما بين نصف الليل الى الثلث الباقي قلت: ليلة من الليالي أو كل ليلة؟ فقال: كل ليلة.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب عبدة السابوری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں لوگ رسولؐ خدا سے نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ہر رات میں ایک ایسا وقت ہے کہ جس میں کوئی بندۂ مومن دُعا نہیں کرے گا مگر یہ کہ اس کی دُعا قبول ہوگی؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: وہ کون سا وقت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نصف شب سے لے کر اس وقت جب ایک ثلث رات باقی رہ جائے۔

میں نے عرض کیا: کیا کسی خاص رات میں ہے یا ہر رات میں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہر رات میں ہے۔

﴿حدیث نمبر 213/445﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن علي بن محمد القاساني عن سليمان بن حفص المروزي عن الرجل العسكري عليه السلام قال: إذا انتصف الليل ظهر بياض في وسط السماء شبه عمود من حديد تضيء له الدنيا فيكون ساعة ويذهب ثم تظلم فإذا بقي ثلث الليل الاخير ظهر بياض من قبل المشرق فاضاءت له الدنيا فيكون ساعة ثم يذهب وهو وقت صلاة الليل ثم تظلم قبل الفجر ثم يطلع الفجر الصادق من قبل المشرق. قال: ومن أراد أن يصلي في نصف الليل فيطول فذلك له. والاخبار التي رويت في جواز تقديم صلاة الليل في أول الليل فانما هي

https://www.shiabookpdf.com

مخصوصة بحال السفر دون الحضر وفي وقت أيضاً يغلب على ظن الانسان أنه إن لم يصلها فاتته فحينئذ يجوز له تقديمها مثل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن حفص المروزی سے اور انھوں نے امام عسکری علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب آدھی رات ہوتی ہے تو وسط آسمان میں لوہے کے ستون کی مانند ایک نور ظاہر ہوتا ہے جس سے آسمان روشن ہوجاتا ہے اور وہ ایک گھنٹہ تک باقی رہتا ہے اور پھر غائب ہوجاتا ہے اور دوبارہ آسمان تاریکی و اندھیرے میں ڈوب جاتا ہے۔ پھر جب ایک ثلث رات باقی رہ جاتی ہے تو پھر مشرق کی جانب سے ایک روشنی ظاہر ہوتی ہے اور سارا آسمان روشن ہوجاتا ہے۔ پھر وہ ایک گھنٹہ تک باقی رہتی ہے۔ پھر وہ ختم ہوجاتی ہے۔ یہ ہی وقت نماز شب ہے۔ پھر فجر سے قبل دوبارہ آسمان تاریک ہوجاتا ہے۔ پھر فجر صادق مشرق کی طرف سے طلوع کرتی ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نصف شب میں نماز شب پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنی نماز کو اس وقت تک طول دے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ روایات جو بیان کرتی ہیں نصف شب سے قبل نماز شب کو پڑھنا جائز ہے، اوّل شب بھی اس کو پڑھا جاسکتا ہے۔ یہ سب روایات حالت سفر کے ساتھ خاص ہیں تا کہ حضر (وطن میں) یا اس وقت کہ جب انسان کا ظن غالب ہو کہ وہ نماز شب کے لیے بیدار نہیں ہوسکے وہ اس وقت میں پڑھے تو اس کے لیے جائز ہے کہ اوّل شب میں پڑھ لے، تا کہ اس کی نماز شب فوت نہ ہوجائے۔ تو اس صورت کے لیے نماز شب کو اوّل شب میں مقدم کرنا جائز ہے۔

﴿حدیث نمبر 214/446﴾ ما رواه عبد الله بن مسكان عن ليث المرادي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الصلاة في الصيف في الليالي القصار صلاة الليل في أول الليل فقال نعم نعم ما رأيت ونعم ما صنعت. والذي يكشف عما ذكرناه من ان هذا مخصوص بحال السفر والضرورة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب لیث المرادی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ گرمیوں کی راتیں کہ جو چھوٹی ہوتی ہیں کیا ان میں نماز شب کو اوّل شب میں پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو تُو نے سوال کیا وہ بھی اچھا ہے اور جو تم کرتے ہو وہ بھی اچھا ہے۔

جناب الشیخ الطوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس روایت سے کشف ہوجاتا ہے کہ یہ وقت حالتِ سفر یا حالتِ مجبوری کے ساتھ خاص ہے۔

﴿حدیث نمبر 215/447﴾ ما رواه حماد بن عيسى عن معاوية بن وهب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: قلت إن رجلا من مواليك من صلحائهم شكا إلي ما يلقى من النوم فقال: إني اريد القيام للصلاة بالليل فيغلبني النوم حتى أصبح فربما قضيت صلاتي الشهر المتتابع والشهرين أصبر على ثقله قال: قرة عين له ، والله ولم يرخص له في الصلاة في أول الليل، وقال: القضاء بالنهار أفضل. قلت: فان من نسائنا ابكارا الجارية تحب الخير وأهله وتحرص على الصلاة فيغلبها النوم حتى ربما قضت وربما ضعفت من قضائه وهي تقوى عليه أول الليل فرخص لهن في الصلاة أول الليل إذا ضعفن وضيعن القضاء.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: تحقیق ایک بندہ جو آپؑ کے نیکوکار محبوں میں سے ہے اس نے نیند کی شکایت کرتے ہوئے کہا کہ میں نمازِ شب پڑھنا چاہتا ہوں لیکن مجھ پر نیند غالب آجاتی ہے یہاں تک کہ صبح ہوجاتی ہے۔ پھر ایک ماہ متواتر یا دو ماہ متواتر اس کی صبح کے وقت قضا کرتا ہوں اور اس ثقالت کو برداشت کرتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ کام اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ خدا کی قسم! آپؑ نے اس کو اوّل شب میں نمازِ شب پڑھنے کی اجازت نہ دی اور فرمایا: اوّل شب میں نماز پڑھنے سے دن کے وقت اس کی قضا کرنا افضل ہے۔

جناب الشیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں کہتا ہوں کہ ہماری بعض کنواری عورتیں نیکی اور نیکوکار لوگوں کو پسند کرتی ہیں اور وہ نمازِ شب پڑھنے پر حریص ہوتی ہیں۔ پھر ان پر نیند غالب آجاتی ہے یہاں تک کہ بعض اوقات وہ نمازِ شب کی قضا کرتی ہیں اور بعض اوقات قضا نہیں کرتیں اور یہ عورتیں اوّل شب میں نمازِ شب پڑھنے میں قدرت رکھتی ہیں۔ پس ان کو اوّل شب میں نمازِ شب پڑھنے کی اجازت دی گئی ہے۔ اگر یہ کمزور و ناتواں ہوں اور وہ قضاء کو بھی ضائع کردیں (یعنی قضاء بھی نہ کرسکیں)۔

﴿حدیث نمبر 216/448﴾ وعنه عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن محمد بن مسلم قال: سألته عن الرجل لا يستيقظ من آخر الليل حتى يمضي لذلك العشر والخمس عشرة فيصلي أول الليل أحب اليك أم يقضي؛ قال: لا بل يقضي أحب إلي إني اكره أن يتخذ ذلك خلقاً. وكان زرارة يقول: كيف تقضي صلاة لم يدخل وقتها إنما وقتها بعد نصف الليل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ نماز شب کے لیے آخر شب میں بیدار نہیں ہو سکا یہاں تک کہ وہ دس دن یا پندرہ دن تک نماز شب کی دن کے وقت قضا کرتا ہے تو کیا اس کا اوّل شب میں نماز شب پڑھنا آپؑ کو زیادہ پسند ہے یا دن کے وقت قضاء کرنا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اس کا دن کے وقت قضاء کرنا مجھے زیادہ پسند ہے۔ میں پسند نہیں کرتا کہ وہ اس کو عادت بنالے۔

جنابِ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے: وہ نماز کیسے پڑھی جاسکتی ہے کہ جس کا ابھی وقت ہی داخل نہیں ہوا۔ اس کا وقت فقط نصف شب کے بعد ہے۔

﴿حدیث نمبر 217/449﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن حسان الرازي عن محمد بن علي رفعه قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من صلى بالليل حسن وجهه بالنهار.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن علی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ رات کو نماز شب پڑھتا ہے تو دن کے وقت اس کا چہرہ خوبصورت ہوتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 218/450﴾ وعنه عن أيوب بن نوح عن صفوان عن هشام بن سالم عن أبي عبد الله عليه السلام في قول الله عزوجل (ان ناشئة الليل هي أشد وطأ وأقوم قيلا) قال: قيامه عن فراشه لا يريد إلا الله عزوجل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل

کیا ہے کہ آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا ﴿۶﴾ (سورۂ مزمل: آیت ۶) (رات کو اُٹھنا، یقیناً نہایت مناسب اور سنجیدہ کلام کے لیے موزوں ہے) کے بارے میں سوال کیا گیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد ہے کہ راتوں کو اپنے بستروں سے اُٹھنا (نماز شب کے لیے) جس سے سوائے اللہ تعالیٰ کے لیے کسی اور کا ارادہ نہ کیا جائے (یعنی فقط خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے وہ بندہ اُٹھے)۔

﴿حديث نمبر 219/451﴾ وعنه عن العباس بن معروف عن سعدان بن مسلم عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: شرف المؤمن صلاة الليل، وعز المؤمن كفه عن اعراض الناس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: نماز شب مومن کا شرف ہے اور دوسرے لوگوں کو اذیت دینے سے اپنے ہاتھوں کو روکنا یہ مومن کے لیے عزت ہے۔

﴿حديث نمبر 220/452﴾ وعنه عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب عن علي بن اسباط عن محمد بن علي بن أبي عبد الله عن أبي الحسن عليه السلام في قول الله عزوجل: (ورهبانية ابتدعوها ما كتبناها عليهم إلا ابتغاء رضوان الله) قال: صلاة الليل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن علی بن ابی عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ (سورۂ حدید: آیت ۲۷) (اور رہبانیت (ترکِ دُنیا) کو تو انھوں نے خود ایجاد کیا ہے۔ ہم نے تو ان پر رہبانیت کو واجب نہیں کیا تھا سوائے اللہ کی خوشنودی کے حصول کے) کے بارے میں فرمایا۔

اس سے مراد ہے کہ ان پر نماز شب کو قرار دیا گیا۔

﴿حديث نمبر 221/453﴾ وعنه عن أبي زهير النهدي عن آدم بن اسحاق عن بعض أصحابه عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال: عليكم بصلاة الليل فانها سنة نبيكم ودأب الصالحين قبلكم ومطردة الداء عن أجسادكم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب آدم بن اسحاق سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بعض اصحاب کے ذریعے امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم پر نمازِ شب لازم ہے کیونکہ یہ تمھاری نبیؐ کی سنت اور تم سے پہلے والوں کے آداب سے ہے اور تمھارے جسموں سے بیماریوں کو دُور کرنے والی ہے۔

﴿حدیث نمبر 222/454﴾ وعنه عن أبي زهير رفعه إلى أبي عبد الله عليه السلام قال: صلاة الليل تبيض الوجه، وصلاة الليل تطيب الريح، وصلاة الليل تجلب الرزق.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابی زہیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ شب چہروں کو سفید و روشن کرتی ہے۔ نمازِ شب تمھاری خوشبو کو پاک وطیب قرار دیتی ہے اور نمازِ شب رزق کو جلب کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 223/455﴾ وعنه عن عمر بن علي بن عمر عن عمه محمد بن عمر عمن حدثه عن أبي عبد الله عليه السلام انه قال: إن كان الله عز وجل قال: (المال والبنون زينة الحياة الدنيا) ان الثمانية ركعات يصليها العبد آخر الليل زينة الاخرة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ (سورۂ کہف: آیت ۴۶) (مال اور اولاد دُنیاوی زندگی کی زینت ہے) کے ذیل میں فرمایا: بندے کا آخر شب میں آٹھ رکعت نمازِ شب پڑھنا یہ آخرت کی زینت ہے۔

﴿حدیث نمبر 224/456﴾ وعنه عن عمر بن علي عن عمه عمن حدثه عن أبي عبد الله عليه السلام انه جاءه رجل فشكا إليه الحاجة وأفرط في الشكاية حتى كاد أن يشكو الجوع قال فقال له أبو عبد الله عليه السلام: يا هذا تصلي بالليل؟ قال: فقال الرجل نعم قال: فالتفت أبو عبد الله عليه السلام إلى أصحابه فقال: كذب من زعم انه يصلي بالليل ويجوع بالنهار ان الله تعالى ضمن بصلاة الليل قوت النهار.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن علی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے چچا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک بندے کے ذریعے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ کی خدمتِ اقدس میں ایک بندہ آیا اور اس نے آپؑ سے اپنی ضرورت و حاجت کی شکایت کی اور شکایت کرنے میں کافی افراط کیا، یہاں تک کہ قریب تھا کہ وہ اپنی بھوک کی شکایت کرتا۔

آپؑ نے اس سے فرمایا: اے فلاں! کیا نماز شب پڑھتے ہو؟

اس بندے نے عرض کیا: جی ہاں۔

حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: وہ بندہ جھوٹا ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نماز شب پڑھتا اور پھر دن کے وقت وہ بھوکا رہتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز شب کی وجہ سے دن کی روزی کی ضمانت لی ہے۔

﴿حدیث نمبر 225/457﴾ وعنه عن محمد بن عيسى عن القاسم بن يحيى عن جده عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: حدثني أبي عن جدي عن آبائه عن علي بن أبي طالب عليه السلام قال: قيام الليل مصحة البدن ورضا الرب وتمسك بأخلاق النبيين وتعرض لرحمته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے میرے والد ماجدؑ نے بیان کیا ہے اور انھوں نے میرے دادا بزرگوارؑ سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے باپ دادا کے ذریعے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز شب کا قیام بدن کی صحت، ربّ کی رضا، انبیاءؑ کے اخلاق سے تمسک کرنا اور رحمتِ خدا کا حق دار قرار پاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 226/458﴾ وعنه عن محمد بن عيسى عن داود الصرمي قال: سألته عن صلاة الليل والوتر فقال: هي واجبة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے نماز شب اور وتر کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر 227/459﴾ وعنه عن عمران بن موسى عن الحسن بن علي بن النعمان عن أبيه عن بعض رجاله قال: جاء رجل الى أمير المؤمنين عليه السلام فقال: يا أمير المؤمنين إني قد حرمت الصلاة بالليل قال: فقال له أمير المؤمنين أنت رجل قد قيدتك ذنوبك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن علی بن النعمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ذکر کیا ہے کہ ایک بندہ

امیرالمومنین علی علیہ السلام کے پاس آیا اور عرض کیا: یا امیرالمومنینؑ! میں نمازِ شب سے محروم ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: تیرے گناہوں نے تجھے مقید کیا ہوا ہے۔

﴿حدیث نمبر 228/460﴾ وعنه عن موسى بن جعفر البغدادي عن محمد بن الحسن ابن شمون عن علي بن محمد النوفلي قال: سمعته يقول: ان العبد ليقوم في الليل فيميل به النعاس يمينا وشمالا وقد وقع ذقنه على صدره فيأمر الله تعالى أبواب السماء فتنفتح ثم يقول للملائكة انظروا الى عبدي ما يصيبه في التقرب الي بما لم افترض عليه راجيا مني لثلاث خصال ذنبا اغفره له أو توبة اجددها له أو رزقا أزيده فيه إشهدوا ملائكتي اني قد جمعتهن له.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن محمد النوفلی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے سنا کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق! بندہ جو رات کے وقت قیام کرتا ہے اور نیند کی وجہ سے دائیں بائیں میلان کرتا ہے اور یہ حالت ہوتی ہے کہ اس کی ٹھوڑی اس کے سینے پر آجاتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ آسمان کے دروازوں کو حکم دیتا ہے۔ پس وہ کھل جاتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے: اے میرے ملائکہ! میرے اس بندے کی طرف دیکھو۔ میرا تقرب حاصل کرنے کے لیے اس کی کیا کیفیت ہے جبکہ میں نے اس پر یہ واجب نہیں کیا حالانکہ یہ مجھ سے تین میں کسی خصلت کی اُمید رکھتا ہے۔ میں اس کے گناہ بخش دوں یا اس کی توبہ کو قبول کروں یا اس کے رزق میں اضافہ کروں۔

اے میرے ملائکہ! گواہ رہنا میں اس کے لیے تینوں کو جمع کرتا ہوں یعنی تینوں پوری کرتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر 229/461﴾ وعنه عن محمد بن عبد الله ابن أحمد عن الحسن بن علي ابن أبي عثمان. وأبو عثمان اسمه عبد الواحد بن حبيب. قال: زعم لنا محمد بن أبي حمزة الثمالي عن معاوية بن عمار الدهني عن أبي عبد الله عليه السلام قال: صلاة الليل تحسن الوجه وتذهب الهم وتجلو البصر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے معاویہ بن عمار الدھنی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ شب چہروں کو حسین کرتی ہے اور ہم و غم کو دُور کرتی ہے اور بصارت کو روشن کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 230/462﴾ وعنه عن إبراهيم بن اسحاق عن محمد بن سليمان

الديلمي عن أبيه قال قال أبو عبد الله عليه السلام : يا سليمان لا تدع قيام الليل فان المغبون من حرم قيام الليل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن سلیمان الدیلمی سے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اے سلیمان! نماز شب کو ترک نہ کرنا کیونکہ مغبون (جو دھوکے میں ہو) وہ ہے جو رات کے قیام سے محروم رہا ہے۔

﴿حديث نمبر 231/463﴾ وعنه عن سهل بن زياد عن هارون بن مسلم عن علي ابن الحكم عن الحسين بن الحسن الكندي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ان الرجل ليكذب الكذبة فيحرم بها صلاة الليل فإذا حرم صلاة الليل حرم بها الرزق.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن الحسن الکندی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں: تحقیق جو بندہ جھوٹ بولتا ہے، پس وہ اس جھوٹ کی وجہ سے نماز شب سے محروم ہوجائے گا۔ جب وہ نماز شب سے محروم ہوجائے گا تو رزق سے محروم ہوجائے گا۔

﴿حديث نمبر 232/464﴾ وروى فضيل بن يسار عن أبي عبد الله عليه السلام انه قال: ان البيوت التي يصلى فيها بتلاوة القرآن تضيئ لاهل السماء كما تضيئ نجوم السماء لاهل الارض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق وہ گھر جن میں نماز میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے وہ اہل آسمان کے لیے یوں چمکتے ہیں جیسے آسمان کے ستارے اہل زمین کے لیے چمکتے ہیں۔

﴿حديث نمبر 233/465﴾ وقال النبي صلى الله عليه وآله: لابي ذر في وصيته له يا أبا ذر إحفظ وصية نبيك من ختم له بقيام الليل ثم مات فله الجنة في حديث طويل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے ابوذرؓ! اپنے نبیؐ کی وصیت کو یاد رکھو جس بندے کی زندگی کا اختتام نماز شب سے ہوگا اور پھر وہ مرجائے تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر 234/466﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن إسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عيسى عن إبراهيم بن عمر اليماني عمن حدثه عن أبي عبد الله عليه السلام في قول الله عزوجل: (إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ) قال: صلاة المؤمن بالليل تذهب بما عمل من ذنب بالنهار.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابراہیم بن عمر الیمانی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک واسطہ کے ساتھ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: إِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ ط (سورۂ ھود: آیت ۱۱۴: تحقیق نیکیاں برائیوں کو ختم کردیتی ہیں) کے ذیل میں فرمایا: نماز شب دن کی برائیوں کو ختم کردیتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 235/467﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن حماد عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا قمت بالليل من منامك فقل (الحمد لله الذي رد علي روحي لاحمده وأعبده) فإذا سمعت صوت الديوك فقل: (سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح سبقت رحمتك غضبك لا إله إلا أنت وحدك لا شريك لك عملت سوءا وظلمت نفسي فاغفر لي وارحمني انه لا يغفر الذنوب إلا أنت) فإذا قمت فانظر في آفاق السماء وقل (اللهم انه لا يواري عنك ليل ساج ولا سماء ذات ابراج ولا ارض ذات مهاد ولا ظلمات بعضها فوق بعض ولا بحر لجي تدلج بين يدي المدلج من خلقك تعلم خائنة الاعين وما تخفي الصدور، غارت النجوم ونامت العيون وأنت الحي القيوم لا تأخذك سنة ولا نوم سبحان الله رب العالمين وإله المرسلين والحمد لله رب العالمين) ثم اقرأ الخمس آيات من آل عمران (ان في خلق السموات والارض) الى قوله: (انك لا تخلف الميعاد) ثم استك وتوضأ فإذا وضعت يدك في الماء فقل: (بسم الله وبالله اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين) فإذا فرغت فقل: (الحمد لله رب العالمين) فإذا قمت الى صلاتك فقل: (بسم الله وبالله والى الله ومن الله وماشاء الله ولا حول ولا قوة إلا بالله اللهم اجعلني من زوارك وعمار مساجدك وافتح لي يا رب باب توبتك واغلق عني باب معصيتك

وكل معصية الحمد لله الذى جعلنى ممن يناجيه اللهم اقبل على بوجهك جل ثناؤك)

ثم افتتح الصلاة بالتكبير .قال الشيخ رحمه الله : (ثم يقوم الى مصلاه) الى قوله :

(ويستحب ان يقنت بهذا الدعاء).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے فرمایا: جب تم رات کے وقت نیند بیدار ہوجاؤ تو یوں کہو:

الحمد لله الذى رد على روحى لاحمده وأعبده

"تمام حمد اس اللہ کے لیے ہے جس نے میری روح کو مجھے واپس کیا تاکہ میں اس کی حمد کروں اور اس کی عبادت کروں"۔

اور جب وہ مرغوں کی آواز کو سنے تو یوں کہے:

سبوح قدوس ربنا ورب الملائكة والروح سبقت رحمتك غضبك لا إله إلا أنت وحدك لا شريك لك عملت سوءا وظلمت نفسى فاغفر لى وارحمنى انه لا يغفر الذنوب إلا أنت

پس جب تو آسمان کو دیکھے تو یوں کہو:

اللهم انه لا يوارى عنك ليل ساج ولا سماء ذات ابراج ولا ارض ذات مهاد ولا ظلمات بعضها فوق بعض ولا بحر لجى تدلج بين يدى المدلج من خلقك تعلم خائنة الاعين وما تخفى الصدور ، غارت النجوم ونامت العيون وأنت الحى القيوم لا تأخذك سنة ولا نوم سبحان الله رب العالمين وإله المرسلين والحمد لله رب العلمين

اور اس کے بعد سورہ آل عمران کی یہ پانچ آیات کی تلاوت کرو:

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ ۞ الَّذِیۡنَ یَذۡكُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوۡدًا وَّعَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَیَتَفَكَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۞ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ۞ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا

بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ كَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

پھر جب تم وضو کرو اور اپنا ہاتھ پانی میں رکھے تو یوں کہو:

بسم الله وبالله اللهم اجعلني من التوابين واجعلني من المتطهرين

اور جب وضو سے فارغ ہوجاؤ تو یوں کہو: الحمد لله رب العالمین۔

پھر جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوجاؤ تو یوں کہو:

بسم الله وبالله والى الله ومن الله وماشاء الله ولا حول ولا قوة إلا بالله اللهم اجعلني من زوارك وعمار مساجدك وافتح لي يا رب باب توبتك واغلق عني باب معصيتك وكل معصية الحمد لله الذي جعلني ممن يناجيه اللهم اقبل علي بوجهك جل ثناؤك

پھر تم تکبیرۃ الاحرام سے نماز کو شروع کرو۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ نے فرمایا: پھر وہ مصلی نماز پر کھڑا ہوجائے۔

﴿حدیث نمبر 236/468﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن ابن أبي عمير عن محمد ابن أبي حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يقرأ في كل ركعة خمس عشرة آية ويكون ركوعه مثل قيامه وسجوده مثل ركوعه ورفع رأسه من الركوع والسجود سواء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن ابی حمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر رکعت میں پندرہ آیات کی تلاوت کیا کرتے تھے اور آپؐ کا رکوع قیام کی مثل ہوتا اور آپؐ کا سجدہ رکوع کی مثل ہوتا اور آپؐ کا رکوع اور سجدے سے سر اُٹھانا برابر ہوتا۔

﴿حدیث نمبر 237/469﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن ابن مسعود الطائي عن أبي عبد الله عليه السلام ان رسول الله صلى الله عليه وآله كان يقرأ في آخر صلاة الليل هل أتى على الانسان، قال علي بن النعمان: وقال الحرث: سمعته وهو يقول: قل هو الله أحد ثلث القرآن وقل يا أيها الكافرون تعدل ربعه، وكان رسول الله

https://www.shiabooks.pdf.com

صلى الله عليه وآله يجمع قل هو الله أحد في الوتر لكي يجمع القرآن كله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن مسعود الطائی سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نمازِ شب کی آخری رکعت میں سورہ هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ (سورۂ دھر) کی تلاوت فرماتے تھے۔

جناب علی بن النعمان نے بیان کیا اور حرث بیان کرتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے سنا وہ فرماتے تھے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث القرآن کے برابر اور سورہ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ایک ربع قرآن کے برابر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نمازِ وتر میں دونوں کو جمع کرتے تھے تاکہ وتر میں قرآن پورا ہوجائے۔

﴿حدیث نمبر 238/470﴾ وروى ان من قرأ في الركعتين الاوليين من صلاة الليل في كل ركعة منها الحمد لله مرة وقل هو الله أحد ثلاثين مرة انفتل وليس بينه وبين الله عزوجل ذنب إلا غفر له.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ بیان کیا ہے کہ یہ روایت ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نمازِ شب کی پہلی دو رکعتوں میں ہر رکعت میں سورہ الحمد کے بعد سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کو تیس بار پڑھے گا تو اس کے اور بندے کے درمیان کوئی گناہ نہیں رہے گا مگر یہ کہ اس کو اللہ معاف فرمادے گا۔

﴿حدیث نمبر 239/471﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسن بن علي عن عبد الله ابن البرقي وأبي أحمد عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ينبغي للعبد إذا صلى أن يرتل في قرائته فإذا مر بآية فيها ذكر الجنة وذكر النار سئل الله الجنة وتعوذ بالله من النار وإذا مر بيا أيها الناس ويا أيها الذين آمنوا يقول: لبيك ربنا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابواحمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بعض اصحاب سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: بندے کے لیے سزاوار ہے کہ جب وہ نماز پڑھے اور قرآن کی تلاوت کرے۔ پس جب وہ اس آیت کی تلاوت کرے جس میں جنّت وجہنم کا ذکر ہو تو وہ جنّت کا سوال کرے اور جہنم سے پناہ طلب کرے۔ اور جب وہ اس آیت کی تلاوت کرے جس میں یا ایھا الناس یا یا ایھا الذین آمنوا کی تلاوت کرے تو پھر وہ یوں کہے: لبیک ربنا۔

﴿حدیث نمبر 240/470﴾ أحمد بن أبي عبد الله عن بعض أصحابنا عن علی بن اسباط عن عمه يعقوب بن سالم انه سأل أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يقوم من آخر الليل فيرفع صوته بالقرآن فقال: ينبغي للرجل إذا صلى فى الليل أن يسمع أهله لكی يقوم القائم ويتحرك المتحرك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یعقوب بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندہ رات کے آخری حصے میں نماز کے لیے کھڑا ہو اور قرآن کی تلاوت بلند کرے تو کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب بندہ نمازِ شب کے لیے کھڑا ہو تو اس کے لیے سزاوار ہے کہ وہ اپنی تلاوت اپنے گھر والوں کو سنائے تاکہ کھڑے ہونے والا کھڑا ہو جائے اور حرکت کرنے والا حرکت کرے۔

﴿حدیث نمبر 241/473﴾ محمد بن يعقوب عن علی بن محمد عن محمد بن الحسين عن الحجال عن عبد الله بن الوليد الكندي عن إسماعيل بن جابر أو عبد الله بن سنان قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: انى أقوم آخر الليل وأخاف الصبح قال: إقرأ الحمد واعجل أعجل. هذا الخبر محمول على من يغلب على ظنه انه يمكنه الفراغ من صلاة الليل قبل أن يطلع الفجر فاما مع الخوف من ذلك فالاولى أن يقدم الوتر ثم يقضى الثماني ركعات بعد ذلك، يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں رات کے آخری حصے میں کھڑا ہوتا ہوں اور مجھے خوف ہوتا ہے کہ کہیں صبح کا وقت نہ ہو جائے۔

آپؑ نے فرمایا: تم الحمد کو جلدی جلدی پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو حمل کیا جائے اس بندے کے لیے جس کا گمان غالب یہ ہو کہ وہ طلوعِ فجر سے قبل نمازِ شب سے فارغ ہو جائے۔ پس اگر اس کو خوف ہو کہ وقت ختم ہو جائے گا تو اس کے لیے سزاوار و اولیٰ ہے کہ نمازِ وتر کو پہلے پڑھ لے اور اس کے بعد باقی آٹھ رکعت کی قضاء کرے اور اس پر یہ روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 242/474﴾ محمد بن يعقوب عن الحسين بن محمد عن عبد الله بن عامر عن علي بن مهزيار عن فضالة بن أيوب عن القاسم بن بريد عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل يقوم آخر الليل وهو يخشى أن يفجأه الصبح أيبدأ بالوتر أو يصلي الصلاة على وجهها حتى يكون الوتر آخر ذلك؟ قال: بل يبدأ بالوتر، وقال انا كنت فاعلا ذلك: وإذا صلى أربع ركعات من صلاة الليل ثم أدركه الصبح جاز له أن يتم صلاة الليل ثم يصلي الغداة يدل على ذلك:

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندے کے بارے میں جو رات کے آخری حصے میں نماز شب کے لیے کھڑا ہوا ہے اور اس کو ڈر ہے کہ صبح طلوع ہو جائے گی۔ کیا وہ نماز وتر کو پہلے پڑھے یا نماز کو اسی طرح پڑھے اور نماز وتر کو آخر میں پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز وتر سے ابتداء کرے۔ مزید فرمایا: میں بھی ایسا ہی کرتا ہوں۔

مسئلہ: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب بندہ نماز شب کی چار رکعت پڑھ لے پھر صبح ہو جائے تو اس کے لیے جائز ہے کہ وہ نماز شب کو پورا کرے اور پھر نماز فجر پڑھے اور اس پر یہ دلیل ہے۔

﴿حدیث نمبر 243/475﴾ ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن إسماعيل عن علي بن الحكم عن أبي الفضل النحوي عن أبي جعفر الاحول محمد بن النعمان قال قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا كنت صليت أربع ركعات من صلاة الليل قبل طلوع الفجر فاتم الصلاة طلع أم لم يطلع. والافضل أن يعدل عن اتمام صلاة الليل الى صلاة الغداة ثم يصلي تمامها بعد الفراغ من صلاة الفجر، يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوجعفر الاحول محمد بن النعمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب تو چار رکعت نماز شب طلوع فجر سے قبل پڑھ لے پھر وہ نماز شب کو پورا کرو خواہ طلوع فجر ہو جائے یا نہ ہو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: افضل یہ ہے کہ وہ نماز شب سے نماز فجر کی طرف منتقل ہو جائے اور

نمازِ فجر کو پڑھے اور اس کے بعد نمازِ شب کو پورا کرے اور اس پر وہ روایت دلالت کرتی ہے جو ذیل میں نقل ہو رہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 244/476﴾ الحسين بن سعيد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن يعقوب البزاز قال قلت له: أقوم قبل الفجر بقليل فاصلي أربع ركعات ثم أتخوف ان ينفجر الفجر أبدأ بالوتر أو أتم الركعات؟ قال: لا بل اوتر وأخر الركعات حتى تقضيها في صدر النهار.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یعقوب البزاز سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ان سے عرض کیا: میں نمازِ فجر سے کچھ دیر قبل کھڑا ہوا ہوں اور میں نے نمازِ شب کی چار رکعت پڑھ لی۔ پھر مجھے خوف ہوتا ہے کہ فجر طلوع ہوگئی ہے۔ کیا میں وتر پڑھوں یا بقیہ چار رکعت پڑھوں اور وتر بعد میں پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وتر پڑھو اور چار رکعت نمازِ شب کو مؤخر کردو یہاں تک کہ دن کے شروع میں قضا کرو۔

﴿حدیث نمبر 245/477﴾ فأما ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن البرقي عن المرزبان بن عمران عن عمر بن يزيد قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أقوم وقد طلع الفجر فان أنا بدأت بالفجر صليتها في أول وقتها وإن بدأت في صلاة الليل والوتر صليت الفجر في وقت هؤلاء فقال: ابدأ بصلاة الليل والوتر ولا تجعل ذلك عادة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں نیند سے بیدار ہوا تو طلوعِ فجر ہو چکا تھا۔ تو کیا میں نمازِ فجر سے شروع کروں تاکہ نمازِ فجر کو اوّل وقت میں پڑھوں یا نمازِ شب کو پڑھوں اور نمازِ وتر کو پڑھوں اور اس کے بعد نمازِ فجر کو پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: نمازِ شب سے شروع کرو لیکن اس کو عادت نہ قرار دو۔

﴿حدیث نمبر 246/478﴾ وعنه عن محمد بن الحسين عن عمار بن المبارك عن محمد ابن عذافر عن اسحاق بن عمار قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أقوم وقد طلع

الفجر ولم أصل صلاة الليل فقال: صل صلاة الليل وأوتر وصل ركعتي الفجر. فانما وردت هذه الاخبار رخصة في جواز تأخير صلاة الغداة عن أول الوقت الى آخره، ويجوز ذلك إذا كان تأخيره إنما يكون للاشتغال بشيء من العبادات والافضل ما ذكرناه أن يصلي الغداة في أول وقتها ثم يقضي صلاة الليل، والذي يكشف أيضاً عما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نیند سے بیدار ہوا تو طلوع فجر ہو چکی تھی اور میں نے نماز شب نہیں پڑھی تھی تو کیا کروں؟

آپ نے فرمایا: نماز شب اور نماز وتر کو پڑھو اور اس کے بعد نماز فجر کو پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان روایات میں یہ ذکر ہوا ہے کہ نماز فجر کو اوّل وقت سے موخر کرنا جائز ہے اور یہ جواز اُس وقت ہے کہ جب اس کی تاخیر اس وجہ سے کہ وہ عبادت میں مشغول ہو ورنہ افضل وہی ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے کہ نماز فجر کو اوّل وقت میں پڑھا جائے۔ پھر نماز شب کی قضاء کی جائے اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس پر ذیل کی روایت بھی دال ہے۔

﴿حديث نمبر 247/479﴾ ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن حماد بن اسماعيل ابن جابر قال قلت لابي عبد الله عليه السلام : أوتر بعد ما يطلع الفجر؟ قال: لا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل بن جابر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا میں طلوع فجر کے بعد نماز وتر کو پڑھ لوں؟

آپ نے فرمایا: نہیں۔

﴿حديث نمبر 248/480﴾ محمد بن الحسن الصفار عن يعقوب بن يزيد عن عمرو ابن عثمان ومحمد بن عمر بن يزيد عن محمد بن عذافر عن عمر بن يزيد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن صلاة الليل والوتر بعد طلوع الفجر فقال: صلها بعد الفجر حتى تكون في وقت تصلي الغداة في آخر وقتها، ولا تعمد ذلك كل ليلة، وقال أوتر أيضاً بعد فراغك منها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز شب اور وتر کو طلوعِ فجر کے بعد پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: نمازِ فجر کے بعد ان کو پڑھو تاکہ یہ نمازِ فجر کے آخری وقت میں واقع ہوجائے لیکن ہر رات اس کی عادت نہ بناؤ۔ اور فرمایا: اس سے فارغ ہونے کے بعد نمازِ وتر پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 249/481﴾ الحسین بن سعید عن صفوان عن عبد الرحمن بن الحجاج قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن القراءة فی الوتر فقال: کان بینی وبین أبی باب فکان أبی إذا صلی یقرأ فی الوتر بقل هو الله أحد فی ثلاثهن وکان یقرأ قل هو الله أحد فإذا فرغ منها قال کذلك الله ربی أو کذاك الله ربی.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن الحجاج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نمازِ وتر میں قرأت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: میرے اور میرے والد کے درمیان یہ ایک باب ہے۔

پس میرے والد ماجدؑ نمازِ وتر میں تیس مرتبہ سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے اور جب وہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھتے اور اس سے فارغ ہوتے تو آپ یہ کہتے: کَذٰلِكَ اللّٰهُ رَبِّی، کَذٰلِكَ اللّٰهُ ربی۔

﴿حدیث نمبر 250/482﴾ وعنه عن النضر عن الحلبی عن الحرث بن المغیرة عن أبی عبد الله علیه السلام قال: کان أبی علیه السلام یقول: قل هو الله أحد تعدل ثلث القرآن، وکان یحب أن یجمعها فی الوتر لیکون القرآن کله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحرث بن المغیرہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد ماجدؑ فرمایا کرتے تھے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثلث قرآن کے برابر ہے۔ اور آپؑ یہ پسند کرتے تھے کہ وہ نمازِ وتر میں اس کو جمع کریں (تین مرتبہ پڑھیں) تاکہ پورا قرآن ہوجائے۔

﴿حدیث نمبر 251/483﴾ وعنه عن یعقوب بن یقطین قال: سألت العبد الصالح عن القراءة فی الوتر وقلت: إن بعضا روی قل هو الله أحد فی الثلاث وبعضا روی فی الاولیین المعوذتین وفی الثالثة قل هو الله أحد، فقال: إعمل بالمعوذتین وقل هو الله

أحد. والتسليم في الركعتين من الثلاث ركعات لا يجوز تركه يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یعقوب بن یقطین سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام عبد صالح موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نماز وتر میں قرأت کے بارے میں سوال کیا۔

میں نے عرض کیا: بعض لوگ روایت کرتے ہیں کہ تینوں رکعتوں میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت کی جائے اور بعض نے روایت کیا ہے کہ پہلی دونوں میں معوذتین (سورۂ فلق وسورۂ والناس) اور تیسری رکعت میں سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھی جائے۔

آپؑ نے فرمایا: تم معوذتین اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پر عمل کرو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نماز وتر کی تین رکعات میں سے پہلی دو رکعتوں کے بعد سلام اور اس کو ترک کرنا جائز نہیں اور اس پر یہ ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

وتر کی تین رکعت میں فاصلہ

حدیث نمبر 252/484 الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن ابن مسكان عن سليمان بن خالد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الوتر ثلاث ركعات يفصل بينهن ويقرأ فيهن جميعا بقل هو الله أحد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز وتر کی تین رکعات ہیں۔ ان کے درمیان (سلام کے ذریعے) فاصلہ قرار دو اور سب میں سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھو۔

حدیث نمبر 253/485 وعنه عن حماد بن شعيب عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الوتر ثلاث ركعات ثنتين مفصولة وواحدة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وتر تین رکعات ہیں: دو جدا اور ایک جدا ہے۔

حدیث نمبر 254/486 وعنه عن النضر عن محمد بن أبي حمزة عن معاوية بن

عمار قال قلت لابي عبد الله عليه السلام : التسليم في ركعتي الوتر فقال: توقظ الراقد وتكلم بالحاجة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس پر سختی کرو اور اپنی حاجات کے لیے دُعا کرو۔

﴿حدیث نمبر 255/487﴾ وعنه عن النضر عن محمد بن أبي حمزة عن أبي ولاد حفص بن سالم قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن التسليم في الركعتين في الوتر فقال: نعم فان كان لك حاجة فاخرج واقضها ثم عد فاركع ركعة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حفص بن سالم سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے وتر کی دو رکعتوں کے بعد سلام کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں (سلام ضروری ہے) اگر تیری کوئی حاجت ہے تو جاؤ اور اس کو پورا کرو اور پھر واپس آؤ اور ایک رکوع کے ساتھ اس رکعت کو پورا کرو۔

﴿حدیث نمبر 256/488﴾ وعنه عن حماد بن عيسى وفضالة عن معاوية بن عمار قال قال لي: اقرأ في الوتر في ثلاثهن بقل هو الله أحد وسلم في الركعتين توقظ الراقد وتأمر بالصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے مجھے فرمایا: نماز وتر کی تینوں رکعات میں سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھو اور دو رکعت کے بعد سلام اس پر سختی کرو اور نماز کا حکم دو۔

﴿حدیث نمبر 257/489﴾ وعنه عن فضالة عن أبي ولاد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس أن يصلي الرجل الركعتين من الوتر ثم ينصرف فيقضي حاجته.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوولاد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: بندے کے لیے کوئی حرج نہیں کہ بندہ وتر کی دو رکعت پڑھے اور پھر اپنی کسی حاجت کے لیے چلا جائے۔

﴿حدیث نمبر 258/490﴾ سعد عن أبي جعفر عن البرقي عن عبد الله بن الفضل

النوفلي عن علي بن أبي حمزة أو غيره عمن حدثه عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: أفصل الوتر؟ فقال: نعم قلت له: إني ربما عطشت أفأشرب الماء؟ فقال: نعم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اس سے نقل کیا ہے جس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: کیا میں وتر کے درمیان فاصلہ کرسکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے پھر عرض کیا: بعض اوقات مجھے پیاس لگ جاتی ہے تو کیا میں وتر کے درمیان پانی پی سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حديث نمبر 259/491﴾ محمد بن علي بن محبوب عن العباس بن معروف عن محمد بن إسماعيل بن بزيع عن محمد بن عذافر عن عمر بن يزيد عن أبي عبد الله عليه السلام فيمن انصرف في الركعة الثانية من الوتر هل يجوز له أن يتكلم أو يخرج من المسجد ثم يعود فيوتر؟ قال: نعم تصنع ما تشاء وتتكلم وتحدث وضوءك ثم تتمها قبل أن تصلي الغداة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک بندہ جو وتر کی دوسری رکعت سے فارغ ہوگیا ہے تو کیا اس کے لیے جائز ہے کہ بات کرے یا مسجد سے نکل جائے۔ پھر واپس آئے تاکہ وتر کو پورا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں جو تو چاہتا ہے وہ کرو، بات کرو، حدث کرو اور دوبارہ وضو کرو۔ پھر وتر نماز فجر سے قبل پورا کرو۔

﴿حديث نمبر 260/492﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن البرقي عن سعد بن سعد الاشعري عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: سألته عن الوتر أفصل أم وصل؟ قال: فصل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن سعد الاشعری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت

https://www.shianeaksp.com

امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا وتر میں فاصلہ ڈالوں یا وصل کروں؟

آپؑ نے فرمایا: وصل کرو۔

{حدیث نمبر 261/493} محمد بن أحمد بن يحيى عن أبي جعفر عن أبيه عن عبد الله ابن الفضل النوفلي عن علي بن أبي حمزة وغيره عن بعض مشيخته قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أفصل في الوتر؟ قال نعم، قلت: فاني ربما عطشت فاشرب الماء؟ قال: نعم وأنكح.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بعض بزرگوں سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں۔ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا وتر میں فاصلہ جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: بعض اوقات مجھے پیاس لگ جاتی ہے تو کیا میں پانی پی لوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اور بیوی سے مباشرت کرنا چاہو تو وہ بھی کر سکتے ہو۔

{حدیث نمبر 262/494} فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن النضر عن محمد بن أبي حمزة عن يعقوب بن شعيب قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن التسليم في ركعتي الوتر فقال: إن شئت سلمت وإن شئت لم تسلم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یعقوب بن شعیب سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے وتر کی دو رکعت کے بعد سلام کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اگر چاہو تو سلام پھیرو۔ اگر نہ چاہو تو نہ پھیرو۔

{حدیث نمبر 263/495} وعنه عن النضر عن محمد بن أبي حمزة عن معاوية بن عمار قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: اسلم في ركعتي الوتر؟ فقال: إن شئت سلمت وإن شئت لم تسلم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا میں وتر کی دو رکعت بعد سلام پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر چاہو تو پڑھو اور اگر نہ چاہو تو نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 264/496﴾ وعنه عن محمد بن زياد عن كردويه الهمداني قال: سألت العبد الصالح عليه السلام عن الوتر فقال: صله. فان هذه الروايات ليست منافية لما ذكرناه لانها تضمنت التخيير في التسليم ومن يقول بصلها فانه لا يجوز التسليم فيها على وجه، وإذا كان فيها الاختيار فنحن نحمله على التسليم المخصوص وهو ان عندنا ان من قال السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين في التشهد فقد انقطعت صلاته، فان قال بعد ذلك السلام عليكم ورحمة الله جاز، وإن لم يقل جاز أيضاً، فكان التخيير إنما تناول هذا الضرب من التسليم، ولو كان فيها صريح بالنهي عن التسليم لم يجب العمل بها لان ما أثبتناه في وجوب التسليم من الاخبار اكثر، ولا يجوز العدول عن الاكثر الى الاقل الا لدليل يمنع منه، ويجوز أن تكون هذه الاخبار خرجت على طريق التقية لانها موافقة لمذاهب العامة وما يخرج على هذا الوجه لا يجب العمل به، ويحتمل أن يكون أراد بالتسليم ما يستباح بالتسليم من الكلام وغيره، واجرى عليه هذه التسمية لانه سبب في اباحته وهذا الكلام مما الانسان مخير فيه إن شاء تكلم وإن شاء ابتدأ في الوتر من غير كلام، والذي يكشف عما ذكرناه أخيرا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن زیاد سے اور انھوں نے کردویہ ہمدانی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام عبد صالح موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے وتر کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ملا کر پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے جو ذکر کیا ہے کہ وتر کی دو رکعت کے بعد سلام پڑھو۔ اس کے ساتھ یہ روایات منافات نہیں رکھتیں کہ بیان کر رہی ہیں کہ دو رکعت کے بعد سلام میں آپ کو اختیار ہے، خواہ پڑھو یا نہ پڑھو۔

اس کے بعد جو بندہ بیان کرتا ہے کہ وتر کی دو رکعت کو ملا کر پڑھو تو اس کے نزدیک کسی وجہ سے سلام جائز

نہیں۔ نہ اختیاراً اور نہ غیر اختیاری۔ تو جب ان روایات میں اختیار کو بیان کیا جارہا ہے تو ہم اس کو حمل کریں کہ وہ سلام جس کے پڑھنے میں اختیار ہے وہ ایک مخصوص سلام ہے۔ ہمارے نزدیک تشہد کے بعد السلام علینا وعلی عباد الصالحین پر نماز ختم ہوتی ہے۔ اس کے بعد السلام علیکم کہنا جائز ہے اور نہ بھی کہے تب بھی جائز ہے تو یہ تخییر اس قسم کی سلام کو شامل ہے۔

ہاں اگر ان روایات میں تخییر کے بجائے سلام سے نہی وارد ہوتی ہے کہ اصلاً سلام کہنا جائز نہیں تو پھر ان روایات پر عمل واجب نہیں تھا کیونکہ ہم نے بہت زیادہ روایات کے ذریعے ثابت کیا ہے کہ سلام پھیرنا واجب ہے تو ان اکثر روایات سے ان تین روایات کی وجہ سے رُوگردانی نہیں کی جاسکتی کہ جو منع کرنے والی ہیں۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ ہم ان روایات کو تقیہ پر حمل کریں کیونکہ یہ عامہ کے مذاہب کے موافق ہیں اور جو روایات اس وجہ پر صادر ہوں ان پر عمل کرنا واجب نہیں۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سلام سے مراد وہ چیز ہے جس کے کلام وغیرہ مباح ہوتی ہے اور اس پر تسمیہ کا نام رکھا گیا ہے کیونکہ یہ کلام کی اباحت کا سبب بنتی ہے۔ تو یہ کلام ان میں سے جس کے ذریعے انسان خبر دیتا ہے اگر وہ چاہے وہ کلام کرے یا نہ کرے یا وہ وتر کی آخری رکعت کو بغیر کلام کے شروع کردے اور جو ہم نے ذکر کیا اس کو ذیل کی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 265/497﴾ الحسین بن سعید عن صفوان عن منصور عن مولی لابی جعفر علیه السلام قال قال: رکعتا الوتر إن شاء تکلم بینهما وبین الثالثة وان شاء لم یفصل. قال الشیخ رحمه الله: (ویستحب أن یدعو الانسان فی الوتر بهذا الدعاء) وذکر الدعاء الی آخره الی قوله: (ثم یصلی رکعتی الفجر). فلم نشتغل بتخریج أسانید الدعاء لان الاشتغال بغیره أولی، ومن أراد أن یقف علی الدعاء نفسه فلیأخذ من الکتاب ومما ورد فی الحث علی الدعاء فی الوتر:

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب منصور سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: وتر دو رکعتوں اور تیسری رکعت کے درمیان اگر چاہو تو بات کرو اگر چاہو تو فاصلہ نہ دو۔

نماز وتر میں دُعا

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مستحب ہے کہ بندہ نماز وتر میں یہ دُعا کرے:

(اس کے بعد آپ نے وہ دُعا ذکر کی ہے) اور اس کے بعد نماز فجر پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم ان دُعاؤں کو ذکر نہیں کرتے ہیں جو بندہ ان دُعاؤں پر اطلاع چاہتا ہے تو وہ ان کی کتاب سے لے لے۔

﴿حدیث نمبر 266/498﴾ ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن معاوية بن عمار قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: في قول الله عزوجل (وبالاسحار هم يستغفرون) في الوتر في آخر الليل سبعين مرة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَبِالْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (سورۂ ذاریات: آیت ۱۸: وہ لوگ جو سحری کے وقت استغفار کرتے ہیں) کے ذیل میں فرمایا: وہ لوگ مراد ہیں کہ جو آخر شب میں نماز وتر میں ستر مرتبہ استغفار کرتے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 267/499﴾ وعنه عن فضالة عن أبان عن إسماعيل بن الفضل قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عما أقول في وتري فقال: ما قضى الله على لسانك وقدره.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن الفضل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں نماز وتر میں کون سی دُعا پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہر وہ چیز جو خدا تیری زبان پر جاری کردے وہ مقدر فرمائی ہے، وہ کہو۔

﴿حدیث نمبر 268/500﴾ وعنه عن صفوان عن منصور عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال لي: استغفر الله عزوجل في الوتر سبعين مرة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منصور سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: نماز وتر میں ستر مرتبہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو۔

{حدیث نمبر 269/501} وعنه عن فضالة عن حسين بن عثمان عن سماعة عن أبي بصير قال قلت له: المستغفرين بالاسحار؛ فقال: استغفر رسول الله صلى الله عليه وآله في وتره سبعين مرة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ کی خدمت میں المستغفرین بالاسحار کے بارے میں عرض کیا۔

آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وتر میں ستر مرتبہ مغفرت طلب کرتے تھے۔

{حدیث نمبر 270/502} محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام عن القنوت في الوتر هل فيه شئ موقت يتبع ويقال؛ فقال: لا اثن على الله عز وجل وصل على النبي صلى الله عليه وآله واستغفر لذنبك العظيم ثم قال: كل ذنب عظيم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا نمازِ وتر کے قنوت میں کوئی دُعا معین ہے تاکہ اس کی اتباع کی جائے اور وہی دُعا پڑھی جائے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، اللہ کی ثناء کرو اور رسولؐ و آلِ رسولؐ پر درود پڑھو اور اپنے عظیم و بڑے بڑے گناہوں سے استغفار کرو اور بعد میں تمام گناہوں سے طلبِ مغفرت کرو۔

{حدیث نمبر 271/503} وعنه عن الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن أبان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال قال أبو عبد الله عليه السلام: القنوت في الوتر الاستغفار، وفي الفريضة الدعاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام نے فرمایا: وتر کے قنوت میں استغفار اور واجب نماز میں دُعا ہے۔

{حدیث نمبر 272/504} أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: تدعو في الوتر على العدو وإن شئت سميتهم وتستغفر وترفع يديك في الوتر حيال وجهك وإن شئت تحت ثوبك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اپنے دشمن کے خلاف وتر کے قنوت میں بددعا کرو اور اگر چاہو تو دشمنوں کا نام بھی لو اور استغفار طلب کرو۔ اور نماز وتر کے قنوت میں اپنے ہاتھوں کو منہ کے برابر تک بلند کرو اور چاہو تو کپڑوں کے نیچے بھی ہاتھوں کو رکھ سکتے ہو۔

﴿حدیث نمبر 273/505﴾ وعنه عن علي بن حديد وعبد الرحمن بن أبي نجران والحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز عن بعض أصحابنا عن أبي جعفر عليه السلام قال: يجزيك من القنوت خمس تسبيحات في ترسل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حریز سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بعض اصحاب سے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تیرے لیے قنوت میں پانچ مرتبہ آہستہ سے تسبیحات کا پڑھنا ہی کافی ہے۔

﴿حدیث نمبر 274/506﴾ وروى أبان بن عثمان عن الحلبي انه قال لابي عبد الله عليه السلام: أسمي الائمة عليهم السلام في الصلاة؛ فقال: أجملهم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حلبی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا میں نماز میں أئمہ علیہم السلام کا نام لے سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: اچھے اور خوبصورت انداز میں۔

﴿حدیث نمبر 275/507﴾ محمد بن علي بن محبوب عن علي بن خالد عن أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام عن الرجل ينسى القنوت في الوتر أو غير الوتر قال: ليس عليه شيء، وقال: إن ذكره وقد أهوى الى الركوع قبل أن يضع يديه على الركبتين فليرجع قائما وليقنت ثم يركع، وإن وضع يديه على الركبتين فليمض في صلاته وليس عليه شيء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے سوال کیا گیا: بندہ نماز وتر یا غیر وتر میں قنوت فراموش کردے؟

آپؑ نے فرمایا: اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

اور پھر فرمایا: اگر وہ رکوع کے لیے جھکنے کے بعد اسے یاد آجائے اور ابھی اس کے ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچے ہوں تو اس کو چاہیے کہ واپس پلٹ کر کھڑا ہو جائے اور قنوت پڑھے اور پھر رکوع میں جائے۔ اور اگر اس نے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیے ہوں تو پھر نماز کو جاری رکھے۔ اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 276/508} محمد بن يعقوب عن على بن محمد عن سهل بن زياد عن أحمد بن عبد العزيز قال: حدثنى بعض أصحابنا قال: كان أبو الحسن الاول عليه السلام إذا رفع رأسه عن آخر ركعة الوتر قال: (هذا مقام من حسناته نعمة منك وشكره ضعيف وذنبه عظيم وليس لذلك الا رفقك ورحمتك فانك قلت فى كتابك المنزل على نبيك المرسل صلى الله عليه وآله كانوا قليلا من الليل ما يهجعون وبالاسحار هم يستغفرون طال هجوعى وقل قيامى وهذا السحر وانا استغفرك لذنوبى استغفار من لا يجد لنفسه ضرا ولا نفعا ولا موتا ولا حياة ولا نشورا) ثم يخر ساجدا.

قال الشيخ رحمه الله: (ثم ليصل ركعتى الفجر) الى قوله: (وليضطجع).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب احمد بن عبدالعزیز سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے بعض دوستوں نے بیان کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب امام ابوالحسن علیہ السلام نے جب وتر کی آخری رکعت سے سر اٹھایا تو یوں فرمایا:

هذا مقام من حسناته نعمة منك وشكره ضعيف وذنبه عظيم وليس لذلك الا رفقك ورحمتك فانك قلت فى كتابك المنزل على نبيك المرسل صلى الله عليه وآله كانوا قليلا من الليل ما يهجعون وبالاسحار هم يستغفرون طال هجوعى وقل قيامى وهذا السحر وانا استغفرك لذنوبى استغفار من لا يجد لنفسه ضرا ولا نفعا ولا موتا ولا حياة ولا نشورا هذا مقام من حسناته نعمة منك وشكره ضعيف وذنبه عظيم وليس لذلك الا رفقك ورحمتك فانك قلت فى كتابك المنزل على نبيك المرسل صلى الله عليه وآله كانوا قليلا من الليل ما يهجعون وبالاسحار هم يستغفرون طال هجوعى وقل قيامى وهذا السحر وانا استغفرك لذنوبى استغفار من لا يجد لنفسه ضرا ولا نفعا

ولا موتاً ولا حياة ولا نشوراً

پھر آپ سجدے کے لیے جھکے۔

فجر کے نوافل کا وقت

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پھر فجر کی دو رکعت کو پڑھے۔

{حدیث نمبر 277/509} محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن عمر بن أذينة عن زرارة قال قلت لابي جعفر عليه السلام: الركعتان اللتان قبل الغداة اين موضعهما؛ فقال: قبل طلوع الفجر فإذا طلع الفجر فقد دخل وقت الغداة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: وہ دو رکعت جو نماز فجر سے قبل پڑھتا ہیں۔ ان کا وقت کیا ہے کیا طلوعِ فجر سے قبل پڑھنا ہیں یا طلوعِ فجر کے بعد؟

آپؑ نے فرمایا: طلوعِ فجر سے پہلے کیونکہ جب طلوعِ فجر ہوجائے گی تو نماز واجب کا وقت داخل ہوجاتا ہے۔

{حدیث نمبر 278/510} وعنه عن علي بن محمد عن سهل بن زياد عن علي بن مهزيار قال: قرأت في كتاب رجل الى أبي جعفر عليه السلام الركعتان اللتان قبل صلاة الفجر من صلاة الليل هيَ أم من صلاة النهار؛ وفي أي وقت أصليهما؛ فكتب بخطه احشوهما في صلاة الليل حشوا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن مھزیار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک بندے کے خط کو پڑھا جو اس نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں لکھا اور اس میں سوال کیا۔ وہ دو رکعت نماز جو نماز فجر سے پہلے پڑھتی ہے کیا وہ دو رکعت نمازِ شب کا حصہ ہیں یا دن کی نمازوں میں سے ہیں؟ اور ان دونوں کو میں کس وقت پڑھوں؟

آپؑ نے اپنے ہاتھوں سے تحریر فرمایا: دونوں کو نمازِ شب میں داخل کرو۔

﴿حدیث نمبر 279/511﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن أحمد بن محمد بن أبي نصر قال: سألت الرضا عليه السلام عن ركعتي الفجر فقال: احشو بهما صلاة الليل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے فجر کے نافلہ کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: دونوں کو نمازِ شب میں داخل کرو۔

﴿حدیث نمبر 280/512﴾ الحسين بن سعيد عن الحسن عن زرعة عن ابن مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت: ركعتا الفجر من صلاة الليل هي؟ قال نعم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کیا: فجر کی دو رکعت کیا نمازِ شب میں سے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 281/513﴾ وعنه عن النضر عن هشام بن سالم عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن ركعتي الفجر قبل الفجر أو بعد الفجر؟ فقال: قبل الفجر انهما من صلاة الليل، ثلاث عشرة ركعة صلاة الليل، أتريد أن تقايس؟! لو كان عليك من شهر رمضان اكنت تتطوع؟ إذا دخل عليك وقت الفريضة فابدأ بالفريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر الباقر علیہ السلام سے سوال کیا: فجر کی دو رکعتیں فجر سے قبل پڑھنی ہیں یا بعد میں پڑھنی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: طلوعِ فجر سے قبل کیونکہ یہ دونوں نمازِ شب میں شامل ہیں اور نمازِ شب کی تیرہ رکعات ہیں۔ کیا تو قیاس کرنا چاہتا ہے۔ اگر تو ماہِ رمضان میں ہو تو کیا اس میں مستحب روزہ رکھ سکتا ہے۔ جب طلوعِ فجر ہو جاتی ہے تو فریضہ کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ پھر فریضہ سے ابتداء کرو۔

﴿حدیث نمبر 282/514﴾ وعنه عن النضر عن هشام عن سليمان بن خالد قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الركعتين قبل الفجر قال: تركعهما حين تترك،

الغداة؛ إنهما قبل الغداة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے فجر کے پہلی دو رکعت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تو نماز فجر کو چھوڑ کر اس کو پڑھ سکتا ہے۔ ان دونوں کو نماز فجر سے قبل پڑھنا ہیں۔

﴿حدیث نمبر 283/515﴾ وعنه عن حماد بن عيسى عن محمد بن حمزة بن بيض عن محمد بن مسلم قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن اول وقت ركعتي الفجر فقال: سدس الليل الباقي.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے فجر کے نافلہ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جب رات کا چھٹا حصہ باقی بچ جائے۔

﴿حدیث نمبر 284/516﴾ سعد عن أحمد بن محمد عن أحمد بن محمد بن أبي نصر قال قلت لابي الحسن عليه السلام: ركعتي الفجر أصليهما قبل الفجر أو بعد الفجر؟ فقال قال أبو جعفر عليه السلام: احش بهما صلاة الليل وصلهما قبل الفجر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ فجر کے دو نفل کیا میں ان کو طلوعِ فجر سے قبل پڑھوں یا بعد میں؟

آپؑ نے فرمایا: ان دونوں کو نماز شب میں شامل کرو اور دونوں کو طلوعِ فجر سے قبل پڑھو۔

آپؑ نے فرمایا کہ امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: دونوں کو نماز شب میں شامل کرو اور طلوعِ فجر سے پہلے پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 285/517﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن سيف عن أبي بكر الحضرمي قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام فقلت متى اصلي ركعتي الفجر؟ فقال: حين يعترض الفجر وهو الذي تسميه العرب الصديع. فأما ما روي من أن وقتهما مع الفجر أو بعد الفجر مثل ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبکر حضرمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں فجر کے نوافل کو کب پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: جب فجر افق پر پھیل جائے جس کو عرب والے صدیع کہتے ہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ روایات جو بیان کرتی ہیں کہ ان دونوں کا وقت فجر کے ساتھ یا فجر کے بعد ہے جیسا کہ ذیل میں روایات بیان ہو رہی ہیں۔

﴿حدیث نمبر 286/518﴾ الحسین بن سعید عن فضالة عن حماد بن عثمان عن محمد ابن مسلم قال: سمعت أبا جعفر علیه السلام یقول: صل رکعتی الفجر قبل الفجر وبعده وعنده.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دو رکعت (نافلہ فجر) ہیں۔ ان کو تم پڑھو طلوعِ فجر سے قبل اور بعد طلوعِ فجر یا طلوعِ فجر کے وقت۔

﴿حدیث نمبر 287/519﴾ وروی عن صفوان عن العلا عن ابن أبي یعفور، ومحمد ابن أبي عمیر عن محمد بن حمران عن ابن أبي یعفور قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن رکعتی الفجر متی أصلیهما؛ فقال: قبل الفجر ومعه وبعده.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے فجر کی دو رکعت نافلہ کے بارے میں سوال کیا: میں ان کو کب پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: طلوعِ فجر سے قبل و طلوعِ فجر کے بعد و طلوعِ فجر کے ساتھ۔

﴿حدیث نمبر 288/520﴾ وعنه عن محمد بن سنان عن ابن مسکان عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر علیه السلام قال: صلهما مع الفجر وقبله وبعده.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دونوں کو پڑھو فجر سے قبل و فجر کے ساتھ یا بعد میں۔

﴿حدیث نمبر 289/521﴾ وبهذا الاسناد عن ابن مسکان عن یعقوب بن سالم البزاز قال قال أبو عبد الله علیه السلام: صلهما بعد الفجر واقرأ فیهما فی الاولی قل

يا أيها الكافرون وفي الثانية قل هو الله أحد.

جناب الشیخ ؒ نے جناب یعقوب بن سالم البزاز سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ان دونوں کو طلوعِ فجر کے بعد پڑھو اور پہلی رکعت میں الحمد کے بعد سورہ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں (الحمد کے بعد) سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ کی تلاوت کرو۔

حدیث نمبر 290/522 وعنه عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن محمد بن مسلم قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن ركعتي الفجر قال: صلهما قبل الفجر ومع الفجر وبعد الفجر.

جناب الشیخ ؒ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ان دونوں کو فجر سے پہلے، فجر کے ساتھ یا فجر کے بعد پڑھو۔

حدیث نمبر 291/523 وعنه عن صفوان وابن أبي عمير عن عبد الرحمن بن الحجاج قال قال أبو عبد الله عليه السلام: صلهما بعد ما يطلع الفجر. فليس بين هذه الاحاديث وبين ما قدمناه قبلها تناقض لان التخيير والامر بالصلاة بعد الفجر ومع الفجر في هذه الاخبار إنما توجه الى من لم يدرك أن يحشوهما في صلاة الليل. وليس في شيء منها انه لا يجوز قبل الفجر، بل في كثير منها انه يصلي قبل وبعد ومع، ويحتمل أيضا أن يكون المراد بقوله مع الفجر وبعد الفجر الفجر الاول وهو الذي يطلع صعدا دون أن يكون المراد به الفجر الثاني الذي ينتشر في افق السماء. والذي يكشف عما ذكرناه ما رواه.

جناب الشیخ ؒ نے جناب عبدالرحمن بن الحجاج سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: دونوں رکعتوں کو طلوعِ فجر کے بعد پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی ؒ فرماتے ہیں: یہ روایات جو ذکر ہوئی ہیں یہ ان روایات کے منافی نہیں ہیں جن میں ہم نے پہلے ذکر کیا ہے کیونکہ ان میں تخییر اور جو امر ہوا ہے کہ فجر کے بعد یا فجر کے ساتھ، جو ان روایات میں ذکر ہوا ہے

وہ دونوں اس بندے کی طرف متوجہ ہیں، جو ان دونوں رکعتوں کو نمازِ شب کے دوران نہیں پڑھ سکا۔ ان روایات میں سے کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ طلوعِ فجر سے پہلے ان کو پڑھنا جائز نہیں بلکہ ان میں سے کثیر روایات میں یہ ہے کہ قبل طلوعِ فجر و طلوعِ فجر کے بعد و طلوعِ فجر کے ساتھ۔

اور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے جو ان روایات میں ذکر ہوا ہے کہ طلوعِ فجر کے ساتھ یا بعد میں اس طلوعِ فجر سے مراد فجر اوّل ہو اور یہ فجر اوّل سے وہی مراد ہے جو افق نمودار ہوتی ہے۔ وہ فجر ثانی مراد نہیں کہ جس کے طلوع کے بعد آسمان روشن ہوجاتا ہے اور جو میں نے ذکر کیا ہے وہ بعد والی روایت سے کشف ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 292/524 الحسین بن سعید عن محمد بن سنان عن ابن مسکان عن اسحاق بن عمار عمن أخبرہ عنه علیه السلام قال: صل الرکعتین ما بینك وبین أن یکون الضوء حذاء رأسك فان کان بعد ذلك فابدأ بالفجر.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: فجر کی دو رکعت (نافلہ) اس وقت پڑھو جب روشنی تیرے سر کے مقابل آجائے اور اگر اس سے دیر ہوجائے تو پھر نمازِ فجر واجب کو شروع کرو۔

حدیث نمبر 293/525 وعنه عن القاسم بن محمد عن الحسین بن أبی العلا قال قلت لابی عبد الله علیه السلام: الرجل یقوم وقد نور بالغداۃ قال: فلیصل السجدتین اللتین قبل الغداۃ ثم لیصل الغداۃ. فبین بهذین الخبرین ان المراد بتلك الاحادیث الفجر الاول لان الحدیث الاول قال فیه ما بینك وبین أن یکون الضوء حذاء رأسك وهذا اشارۃ الی الفجر الاول الذی یطلع صعدا وکذلك الحدیث الآخر الذی قال فیه الرجل یقوم وقد نور بالغداۃ فانه اشارۃ الی ضوء یسیر والفجر الثانی لا یکون کذلك بل یکون ضوؤہ منتشرا کثیرا فی افق السماء، ویحتمل أن یکون هذه الاخبار وردت لضرب من التقیة مع تسلیم ان الفجر فیها المراد به الفجر الثانی لان عند مخالفینا ان هاتین الرکعتین لا یصلیان إلا بعد طلوع الفجر الثانی، والذی یکشف عما ذکرناہ ما رواہ.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ابی العلاء سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: بندہ اس وقت اٹھا ہے جب صبح کی روشنی پھیل گئی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز فجر سے قبل وہ رکعتیں جو اس نے نوافل ادا کرنے تھے ان کی جگہ واجب نماز سے قبل دو سجدے کرے اور بعد میں اپنی واجب نماز صبح کو پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 294/526﴾ احمد بن محمد بن عیسٰی عن علی بن الحکم عن علی بن أبي حمزة عن أبي بصير قال قلت لابي عبد الله عليه السلام : متى أصلي ركعتي الفجر؟ قال فقال لي بعد طلوع الفجر، قلت له: ان أبا جعفر عليه السلام أمرني أن اصليهما قبل طلوع الفجر، فقال: يا أبا محمد ان الشيعة أتوا أبي مسترشدين فأفتاهم بمر الحق واتوني شكاكا فافتيتهم بالتقية.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نماز فجر کے نافلہ کی دو رکعت کب پڑھوں؟

آپؑ نے مجھے فرمایا: طلوعِ فجر کے بعد۔

میں نے عرض کیا: تحقیق امام ابوجعفر علیہ السلام نے مجھے حکم دیا کہ میں ان کو طلوعِ فجر سے پہلے پڑھوں۔ پس آپؑ نے فرمایا: اے ابومحمد! شیعہ میرے باباؑ کے پاس ہدایت حاصل کرنے آتے تھے اس لیے وہ ان کو کڑوے حق کا فتویٰ دیتے تھے۔ میرے پاس شک کی صورت میں آتے ہیں۔ میں ان کو تقیہ کے تحت فتویٰ دیتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر 295/527﴾ فأما ما رواه ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان قال قال أبو عبد الله عليه السلام : ربما صليتهما وعلي ليل فإن قمت ولم يطلع الفجر أعدتهما.

جناب حماد بن عثمان نے بیان کیا ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: بعض اوقات میں ان کو پڑھتا ہوں رات کے وقت اور اگر میں کھڑا ہو جاؤں اور طلوعِ فجر نہ ہوا ہو تو پھر ان کا اعادہ کر لیتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر 296/528﴾ وما رواه صفوان عن ابن بكير عن زرارة قال: سمعت ابا جعفر عليه السلام يقول إني لاصلي صلاة الليل فافرغ من صلاتي واصلي الركعتين فأنام ما شاء الله قبل أن يطلع الفجر فان استيقظت عند الفجر أعدتهما.

فان هذين الخبرين وردا فيمن صلى هاتين الركعتين وعليه قطعة من الليل قبل طلوع الفجر الاول فحينئذ ينبغي له أن يعيد الركعتين، ويحتمل ايضا أن يكون ابو جعفر وابو عبد الله عليهما السلام اعادا ذلك على طريق الاستحباب وليس في الخبرين انكم إذا فعلتم ذلك والامر على ذلك اعيدوهما ثانيا. فاما القراءة فيهما فقد روى.

جناب زرارہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں نماز شب پڑھتا ہوں اور جب میں اس سے فارغ ہوتا ہوں تو فجر سے نوافل کی دو رکعت بھی پڑھ لیتا ہوں اور پھر سو جاتا ہوں۔ جب تک خدا چاہتا ہے۔ پھر اگر میں طلوع فجر سے قبل بیدار ہو جاؤں تو فجر کے نوافل کا اعادہ کرتا ہوں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایتیں بیان کرتی ہیں کہ جس بندے نے ان دو رکعتوں کو پڑھا ہے رات کا حصہ یا ٹکڑا طلوع فجر سے باقی ہے۔ پس اس وقت اس کے لیے سزاوار ہے کہ دونوں رکعتوں کا اعادہ کرے۔

ایک احتمال یہ بھی ہے کہ امام الباقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام نے استحباب کی بناء پر اعادہ کیا ہو۔ روایتوں میں یہ چیز ذکر نہیں کہ اگر تم نے ایسا کیا اور حکم ہے کہ ان کا اعادہ کرو۔ ان دونوں رکعتوں میں پڑھنا کیا ہے وہ بیان ہو رہا ہے۔

{حديث نمبر 297/529} الحسين بن سعيد عن النضر عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إقرأ في ركعتي الفجر بأي سورتين احببت وقال: أما انا فاحب ان اقرأ فيهما بقل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون. قال الشيخ رحمه الله: (ثم ليضطجع على جنبه الايمن) الى قوله: (فإذا طلع الفجر واستبان).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: فجر کی ان دو رکعتوں میں جو تو پسند کرتا ہے ان دو سورتوں کو پڑھو۔ بہرحال میں پسند کرتا ہوں کہ ان میں سورۂ اخلاص اور سورۂ کافرون کو پڑھنا۔

{حديث نمبر 298/530} الحسين بن سعيد عن فضالة عن حسين بن عثمان عن ابن مسكان، ومحمد بن سنان عن ابن مسكان عن سليمان بن خالد قال: سألته عما أقول إذا اضطجعت على يميني بعد ركعتي الفجر فقال: أبو عبد الله عليه السلام اقرأ الخمس آيات التي في آخر آل عمران الى (انك لا تخلف الميعاد) وقل (استمسكت

بعروة الله الوثقى التي لا انفصام لها واعتصمت بحبل الله المتين واعوذ بالله من شر فسقة العرب والعجم آمنت بالله توكلت على الله الجأت ظهري الى الله فوضت امري الى الله ومن يتوكل على الله فهو حسبه ان الله بالغ امره قد جعل الله لكل شئ قدرا حسبي الله ونعم الوكيل اللهم من اصبحت حاجته الى مخلوق فان حاجتي ورغبتي اليك الحمد لرب الصباح الحمد لفالق الاصباح) ثلاثا. ويجوز بدلا من الاضطجاع السجدة والمشي والكلام الا أن الاضطجاع افضل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرتؑ سے سوال کیا۔ جب میں فجر کی دو نافلہ سے فارغ ہو کر دائیں پہلو پر لیٹوں تو کیا پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: آل عمران کی آخری پانچ آیات کی تلاوت کرو اور اس کے بعد یوں کہو:

استمسكت بعروة الله الوثقى التي لا انفصام لها واعتصمت بحبل الله المتين واعوذ بالله من شر فسقة العرب والعجم آمنت بالله توكلت على الله الجأت ظهري الى الله فوضت امري الى الله ومن يتوكل على الله فهو حسبه ان الله بالغ امره قد جعل الله لكل شئ قدرا حسبي الله ونعم الوكيل اللهم من اصبحت حاجته الى مخلوق فان حاجتي ورغبتي اليك الحمد لرب الصباح الحمد لفالق الاصباح.

اس دُعا کو تین مرتبہ پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ضروری نہیں ہے کہ بندہ دائیں پہلو کے بل لیٹے بلکہ سجدہ کرنا یا چلنا یا کوئی کلام کرنا بھی جائز ہے، مگر یہ کہ دائیں پہلو لیٹنا افضل ہے۔

﴿حديث نمبر 299/531﴾ روى محمد بن يعقوب عن علي بن محمد عن سهل بن زياد عن ابن اسباط عن ابراهيم بن أبي البلاد قال: صليت خلف الرضا عليه السلام في المسجد الحرام صلاة الليل فلما فرغ جعل مكان الضجعة سجدة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابراہیم بن ابی البلاد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مسجد الحرام میں امام رضا علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی تو آپؑ جب نماز شب سے فارغ ہوئے تو لیٹنے کے بعد آپؑ نے سجدہ کیا تھا۔

{حدیث نمبر 300/532} سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسن عن ایوب بن نوح عن الحسین بن عثمان عن رجل عن أبي عبد الله علیه السلام قال: یجزیك من الاضطجاع بعد رکعتي الفجر القیام والقعود والکلام بعد رکعتي الفجر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن عثمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک اور بندے سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: فجر کی دو رکعت نافلہ کے بعد لیٹنے کے بجائے کھڑا ہونا یا بیٹھنا یا کلام کرنا ہی تیرے لیے مجزی ہے۔

{حدیث نمبر 301/533} وعنه عن أحمد وعبد الله ابني محمد بن عیسٰی عن علي بن الحکم عن عبد الله بن بکیر عن زرارة عن أبي جعفر علیه السلام قال: إنما علی أحدکم إذا انتصف اللیل أن یقوم فیصلي صلاته جملة واحدة ثلاث عشرة رکعة ثم إن شاء جلس فدعا وان شاء نام وإن شاء ذهب حیث شاء. ویستحب أن لا ینام الانسان بعد هاتین الرکعتین ویشتغل بالدعاء والتسبیح فان النوم في هذا الوقت مکروه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نصف شب کو اُٹھے۔ پھر وہ تیرہ رکعت نماز ایک ہی دفعہ پڑھے۔ اس کے بعد اگر وہ چاہے بیٹھے اور دُعا کرے۔ اگر چاہے تو سو جائے اور اگر چاہے جہاں جانا چاہتا ہے چلا جائے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مستحب ہے کہ بندہ ان دو رکعتوں کے بعد سوئے نہ بلکہ دُعا اور تسبیح میں مشغول ہو جائے کیونکہ اس وقت سونا مکروہ ہے۔

{حدیث نمبر 302/534} روی محمد بن أحمد بن یحیٰی عن علي بن محمد القاساني عن سلیمان بن حفص المروزي قال قال أبو الحسن الاخیر علیه السلام: إیاك والنوم بین صلاة اللیل والفجر ولکن ضجعة بلا نوم فان صاحبه لا یحمد علی ما قدم من صلاته. قال الشیخ رحمه الله: (فإذا طلع الفجر واستبان فلیؤذن) الی قوله: (ثم لیرفع رأسه فیذکر الله الی طلوع الشمس). کل ذلك قد مضی شرحه في جملة ما تقدم. ثم قال رحمه الله: (ثم لیرفع رأسه فیذکر الله کثیرا الی طلوع الشمس) الی آخر الباب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن حفص المروزی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوالحسن نقی علیہ السلام نے فرمایا: نماز شب اور نماز فجر کے درمیان سونے سے بچو لیکن بغیر نیند کے لیٹنے میں کوئی حرج نہیں۔ پس تحقیق صاحب پہلے وہ اپنی نماز سے قبل حمد نہ کرے۔

طلوعِ آفتاب تک ذکر کرنا

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جب فجر طلوع کر جائے اور اس کا طلوع واضح ہو جائے تو پھر اذان کہے (نماز فجر سے فارغ ہو کر) اپنا سر اُٹھائے اور طلوعِ شمس تک ذکر خدا کرے اور کثرت سے خدا کا ذکر کرے۔

{حدیث نمبر 303/535} محمد بن أحمد بن يحيى عن أبي جعفر النحوي عن أبي الجوزاء عن الحسين بن علوان عن عمرو بن خلاد عن عاصم بن أبي النجود الاسدي عن ابن عمر عن الحسن بن علي عليه السلام قال: سمعت أبي علي بن أبي طالب عليه السلام يقول قال رسول الله صلى الله عليه وآله: أيما امرؤ مسلم جلس في مصلاه الذي صلى فيه الفجر يذكر الله حتى تطلع الشمس كان له من الاجر كحاج رسول الله صلى الله عليه وآله وغفر له فان جلس فيه حتى تكون ساعة تحل فيها الصلاة فصلى ركعتين أو أربعا غفر له ما سلف وكان له من الاجر كحاج بيت الله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن عمر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام الحسن بن علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ مسلم نماز فجر واجب پڑھنے کے بعد اسی مصلیٰ پر بیٹھ جائے اور طلوعِ آفتاب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اس کا اجر اس حاجی کی مانند ہے جس نے رسولؐ خدا کے ساتھ حج کیا ہے اور اللہ اس کو بخش دے گا۔

پھر اگر وہ کچھ دیر بیٹھے پھر نماز کے وقت کے دوران دو رکعت یا چار رکعت نماز پڑھے تو اس کے گزشتہ تمام گناہوں کو اللہ معاف فرما دے گا۔ اور اس کا اجر اس بندے کی مانند ہے جس نے حج بیت اللہ کیا ہے۔

{حدیث نمبر 304/536} وعنه عن أبي جعفر عن أبيه عن أحمد بن النضر عن عمرو بن شمر عن جابر عن أبي جعفر عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله.

قال: الله یابن آدم اذ کرنی بعد الفجر ساعة واذ کرنی بعد العصر ساعة اکفك ما اهمك.

جناب الشیخ رحمة الله علیه نے جناب جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اے فرزند آدمؑ! نمازِ فجر واجبہ کے بعد مجھے ایک گھنٹہ یاد کرو (میرا ذکر کرو) اور نمازِ عصر کے بعد بھی ایک ایک گھنٹہ مجھے یاد کرو۔ پھر تیری ہر مشکل کے لیے میں کافی ہوں۔

﴿حدیث نمبر 305/537﴾ وعنه عن معاویة بن حکیم عن معمر بن خلاد عن الرضا علیه السلام قال: سمعته یقول: ینبغی للرجل إذا أصبح ان یقرأ بعد التعقیب خمسین آیة.

جناب الشیخ رحمة الله علیه نے جناب معمر بن خلاد سے اور انھوں نے امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بندے کے لیے سزاوار ہے کہ نمازِ فجر واجب کے بعد تعقیبات کے بعد پچاس آیات قرآن کی تلاوت کرے۔

اس وقت رزق تقسیم ہوتا ہے

﴿حدیث نمبر 306/538﴾ وروی العلا عن محمد بن مسلم عن أحدهما علیه السلام قال: سألته عن النوم بعد الغداة فقال: إن الرزق یبسط تلك الساعة فأنا أکره ان ینام الرجل تلك الساعة.

جناب الشیخ رحمة الله علیه نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: نمازِ صبح کے بعد سونا کیسا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس وقت رزق تقسیم ہوتا ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ بندہ اس وقت سوئے۔

﴿حدیث نمبر 307/539﴾ وقال الصادق علیه السلام الجلوس بعد صلاة الغداة فی التعقیب والدعاء حتی تطلع الشمس أبلغ فی طلب الرزق من الضرب فی الارض.

جناب الشیخ رحمة الله علیه نے جناب امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ صبح کے بعد تعقیبات اور دُعا کے لیے بیٹھنا یہاں تک کہ سورج طلوع ہو جائے۔ یہ شہروں میں رزق کے لیے تجارت کے لیے جانے سے زیادہ

طلب رزق میں مفید ہے اور رزق تک پہنچانے والا ہے۔

﴿حدیث نمبر 308/540﴾ وقال علیه السلام نومة الغداة مشومة تطرد الرزق وتصفر اللون وتقبحه وتغیره، وهو نوم کل مشوم، ان الله تعالی یقسم الارزاق ما بین طلوع الفجر إلی طلوع الشمس، وإیاکم وتلك النومة، وکان المن والسلوی ینزل علی بنی اسرائیل ما بین طلوع الفجر إلی طلوع الشمس فمن نام تلك الساعة لم ینزل نصیبه، وکان إذا انتبه فلا یری نصیبه احتاج إلی السؤال والطلب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: نمازِ صبح کے بعد (طلوعِ آفتاب کے درمیان) سونا منحوست ہے۔ رزق کو دُور کرتی ہے، چہرے کا رنگ زرد کرتی ہے اور قبیح بناتی ہے اور اس کو تبدیل کرتی ہے۔ ہر منحوس شخص کی نیند ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک رزق تقسیم کرتا ہے۔ اس وقت کے سونے سے بچو۔ بنی اسرائیل پر من وسلویٰ بھی اسی وقت نازل ہوتا تھا۔ پس جو بندہ اس وقت سویا ہوتا تو اس کا حصّہ نازل نہیں ہوتا تھا۔ وہ اپنا حصّہ تلاش کرتا اور وہ اس کو نہ پاتا تو پھر دوسروں کے سامنے سوال کرنے کا محتاج ہوتا تھا۔

﴿حدیث نمبر 309/541﴾ وقال الصادق علیه السلام فی قول الله عزوجل: (فالمقسمات امرا) قال الملائکة تقسم أرزاق بنی آدم ما بین طلوع الفجر الی طلوع الشمس فمن نام فیما بینهما نام عن رزقه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے امام صادق علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: فَالْمُقَسِّمٰتِ اَمْرًا (سورۂ ذاریات: آیت ۴) کے ذیل میں فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فرشتے اولادِ آدم کا رزق طلوعِ فجر سے لے کر طلوعِ آفتاب تک تقسیم کرتے ہیں۔ پس جو اس وقت سویا رہتا ہے وہ رزق سے محروم رہتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 310/542﴾ وقال رسول الله صلی الله علیه وآله من جلس فی مصلاه من صلاة الفجر الی طلوع الشمس ستره الله من النار.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ نمازِ صبح کے بعد اپنے مصلّٰی پر طلوعِ آفتاب تک بیٹھا رہے اور خدا کا ذکر کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم سے پوشیدہ رکھے گا۔

{باب نمبر 9}

نماز میں جائز کیا ہے اور کیا جائز نہیں کے بارے میں

اس باب میں ان احکام کی تفصیل ذکر کی جائے گی جو نماز کے واجب مستحبات ذکر ہو چکے ہیں اور اس میں بیان کیا جائے گا۔ نماز میں جائز کیا ہے اور کیا جائز نہیں۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز کے واجبات میں سے کہ اس کو وقت پر ادا کیا جائے اور قبلہ رُخ ہو اور تکبیرۃ الاحرام وقرأت ورکوع وسجود اور رکوع وسجود میں تسبیح کا پڑھنا اور تشہد اور تشہد میں محمدؐ وآلِ محمدؐ پر درود پڑھنا۔ پس جو بندہ ان واجبات میں سے کوئی ایک واجب کو عمداً چھوڑ دے گا تو اس کی نماز باطل ہے۔ اس کی کوئی نماز نہیں۔ اس پر نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر کوئی بندہ ان واجبات کو بھول کر ترک کر دے تو اس کے لیے احکام ہیں جن کو تفصیلاً ہم ذکر کریں گے۔

{حدیث نمبر 1/543} سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن علي بن حديد عن عبد الرحمن بن أبي نجران والحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز بن عبد الله عن زرارة قال: قلت لابي جعفر عليه السلام ما فرض الله في الصلاة؟ فقال: الوقت والطهور والركوع والسجود والقبلة والدعاء والتوجه قلت: فما سوى ذلك؟ فقال: سنة في فريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: نماز میں واجب کیا کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وقت، طہارت، رکوع، سجود، قبلہ رُخ، دُعا اور توجہ الی اللہ۔

میں نے عرض کیا: ان کے علاوہ؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سب واجب وفریضہ میں سنت ہیں۔

نماز کے لیے طہارت

﴿حدیث نمبر 2/544﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الصلاة ثلاثة أثلاث ثلث طهور وثلث ركوع وثلث سجود.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز کے تین ثلث ہیں: ① ایک ثلث طہارت ② ایک ثلث رکوع ③ اور ایک ثلث سجود۔

﴿حدیث نمبر 3/545﴾ الحسين بن سعيد عن حماد عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: لا صلاة إلا بطهور.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بغیر طہارت کے نماز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 4/546﴾ وعنه عن حماد عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا دخل الوقت وجب الطهور والصلاة ولا صلاة إلا بطهور. قال الشيخ رحمه الله: (فإن صلى قبل الوقت متعمداً أعاد، وإن اخطأ في ذلك فادركه الوقت وهو منها في شيء اجزأته، وإن فرغ منها قبل الوقت أعاد).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب وقت داخل ہوجائے تو طہارت (وضو یا غسل کرنا) اور نماز واجب ہے اور نہیں نماز مگر طہارت کے ساتھ۔

نماز کا وقت

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر بندہ جان بوجھ کر وقت سے پہلے نماز پڑھے تو اس پر نماز کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور اگر غلطی یا خطاء کی وجہ سے وقت سے قبل نماز شروع کرے اور پھر وہ وقت کو پالے اور نماز کا کوئی ایک جزء وقت میں انجام پاجائے تو وہ مجزی ہے۔

اور اگر وقت داخل ہونے سے قبل وہ نماز سے فارغ ہوجائے تو پھر نماز کو دوبارہ پڑھے۔

{حدیث نمبر 5/547} محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن سلمة بن الخطاب عن يحيى بن ابراهيم بن أبي البلاد عن أبيه عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من صلى في غير وقت فلا صلاة له.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ وقت کے بغیر نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 6/548} وعنه عن الحسين بن محمد عن عبد الله بن عامر عن علي بن مهزيار عن فضالة عن أبان عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام في رجل صلى الغداة بليل غره من ذلك القمر ونام حتى طلعت الشمس فاخبر انه صلى بليل قال: يعيد صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جس نے نماز صبح رات کے وقت پڑھی ہے، چاند چمک رہا تھا اور وہ نماز کے بعد سو گیا۔ یہاں تک کہ سورج طلوع کر چکا تھا۔ پھر اس کو خبر دی گئی کہ تو نے نماز رات کو پڑھی ہے تو کیا حکم ہے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

{حدیث نمبر 7/549} علي بن الحسن الطاطري قال حدثني عبد الله بن وضاح عن سماعة بن مهران قال قال لي أبو عبد الله عليه السلام: إياك أن تصلي قبل أن تزول فانك تصلي في وقت العصر خير لك أن تصلي قبل أن تزول.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعۃ بن مہران سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: زوالِ آفتاب سے قبل نماز پڑھنے سے بچو کیونکہ تیرا نماز عصر کے وقت نماز ظہر پڑھنا زوال سے قبل پڑھنے سے بہتر ہے۔

{حدیث نمبر 8/550} أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسين بن سعيد عن محمد بن أبي عمير عن اسماعيل بن رياح عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا صليت وانت ترى انك في وقت ولم يدخل الوقت فدخل الوقت وأنت في الصلاة فقد اجزأت عنك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل بن ریاح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو نماز پڑھے اور تو دیکھے کہ ابھی وقت نماز داخل نہیں ہوا اور تیری نماز کے دوران وقت داخل ہوجائے تو یہ تیرے لیے مجزی وکافی ہے۔

﴿حدیث نمبر 9/551﴾ فأما ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن عبيد الله بن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا صليت في السفر شيئاً من الصلاة في غير وقتها فلا يضر. فان المراد به جواز تأخير الصلاة عن وقتها عند العارض والعذر والاضطرار فأما تقديمها فانه لا يجوز على كل حال. قال الشيخ رحمه الله: (فان نسي استقبال القبلة أو أخطأها ثم ذكرها أو عرفها ووقت الصلاة باق اعاد الصلاة، وان كان الوقت قد مضى فلا اعادة عليه إلا أن تكون صلاته على السهو والخطأ الى استدبار القبلة فعليه اعادة الصلاة كان الوقت باقيا أو ماضيا).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے عبیداللہ بن الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: جب تو سفر کے دوران نماز وقت کے ہونے کے بغیر پڑھ لے تو اس کا کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے کہ کسی عذر یا عارض یا اضطرار کی وجہ سے نماز کو موخر کرنا جائز ہے لیکن کسی صورت میں بھی وقت سے قبل پڑھنا جائز نہیں ہے۔

قبلہ رُخ ہونے کے احکام

مسئلہ: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر نماز بھول کر قبلہ رُخ کرنا یا خطا کرے اور پھر اسے یاد آجائے یا اس کو اس کے رُخ کا علم ہوجائے اور وقتِ نماز باقی ہو تو اس نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر وقتِ نماز گزر گیا ہے تو پھر اس کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے۔ سوائے اس صورت کے کہ اس کی نماز سہواً یا خطاً پشت بقبلہ ہوکر پڑھی گئی ہے۔ پھر اس پر نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے، خواہ وقت باقی ہو یا وقت گزر گیا ہو۔

﴿حدیث نمبر 10/552﴾ الحسين بن سعيد عن يعقوب بن يقطين قال سألت عبدا صالحا عليه السلام: عن رجل يصلي في يوم سحاب على غير القبلة ثم تطلع الشمس

وهو في وقت أيعيد الصلاة إذا كان قد صلى على غير القبلة؛ وان كان قد تحرى القبلة بجهده أتجزيه صلاته؛ فقال: يعيد ما كان في وقت فإذا ذهب الوقت فلا اعادة عليه.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب یعقوب بن یقطین سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صالح موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندے نے دن میں نماز پڑھی جبکہ آسمان پر بادل تھے اور وہ قبلہ علاوہ رُخ کرکے نماز پڑھ چکا ہے اور پھر سورج نمودار ہوا اور وقت نماز باقی تھا۔ تو اس کو معلوم ہوا ہے کہ نے قبلہ رُخ کے بغیر نماز پڑھی ہے تو کیا وہ نماز کا اعادہ کرے گا؟ اور اگر اس نے نماز سے قبل قبلہ کی سمت معلوم نے کی کوشش کی ہے تو کیا اس کی وہ نماز اس کے لیے مجزی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وقت باقی ہے تو وہ نماز دوبارہ پڑھے اور اگر وقت گزر گیا ہے تو اعادہ کرنا واجب نہیں۔

﴿حديث نمبر 11/553﴾ وعنه عن النضر بن سويد عن هشام بن سالم عن سليمان ابن خالد قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: الرجل يكون في قفر من الارض في يوم غيم فيصلي لغير القبلة ثم يصحى فيعلم انه قد صلى لغير القبلة كيف يصنع؟ فقال: إن كان في وقت فليعد صلاته وإن كان قد مضى الوقت فحسبه اجتهاده.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام بداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: بندہ صحرا میں نماز پڑھتا ہے اور بادلوں کی وجہ سے رُخ قبلہ کا علم نہیں ہوا اور نے قبلہ رُخ ہوئے بغیر اس نے نماز پڑھی ہے تو پھر جب بادلوں کی اوٹ سے سورج نمودار ہوا تو اس کو معلوم کہ اس کی نماز قبلہ رُخ نہیں تھی تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وقت باقی ہے تو نماز کو دوبارہ پڑھے۔ اور اگر وقت گزر گیا ہے تو اس کی سعی و کوشش ہی کے لیے کافی ہے۔ (چونکہ اس نے پوری کوشش کے بعد نماز پڑھی ہے لہٰذا یہ مجزی وکافی ہے)۔

﴿حديث نمبر 12/554﴾ محمد بن يعقوب عن الحسين بن محمد عن عبد الله بن عامر عن علي بن مهزيار عن فضالة بن أيوب عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا صليت وأنت على غير القبلة واستبان لك انك صليت على غير القبلة وانت في وقت فأعد، وان فاتك الوقت فلا تعد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالرحمن ابن ابوعبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تو نماز پڑھے حالانکہ تو قبلہ رُخ نہ ہو، بعد میں تیرے لیے روشن و واضح ہو کہ تیری نماز قبلہ رُخ نہیں تھی۔ اور اگر وقت نماز باقی ہے تو نماز دوبارہ پڑھو اور اگر وقت گزر گیا ہے تو پھر نماز کا اعادہ نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 13/555﴾ وعنه عن أحمد بن ادريس عن أحمد بن محمد ومحمد بن يحيى عن محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن الحسن بن علي عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل صلى على غير القبلة فيعلم وهو في الصلاة قبل أن يفرغ من صلاته قال: ان كان متوجها فيما بين المشرق والمغرب فليحول وجهه الى القبلة حين يعلم ، وان كان متوجها الى دبر القبلة فليقطع الصلاة ثم يحول وجهه الى القبلة ثم يفتتح الصلاة. قال الشيخ رحمه الله: (وان نسي تكبيرة الافتتاح متعمدا أو ناسيا فعليه إعادة الصلاة).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو نماز پڑھ رہا ہے اور وہ قبلہ رُخ نہیں اور نماز سے فارغ ہونے سے قبل دورانِ نماز ہی اس کو معلوم ہو گیا ہے کہ وہ قبلہ رُخ نہیں تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ متوجہ ہوا ہے کہ وہ قبلہ کے مشرق کی طرف سے مغرب کی طرف وہ دورانِ نماز ہی اپنے آپ کو قبلہ کی طرف موڑے۔ اگر وہ پشت بقبلہ ہے تو پھر وہ نماز توڑ دے اور پھر قبلہ رُخ ہو کر نماز کو شروع کرے۔

تکبیرۃ الاحرام کا حکم

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر نماز تکبیرۃ الحرام ترک کردے، خواہ عمداً یا بھول کر تو اس پر نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر 14/556﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان عن ابن بكير عن عبيد بن زرارة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن رجل أقام الصلاة فنسي أن يكبر حتى افتتح الصلاة قال: يعيد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو تکبیرۃ الاحرام بھول گیا اور اس نے نماز شروع کر دی ہے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

﴿حديث نمبر 15/557﴾ وعنه عن ابن أبي عمير عن جميل عن زرارة قال سألت أبا جعفر عليه السلام: عن الرجل ينسى تكبيرة الافتتاح قال: يعيد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو تکبیرۃ الاحرام بھول گیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

﴿حديث نمبر 16/558﴾ وعنه عن فضالة عن صفوان عن العلا عن محمد عن أحدهما عليهما السلام في الذي يذكر انه لم يكبر في أول صلاته فقال: إذا استيقن انه لم يكبر فليعد ولكن كيف يستيقن!!

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ وہ بندہ جو پہلی تکبیر (تکبیرۃ الاحرام) بھول گیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: اگر اسے یقین ہے کہ اس نے پہلی تکبیر نہیں کہی تو وہ دوبارہ نماز پڑھے لیکن اس کو یقین کیسے ہوا ہے؟

﴿حديث نمبر 17/559﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن ذريح بن محمد المحاربي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل ينسى ان يكبر حتى قرأ قال: يكبر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ذریح بن محمد المحاربی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: اس بندے کے بارے میں جو تکبیر کہنا بھول گیا ہے اور اس نے قرأت کر لی ہے؟
آپؑ نے فرمایا: تکبیر کہے۔

﴿حديث نمبر 18/560﴾ وعنه عن الحسن بن علي بن يقطين عن أخيه الحسين بن علي عن علي بن يقطين قال سألت أبا الحسن عليه السلام عن الرجل ينسى أن يفتتح

الصلاة حتى يركع قال: يعيد الصلاة.

جناب الشیخ علیہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو تکبیرۃ الاحرام بھول گیا ہے یہاں تک کہ وہ رکوع میں چلا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ دوبارہ نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 19/561﴾ وعنه عن البرقي عن ذريح المحاربي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل نسي أن يكبر حتى قرأ قال: يكبر.

جناب الشیخ علیہ نے جناب محمد المحاربی سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو تکبیرۃ الاحرام بھول گیا ہے اور اس نے قرأت کرلی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ تکبیرۃ الاحرام کہے۔

﴿حدیث نمبر 20/562﴾ محمد بن يعقوب عن الحسين بن محمد الاشعري عن عبد الله ابن عامر عن علي بن مهزيار عن فضالة عن أبان عن الفضل بن عبد الملك وابن أبي يعفور عن أبي عبد الله عليه السلام قال: في الرجل يصلي فلم يفتتح بالتكبير هل يجزيه تكبيرة الركوع؟ قال: لا بل يعيد صلاته إذا حفظ انه لم يكبر.

جناب الشیخ علیہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ کی خدمت میں اس بندے کے بارے میں عرض کیا گیا کہ جو نماز پڑھ رہا ہے جبکہ اس نے تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی تو رکوع سے قبل والی تکبیر اس کے لیے مجزی رہے گی؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، جب اس کو یاد آگیا ہے کہ اس نے تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی تو وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 21/563﴾ وعنه عن محمد بن يحيى رفعه عن الرضا عليه السلام قال: الامام يحمل أوهام من خلفه إلا تكبيرة الافتتاح.

جناب الشیخ علیہ نے جناب محمد بن یحییٰ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ امام علی الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام جماعت اپنے مقتدی کے تمام اوہام کو اٹھائے گا سوائے تکبیرۃ الاحرام کے۔

(یعنی اگر مقتدی شک کرے کہ میں رکوع کیا ہے یا نہیں یا قرأت کی ہے تو اوّل رکعت یا دوسری وہ امام کے ملتفطین پر اعتماد کرتے ہوئے اپنی نماز کو اس کی اقتداء میں جاری رکھے لیکن مقتدی تکبیرۃ الاحرام میں شک کرے تو وہ امام پر نہیں ڈال سکتا۔ مترجم)

﴿حدیث نمبر 22/564﴾ سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن علي بن حديد وعبد الرحمن بن أبي نجران والحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز بن عبد الله عن زرارة قال قال أبو جعفر عليه السلام: إذا أنت كبرت في أول صلاتك بعد الاستفتاح بأحدى وعشرين تكبيرة ثم نسيت التكبير كله ولم تكبر أجزأك التكبير الاول عن تكبير الصلاة كلها.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب زرارہ علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو نے اپنی نماز کے شروع میں تکبیرۃ الاحرام کہہ لی ہے اور اس کے بعد اکیس تکبیرات ہیں وہ تو سب بھول گیا ہے اور کوئی بھی نہیں کہی۔ تو تیری پہلی تکبیر ان بعد والی سب سے مجزی ہوجائے گی۔

﴿حدیث نمبر 23/565﴾ وأما ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن عبيد الله بن علي الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال سألته عن رجل نسي أن يكبر حتى دخل في الصلاة فقال: أليس كان من نيته أن يكبر؟ قلت: نعم قال: فليمض في صلاته.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں لیکن وہ روایت جس کو جناب عبیداللہ بن علی الحلبی نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کی ہے جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو تکبیرۃ الاحرام بھول گیا ہے اور اس نے نماز شروع کردی ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا اس کی نیت میں نہیں تھا کہ وہ تکبیرۃ الاحرام کہے گا؟

میں نے عرض کیا: ہاں یہ تو تھا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ اس کے لیے کافی ہے، لہٰذا وہ نماز کو جاری رکھے۔

﴿حدیث نمبر 24/566﴾ وعنه عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب عن أحمد بن

محمد بن أبي نصر عن أبي الحسن الرضا علیه السلام قال: قلت له رجل نسی أن یکبر تکبیرة الافتتاح حتی کبر للرکوع فقال: اجزأه. فهذان الحدیثان محمولان علی من نسی تکبیرة الافتتاح ثم لم یتحقق انه لم یکبر بل یکون شاکا فانه یجب علیه حینئذ المضی فی صلاته . فأما مع الیقین والعلم بانه لم یکبر وجب علیه إعادة الصلاة بدلالة ما قدمناه من الاخبار ، وأیضا الخبر الذی قدمناه عن ابن أبي یعفور والفضل بن عبد الملك عن أبي عبد الله علیه السلام تضمن التصریح بأن التکبیر فی الرکوع لا یجزی عن تکبیرة الافتتاح ، وأن مع العلم لا بد من إعادة الصلاة فعلمنا ان ما تضمنه هذان الخبران من ان ذلك جایز انما هو مع الشك دون الیقین ، والذی یؤکد ما ذکرناه ایضا مضافا الی ما قدمناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بندہ تکبیرۃ الاحرام کہنا بھول گیا ہے اور اس نے رکوع سے قبل والی تکبیر کہہ ڈالی ہے؟

آپ نے فرمایا: وہ ہی تکبیر اس کے لیے مجزی وکافی ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں روایتوں کو اس پر حمل کیا جائے گا اگر بندہ تکبیرۃ الاحرام بھول گیا ہے اور اس کے لیے تحقق نہیں کہ اس نے تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی بلکہ وہ شک کر رہا ہے کہ کہی ہے یا نہیں۔ تو اس صورت میں واجب ہے کہ وہ نماز کو جاری رکھے۔ لیکن اگر اسے یقین ہو کہ اس نے تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی، بھول کر ترک کرچکا ہے اور وہ جانتا ہے کہ اس نے پہلی تکبیر نہیں کہی۔

تو جیسا کہ گذشتہ روایات میں ذکر ہوا ہے، اس پر واجب ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور وہ روایت جس کو ابن ابی یعفور نے اور فضل بن عبدالملک نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ جس میں صراحت کے ساتھ ذکر ہوا ہے کہ اس نے تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی تو کیا رکوع والی تکبیر اس کے لیے مجزی ہے تو آپ نے فرمایا: رکوع والی تکبیر تکبیرۃ الاحرام سے مجزی نہیں ہے۔ اور اگر وہ جانتا ہے تو ضروری ہے کہ نماز کا اعادہ کرے تو اس سے ہمیں معلوم ہوجائے گا کہ یہ دونوں روایتیں کہ جن میں اس کے جواز کو بیان کیا گیا ہے کہ وہ نماز کو جاری رکھے۔ ان کو ہم شک پر حمل کریں گے نہ کہ یقین پر۔

جو ہم نے بیان کیا گذشتہ روایات کے ساتھ ساتھ ذیل کی روایت اس کی تاکید وتائید کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 25/567﴾ سعد بن عبد الله عن أبي جعفر عن علي بن حديد وعبد الرحمن ابن أبي نجران عن حماد بن عيسى عن حريز بن عبد الله عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال قلت له: الرجل ينسى أول تكبيرة من الافتتاح فقال: ان ذكرها قبل الركوع كبر ثم قرأ ثم ركع، وان ذكرها في الصلاة كبرها في قيامه في موضع التكبيرة قبل القراءة وبعد القراءة، قلت: فان ذكرها بعد الصلاة؟ قال: فليقضها ولا شيء عليه. قوله عليه السلام فليقضها يعني الصلاة ولم يرد التكبيرة وحدها، وأما قوله ولا شيء عليه يعني من العقاب لانه لم يتعمد تركها وإنما نسي فإذا أعاد الصلاة لم يكن عليه شيء، وأما ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بندہ جو نماز کی شروع والی پہلی تکبیر بھول گیا ہے (تکبیرۃ الاحرام) تو اس کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو رکوع سے پہلے یاد آ گیا ہے (وہ تکبیرۃ الاحرام بھول گیا ہے) تو وہ تکبیرۃ الاحرام کہے اور اس کے بعد وہ قرأت کرے، پھر رکوع میں جائے۔ اور اگر اس کو نماز میں یاد آیا ہے اور قیام کی حالت میں قرأت سے قبل تکبیر کا مقام یاد آیا ہے تو وہ تکبیر کہے اور بعد میں قرأت کرے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر اس کو نماز سے فارغ ہونے کے بعد یاد آئے تو اس کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پھر اس کی قضاء کرے (یعنی نماز کی قضاء کرے) اور اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس کی قضا کرے، مراد ہے کہ نماز کی قضاء کرے۔ یہ مراد نہیں ہے کہ اکیلی تکبیرۃ الاحرام کی قضاء کرے۔

اور آپؑ نے فرمایا: اس پر کوئی چیز نہیں۔ مراد ہے اس پر کوئی عذاب وعقاب نہیں کیونکہ اس نے عمداً ترک نہیں کی بلکہ بھول کر ترک کی ہے (جان بوجھ کر تکبیرۃ الاحرام کو ترک کرنا حرام ہے)۔

پس جب وہ نماز کو دوبارہ پڑھ لے گا تو اس پر کوئی چیز نہیں ہوگی۔ لیکن وہ روایت جس کو جناب ابوبصیر رحمہ اللہ نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کی ہے۔

﴿حدیث نمبر 26/568﴾ علی بن مهزيار عن فضالة بن أيوب عن الحسين بن عثمان عن سماعة بن مهران عن أبي بصير قال سألت أبا عبد الله علیه السلام : عن رجل قام في الصلاة ونسي أن يكبر فبدأ بالقراءة فقال: ان ذكرها وهو قائم قبل أن يركع فليكبر وإن ركع فليمض في صلاته. فهذا الخبر ايضا مثل الاولين لان تقدير الكلام في الخبر إن ذكرها وهو قائم قبل أن يركع فليكبر وإن ركع من غير أن يذكر فليمض في صلاته، وليس في الخبر انه إذا ركع وهو ذاكر انه لم يكبر فليمض في صلاته وإذا احتمل ما قلناه لم ينافِ ما قدمناه. قال الشيخ رحمه الله : (وإن ترك القراءة ناسيا فلا إعادة عليه).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ جو نماز کے لیے کھڑا ہوا ہے اور وہ تکبیرۃ الاحرام بھول گیا ہے اور اس نے قرأت شروع کر دی ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو رکوع سے قبل یاد آ گیا ہے تو وہ تکبیرۃ الاحرام کہے اور دوبارہ قرأت کرے اور رکوع کرے اور اگر اس کو رکوع میں یاد آئے۔ پھر وہ اپنی نماز کو جاری رکھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو بھی پہلی دونوں روایتوں پر حمل کریں گے۔ اس روایت میں فرض یہ ہی ہے کہ اگر اسے رکوع سے قبل قیام کی حالت میں یاد آ جائے تو وہ تکبیرۃ الاحرام کہے۔ اور اگر وہ رکوع میں چلا گیا ہے اور اس کو یاد نہیں آیا تو پھر وہ نماز جاری رکھے۔

اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہوا کہ وہ رکوع میں اور اسے یاد آیا ہے کہ میں تکبیرۃ الاحرام نہیں کہی۔ پس وہ نماز کو جاری رکھے۔ اور اگر یہ احتمال بھی پایا جاتا ہے تو پھر یہ روایت ہماری گذشتہ روایات کے ساتھ منافی نہیں ہوگی۔

قرأت بھول جائے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر نمازی قرأت کو بھول کر ترک کر دے تو اس پر نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 27/569﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن إسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عيسى عن ربعي بن عبد الله عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليهما السلام قال: ان الله عزوجل فرض الركوع والسجود والقراءة سنة فمن ترك القراءة متعمدا اعاد الصلاة، ومن نسي القراءة فقد تمت صلاته ولا شئ عليه.

جناب الشیخ رحمہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نماز میں رکوع اور سجود کو فرض کیا ہے۔ قرأت سنت ہے۔ پس جو بندہ جان بوجھ کر قرأت کو ترک کرے گا وہ نماز دوبارہ پڑھے اور جو بھول کر قرأت کو ترک کرے اس کی نماز پوری ہے اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 28/570﴾ وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن ابن فضال عن يونس بن يعقوب عن منصور بن حازم قال: قلت لابي عبد الله عليه السلام إني صليت المكتوبة فنسيت أن اقرأ في صلاتي كلها فقال: أليس قد أتممت الركوع والسجود؛ قلت: بلى فقال: فقد تمت صلاتك إذا كان نسيانا.

جناب الشیخ رحمہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے واجب نماز پڑھی ہے لیکن میں اپنی نماز میں کاملاً قرأت کرنا بھول گیا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تُو نے رکوع اور سجود کامل کیے ہیں؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں میں نے رکوع و سجود کامل کیے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تیری نماز تام ہے۔ اگر تُو نے قرأت کو بھول کر چھوڑا ہے۔

﴿حدیث نمبر 29/571﴾ الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى وفضالة عن معاوية ابن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت: الرجل يسهو عن القراءة في الركعتين الاولتين فيذكر في الركعتين الاخيرتين أنه لم يقرأ قال: أتم الركوع والسجود؛ قلت: نعم قال: إني أكره ان اجعل آخر صلاتي اولها.

جناب الشیخ رحمہ نے جناب معاویہ ابن عمار سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بندہ نماز کی پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت کرنا بھول گیا ہے اور اس کو آخری دو رکعتوں میں یاد آیا ہے کہ اس نے پہلی دونوں رکعتوں میں قرأت نہیں کی تو اس کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیا اس نے رکوع وسجود کو پورا کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ میں اپنی نماز کے آخر کو اوّل قرار دوں (قرأت کرنا میں پسند نہیں کرتا کیونکہ قرأت اوّل کی رکعتان میں ہے تاکہ آخر کی رکعتان میں تو اگر آخری دو رکعتوں میں قرأت کی جائے گی تو وہ اوّل کے حکم میں ہو جائیں گی اور یہ پسندیدہ فعل نہیں۔ مترجم)

﴿حدیث نمبر 30/572﴾ وعنه عن فضالة عن حسين بن عثمان عن سماعة عن أبي بصير قال: إذا نسي أن يقرأ في الاولى والثانية أجزأه تسبيح الركوع والسجود، وان كانت الغداة فنسي أن يقرأ فيها فليمض في صلاته.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ بندہ رکعت اوّل اور ثانی دونوں میں قرأت کرنا بھول جاتا ہے تو رکوع و سجود کی تسبیح اس کے لیے مجزی رہے گی اور اگر نماز صبح ہے اور وہ قرأت بھول گیا ہے پس وہ نماز کو جاری رکھے۔

﴿حدیث نمبر 31/573﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن العلاء عن محمد ابن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن الذي لا يقرأ بفاتحة الكتاب في صلاته قال: لا صلاة له إلا أن يقرأ بها في جهر أو اخفات. فان المراد به انه متى لم يقرأها على العمد دون النسيان فانه لا صلاة له. فاما مع النسيان فان صلاته جائزة ببين ما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ روایت جو جناب محمد بن مسلم نے جناب امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: اس بندے کے بارے میں جس نے اپنی نماز میں سورۃ الفاتحہ کو نہیں پڑھا۔ اس کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز نہیں مگر یہ کہ وہ سورۂ فاتحہ کی قرأت کرے خواہ بالجہر کرے یا بالاخفات۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے کہ اگر وہ جان بوجھ کر قرأت نہ کرے نا کہ بھول کر۔ اس کی نماز نہیں لیکن اگر وہ بھول کر قرأت کو ترک کرتا ہے تو اس کی نماز مجزی ہے اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس کو ذیل والی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 32/574﴾ ما رواه الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال: سألته عن الرجل يقوم في الصلاة فينسى فاتحة الكتاب قال: فليقل استعيذ بالله من الشيطان الرجيم ان الله هو السميع العليم ثم ليقرأها مادام لم يركع فانه لا قراءة حتى يبدأ بها في جهر أو اخفات فانه إذا ركع أجزأه إن شاء الله تعالى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ نماز کے لیے کھڑا ہوا ہے اور سورۂ حمد بھول گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ استعیذ باللہ من الشیطان الرجیم ان اللہ هو السمیع العلیم پڑھے۔ پھر اگر وہ رکوع تک نہیں پہنچا تو وہ سورۂ حمد کی قرأت کرے کیونکہ جو بندہ بھی سورۂ حمد کو خواہ بالجہر یا اخفات کے ساتھ نہ پڑھے اس کی نماز نہیں ہے۔ اور اگر وہ رکوع میں چلا گیا ہے تو پھر اس کے لیے مجزی ہوگی۔ ان شاء اللہ!

﴿حدیث نمبر 33/575﴾ الحسين بن سعيد عن النضر عن عبد الله بن سنان قال قال أبو عبد الله عليه السلام: ان الله فرض من الصلاة الركوع والسجود ألا ترى لو أن رجلا دخل في الاسلام لا يحسن أن يقرأ القرآن اجزأه أن يكبر ويسبح ويصلي. فأما من ترك القراءة متعمدا فقد بينا انه لا صلاة له ويزيده بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے نماز میں رکوع اور سجود کو فرض کیا ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ جو بندہ تازہ اسلام میں داخل ہو (یعنی مسلمان ہو) اور قرآن کا کوئی حصہ بھی ابھی اچھی طرح نہیں پڑھ سکتا اس کے لیے مجزء ہے کہ تکبیر کہے اور تسبیح پڑھتے ہوئے نماز پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: لیکن جو بندہ جان بوجھ کر قرأت کو ترک کرتا ہے تو اس کی نماز نہیں اور اس کو مزید وہ روایت بیان کرتی ہے جو ذیل میں ذکر ہو رہی ہے۔

{حدیث نمبر 34/576} محمد بن یعقوب عن علی بن محمد عن محمد بن عیسٰی عن یونس عن العلا عن محمد بن مسلم قال: سألته عن الذی لا یقرأ بفاتحة الکتاب فی صلاته قال: لا صلاة له إلا أن یبدأ بها فی جهر أو إخفات قلت: أیهما أحب إلیك إذا کان خائفا أو مستعجلا یقرأ بسورة أو بفاتحة الکتاب؟ قال: بفاتحة الکتاب۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر کوئی بندہ اپنی نماز میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت نہیں کرتا؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز نہیں ہے مگر یہ کہ وہ نماز کی ابتداء سورۂ فاتحہ سے کرے، خواہ بالجہر پڑھے یا اخفات کے ساتھ۔

راوی: میں نے عرض کیا: ایک بندہ خوف زدہ ہے یا وہ جلدی میں ہے تو آپ کیا پسند کرتے ہیں کہ وہ سورۂ فاتحہ پڑھے یا دوسری سورۃ؟

آپؑ نے فرمایا: سورۂ فاتحہ پڑھے۔

{حدیث نمبر 35/577} سعد عن أحمد بن محمد عن علی بن حدید وعبد الرحمن بن أبی نجران عن حماد بن عیسٰی عن حریز عن زرارة عن أبی جعفر علیه السلام قال قلت له: رجل جهر بالقراءة فیما لا ینبغی الجهر فیه وأخفی فیما لا ینبغی الاخفات فیه وترك القراءة فیما لا ینبغی القراءة فیه أو قرأ فیما لا ینبغی القراءة فیه، فقال: أی ذلك فعل ناسیا أو ساهیا فلا شیء علیه۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جنابِ زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: ایک بندہ قرأت بالجہر کرتا ہے حالانکہ اس کے لیے سزاوار نہیں تھا کہ قرأت بالجہر کرے یا وہ قرأت بالاخفات کرتا ہے حالانکہ اس کے لیے سزاوار نہیں تھا کہ وہ قرأت بالاخفات کرے، یا وہ قرأت کو ترک کرتا ہے حالانکہ اس کے لیے سزاوار نہیں تھا کہ وہ قرأت کو ترک کرے یا وہ قرأت کرتا ہے اس مقام پر جہاں اس کے لیے سزاوار نہیں تھا کہ وہ قرأت کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ ان میں سے جو کام بھی بھول کر یا سہوا کرے تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

حدیث نمبر 36/578 والذی رواه سعد بن عبد الله عن أبي الجوزاء عن الحسين ابن علوان عن عمرو بن خالد عن زيد بن علي عليه السلام قال: صليت مع أبي عليه السلام المغرب فنسي فاتحة الكتاب في الركعة الاولى فقرأها في الثانية.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمر بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب زید بن علی زین العابدین علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجدؑ کے ساتھ نماز مغرب پڑھی۔ پس آپؑ رکعت اوّل میں قرأت کرنا بھول گئے۔ پھر آپؑ نے دوسری رکعت میں قرأت کی۔ ①

حدیث نمبر 37/579 وعنه عن أحمد بن محمد عن ابن أبي نصر عن عبد الكريم ابن عمرو عن الحسين بن حماد عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: اسهو عن القراءة في الركعة الاولى قال: اقرأ في الثانية، قلت: اسهو في الثانية قال: اقرأ في الثالثة قلت: اسهو في صلاتي كلها قال: إذا حفظت الركوع والسجود تمت صلاتك.

قوله عليه السلام إذا فاتك في الاولى فاقرأ في الثانية لم يرد أن يعيد قراءة ما قد فاته في الاوله، وإنما أراد أن يقرأ في الثانية والثالثة ما يخصهما من القراءة فأما الاولة فقد مضى حكمها. قال الشيخ رحمه الله: (فان ترك الركوع ناسيا كان أو متعمدا أعاد). يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسین بن حماد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں رکعت اوّل میں قرأت بھول گیا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ثانیہ میں قرأت کرو۔

میں نے عرض کیا: میں ثانیہ میں قرأت بھول گیا ہوں؟

---

① نوٹ: میں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں کہ میں روایت کا ترجمہ پوری ذمہ داری اور دیانت سے کرتا ہوں۔ کسی روایت کے متن کا میں ذمہ دار نہیں۔ یہ روایت بیان کر رہی ہے کہ امام بھول گئے حالانکہ علمائے امامیہ کا تقریباً اتفاق ہے اور میرا بھی یہ عقیدہ ہے کہ امام یا نبی کو نسیان لاحق نہیں ہوتا کیونکہ نسیان عیب ہے اور نبی اور امام کا ہر عیب سے آیۂ تطہیر کی نص کے تحت پاک ہونا ضروری ہے۔ ورنہ آپ سے اعتماد ختم ہو جائے گا اور ان کے وجود مبارک کا فائدہ باقی نہیں رہے گا۔ (مترجم)

آپؑ نے فرمایا: رکعتِ ثالث میں قرأت کرو۔

میں نے عرض کیا: میں اپنی پوری نماز میں قرأت بھول گیا ہوں (یعنی کسی رکعت میں یاد نہیں آیا)۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تُو نے رکوع و سجود کو یاد رکھا ہے تو تیری نماز تام و پوری ہے (مجزی ہے)۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام علیہ السلام نے فرمایا ہے: اگر تُو رکعتِ اولی میں بھول گیا ہے تو دوسری میں قرأت کرو۔ اس سے یہ مراد نہیں ہے کہ جو قرأت پہلی رکعت میں بھول گیا ہے اس کا اعادہ کرو۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ ثانیہ میں قرأت کرو اور ثالث میں جو قرأت مخصوص ہے اس کی قرأت کرو۔ بہرحال پہلی کا حکم گزر چکا ہے۔

رکوع کو ترک کرنے کے احکام

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر نمازی رکوع کو ترک کردے، بھول کر یا عمداً تو وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ اور اس پر دلیل ذیل کی روایت ہے۔

﴿حديث نمبر 38/580﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا أيقن الرجل انه ترك ركعة من الصلاة وقد سجد سجدتين وترك الركوع استأنف الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندے کو یقین ہو کہ اس نے نماز کی ایک رکعت کو ترک کیا ہے حالانکہ اس نے دونوں سجدے کیے ہیں اور رکوع کو ترک کیا ہے وہ نماز دوبارہ سے پڑھے۔

﴿حديث نمبر 39/581﴾ وعنه عن فضالة عن رفاعة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن رجل ينسى أن يركع حتى يسجد ويقوم قال: يستقبل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب رفاعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو رکوع بھول گیا ہے حتیٰ کہ اس نے دونوں سجدے کرلیے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اَز سرِ نو نماز پڑھے۔

﴿حديث نمبر 40/582﴾ وعنه عن ابن أبي عمير عن رفاعة قال سألت أبا عبد

اللہ علیہ السلام: عن رجل نسی أن یرکع حتی یسجد ویقوم قال: یستقبل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے نیز جناب رفاعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو رکوع بھول گیا اور دونوں سجدے ادا کرنے کے بعد اُٹھ گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو اَز سرِ نو پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 41/583﴾ الحسین بن سعید عن صفوان عن اسحاق بن عمار قال: سألت أبا إبراهیم علیه السلام عن الرجل ینسی أن یرکع قال: یستقبل حتی یضع کل شیٔ من ذلك موضعه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوابراہیم علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز میں رکوع بھول گیا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو اَز سرِ نو شروع کرے تاکہ نماز کی ہر چیز اپنے اپنے محل پر قرار پائے۔

﴿حدیث نمبر 42/584﴾ وعنه عن محمد بن سنان عن ابن مسکان عن أبی بصیر قال سألت أبا جعفر علیه السلام: عن رجل نسی أن یرکع قال: علیه الاعادة. هذه الاخبار کلها محمولة علی انه ینسی الرکوع فی الرکعتین الاولتین فانه یجب علیه استیناف الصلاة علی کل حال إذا ذکر، فأما إذا کان النسیان فی الرکعتین الاخیرتین وذکر وهو بعد فی الصلاة فلیلق السجدتین من الرکعة التی نسی رکوعها ویتم الصلاة، والذی یدل علی ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو رکوع بھول گیا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: اس پر واجب ہے کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان سب روایات کو حمل کیا جائے گا۔ اس پر اگر وہ پہلی دو رکعتوں کا رکوع بھول جائے تو جب بھی اسے یاد آئے گا تو وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ اگر وہ آخری رکعت کا رکوع بھول جائے

اور اسے نماز میں ہی بعد میں یاد آجائے تو وہ جس رکعت کا رکوع بھولا ہے اس کے دونوں سجدوں کو بعد بجالائے اور نماز کو مکمل کرے اور اس پر دلیل ذیل والی روایت ہے۔

﴿حدیث نمبر 43/585﴾ سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسين عن الحكم بن مسكين عن العلا عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام في رجل شك بعد ما سجد انه لم يركع قال: فان استيقن فليلق السجدتين اللتين لا ركعة لهما فيبني على صلاته على التمام، وإن كان لم يستيقن إلا بعد ما فرغ وانصرف فليقم فليصل ركعة وسجدتين ولا شئ عليه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ سے عرض کیا گیا کہ ایک سجدے کے بعد شک کرتا ہے کہ اس نے رکوع کیا ہے یا نہیں؟ تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو یقین ہے پس وہ دو سجدے کرے جس کا اس نے رکوع نہیں کیا تو پھر وہ اپنی نماز کی بناء کے تمام پر رکھے اور اگر اس کو یقین حاصل نہیں ہوا مگر نماز سے فارغ ہونے اور انصراف کے بعد تو اس کو چاہیے وہ کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے اور دو سجدے کرے تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 44/586﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان بن يحيى عن العيص بن القاسم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل نسي ركعة من صلاته حتى فرغ منها ثم ذكر انه لم يركع قال: يقوم فيركع ويسجد سجدتي السهو.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیص بن القاسم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو اپنی نماز میں رکوع بھول گیا ہے۔ جب وہ نماز سے فارغ ہوا تو اس وقت اسے یاد آیا کہ اس نے ایک رکوع نہیں کیا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ کھڑا ہو جائے اور رکوع کرے اور بعد میں دوبارہ سجدۂ سہو کرے۔

﴿حدیث نمبر 45/587﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن صفوان عن منصور عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا ايقن الرجل أنه ترك ركعة من

الصلاة وقد سجد سجدتين وترك الركوع استأنف الصلاة. فالوجه في هذا الخبر ان نحمله على صلاة لا يجوز فيها السهو مثل الغداة والمغرب وما اشبههما، أو على الركعتين الاولتين من الرباعيات لئلا تتنافى الاخبار، ويحتمل أن يكون أراد بقوله استأنف الصلاة يعني الركعة التي فاتته، وليس في الخبر أنه يستأنف الصلاة من اولها، والذي يكشف عما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور اس نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندے کو یقین ہو جائے کہ اس نے نماز کی ایک رکعت کو ترک کر دیا ہے اور اس نے اس کے دو سجدے کیے ہیں لیکن اس کا رکوع ترک کر چکا ہے تو وہ نماز کو اَز سرِ نو پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم اس روایت کو اس پر حمل کریں گے۔ اس سے مراد وہ نمازیں ہیں جن میں شک وسہو کی کوئی گنجائش نہیں، مثلاً صبح اور مغرب کی نماز یا جو ان دونوں کے مشابہ ہو یا اس کا شک چار رکعتی نماز کی پہلی دو رکعتوں کے بارے میں ہو، تا کہ اس روایت اور گذشتہ روایات کے درمیان تنافی باقی نہ رہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اَز سرِ نو نماز کو پڑھے۔

اس سے ممکن ہے کہ آپؑ کی مراد یہ ہے کہ وہ رکعت جو اس سے فوت ہوئی ہے اس کو دوبارہ پڑھے۔ روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ وہ نماز کو اوّل سے شروع کرے اور جو ہم نے ذکر کیا یہ اس ذیل کی روایت سے بھی کشف ہوتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 46/588﴾ ما رواه سعد عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن حماد بن عثمان عن حكم بن حكيم قال سألت ابا عبد الله عليه السلام: عن رجل ينسى من صلاته ركعة أو سجدة أو شيئًا منها ثم يذكر بعد ذلك فقال: يقضي ذلك بعينه، فقلت: أيعيد الصلاة؟ فقال: لا قال الشيخ رحمه الله: (فان شك في الركوع وهو قائم ركع، وان كان قد دخل في حالة اخرى من السجود وغيره مضى في صلاته وليس عليه شيء). وهذا ايضا إذا كان في الركعتين الاخيرتين لانه إذا كان في الركعتين الاولتين يجب عليه استيناف الصلاة لانه لم يستكمل عددهما وهو

شاك فيهما وقد قيل ان كل سهو يلحق الانسان فى الاولتين فانه يجب منه اعادة الصلاة. والذى يدل على القسم الاول مما قدمناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حکم بن حکیم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو اپنی نماز سے رکوع یا سجدہ یا اس کی کوئی چیز بھول جاتا ہے اور اس کے بعد اس کو یاد آتا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اسی چیز کی قضاء کرے۔

میں نے عرض کیا: کیا وہ نماز دوبارہ پڑھے گا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ قیام کی حالت میں شک کرے کہ اس نے رکوع کیا ہے یا نہیں تو وہ رکوع کرے اور اگر وہ کسی دوسری حالت مثلاً سجدے میں چلا گیا ہے تو وہ اپنی نماز کو جاری رکھے۔ اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حکم بھی اس وقت ہے جب اسے نماز کی آخری دو رکعتوں میں شک ہوا ہے اور اگر اس کو پہلی دو رکعتوں میں شک لاحق ہوا ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ نماز کو از سر نو پڑھے کیونکہ اس نے نماز کے عدد کو پورا نہیں کیا۔ کیا اس کو ان دونوں کے بارے میں شک ہوا ہے جو نماز کا اصل عدد ہے۔

تحقیق یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہر وہ سہو وشک جو انسان کو نماز کی پہلی دو رکعتوں میں لاحق ہوا ہو تو اس پر واجب ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔ اور جو ہم نے پہلی قسم کو بیان کیا کہ آخری دو رکعتوں میں شک کرے۔ اس پر گذشتہ روایات کے علاوہ ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 47/589﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن حماد عن عمران الحلبي قال قلت له: الرجل يشك وهو قائم فلا يدري أركع أم لا؟ قال: فليركع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمران الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے عرض کیا: ایک بندہ نماز میں کھڑا ہے اور وہ شک کرتا ہے۔ وہ نہیں جانتا کہ اس نے رکوع کیا ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ رکوع کرے۔

﴿حدیث نمبر 48/590﴾ وعنه عن محمد بن سنان عن ابن مسكان وفضالة عن حسين عن ابن مسكان عن أبي بصير قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن رجل شك وهو قائم فلا يدري أركع أم لم يركع قال: يركع ويسجد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو قیام کی حالت میں شک کرتا ہے کہ اس نے رکوع کیا ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ رکوع کرے اور بعد میں سجدے کرے۔

﴿حدیث نمبر 49/591﴾ فضالة عن حسين عن ابن مسكان عن أبي بصير والحلبي في الرجل لا يدري أركع أم لم يركع قال: يركع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ اور جناب الحلبی سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے اس بندے کے بارے میں امام علیہ السلام سے عرض کیا: جو نہیں جانتا تھا کہ اس نے رکوع کیا ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ رکوع کرے۔

﴿حدیث نمبر 50/592﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن أبان عن الفضيل بن يسار قال قلت لابي عبد الله عليه السلام : استتم قائما فلا أدري ركعت أم لا قال: بلى قد ركعت فامض في صلاتك فانما ذلك من الشيطان. فليس بمناف لما ذكرناه لانه إنما أراد عليه السلام إذا استتم قائما من الركعة الرابعة فلا يدري أركع في الثالثة أم لا فحينئذ يجب عليه المضي في صلاته لانه صار من القسم الثاني الذي قدمناه، وهو انه إذا شك في الركوع وقد دخل في حالة اخرى يمضي في صلاته، ويؤكد ما ذكرنا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں رکوع کے بعد کھڑا ہوتا ہوں اور پھر مجھے شک ہوتا ہے کہ میں نے رکوع کیا ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں، تو نے رکوع کیا ہے۔ پس اپنی نماز کو جاری رکھو یہ شک شیطان کی جانب سے ہے۔
جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ روایت اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ امام علیہ السلام کا ارادہ ہے کہ جب تو چوتھی رکعت کے لیے کھڑا ہوا ہے اور پھر شک کرے کہ میں رکعت ثالث کا رکوع کیا ہے یا نہیں تو اس صورت میں وہ اپنی نماز کو جاری رکھے کیونکہ یہ شک کی دوسری قسم سے ہے۔ جس کے بارے میں ہم نے ذکر کیا ہے اور وہ ہے کہ نمازی رکوع میں شک کرے۔ اس وقت جب وہ بعد والی دوسری حالت میں داخل ہوگیا ہے تو پھر وہ اپنی نماز کو جاری رکھے اور اس کی تاکید بعد والی روایت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 51/593﴾ ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن حماد بن عثمان قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: اشك وانا ساجد فلا أدري أركعت أم لا قال: امض.
جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں سجدے کی حالت میں شک کرتا ہوں کہ میں نے رکوع کیا ہے یا نہیں؟
آپؑ نے فرمایا: تم نماز کو جاری رکھو۔

﴿حدیث نمبر 52/594﴾ وعنه عن صفوان عن حماد بن عثمان قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أشك وانا ساجد فلا أدري ركعت أم لا فقال: قد ركعت امضه.
جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: سجدے کی حالت میں شک کرتا ہوں کہ میں نے رکوع کیا ہے یا نہیں؟
آپؑ نے فرمایا: تم نماز کو جاری رکھو۔

﴿حدیث نمبر 53/595﴾ سعد عن أبي جعفر عن الحسين بن سعيد عن فضالة عن العلا بن رزين عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليهما السلام قال: سألته عن رجل شك بعد ما سجد انه لم يركع قال: يمضي في صلاته.
جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو سجدے کے بعد شک کرتا ہے کہ رکوع کیا ہے یا نہیں؟
آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو جاری رکھے۔

﴿حدیث نمبر 54/596﴾ وعنه عن أبي جعفر عن أحمد بن أبي نصر عن أبان بن عثمان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: رجل أهوى الى السجود فلم يدر أركع أم لم يركع قال: قد ركع.

قال الشيخ رحمه الله: (وإن ترك سجدتين من ركعة واحدة اعاد على كل حال، فان نسي واحدة منهما ثم ذكرها في الركعة الثانية قبل الركوع أرسل نفسه وسجدها ثم قام فاستأنف القراءة أو التسبيح ان كان مسبحا في الركعتين الاخيرتين على ما قدمناه وان لم يذكرها حتى يركع الثانية قضاها بعد التسليم وسجد سجدتي السهو).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بندہ سجدے کی طرف جھک گیا ہے۔ پھر وہ نہیں جانتا کہ اس نے رکوع کیا ہے یا نہیں کیا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ رکوع کرے۔

سجدہ کے احکام

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کوئی ایک رکعت کے دونوں سجدے چھوڑ دے تو ہر حال میں نماز دوبارہ پڑھے گا اور اگر کوئی ایک رکعت کا ایک سجدہ بھول کر ترک کردے۔ پھر اسے دوبارہ رکعت میں رکوع سے قبل یاد آجائے تو وہ سجدے کرے اور دوبارہ کھڑا ہوجائے اور پھر از سر نو قرأت کرے یا تسبیح پڑھے۔ اگر وہ آخری دو رکعتوں میں ہے اور اگر اس کو بعد والی رکعت کے رکوع میں یا بعد میں یاد آئے تو پھر وہ نماز پوری کرنے کے بعد اس کی قضاء کرے گا اور دو سجدۂ سہو ادا کرے گا۔

﴿حدیث نمبر 55/597﴾ روى زرارة عن أبي جعفر عليه السلام انه قال: لا تعاد الصلاة إلا من خمسة: الطهور والوقت والقبلة والركوع والسجود، ثم قال القراءة سنة والتشهد سنة فلا تنقض السنة الفريضة. فأما ما يدل على انه إذا سها عن واحدة وذكرها قبل الركوع يجب أن يرسل نفسه ويسجد ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جنابِ زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل

کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز شمار نہیں ہوگی مگر پانچ چیزوں سے طہارت (وضو یا غسل) وقت، قبلہ رُخ ہونا، رکوع و سجود۔ پھر فرمایا: قرأت سنت ہے اور تشہد بھی سنت اور کوئی سنّت کسی واجب کو نقض نہیں کرتی۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بہرحال جو دلیل یہ دلالت کرتی ہے کہ اگر ایک سجدہ سہواً ترک ہوجائے اور رکوع سے قبل یاد آجائے تو وہ اپنے آپ کو جھکائے اور سجدہ کرے۔ اور وہ روایت ہے جو ذیل میں نقل ہو رہی ہے۔

{حديث نمبر 56/598} الحسين بن سعيد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن أبي بصير قال: سألته عمن نسي أن يسجد سجدة واحدة فذكرها وهو قائم قال: يسجدها إذا ذكرها ما لم يركع، فان كان قد ركع فليمض على صلاته وإذا انصرف قضاها وليس عليه سهو.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: وہ بندہ جو ایک سجدہ کرنا بھول جائے۔ پھر بعد والی رکعت میں کھڑا ہے اور اسے یاد آگیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ رکوع میں داخل نہیں ہوا وہ اس سجدے کو انجام دے اور اگر وہ رکوع میں چلا گیا ہے تو پھر وہ اپنی نماز جاری رکھے اور جب نماز تمام کرے اور بعد میں اس کی قضاء کرے اور اس پر سجدۂ سہو بھی نہیں۔

{حديث نمبر 57/599} محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي قال: سئل أبو عبد الله عليه السلام عن رجل سها فلم يدر سجدة سجد أم اثنتين قال: يسجد اخرى وليس عليه بعد انقضاء الصلاة سجدتا السهو.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا گیا جو بھول گیا اور وہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے ایک سجدہ کیا ہے یا دو کیے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ دوسرا سجدہ کرے۔ نماز پوری کرنے کے بعد اس پر دو سجدۂ سہو بھی واجب نہیں۔

{حديث نمبر 58/600} وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن أبي بصير قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل شك فلم يدر سجد سجدة أم سجدتين قال: يسجد حتى يستيقن.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو شک کر رہا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے ایک سجدہ کیا ہے یا دو؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سجدہ کرے تا کہ اس کو یقین کامل ہو جائے۔

﴿حدیث نمبر 59/601﴾ وعنه عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن عمرو بن عثمان الخزاز عن المفضل بن صالح عن زيد الشحام عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل شبه عليه فلم يدر واحدة سجد أو اثنتين قال: فليسجد اخرى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زید الشحام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں نقل کیا کہ جس کو شبہ ہو گیا اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے ایک سجدہ کیا ہے یا دو؟

آپؑ نے فرمایا: وہ دوسرا سجدہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 60/602﴾ سعد عن أحمد بن محمد عن أبيه عن عبد الله بن المغيرة عن اسماعيل بن جابر عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل نسي أن يسجد سجدة الثانية حتى قام فذكر وهو قائم انه لم يسجد قال: فليسجد ما لم يركع، فإذا رفع فذكر بعد ركوعه انه لم يسجد فليمض على صلاته حتى يسلم ثم يسجدها فانها قضاء، وقال قال أبو عبد الله عليه السلام: ان شك في الركوع بعد ما سجد فليمض، وان شك في السجود بعد ما قام فليمض، كل شيء شك فيه مما قد جاوزه ودخل في غيره فليمض عليه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ سے ایک بندے کے بارے میں پوچھا گیا کہ جو دوسرا سجدہ کرنا بھول گیا ہے یہاں تک کہ وہ کھڑا ہو گیا اور حالت قیام میں اسے یاد آ گیا ہے کہ اس نے ایک سجدہ نہیں کیا؟

آپؑ نے فرمایا: جب تک وہ رکوع میں نہیں گیا وہ واپس جائے اور سجدہ کرے اور اگر رکوع کے بعد اس کو یاد آیا ہے کہ اس نے سجدہ نہیں کیا تو وہ اپنی نماز کو جاری رکھے یہاں تک کہ وہ سلام پھیرے اور سلام کرنے کے بعد اس سجدے کی قضاء کرے۔

راوی نے بیان کیا ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اگر بندہ سجدے کے بعد شک کرے کہ اس نے رکوع

نہیں کیا تو بھی نماز کو جاری رکھے اور اگر قیام میں جانے کے بعد سجدے میں شک کرے تو بھی اپنی نماز کو جاری رکھے کیونکہ وہ مقام جس میں شک ہو اور نمازی اس سے تجاوز کر جائے اور دوسرے فعل میں داخل ہو جائے تو اس کو چاہیے کہ وہ نماز کو جاری رکھے۔

{حدیث نمبر 61/603} وعنه عن أحمد بن محمد عن ابن أبي نصر عن أبان بن عثمان عن عبد الرحمن بن ابي عبد الله قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: رجل رفع رأسه من السجود فشك قبل ان يستوي جالسا فلم يدر اسجد أم لم يسجد قال: يسجد قلت: فرجل نهض من سجوده فشك قبل أن يستوي قائماً فلم يدر أسجد أم لم يسجد قال: يسجد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بندہ سجدے سے سر اٹھاتا ہے۔ برابر بیٹھنے سے قبل وہ شک کرتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے سجدہ کیا ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سجدہ کرے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اس نے سجدے سے سر اٹھانے کے بعد اور سیدھا کھڑا ہونے سے قبل اس نے شک کیا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے سجدہ کیا ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سجدہ کرے۔

{حدیث نمبر 62/604} وعنه عن احمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يكثر عليه الوهم في الصلاة فيشك في الركوع فلا يدري أركع أم لا، ويشك في السجود فلا يدري اسجد أم لا فقال: لا يسجد ولا يركع ويمضي في صلاته حتى يستيقن يقينا، وعن الرجل ينسى سجدة فذكرها بعدما قام وركع قال: يمضي في صلاته ولا يسجد حتى يسلم فإذا سلم سجد مثل ما فاته، قلت: فان لم يذكر إلا بعد ذلك قال: يقضي ما فاته إذا ذكره. وهذا الحكم في السهو عن السجود إنما هو يخص الركعتين الاخيرتين

لان الركعتين الاولتين متى شك فيهما فى السجود اعاد، يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں پوچھا کہ جو نماز میں بہت زیادہ شک کرتا ہے۔ پس وہ رکوع کے بعد شک کرتا ہے۔ پس وہ نہیں جانتا کہ اس نے رکوع کیا ہے یا نہیں؟ پھر سجدے میں شک کرتا ہے کہ سجدہ کیا ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نہ رکوع کرے اور نہ سجدہ اور نماز کو جاری رکھے جب تک کہ اس کو یقین نہ ہو جائے۔

پھر آپؑ سے ایک ایسے بندے کے بارے میں پوچھا گیا جو سجدہ بھول گیا اور اس کو کھڑے ہونے کے بعد یاد آیا ہے اور اس نے رکوع کر دیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ بھی نماز کو جاری رکھے۔ وہ سجدہ نہ کرے یہاں تک کہ نماز کا سلام کہے اور سلام کہنے کے بعد اس فوت شدہ سجدے کی قضاء کرے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر اس کو یاد ہی سلام کے بعد آئے؟

آپؑ نے فرمایا: جب بھی یاد آئے تو اس وقت ہی اس کی قضاء کرے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حکم اس سجدے میں شک و سہو کی صورت میں ہے جب آخری دو رکعتوں کے سجدے کے بارے میں شک ہو۔ یہ اس کے ساتھ خاص ہے کیونکہ پہلی دو رکعتوں میں جیسے ہی ان دونوں میں سجدے کے بارے میں شک ہوا تو نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اس پر دلیل ذیل کی روایت ہے۔

﴿حدیث نمبر 63/605﴾ احمد بن محمد بن عيسى عن احمد بن محمد بن أبي نصر قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن رجل يصلي الركعتين ثم ذكر في الثانية وهو راكع انه ترك سجدة في الاولى قال: كان أبو الحسن عليه السلام يقول: إذا تركت السجدة في الركعة الاولى فلم تدر واحدة أو اثنتين استقبلت حتى يصح لك ثنتان فإذا كان في الثالثة والرابعة فتركت سجدة بعد أن تكون قد حفظت الركوع اعدت السجود. ولا ينافي هذا الخبر

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ جو دو رکعتیں پڑھ رہا ہو اور اسے دوسری رکعت میں رکوع کی حالت میں

یاد آئے کہ اس سے رکعت اوّل سے ایک سجدہ ترک ہو گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ پہلی رکعت کا ایک سجدہ چھوڑ چکا ہے، پس وہ نہیں جانتا کہ اس نے ایک سجدہ کیا ہے یا دو تو وہ دوبارہ نماز پڑھے تا کہ دو سجدوں کے حاصل ہونے کا یقین ہو جائے۔ اور اگر اس نے تیسری یا چوتھی رکعت میں سے ایک سجدہ اس سے ترک ہوا ہے جبکہ اس نے رکوع کی حفاظت کی ہے تو وہ سجدہ دوبارہ کرے۔

جناب الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت بعد والی روایت کے ساتھ منافات نہیں رکھتی۔

﴿حدیث نمبر 64/606﴾ ما رواه محمد بن احمد بن يحيى عن علي بن اسماعيل عن رجل عن معلى بن خنيس قال سألت أبا الحسن الماضي عليه السلام: في الرجل ينسى السجدة من صلاته قال: إذا ذكرها قبل ركوعه سجدها وبنى على صلاته. ثم سجد سجدتي السهو بعد انصرافه، وإن ذكرها بعد ركوعه اعاد الصلاة ونسيان السجدة في الاولتين والاخيرتين سواء. فليس هذا الخبر منافياً للخبر الاول لان قوله عليه السلام: ونسيان السجدة في الاولتين والاخيرتين سواء انما أراد به في ترك السجدتين معاً الا ترى أن ما تضمن الخبر إنما تضمن حكم من ترك السجدتين معاً لانه قال إذا ذكرها بعد الركوع اعاد الصلاة فلولا أن المراد بذكر السجدة الثنتين معاً لما وجب اعادة الصلاة حسب ما قدمناه، والذي رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معلّی بن خنیس سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن نقی علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو نماز میں سے ایک سجدہ بھول گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو رکوع سے قبل یاد آ گیا ہے تو وہ سجدہ کرے اور اپنی نماز کو جاری رکھے اور نماز کے بعد دو سجدۂ سہو ادا کرے اور اگر اس کو رکوع کے بعد یاد آئے تو وہ اپنی نماز کو دوبارہ پڑھے کیونکہ سجدہ کا بھول جانا پہلی دو رکعت میں ہو یا آخری دو رکعت میں برابر ہے یعنی حکم برابر ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت پہلی روایت کے ساتھ منافات نہیں رکھتی کیونکہ امام کا یہ فرمانا کہ سجدے کا بھول جانا پہلی دو رکعتوں میں یا آخری دو رکعتوں میں برابر ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اس نے دونوں سجدے اکٹھے چھوڑے ہیں۔ کیا تو دیکھ نہیں رہا کہ روایت جو بیان کر رہی ہے وہ دو سجدوں کو چھوڑنے کے حکم

کو بیان کر رہی ہے کیونکہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اسے رکوع کے بعد یاد آیا ہے تو وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ پس اگر مراد دونوں سجدے نہ ہوئے تو پھر اس پر نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب نہ ہوتا۔

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ دوبارہ نماز اس وقت واجب ہے جب دونوں سجدے اکٹھے ترک کیے گئے ہوں اور اس کو بعد والی روایت بھی بیان کر رہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 65/607﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن أحمد عن موسى بن عمر عن محمد بن منصور قال: سألته عن الذي ينسى السجدة الثانية من الركعة الثانية أو شك فيها فقال: إذا خفت أن لا تكون وضعت وجهك إلا مرة واحدة فإذا سلمت سجدت سجدة واحدة وتضع وجهك مرة واحدة وليس عليك سهو. فليس ايضا بمناف لما ذكرناه لان قوله الذي ينسى السجدة الاخيرة من الركعة الثانية يحتمل أن يكون أراد من الركعة الثانية من الركعتين الاخيرتين، وليس في ظاهر الخبر من الركعة الثانية من الاولتين أو الاخيرتين بل هو محتمل لهما معا. وإذا احتمل ذلك حملناه على الركعة الثانية من الركعتين الاخيرتين، وقد سلمت الاحاديث كلها بحمد الله ومنه. فأما الذي يدل على وجوب سجدتي السهو على من ترك سجدة ولم يذكرها إلا بعد الركوع حسب ما ذكره رحمه الله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن منصور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ جو بندہ دوسری رکعت کا دوسرا سجدہ بھول جائے یا ان میں شک کرے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تجھے خوف ہو (یعنی تردّد ہو) کہ تُو نے اپنی پیشانی کو زمین پر نہیں رکھا مگر ایک دفعہ تو جب تو نماز کا سلام پڑھ لے تو ایک دفعہ سجدہ کرو اور اپنی پیشانی کو ایک دفعہ زمین پر رکھو۔ اس کے بعد تیرے لیے کوئی سجدہ سہو نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت بھی اس کے ساتھ منافات نہیں رکھتی کیونکہ اس میں یہ بیان ہوا ہے کہ جو دوسری دو رکعت کا آخری سجدہ بھول جائے تو اس میں ایک احتمال یہ ہے کہ دوسری رکعت سے مراد آخری دو رکعت میں سے دوسری رکعت ہو (یعنی چوتھی رکعت کا دوسرا سجدہ بھول جائے) کیونکہ حدیث میں ظاہر میں یہ نہیں

ہے کہ پہلی دو رکعتوں میں سے دوسری رکعت کے بعد دوسرے سجدہ کو بھول گیا ہے، لہٰذا دونوں کا احتمال ہے تو پھر اس صورت میں ہم اس کو دوسرے احتمال پر حمل کریں گے کہ آخری دو رکعتوں میں سے دوسری رکعت کا دوسرا سجدہ بھول جائے تو اس بناء پر ساری احادیث تنافی سے محفوظ رہ جائیں گی، بحمد اللہ واحسانہ۔

بہرحال وہ چیز جو بیان کرتی ہے کہ سجدہ ترک کرنے کی صورت میں دو سجدۂ سہو واجب ہوتے ہیں اور اس کو یاد نہ آئے مگر رکوع کے بعد تو اس وقت سجدۂ سہو ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

{حدیث نمبر 66/608} ما رواہ أحمد بن محمد بن عیسی عن الحسین بن سعید عن ابن أبي عمیر عن بعض أصحابنا عن سفیان بن السمط عن أبي عبد الله علیه السلام قال: تسجد سجدتي السهو في کل زیادة تدخل علیك أو نقصان ومن ترك سجدة فقد نقص. ولیس تنقض هذه الروایة التي قدمناها وهي روایة أبي بصیر عن أبي عبد الله علیه السلام حین ذکر حکم من نسي السجدة ولم یذکرها إلا بعد الرکوع قال: یقضیها بعد الصلاة ولیس علیه سهو لان قوله علیه السلام ولیس علیه سهو إنما أراد أن لا یکون حکمه حکم السهاة بل یکون حکم القاطعین لانه إذا ذکر ما کان فاته وقضاه لم یبق علیه شيء یشك فیه فخرج عن حد السهو. فأما ما تضمن روایة الحلبي من انه إذا شك في سجدة أو ثنتین یضیف إلیه سجدة ولیس علیه سجدتا السهو. فانه مقصود علی من هذا حکمه، وإنما أوجبنا سجدتي السهو لمن علم بعد الرکوع انه ترك سجدة فانه یقضیها بعد التسلیم ویسجد سجدتي السهو.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سفیان بن سمط سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر وہ زیادتی جو تو نماز میں کرتا ہے یا نقص وارد کرتا ہے اس کے بدلے دو سجدۂ سہو کرو۔ تو جس نے سجدے کو ترک کیا ہے اس نے نماز میں نقص وارد کیا ہے (لہٰذا دو سجدے سہو کرنا واجب ہوں گے)۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس روایت سے بھی منافی نہیں جو بیان ہو چکی ہے اور وہ روایت ہے جو جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ جس میں امامؑ نے اس بندے کا حکم ذکر کیا ہے کہ جو سجدہ بھول گیا ہے اور اس کو رکوع کے بعد یاد آیا ہے۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ نماز کے بعد اس

سجدے کی قضاء ادا کرے گا اور اس پر سہو کا حکم نہیں (یعنی سجدۂ سہو واجب نہیں ہے) کیونکہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اس پر سہو نہیں اس سے مراد امام کی یہ ہے کہ اس پر حکم سہو جاری نہیں ہوگا بلکہ اس قطع کرنے والوں میں سے (یعنی اس کو یقین ہوگیا ہے) کہ اس سے ایک سجدہ ترک ہوا ہے۔ کیونکہ جب اس کو مافات یاد آگیا ہے (اس نے جو ترک کیا ہے وہ اسے یاد آگیا ہے) اور اس نے اس کی قضا کردی ہے تو اس پر کوئی چیز باقی نہیں رہی تا کہ وہ اس میں شک کرے۔ پس وہ حکم وحد سہو سے خارج ہوگیا ہے۔

اور وہ روایت جو جناب الحلبی نے ذکر کی ہے کہ جس میں ہے کہ اگر وہ ایک یا دو سجدوں میں شک کرے تو اس پر ایک سجدے کا اضافہ کرے تو اس پر بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔ کیونکہ اس صورت میں مقصود یہ ہے کہ ہم دو سجدۂ سہو واجب نہیں قرار دیتے مگر اس بندے پر جو بھول جائے اور اس کو رکوع کے بعد یاد آئے کہ اس نے ایک سجدہ ترک کردیا ہے تو یہ بندہ سلام کے بعد اس سجدہ کی قضاء بھی کرے اور دو سجدۂ سہو بھی کرے۔

﴿حديث نمبر 67/609﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان عن منصور عن ابن أبي يعفور عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا نسي الرجل سجدة وأيقن أنه قد تركها فليسجدها بعد ما يقعد قبل أن يسلم ، و إن كان شاكا فليسلم ثم ليسجدها وليتشهد تشهدا خفيفا ولا يسميها نقرة فأن النقرة نقرة الغراب. ومن سجد بعد ما شك ثم ذكر انه كان قد سجد السجدتين مضى في صلاته، والركوع مثل ركع ثم ذكر انه كان قد ركع قبل ذلك استأنف الصلاة، روى ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ (نمازی) ایک سجدہ بھول جائے اور اس کو یقین ہو جائے کہ اس نے ایک سجدہ چھوڑا ہے تو اس کو چاہیے کہ سلام کرنے کے لیے جب وہ بیٹھا ہے تو اس کو سجدہ کرے اور اگر اس کو شک ہے کہ اس نے سجدہ ترک کیا ہے یا نہیں تو سلام کرے۔ پھر وہ سجدہ کرے اور مختصر تشہد پڑھے۔

اس کو نقرہ نہ کہا جائے کیونکہ نقرہ کوے کا نقرہ ہے۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بندہ سجدے میں شک کرے اور وہ سجدہ انجام دے اور بعد میں اس کو یاد آجائے کہ اس نے دو سجدے کیے ہیں تو وہ نماز کو جاری رکھے اور اگر کوئی رکوع میں شک کرے اور جب وہ رکوع

کرلے تو پھر اسے یاد آجائے کہ اس نے پہلے رکوع کیا تھا تو وہ نماز کو ازسرنو پڑھے گا اور اس کو روایت بیان کررہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 68/610﴾ سعد بن عبد الله عن أبي جعفر عن علي بن الحكم عن أبان ابن عثمان عن منصور بن حازم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن رجل صلى فذكر انه زاد سجدة قال: لا يعيد صلاة من سجدة ويعيدها من ركعة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھتا ہے اور اس کو یاد آجاتا ہے کہ اس نے ایک سجدے کا اضافہ کیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ سجدے کی وجہ سے نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور رکوع کی زیادتی ہوجائے تو نماز کا اعادہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 69/611﴾ سعد عن أبي جعفر عن محمد بن خالد البرقي عن الحسن ابن علي بن فضال عن مروان بن مسلم عن عبيد بن زرارة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل شك فلم يدر أسجد ثنتين أم واحدة فسجد اخرى ثم استيقن انه قد زاد سجدة فقال: لا والله لا تفسد الصلاة زيادة سجدة، وقال: لا يعيد صلاته من سجدة ويعيدها من ركعة. قال الشيخ رحمه الله: (فان ترك التسبيح في الركوع والسجود ناسيا لم يكن عليه اعادة الصلاة). يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو شک کرتا ہے۔ پس وہ نہیں جانتا کہ اس نے ایک سجدہ کیا ہے یا دو۔ پھر اس نے دوسرا سجدہ کردیا۔ پھر اس کو یقین ہوگیا کہ اس نے ایک سجدے کا اضافہ کردیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! ایک سجدے کی زیادتی سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور فرمایا: سجدے کی وجہ سے نماز کا اعادہ نہ کرے اور رکوع کے اضافہ کی وجہ سے نماز کا اعادہ کرے۔

رکوع اور سجدے کی تسبیحات کو بھول کر ترک کرنا

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر نمازی رکوع اور سجود کی تسبیح کو بھول کر ترک کردے تو اس پر نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔ اس پر دلیل ذیل کی روایات ہیں۔

﴿حدیث نمبر 70/612﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن جعفر بن محمد عن عبد الله القداح عن جعفر عن أبيه عليه السلام ان عليا عليه السلام سئل عن رجل ركع ولم يسبح ناسيا قال: تمت صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ القداح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو رکوع کرتا ہے لیکن رکوع میں تسبیح بھول کر نہیں پڑھتا؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز پوری ہے۔

﴿حدیث نمبر 71/613﴾ وعنه عن عبد الله القداح عن جعفر عن أبيه عليه السلام ان عليا عليه السلام سئل عن رجل ركع ولم يسبح ناسيا قال: تمت صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ جناب عبداللہ القداح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ جو بندہ رکوع کرتا ہے اور وہ بھول کر تسبیح چھوڑ دیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز پوری ہے۔

﴿حدیث نمبر 72/614﴾ وعنه عن علي بن يقطين قال: سألت أبا الحسن الاول عليه السلام عن رجل نسي تسبيحه في ركوعه وسجوده قال: لا بأس بذلك. فأما الذي يدل على أنه إذا تركه متعمدا فلا [illegible] ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا جو بندہ رکوع و سجود [illegible] تسبیحات بھول کر چھوڑ دیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

http://www.shiabookspdf.com

جناب الشیخ الطوسی علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی بندہ جان بوجھ کر رکوع و سجود کی تسبیح چھوڑ دے تو اس کی نماز نہیں ہے اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 73/615﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن عثمان بن عبد الملك عن أبي بكر الحضرمي قال قال أبو جعفر عليه السلام: تدري أي شيء حد الركوع والسجود؛ فقلت: لا قال: سبح في الركوع ثلاث مرات سبحان ربي العظيم وبحمده وفي السجود سبحان ربي الاعلى وبحمده ثلاث مرات فمن نقص واحدة نقص ثلث صلاته ومن نقص ثنتين نقص ثلثي صلاته ومن لا يسبح فلا صلاة له.

قال الشيخ رحمه الله: (فإن ترك التشهد ناسيا قضاه ولم يعد الصلاة).

جناب الشیخ علیہ نے جناب ابوبکر الحضرمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: کیا تم رکوع و سجود کی حد کو جانتے ہو؟

میں نے عرض کیا: نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: رکوع میں سبحان ربي العظيم وبحمده تین مرتبہ اور سجود میں سبحان ربي الاعلى وبحمده بھی تین مرتبہ ہے۔ پس جس نے ان میں ایک کم کی تو اس نے اپنی نماز کو ایک ثلث کم کیا اور جس نے دو مرتبہ کم کیا اس نے اپنی نماز کا دو ثلث کم کیا اور جو اصلاً ترک کر دے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے (یعنی نماز باطل ہے)۔

بھول کر تشہد کو ترک کر دینا

مسئلة: جناب الشیخ المفید علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ بھول کر تشہد کو ترک کر دے تو وہ اس کی قضا کرے گا۔ اس پر نماز دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 74/616﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن الحسين ابن أبي العلا قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يصلي الركعتين من المكتوبة لا يجلس بينهما حتى يركع في الثالثة قال: فليتم صلاته ثم ليسلم ويسجد سجدتي السهو وهو جالس قبل أن يتكلم.

http://www.shiabooks.com

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب الحسین ابن ابی العلا سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے نماز واجب کی دو رکعتیں پڑھی ہیں اور بعد میں تشہد نہیں پڑھا اور تیسری رکعت کے رکوع میں چلا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو پورا کرے پھر سلام پھیرے اور دو سجدۂ سہو کرے قبل اس کے کہ وہ کوئی بات کرے تشہد کے لیے بیٹھ جائے۔

﴿حدیث نمبر 75/617﴾ الحسین بن سعید عن فضالة وصفوان عن العلاء عن محمد عن أحدهما علیهما السلام فی الرجل یفرغ من صلاته وقد نسی التشهد حتی ینصرف فقال: ان کان قریباً رجع الی مکانه فتشهد و إلا طلب مکاناً نظیفاً فتشهد فیه وقال: إنما التشهد سنة فی الصلاة.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس بندے کے بارے میں فرمایا: جو نماز سے فارغ ہو گیا اور وہ تشہد بھول گیا یہاں تک کہ وہ نماز منصرف ہو چکا ہے؟ وہ چلا گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ قریب ہے تو پھر وہ اپنی جگہ واپس آئے اور تشہد پڑھے۔ اور اگر دُور چلا گیا ہے تو کوئی پاک جگہ تلاش کرے اور اس پر تشہد پڑھے۔

فرمایا: تشہد نماز میں فقط سنت ہے۔

﴿حدیث نمبر 76/618﴾ وعنه عن ابن أبی عمیر عن هشام بن سالم عن سلیمان بن خالد قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن رجل نسی أن یجلس فی الرکعتین الاولتین فقال: إن ذکر قبل أن یرکع فلیجلس و إن لم یذکر حتی یرکع فلیتم الصلاة حتی إذا فرغ فلیسلم ولیسجد سجدتی السهو.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد میں بیٹھنا بھول گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو رکوع سے قبل یاد آجائے تو وہ تشہد میں بیٹھے اور اگر اس کو رکوع میں یاد آیا ہے (یا

رکوع کے بعد) تو وہ نماز کو پورا کرے اور پھر سلام پڑھے۔ اور پھر دو سجدۂ سہو ادا کرے۔

﴿حدیث نمبر 77/619﴾ وعنه عن القاسم بن محمد عن الحسين بن أبي العلا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي ركعتي المكتوبة فلا يجلس حتى يركع في الثالثة قال: يتم على صلاته ويسجد سجدتي السهو وهو جالس قبل أن يتكلم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسین بن ابی العلا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندے نے نماز واجب کی دو رکعت پڑھی ہیں اور وہ تشہد میں بیٹھنا بھول گیا ہے۔ اسے تیسری رکعت کے رکوع میں یاد آیا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو پورا کرے اور دو سجدۂ سہو کرے اور بات کرنے سے پہلے تشہد میں بیٹھ جائے (یعنی اس کی قضاء کرے)۔

﴿حدیث نمبر 78/620﴾ وعنه عن فضالة عن العلا عن ابن أبي يعفور قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يصلي الركعتين من المكتوبة فلا يجلس فيهما حتى يركع فقال: يتم صلاته ثم يسلم ويسجد سجدتي السهو وهو جالس قبل أن يتكلم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے نماز واجب کی پہلی دو رکعتیں پڑھی ہیں اور تشہد میں بیٹھنا بھول گیا ہے اور تیسری رکعت کے رکوع میں داخل ہو گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز پوری کرے پھر سلام پڑھے اور دو سجدۂ سہو بجا لائے اور پھر کوئی بات کیے بغیر تشہد میں بیٹھ جائے (اس کی قضاء کرے)۔

﴿حدیث نمبر 79/621﴾ وعنه عن فضالة عن حسين بن عثمان عن سماعة عن أبي بصير قال: سألته عن الرجل ينسى أن يتشهد قال: يسجد سجدتين يتشهد فيهما.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو تشہد پڑھنا بھول گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ دو سجدۂ سہو ادا کرے اور ان کے بعد تشہد میں بیٹھے۔

﴿حدیث نمبر 80/622﴾ فأما ما رواه سعد عن أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن محمد بن سنان عن عبد الله بن مسكان عن محمد بن علي الحلبي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يسهو في الصلاة فينسى التشهد فقال: يرجع فيتشهد قلت: أيسجد سجدتي السهو؟ فقال: لا ليس في هذا سجدتا السهو. فالمراد بهذا الخبر أنه إذا ذكر قبل الركوع رجع فتشهد فليس عليه سجدتا السهو، فأما متى لم يذكر إلا بعد الركوع فانه يلزمه سجدتا السهو حسب ما ذكرناه، ويؤيده أيضا وضوحا ما رواه.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وہ روایت جو جناب محمد بن علی الحلبی نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ اس میں ہے کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز میں تشہد پڑھنا بھول گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ واپس لوٹے اور تشہد پڑھے۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا وہ دو سجدۂ سہو ادا کرے گا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، اس میں دو سجدۂ سہو نہیں ہیں۔

جناب الشیخ الطوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس روایت سے مراد یہ ہے کہ اگر اس کو تیسری رکعت کے رکوع سے قبل یاد آجائے تو وہ واپس پلٹے اور تشہد پڑھے اور اس پر دو سجدۂ سہو بھی واجب نہیں ہیں۔ پس اگر اس کو رکوع میں یا رکوع کے بعد یاد آئے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے تو اس پر دو سجدۂ سہو واجب ہیں۔ اور اس وضاحت کی تائید بعد والی روایت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 81/623﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان بن يحيى عن الحسين بن أبي العلا قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يصلي ركعتين من المكتوبة فلا يجلس حتى يركع الثالثة فقال: يتم صلاته ثم يسلم ويسجد سجدتي السهو وهو جالس قبل أن يتكلم.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب الحسین بن ابی العلاء سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا۔ جو واجب نماز پڑھ رہا ہے اور دوسری رکعت کے بعد تشہد

پڑھنا بھول گیا ہے اور تیسری رکعت کے رکوع میں اس کو یاد آیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو پورا کرے۔ پھر سلام پڑھے اور دو سجدۂ سہو بجا لائے اور بات کرنے سے قبل تشہد پڑھے (اس کی قضاء کرے)۔

﴿حدیث نمبر 82/624﴾ سعد عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن حماد ابن عثمان عن عبد الله بن أبي يعفور عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي ركعتين من المكتوبة فلا يجلس فيهما فقال: إن كان ذكر وهو قائم في الثالثة فليجلس، وإن لم يذكر حتى يركع فليتم صلاته ثم يسجد سجدتين وهو جالس قبل أن يتكلم.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب عبداللہ بن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو اپنی واجب کی دو رکعتیں پڑھ چکا اور وہ اس کے بعد تشہد میں نہیں بیٹھا تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو تیسری رکعت کے قیام کے دوران یاد آ گیا ہے تو وہ تشہد پڑھے۔ اور اگر اس کو رکوع میں داخل ہونے کے بعد (یا رکوع کے بعد) یاد آیا ہے تو وہ اپنی نماز کو پورا کرے۔ تشہد پڑھے اور بات کرنے سے پہلے دو سجدۂ سہو بجا لائے۔

﴿حدیث نمبر 83/625﴾ ابن أبي عمير عن أبي بصير عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام انه قال: من تمام الصوم اعطاء الزكاة كالصلاة على النبي صلى الله عليه وآله من تمام الصلاة، ومن صام ولم يؤدها فلا صوم له إذا تركها متعمدا، ومن صلى ولم يصل على النبي صلى الله عليه وآله وترك ذلك متعمدا فلا صلاة له إن الله تعالى بدأ بها قبل الصلاة فقال: (قد افلح من تزكى وذكر اسم ربه فصلى). قال الشيخ رحمه الله: (والسلام في الصلاة سنة وليس بفرض يفسد بتركه الصلاة). يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب زرارہ علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

آپؑ نے فرمایا: روزے کی تکمیل زکوٰۃ (فطرہ) ادا کرنے سے ہے، جیسا کہ نماز کی تکمیل کے لیے نبی خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پر درود پڑھنا ہے۔ جو بندہ روزہ رکھے، زکوٰۃ فطرہ عمداً ادا نہ کرے تو اس کا کوئی روزہ نہیں ہے اور جو بندہ نماز پڑھے اور عمداً رسولؐ خدا پر درود کو ترک کردے تو اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نماز سے قبل زکوٰۃ کو ذکر فرمایا ہے: قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّىٰ ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ ﴿١٥﴾ (سورۃ الاعلیٰ: آیت ۱۴-۱۵)

نماز کے آخر میں سلام سنت ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: نماز میں سلام سنت ہے۔ یہ فرض نہیں اس کے ترک کرنے سے نماز فاسد و باطل نہیں ہوتی۔ اس پر دلیل ذیل کی روایت ہے۔

﴿حدیث نمبر 84/626﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن حسين بن عثمان عن سماعة عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا نسي الرجل ان يسلم فإذا ولى وجهه عن القبلة وقال السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين فقد فرغ من صلاته.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ابوبصیر علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ (نماز کے آخر میں) سلام بھول جائے۔ پس جب وہ قبلہ سے رُخ موڑ چکا ہے اور اس نے یوں کہہ دیا کہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین تو وہ نماز سے فارغ ہوجائے گا۔

﴿حدیث نمبر 85/627﴾ وعنه عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا نسي أن يسلم خلف الامام اجزأه تسليم الامام.

قال الشيخ رحمه الله: (والتوجه بسبع تكبيرات) الى قوله: (والقنوت سنة مؤكدة).

فقد مضى شرح جميع ذلك مستوفى فيما تقدم.

قال الشيخ رحمه الله: (والقنوت سنة وكيدة لا ينبغي تركه مع الاختيار ومن نسيه فلم يفعله قبل الركوع فليقضه بعده فان لم يذكره حتى يركع الثالثة قضاه بعد فراغه من الصلاة).

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب مقتدی سلام کہنا بھول جائے تو امام کا سلام ہی اس کے لیے مجزی و کافی ہوجائے گا۔

قنوت سنت موکدہ ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قنوت سنت موکدہ ہے نمازی کے لیے سزاوار نہیں کہ وہ اختیاری حالت میں اس کو ترک کرے اور اگر کوئی بھول کر اس کو ترک کردے اور رکوع سے پہلے اس کو انجام نہ دے تو اس کو چاہیے کہ رکوع کے بعد اس کی قضاء کرے۔ اور اگر وہ اسے تیسری رکعت کے رکوع کے بعد یاد آیا ہے تو اس کو نماز کے بعد اس کی قضاء کرنی چاہیے۔

﴿حدیث نمبر 86/628﴾ الحسین بن سعید عن فضالة عن جمیل بن دراج عن محمد ابن مسلم وزرارة بن اعین قالا: سألنا أبا جعفر علیه السلام عن الرجل ینسیٰ القنوت حتیٰ یرکع قال: یقنت بعد الرکوع فان لم یذکر فلا شیٔ علیه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم اور زرارہ بن اعین سے نقل کیا ہے اور وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو قنوت بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: رکوع کے بعد وہ قنوت پڑھے اور اگر اسے یاد نہ آئے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 87/629﴾ وعنه عن حماد عن حریز عن محمد بن مسلم قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن القنوت ینساه الرجل فقال: یقنت بعد ما یرکع، وان لم یذکر حتیٰ ینصرف فلا شیٔ علیه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر ایک بندہ قنوت بھول جائے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ رکوع کے بعد قنوت پڑھے اور اگر اسے اصلاً یاد نہیں آیا یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوگیا اور چلا گیا ہے تو کوئی چیز اس پر نہیں۔

﴿حدیث نمبر 88/630﴾ أحمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسن بن علی بن فضال عن عبید بن زرارة قال قلت لابی عبد الله علیه السلام: الرجل ذکر انه لم یقنت حتیٰ یرکع قال فقال: یقنت إذا رفع رأسه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: بندے کو یاد آجاتا ہے کہ اس نے قنوت نہیں پڑھا؟ اور رکوع میں چلا گیا ہے۔
آپؑ نے فرمایا: وہ جب رکوع سے سر اٹھائے تو قنوت پڑھ لے۔

﴿حدیث نمبر 89/631﴾ وعنه عن علي بن الحكم عن أبي أيوب عن أبي بصير قال: سمعت يذكر عند أبي عبد الله عليه السلام قال: في الرجل إذا سها في القنوت قنت بعد ما ينصرف وهو جالس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس اس بندے کے بارے میں ذکر ہوا جو بھول کر قنوت چھوڑ گیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد بیٹھے ہوئے ہی قنوت پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 90/632﴾ فأما ما رواه أحمد بن محمد بن عيسى عن محمد بن سهل بن يسع عن أبيه قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن رجل نسي القنوت في المكتوبة قال: لا إعادة عليه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ روایت جس کو جناب سہل بن یسع نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو واجب نماز میں قنوت بھول گیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: اس پر اعادہ کرنا واجب نہیں۔

﴿حدیث نمبر 91/633﴾ وما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن معاوية بن عمار قال: سألته عن الرجل ينسى القنوت حتى يركع أيقنت؛ قال: لا. فيجوز أن يكون عليه السلام إنما أراد لا إعادة عليه وجوباً لان القنوت أصله ليس بواجب فكيف يكون إعادته واجبا، وإنما هو مستحب مسنون فكذلك قضاؤه إنما يكون مسنونا مندوبا دون أن يكون واجبا ويجوز أن يكون عليه السلام إنما أراد لا إعادة عليه إذا كانت الحال حال التقية الذي يبين هذا ويوضحه ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو نماز میں قنوت بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا ہے تو کیا وہ قنوت پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ امام علیہ السلام نے اس سے مراد لیا ہو کہ اس پر قنوت کا اعادہ کرنا واجب نہیں کیونکہ خود قنوت نماز میں واجب نہیں ہے تو پھر اس کا اعادہ کیسے واجب ہوسکتا ہے؟ وہ فقط مستحب ہے تو اس کی قضاء کیسے ہوسکتی ہے؟ کیونکہ قنوت فقط مستحب و مندوب ہے، واجب نہیں ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام علیہ السلام کی مراد یہ ہو کہ تقیہ کی صورت میں اس کا اعادہ نہیں ہے۔

اور جو ہم نے بیان کیا اس کی وضاحت ذیل کی روایت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 92/634﴾ الحسين بن سعيد عن أحمد بن محمد عنه قال قال لي أبو جعفر عليه السلام : في القنوت في الفجر ان شئت فاقنت و إن شئت فلا تقنت وقال: هو إذا كان تقية فلا تقنت وانا اتقلد هذا. وقد استوفينا القنوت وما يتعلق بأحكامه فيما مضى بمستوفى وفيه غنى ان شاء الله تعالى. قال الشيخ رحمه الله : بعد أن ذكر اشياء قد مضى شرحها وما يتعلق بها مثل دعاء القنوت وتسبيح الزهراء عليها السلام وفضل ذلك والجهر في بعض الصلوات والاخفات في بعضها (ومن تعمد الاخفات فيما يجب فيه الاجهار والاجهار فيما يجب فيه الأخفات أعاد).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب احمد بن محمد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: نماز فجر میں اگر قنوت پڑھنا چاہو تو پڑھو اور اگر نہیں چاہتے تو نہ پڑھو۔

اس نے کہا: اگر وہ تقیہ کے مقام پر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پھر قنوت نہ پڑھو اور میں اس میں ان کی تقلید کرتا ہوں (یعنی ان کی اتباع کرتا ہوں)۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قنوت اور اس کے احکام کو ہم نے تفصیل سے پہلے ذکر کیا ہے اور اس میں ان شاء اللہ بے نیاز حاصل ہوجائے گی۔

نماز میں جہر و اخفات کے بارے میں

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض چیزوں کا ذکر گزر چکا ہے اور ان کی وضاحت بھی بیان ہوچکی ہے اور جن چیزوں کا اس سے تعلق تھا اس کو بھی بیان کیا جاچکا ہے۔ مثلاً دعائے قنوت، فاطمہ زہراءؑ کی تسبیح اور

اس کی فضیلت کو بیان کیا جا چکا ہے اور بعض نمازوں میں جہر (بلند آواز سے پڑھنا) اور بعض میں اخفات (خاموشی سے پڑھنا) اس کو بھی ذکر کر دیا ہے۔ اگر کوئی بندہ جس نماز میں بالجہر قرأت کرنا واجب تھا وہ اس میں عمداً اخفات کرے یا جس میں اخفات واجب تھا اور عمداً جہر کے ساتھ پڑھے تو وہ نماز کا اعادہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 93/635﴾ روى حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام في رجل جهر فيما لا ينبغي الاجهار فيه أو اخفى فيما لا ينبغي الاخفاء فيه فقال: أي ذلك فعل متعمداً فقد نقض صلاته وعليه الاعادة. وان فعل ذلك ناسياً أو ساهياً أو لا يدري فلا شئ عليه وقد تمت صلاته.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے عرض کیا: ایک بندہ اس نماز کو بالجہر پڑھتا ہے کہ جس میں بالجہر نہیں پڑھنا اور اخفات کرتا ہے اس میں جس میں اخفات نہیں؟ تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ان میں سے جو کام بھی اس نے عمداً کیا ہے تو اس کی نماز ناقص ہے۔ اس پر اعادہ واجب ہے اور اگر اس نے بھول کر یا سہواً یا مسئلہ نہ جانتے ہوئے کیا ہے تو اس پر کوئی چیز نہیں۔ اس کی نماز کامل و پوری ہے۔

﴿حدیث نمبر 94/636﴾ فأما ما رواه أحمد بن محمد عن موسى بن القاسم عن علي ابن جعفر عن أخيه موسى عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي من الفريضة ما يجهر فيه بالقراءة هل عليه أن لا يجهر؟ قال: ان شاء جهر وإن شاء لم يفعل. فهذا الخبر موافق للعامة لانهم الذين يخيرون في ذلك. والذي نعمل عليه ما قدمناه.

قال الشيخ رحمه الله: (والامام يجهر في صلاة الجمعة) الى قوله: (ومن فاتته صلاة الليل) فسنذكر ذلك في ابوابه ان شاء الله تعالى.

قال الشيخ رحمه الله: (ومن فاتته صلاة الليل قضاها في صدر النهار، فإن لم يتفق له ذلك قضاها في الليلة الثانية قبل صلاتها من آخر الليل، وإن قضاها بعد العشاء الآخرة قبل أن ينام اجزأه ذلك، وكذلك من نسي نوافل النهار واشتغل عنها قضاها ليلا، وإن فاته ذلك قضاها في غد يومه من النهار)

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ وہ روایت جس کو جناب علی بن جعفر نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ وہ نماز واجب پڑھ رہا ہے جس میں قرأت بالجہر واجب ہے تو کیا اس بندے کے لیے جائز ہے کہ وہ بالجہر قرأت نہ کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ چاہے بالجہر پڑھے اور اگر چاہے تو ایسا نہ کرے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت عامہ کے موافق ہے اور وہ اس کو جائز قرار دیتے ہیں اور ہم جن روایات پر عمل کرتے ہیں وہ بیان ہو چکی ہیں۔ ہم اس پر عمل نہیں کرتے۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نمازِ جمعہ میں امام بلند آواز سے پڑھے۔

اگر نمازِ شب رہ جائے

جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے ابواب میں ذکر کریں گے، ان شاء اللہ!

مسئلۃ: جس بندے سے رات کی نماز رہ جائے۔ تو کیا وہ دن کے وقت میں اس کی قضاء کرسکتا ہے اور اگر وہ دن کے وقت قضاء نہ کرسکے تو دوسری رات کو دوسری نمازِ شب سے قبل اس کی قضاء کرسکتا ہے اور اگر وہ اس نماز کی نمازِ عشاء کے بعد سونے سے قبل قضاء کرے تو بھی مجزی ہے۔

ایسے ہی اگر کوئی بندہ دن کے نوافل بھول جائے اور اس سے غافل ہو گیا ہے تو وہ رات کے وقت ان کی قضاء کرسکتا ہے۔ اور اگر وہ رات کو بھی ان کی قضاء نہ کرسکے تو دوسرے دن اس کی قضاء کرسکتا ہے۔

{حدیث نمبر 95/637} محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن معاوية بن عمار قال قال أبو عبد الله عليه السلام: اقض ما فاتك من صلاة النهار بالنهار وما فاتك من صلاة الليل بالليل قلت: اقضي وترين في ليلة؛ فقال: نعم اقض وترا أبدا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جو تجھ سے دن کی نماز (نوافل) رہ جائے تو اس کی دن میں قضاء کرو اور جو تجھ سے رات کی نماز رہ جائے اس کی رات میں قضاء کرو۔

http://www.shiabookspdf.com

راوی: میں نے عرض کیا: کیا میں دو وتر کو رات میں قضاء کر سکتا ہوں؟
آپؑ نے فرمایا: ہاں وتر کی قضاء کر سکتے ہو۔

{حدیث نمبر 96/638} وعنه عن محمد بن يحيى عن عبد الله بن محمد عن علي بن الحكم عن أبان عن إسماعيل الجعفي قال قال أبو جعفر عليه السلام: أفضل قضاء النوافل قضاء صلاة الليل بالليل، وصلاة النهار بالنهار قلت: فيكون وتران في ليلة؟ قال: لا قلت: ولم تأمرني ان اوتر وترين في ليلة؟ فقال عليه السلام: أحدهما قضاء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل الجعفی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: نوافل کی قضاء میں افضل یہ ہے کہ رات کے نوافل کی قضاء رات میں کی جائے اور دن کے نوافل کی قضاء دن میں کی جائے۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا دو نماز وتر ایک رات میں پڑھی جا سکتی ہے؟
آپؑ نے فرمایا: نہیں۔
میں نے عرض کیا: آپؑ نے مجھے ایک رات میں دو وتر پڑھنے کا حکم کیوں دیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: ان میں ایک قضاء اور دوسرا وہ ادا ہے۔

{حدیث نمبر 97/639} وعنه عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي قال: سئل أبو عبد الله عليه السلام عن رجل فاتته صلاة النهار متى يقضيها؟ قال: متى ما شاء إن شاء بعد المغرب وإن شاء بعد العشاء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ جس بندے سے دن کی نماز فوت ہو جائے (رہ جائے) تو وہ اس کی کب قضاء کرے؟
آپؑ نے فرمایا: جب وہ چاہے خواہ مغرب کے بعد، خواہ عشاء کے بعد۔

{حدیث نمبر 98/640} وعنه عن محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن صفوان ابن يحيى عن العلاء بن رزين عن محمد بن مسلم قال: سألته عن الرجل تفوته صلاة النهار قال: يقضيها ان شاء بعد المغرب وان شاء بعد العشاء.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جس سے دن کی نماز رہ گئی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ چاہے مغرب کے بعد اگر چاہے تو عشاء کے بعد۔

﴿حدیث نمبر 99/641﴾ علی بن مهزیار عن الحسن عن حماد بن عیسی عن شعیب عن أبي بصیر قال قال أبو عبد الله علیه السلام: إن قویت فاقض صلاة النهار باللیل.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ابوبصیر علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اگر قوت و طاقت رکھتا ہے تو دن کی نماز (نوافل) رہ گئی ہے ان کو رات میں قضاء کرو۔

﴿حدیث نمبر 100/642﴾ وعنه عن الحسن عن حماد عن شعیب عن أبي بصیر قال قال أبو عبد الله علیه السلام: إن فاتك شئ من تطوع النهار واللیل فاقضه عند زوال الشمس وبعد الظهر عند العصر وبعد المغرب وبعد العتمة ومن آخر السحر.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ابوبصیر علیہ الرحمہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تجھ سے دن یا رات کے نوافل میں سے کوئی چیز رہ جائے۔ تو ان کو زوالِ آفتاب کے وقت یا نماز ظہر کے بعد عصر کے نزدیک اور مغرب کے بعد یا عشاء کی نماز وتر کے بعد آخر سحر تک ان کی قضاء کرو۔

﴿حدیث نمبر 101/643﴾ وعنه عن الحسن عن فضالة عن أبان عن إسماعیل الجعفي قال قال أبو جعفر علیه السلام: أفضل قضاء النوافل صلاة اللیل باللیل وصلاة النهار بالنهار، قلت: ویکون وتران في لیلة؟ قال: لا قلت: ولم تأمرني ان اوتر وترین في لیلة؟ فقال: أحدهما قضاء.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب اسماعیل الجعفی سے ایک دوسری سند کے ساتھ نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: نوافل کی قضاء میں افضل یہ ہے کہ رات کے رات میں اور دن کے دن میں قضاء کیے جائیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا ایک رات میں دو وتر ہو سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: آپؑ نے پھر مجھے ایک رات میں دو وتر پڑھنے کا کیوں حکم دیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ان میں ایک قضاء ہوگا۔

﴿حدیث نمبر 102/644﴾ وعنه عن الحسن عن ابن أبي عمير عن أبي أيوب عن محمد بن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ان علي بن الحسين عليه السلام كان إذا فاته شيء من الليل قضاه بالنهار، و إن فاته شيء من اليوم قضاه من الغد أو في الجمعة أو في الشهر، وكان إذا اجتمعت عليه الاشياء قضاها في شعبان حتى يكمل له عمل السنة كلها كاملة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق امام علی بن الحسین علیہ السلام سے اگر آپؑ سے رات کے نوافل سے کچھ رہ جاتا تو آپ اس کی قضاء دن کو کرتے تھے۔ اگر دن کے نوافل میں سے کچھ رہ جاتا تو اس کی قضاء دوسرے دن یا روز جمعہ میں یا سارے ماہ میں اور اگر آپ پر نوافل میں سے چند دن کے رہ جاتے تو آپؑ ان کی شعبان میں قضاء کرتے تھے تا کہ پورے ماہ شعبان میں سنت کے نوافل پورے ہوجائیں۔

﴿حدیث نمبر 103/645﴾ وعنه عن الحسن بن علي عن ابن بكير عن زرارة قال سألت أبا جعفر عليه السلام: عن قضاء صلاة الليل فقال: اقضها في وقتها الذي صليت فيه قال قلت: يكون وتران في ليلة؟ قال: ليس هو وتران في ليلة أحدهما لما فاتك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے رات کی قضاء نوافل کے بارے میں پوچھا۔

آپؑ نے فرمایا: ان کی اسی وقت قضاء کرو جس وقت میں ان کو تم نے پڑھنا تھا۔

میں نے عرض کیا: کیا ایک رات میں دو وتر ہو سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ وہ نہیں ان میں سے ایک وتر مافات کی قضاء ہے۔

﴿حدیث نمبر 104/646﴾ وعنه عن الحسن عن فضالة عن ابن سنان قال:

سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: ان العبد يقوم فيقضي النافلة فيعجب الرب ملائكته منه فيقول: ملائكتي عبدي يقضي مالم افترضه عليه. فأما كيفية القضاء فانه يقضيها على حسب ما فاتته، والذي يدل على ذلك.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ نوافل کی قضاء کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو ربّ فرشتوں پر اس کے بارے فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے: اے میرے فرشتو! میرا بندہ اس کی قضا کر رہا ہے جس کو میں نے اس پر واجب ہی نہیں کیا۔

فوت شدہ نماز کی قضاء کی کیفیت

آغا فرماتے ہیں جس ترتیب سے نماز رہ گئی اسی ترتیب سے ان کی قضاء کی جائے گی۔

{حديث نمبر 105/647} ما رواه علي بن مهزيار عن الحسن عن النضر عن هشام ابن سالم وفضالة عن أبان جميعا عن سليمان بن خالد قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن قضاء الوتر بعد الظهر فقال: اقضه وترا أبدا كما فاتك، قلت: وتران في ليلة؟ فقال: نعم أليس إنما أحدهما قضاء.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ظہر کے بعد نماز وتر کی قضاء کرنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: وتر کو ہمیشہ اسی وقت قضاء کرو جس وقت وہ فوت ہوئے ہیں۔

میں نے عرض کیا: ایک رات میں دو وتر ہو سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، کیا ان میں سے ایک قضاء نہیں ہے۔

{حديث نمبر 106/648} وعنه عن الحسن عن علي بن النعمان ومحمد بن سنان وفضالة عن الحسين جميعا عن ابن مسكان عن سليمان بن خالد عن أبي عبد الله عليه السلام في قضاء الوتر قال: اقضه وترا أبدا.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے قضاء وتر کے

رے میں نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وتر کی ہمیشہ قضاء کرو۔
(مراد ہے جب بھی وتر رہ جائے تو اس کی قضاء کرو)۔

﴿حدیث نمبر 107/649﴾ وعنه عن الحسن عن أحمد بن محمد عن جميل بن دراج عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن الوتر يفوت الرجل قال: يقضي وترا أبدا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس سے وتر فوت ہو گئے ہیں۔
آپؑ نے فرمایا: وتر کی لازم قضاء کرو۔

﴿حدیث نمبر 108/650﴾ وعنه عن أحمد بن محمد عن عبد الله بن المغيرة قال سألت أبا إبراهيم عليه السلام: عن الرجل يفوته الوتر قال: يقضيه وترا أبدا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن المغیرہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوابراہیم علیہ السلام سے میں نے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جس کی نماز وتر رہ گئی ہے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ نماز وتر کی قضاء کرے۔

﴿حدیث نمبر 109/651﴾ وعنه عن الحسن عن فضالة عن حماد بن عثمان عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت: أصبح عن الوتر الى الليل كيف أقضي؟ قال: مثلا بمثل. فأما ما روي من انه يقضيها شفعا إذا قضاه بعد الظهر، مثل ما روى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں نماز وتر کو چھوڑ چکا ہوں اور رات تک میں اس کی قضاء نہیں کر سکا تو اس کی قضا کیسے کروں؟
آپؑ نے فرمایا: جس طرح قضاء ہوئی ہے ویسے ہی تو اس کو پڑھو۔

جناب شیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جو روایت ہوا ہے کہ جب نماز ظہر کے بعد وتر کی قضاء کرنا ہو تو اس وقت اس کو دو دو کر کے قضاء کرو۔ جیسا کہ یہ ذیل میں روایت ہوا ہے۔

﴿حدیث نمبر 110/652﴾ علي بن مهزيار عن الحسن عن ابن أبي عمير عن عمر ابن

أذينة عن زرارة عن الفضيل قال: سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول: تقضيه من النهار مالم تزل الشمس وترا فإذا زالت الشمس فمثنى مثنى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تک زوال آفتاب نہ ہو تو وتر قضاء کرو (ایک و دو رکعت) اور جب زوال آفتاب ہوجائے تو پھر وتر کو دو دو کر کے قضاء کرو۔

{حديث نمبر 111/653} وعنه عن الحسن عن فضالة عن حسين بن عثمان عن سماعة عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الوتر ثلاث ركعات الى زوال الشمس فإذا زالت فاربع ركعات.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: زوال الشمس تک وتر کی تین رکعت ہیں اور جب زوال آفتاب ہوجائے تو پھر وتر چار رکعت ہیں۔

{حديث نمبر 112/654} وعنه عن الحسن عن محمد بن زياد عن كردويه الهمداني قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن قضاء الوتر فقال: ما كان بعد الزوال فهو شفع ركعتين ركعتين. فيحتمل أن يكون المراد بهذه الاحاديث من يريد قضاها جالسا مع تمكنه من القيام لانه والحال هذه ينبغي أن يصلي مكان كل ركعة ركعتين الذي يبين عما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب کردویہ الہمدانی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے وتر کی قضاء کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جب زوال کے بعد قضاء کرو تو وہ شفع ہیں، دو دو رکعتیں کر کے قضاء کرے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان روایات میں یہ احتمال ہے کہ جو بندہ وتر کی قضاء بیٹھ کر کرنا چاہتا ہے تو جب وہ قیام پر قدرت رکھتا ہو تو وہ دو دو کر کے قضاء کرے کیونکہ اس حال میں سزاوار ہے کہ وہ بندہ ہر ایک رکعت کی جگہ دو رکعتیں پڑھے اور جو ہم نے بیان کیا ہے وہ ذیل کی روایت بیان کرتی ہے۔

{حديث نمبر 113/655} ما رواه الحسين بن سعيد عن عبد الله بن بحر عن حريز

عن محمد بن مسلم قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن رجل یکسل أو یضعف فیصلی التطوع جالسا قال: یضعف رکعتین برکعة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو سست ہے یا کمزور ہے وہ مستحب نماز کو بیٹھ کر پڑھتا ہے تو وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ ایک رکعت کے بجائے دو رکعتیں پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 114/656﴾ وعنه عن فضالة عن حسین عن ابن مسکان عن الحسن ابن زیاد الصیقل قال قال لی أبو عبد الله علیه السلام: إذا صلی الرجل جالسا وهو یستطیع القیام فلیضعف. والذی یبین ان ذلک إنما یلزم من هذه صفته ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن زیاد الصیقل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اگر بندہ کھڑے ہوکر نماز پڑھنے کی استطاعت و طاقت رکھتا ہے تو پھر وہ نوافل بیٹھ کر پڑھتا ہے تو اس کو چاہیے کہ نوافل کو دگنا کرے۔

﴿حدیث نمبر 115/657﴾ أحمد بن محمد بن عیسی عن الحسن بن علی بن یقطین عن أخیه الحسین عن علی بن یقطین قال سألت أبا الحسن علیه السلام: عن رجل یفوته الوتر من اللیل قال: یقضیه وترا متی ما ذکر وإن زالت الشمس. فجاء هذا الخبر صریحا بأنه یقضیه وترا وإن کان بعد الظهر فلولا ان المراد بتلک الاخبار ما ذکرنا لکانت متناقضة، ویحتمل أن تکون هذه الاخبار مختصة بمن یتهاون بالصلاة ویتعمد ترکها علی الدوام عقوبة له، والذی یدل علی ذلک ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس سے رات کے وقت نماز وتر ترک ہوگئی ہے وہ کیسے قضاء کرے؟

آپؑ نے فرمایا: جب اسے یاد آجائے وہ وتر ہی قضاء کرے اگرچہ زوال آفتاب ہوجائے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت صراحت سے بیان کرتی ہے کہ وہ وتر ہی قضاء کرے گا خواہ

ظہر کے بعد کرے۔ اگر ہم ان روایات کو اس معنی و مراد پر حمل نہ کریں جو ہم نے بیان کیا ہے تو یہ روایت ان کے منافی متناقض ہوگی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ گذشتہ روایات اس بندے کے ساتھ خاص ہیں جو سستی کرتا ہے یا عمداً ترک کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بطور سزا و عقوبت ہے اور اس پر دلالت ذیل کی روایت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 116/658﴾ علی بن مهزیار عن الحسن عن حماد بن عیسٰی عن حریز عن زرارة قال: إذا فاتك وترك من ليلتك فمتى ما قضيته من الغد قبل الزوال قضيته وترا، ومتى ما قضيته ليلا قضيته وترا، ومتى ما قضيته نهارا بعد ذلك اليوم قضيته شفعا تضيف إليه اخرى حتى تكون شفعا، قال قلت: ولم جعل الشفع؟ قال: عقوبة لتضييعه الوتر. قال الشيخ رحمه الله: (ولا يقضي نافلة في وقت فريضة) يدل على ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر رات کے وقت تجھ سے نماز وتر ترک ہوجائے تو پھر جب تو اس کی قضاء کرے تو دن کے وقت زوال سے قبل اس کو وتر ہی قضاء کرے۔ اور جب تو رات کے وقت قضاء کرو تو بھی وتر قضاء کرو اور جب تو اس کو دوسرے دن کے وقت قضاء کرے تو جفت کر کے قضاء کرو۔ اس کے ساتھ ایک اور رکعت کا اضافہ کرے تا کہ وہ جفت ہو جائیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: دو دو کیوں کروں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایک رکعت بطور عقوبت ہے کہ تُو نے نماز وتر کو ضائع کیا ہے۔

نوافل کو فریضہ نماز کے وقت قضاء نہ کیا جائے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز نوافل کو واجب و فریضہ نماز کے وقت میں قضاء نہ کی جائے اور اس پر دلیل ذیل کی روایت ہے۔

﴿حدیث نمبر 117/659﴾ ما رواه أحمد بن محمد بن عيسى عن سعد بن إسماعيل عن أبيه إسماعيل بن عيسى قال سألت الرضا عليه السلام: عن الرجل يصلي الاولى ثم يتنفل فيدركه وقت العصر من قبل أن يفرغ من نافلته فيبطئ بالعصر ثم يقضي نافلته بعد العصر أو يؤخرها حتى يصليها في وقت آخر؟ قال: يصلي العصر ويقضي نافلته

فی یوم آخر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن عیسیٰ سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو پہلی نماز (نمازِ ظہر) پڑھ چکا ہے۔ پھر وہ نوافل کو پڑھنا شروع کرتا ہے تو نوافل ختم ہونے سے قبل ہی نمازِ عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے تو وہ بندہ کیا پہلے نمازِ عصر پڑھے اور نوافل کو بعد میں پورا کرے یا وہ نوافل کو جاری رکھے اور نمازِ عصر کو مؤخر کردے؟

امام علیہ السلام نے فرمایا: تم نمازِ عصر کو پڑھو اور نوافل کو آخر دن تک مؤخر کردو۔

﴿حدیث نمبر 118/660﴾ وعنه عن علی بن الحكم عن سيف بن عميرة عن أبي بكر عن جعفر بن محمد عليهما السلام قال: إذا دخل وقت صلاة مفروضة فلا تطوع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبکر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: جب واجب نماز کا وقت داخل ہوجائے تو اس میں نوافل نہیں ہیں۔

﴿حدیث نمبر 119/661﴾ الطاطری عن عبد الله بن جبلة عن علا بن رزين عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: قال لی رجل من أهل المدينة : يا أبا جعفر مالی لا أراك تطوع بين الاذان والاقامة كما يصنع الناس؛ قال فقلت: إنا إذا أردنا ان نتطوع كان تطوعنا فی غير وقت فريضة فإذا دخلت الفريضة فلا تطوع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کے ایک بندے نے مجھ سے کہا: اے ابوجعفر! کیا وجہ ہے کہ میں نے اذان و اقامت کے درمیان آپؑ کو نوافل پڑھتے نہیں دیکھا جیسا کہ لوگ کرتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ہم (آلِ محمدؐ) جب نوافل کو پڑھتے ہیں تو اس وقت پڑھتے ہیں جب واجب نماز کا وقت نہ ہو اور جب واجب نماز کا وقت داخل ہوجائے تو پھر نوافل نہیں۔

﴿حدیث نمبر 120/662﴾ وعنه عن محمد بن مسكين عن معاوية بن عمار عن نجية قال قلت لابی جعفر عليه السلام تدركنی الصلاة أو يدخل وقتها فابدأ بالنافلة؛ قال فقال أبو جعفر عليه السلام : لا ولكن ابدأ بالمكتوبة واقض النافلة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا اور انھوں نے نجیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کیا: نماز فریضہ کا وقت ہوجائے اور واجب نماز کا وقت داخل ہوجائے تو کیا میں نوافل شروع کرسکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، پہلے واجب کو شروع کرو اور نوافل کی قضاء کرو۔

﴿حدیث نمبر 121/663﴾ وعنه عن محمد بن زياد عن حماد بن عثمان عن اديم بن الحر قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام : يقول لا يتنفل الرجل إذا دخل وقت الفريضة قال: وقال: إذا دخل وقت فريضة فابدأ بها. قال الشيخ رحمه الله: (والمسافر إذا خاف أن يغلبه النوم لما لحقه من التعب فلا يقوم فى آخر الليل فليقدم صلاة ليلته فى أولها بعد العشاء الآخرة) الى قوله : (ومن ضعف عن صلاة الليل قائما).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ادیم بن حر سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے، آپؑ فرماتے ہیں: جب واجب نماز کا وقت داخل ہوجائے تو پھر بندہ نوافل نہ پڑھے۔

آپؑ نے فرمایا: جب واجب وفریضہ نماز کا وقت داخل ہوجائے تو وہ واجب سے شروع کرے۔

مسافر کے لیے نمازِ شب کا حکم

مسئلۃ: جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مسافر کو جب خوف ہو کہ وہ سو گیا تو تھکاوٹ کی وجہ سے نمازِ شب کے لیے رات کے آخری وقت میں اُٹھ نہیں سکے گا تو نمازِ شب کو نمازِ عشاء کے بعد رات کے پہلے حصّہ میں مقدم کرے۔

﴿حدیث نمبر 122/664﴾ الحسين بن سعيد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن الحلبى قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن صلاة الليل والوتر فى أول الليل فى السفر إذا تخوفت البرد أو كانت علة قال: لا بأس أنا أفعل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا جب سفر میں نمازِ شب ونمازِ وتر کے بارے میں خوف ہو کہ ٹھنڈک کا یا کسی اور وجہ سے رہ جائے گی

کہ کیا مسافر رات کے پہلے حصہ میں ان کو پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ میں بھی ایسا کر لیتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر 123/665﴾ الطاطری عن علی بن رباط عن یعقوب بن سالم عن عبد الله قال: سألته عن الرجل يخاف الجنابة في السفر أو البرد أيعجل صلاة الليل والوتر في أول الليل؛ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یعقوب بن سالم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں جناب عبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو سفر میں ہے اور اسے خوف ہے کہ رات کو جنابت طاری ہو جائے گی یا سردی کا خوف ہو تو کیا وہ بندہ نماز شب اور وتر کو رات کے پہلے حصہ میں جلدی پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، پڑھ سکتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 124/666﴾ وعنه عن محمد بن زياد عن محمد بن حمران عن أبي عبدالله عليه السلام قال: سألته عن صلاة الليل أصليها أول الليل؛ قال: نعم إني لأفعل ذلك فإذا اعجلني الجمال صليتها في المحمل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن حمران سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا نماز شب کو رات کے پہلے حصہ میں پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، میں بھی ایسے کر لیتا ہوں اور جب سفر میں قافلہ سالار مجھے جلدی کرنے کو کہے تو میں محمل میں بھی پڑھ لیتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر 125/667﴾ علی بن مهزيار عن الحسن عن حماد بن عيسى عن شعيب عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا خشيت أن لا تقوم آخر الليل أو كانت بك علة أو أصابك برد فصل صلاتك وأوتر من أول الليل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تجھے خوف ہو کہ تو رات کے آخری حصہ میں بیدار نہیں ہو سکے گا یا تجھے کوئی مرض ہے یا تجھے سردی لگ جائے گی تو نماز شب کو اور نماز وتر کو اوّل شب میں پڑھو۔

https://www.shiabooks.ca

{حدیث نمبر 126/668} صفوان عن ابن مسکان عن لیث قال سألت أبا عبدالله علیه السلام عن الصلاة فی الصیف فی اللیالی القصار أصلی فی أول اللیل؟ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب لیث مرادی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: گرمیوں کی چھوٹی راتوں میں کیا میں اوّل شب میں نمازِ شب پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

{حدیث نمبر 127/669} وعنه عن ابن مسکان عن یعقوب الاحمر قال: سألته عن صلاة اللیل فی أول اللیل فقال: نعم ما رأیت ونعم ما صنعت ثم قال: ان الشاب یکثر النوم فانا آمرك به.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یعقوب الاحمر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے نمازِ شب کے اوّل شب میں پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: جو تُو نے دیکھا ہے وہ اچھا ہے اور جو تُو کرتا ہے وہ بھی اچھا ہے۔

اس کے بعد فرمایا: جوان کو نیند زیادہ آتی ہے۔ پس میں تجھے اس کا حکم دیتا ہوں (کہ تو نمازِ شب کو اوّل وقت میں پڑھ لیا کرو)۔

{حدیث نمبر 128/670} الحسین بن سعید عن النضر عن موسی بن بکر عن علی ابن سعید قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن صلاة اللیل والوتر فی السفر من أول اللیل إذا لم یستطع أن یصلی فی آخره؛ قال: نعم. قال الشیخ رحمه الله: (ومن ضعف عن الصلاة قائما فلیصلها جالسا) الی قوله: (ویجوز للعلیل).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن سعید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: دورانِ سفر جب بندے میں آخر شب میں نمازِ شب کے لیے اُٹھنے کی طاقت وقوت نہ رہے تو کیا وہ اوّل شب میں نمازِ شب اور وتر کو پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

جو بندہ کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے

مسئلة: جناب الشیخ المفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو بندہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 129/671﴾ محمد بن یعقوب عن علی عن أبيه عن محمد بن إبراهيم عمن حدثه عن أبي عبد الله عليه السلام قال: يصلي المريض قاعدا فإن لم يقدر صلى مستلقيا يكبر ثم يقرأ، فإذا أراد الركوع غمض عينيه ثم يسبح ثم يفتح عينيه فيكون فتح عينيه رفع رأسه من الركوع، فإذا أراد أن يسجد غمض عينيه ثم يسبح فإذا سبح فتح عينيه فيكون فتح عينيه رفع رأسه من السجود ثم يتشهد وينصرف.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب محمد بن ابراہیم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اس بندے سے نقل کیا ہے کہ جس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مریض بیٹھ کر نماز پڑھے اور اگر وہ اس پر قدرت و طاقت نہ رکھتا ہو تو وہ لیٹ کر نماز پڑھے اور تکبیر کہے اور قرأت کرے اور جب وہ رکوع کا ارادہ کرے تو اپنی دونوں آنکھوں کو رکوع کی نیت سے بند کرے اور پھر تسبیح پڑھے اور جب تسبیح پڑھ لے تو آنکھوں کو کھول دے اور اس کا آنکھوں کو کھولنا رکوع سے سر اُٹھانا ہوگا۔ پھر جب وہ سجدے کا ارادہ کرے تو پھر آنکھیں بند کرے پھر تسبیح پڑھے اور جب تسبیح پڑھ لے تو پھر اپنی آنکھوں کو کھول دے تو اس کا آنکھوں کو کھولنا اس کا سجدے سے سر اُٹھانا ہوگا۔ پھر وہ تشہد پڑھے اور سلام پڑھ کر نماز کو ختم کرے۔

﴿حدیث نمبر 130/672﴾ وعنه عن علي عن أبيه عن ابن محبوب عن أبي حمزة عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله عزوجل (الذين يذكرون الله قياما وقعودا) قال: الصحيح يصلي قائما، وقعودا المريض يصلي جالسا، وعلى جنوبهم الذي يكون أضعف من المريض الذي يصلي جالسا.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت: اَلَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا (سورہ آل عمران: ۱۹۱، وہ جو کھڑے ہو کر اور بیٹھ

کر اللہ کا ذکر کرتے ہیں) کے ذیل میں فرمایا: تندرست بندہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور مریض جب نماز پڑھے تو بیٹھ کر نماز پڑھے]۔ اور جو مریض بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے سے کمزور ہے وہ لیٹ کر نماز پڑھے۔

{حدیث نمبر 131/673} وعنه عن علي عن أبيه عن ابن أبي عمير عن جميل بن دراج انه سأل أبا عبد الله عليه السلام ما حد المريض الذي يصلي قاعدا؟ فقال: ان الرجل ليوعك ويحرج ولكنه أعلم بنفسه ولكن إذا قوي فليقم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے اور آپ نے بیان کیا ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا وہ مریض جو بیٹھ کر نماز پڑھے اس کی حد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تحقیق بعض اوقات بندے کو بخار ہو جاتا ہے۔ کوئی اور کیفیت طاری ہو جاتی ہے لیکن بندہ اپنے بارے میں خود زیادہ جانتا ہے لیکن جب اس میں قدرت و طاقت ہو تو وہ کھڑا ہو جائے۔

{حدیث نمبر 132/674} وعنه عن علي عن أبيه عن حنان بن سدير عن أبيه قال قلت لابي جعفر عليه السلام: أتصلي النوافل وأنت قاعد؟ فقال: ما أصليها إلا وأنا قاعد منذ حملت هذا اللحم وبلغت هذا السن.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حنان بن سدیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپؑ بیٹھ کر نوافل پڑھ رہے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جب سے یہ گوشت مجھ پر حمل ہوا ہے اور بوڑھا ہو گیا ہوں اس وقت سے میں نوافل بیٹھ کر پڑھتا ہوں۔

{حدیث نمبر 133/675} وعنه عن الحسين بن محمد عن عبد الله بن عامر عن علي ابن مهزيار عن فضالة عن أبان عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال قلت له: الرجل يصلي وهو قاعد فيقرأ السورة فإذا أراد أن يختمها قام فركع بآخرها قال: صلاته صلاة القائم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے پھر جب دوسری سورہ پڑھتا ہے اور جب وہ اس

کے آخر کے پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے تو کھڑا ہو جاتا ہے اور آخر سورہ کو پڑھ کر پھر رکوع میں جاتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز کھڑے ہونے والے کی نماز ہے (یعنی اس کے برابر ثواب پائے گا)۔

﴿حدیث نمبر 134/676﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان بن يحيى عن حماد بن عثمان عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي وهو جالس فقال: إذا أردت أن تصلي وأنت جالس ويكتب لك بصلاة القائم فاقرأ وأنت جالس فإذا كنت في آخر السورة فقم فأتمها واركع فتلك تحسب لك بصلاة القائم. وقد بينا ان من صلى النوافل جالسا مع التمكن من القيام يصلي ركعتين بركعة وهو الافضل، فان جعل ركعة مكان ركعة لم يكن عليه حرج.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جب تو بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہتا ہے اور تو چاہتا ہے کہ تیری نماز کو اس بندے کی نماز لکھا جائے جو کھڑا ہو کر پڑھتا ہے تو تم بیٹھ کر قرأت کرو اور جب تم دوسری سورہ کے آخر کو پڑھنا چاہو تو کھڑے ہو جاؤ اور سورہ کو کھڑے ہو کر مکمل کرو اور پھر رکوع میں جاؤ تو تیری وہ نماز تیرے لیے کھڑے ہونے والے شخص کی نماز حساب ہوگی۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تحقیق ہم نے بیان کیا ہے کہ جو بندہ نوافل بیٹھ کر پڑھ رہا ہے باوجود اس کے کہ وہ کھڑے ہو کر پڑھنے پر قدرت و طاقت رکھتا ہو تو اس کو کہ وہ ایک رکعت کے بدلے دو رکعتیں پڑھے یہ اس کے لیے افضل ہے اور اگر وہ ایک رکعت کے بدلے ایک رکعت ہی پڑھے تب بھی اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 135/677﴾ روى محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد ابن يحيى عن أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن القاسم بن محمد عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام قال قلت له: انا نتحدث نقول من صلى وهو جالس من غير علة كانت صلاته ركعتين بركعة وسجدتين بسجدة فقال: ليس هو هكذا هي تامة لكم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہم بحث کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو بندہ بغیر کسی عذر و مرض کے بیٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کی دو رکعتیں ایک رکعت اور دو سجدے ایک سجدہ شمار ہوتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں، ایسا نہیں ہے، وہ تمھارے لیے تام ہی شمار ہوتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 136/678﴾ سعد عن أحمد بن محمد عن ابن أبي نصر عن حماد بن عثمان بن معاوية بن ميسرة انه سمع أبا عبد الله عليه السلام يقول، أو سئل: أيصلی الرجل وهو جالس متربعا ومبسوط الرجلين؟ فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن میسرۃ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے یا ان سے سوال کیا کہ وہ بندے کو بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے کیا وہ چارزانو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے اور اس کے پاؤں دونوں کھلے ہوئے ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 137/679﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن أبان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله عن حمران بن أعين عن أحدهما عليهما السلام قال: كان أبي إذا صلى جالسا تربع فإذا ركع ثنى رجليه. قال الشيخ رحمه الله: (ويجزي للعليل والمستعجل ان يصليا في الركعتين الاولتين من فرايضهما بسورة الحمد وحدها) الى قوله: (ومن نسي فريضة) كل ذلك قد مضى شرحه فلا وجه لاعادته. ثم قال رحمه الله: (ومن نسي فريضة فليقضها أي وقت ذكرها ما لم يكن آخر وقت صلاة ثانية فتفوته الثانية بالقضاء).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حمران بن اعین سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد ماجدؑ جب بیٹھ کر نماز پڑھتے تو چارزانو ہو کر بیٹھتے اور جب آپؑ رکوع کرتے تو دونوں قدموں پر کرتے تھے۔

بیمار کے لیے پہلی دو رکعتوں میں فقط الحمد ہی کافی ہے

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ بیمار ہے، یا اس کو جلدی ہے تو اس کے لیے پہلی دونوں رکعتوں میں فقط سورۃ الحمد ہی کافی ہے۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ اس کو دوبارہ ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

پھر جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بندہ کسی واجب نماز کو بھول جائے تو اس کو چاہیے کہ جس وقت بھی یاد آئے اس کی قضاء کرے۔ جب دوسری واجب نماز کا وہ آخری وقت نہ ہو کہ اس کی قضاء کی جائے تو وقت والی نماز رہ جائے (اس صورت میں پہلے وقت والی نماز کو پڑھے اور پھر رہ جانے والی نماز کی قضاء کرے)۔

{حدیث نمبر 138/680} الطاطری عن ابن زیاد عن حماد عن نعمان الرازی قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن رجل فاته شيء من الصلوات فذكر عند طلوع الشمس وعند غروبها قال: فليصل حين ذكره.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب نعمان الرازی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس سے کوئی واجب نماز رہ جائے اور اس کو طلوعِ آفتاب کے وقت یاد آئے یا غروبِ آفتاب کے وقت یاد آئے؟

آپؑ نے فرمایا: جس وقت یاد آئے اسی وقت پڑھے۔

{حدیث نمبر 139/681} وعنه عن ابن زیاد عن زرارة وغیره عن أبي جعفر علیه السلام قال: سئل عن رجل صلى بغير طهور أو نسي صلوات لم يصلها أو نام عنها قال: يصليها إذا ذكرها في أية ساعة ذكرها ليلا أو نهارا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جنابِ زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے بغیر طہارت (وضو یا غسل) کے یا وہ بھول گیا اور اس نے نماز نہیں پڑھی یا سو گیا اور نماز رہ گئی تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: جب اس کو یاد آئے خواہ وہ دن و رات کا کوئی وقت ہو اس کو پڑھے۔

پانچ نمازیں جن کے لیے کوئی خاص وقت نہیں

﴿حدیث نمبر 140/682﴾ محمد بن يعقوب عن علی بن إبراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس عن هاشم بن أبي سعيد المكاری عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: خمس صلوات تصليهن فی كل وقت: صلاة الكسوف، والصلاة على الميت، وصلاة الاحرام، والصلاة التی تفوت، وصلاة الطواف من الفجر الى طلوع الشمس وبعد العصر إلى الليل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: پانچ نمازیں جو ہروقت پڑھی جاسکتی ہیں: گرہن کی نماز، نماز جنازہ، احرام کی نماز، وہ نماز جو رہ گئی ہو، نماز طواف۔ یہ فجر سے طلوع آفتاب تک بعد عصر سے رات تک پڑھی جاسکتی ہیں۔

﴿حدیث نمبر 141/683﴾ وعنه عن محمد بن إسماعيل عن الفضل بن شاذان واحمد ابن ادريس عن محمد بن عبد الجبار جميعا عن صفوان بن يحيى عن معاوية بن عمار قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: خمس صلوات لا تترك على كل حال: إذا طفت بالبيت، وإذا أردت أن تحرم، وصلاة الكسوف، وإذا نسيت فصل إذا ذكرت، والجنازة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پانچ نمازیں ہیں کہ جن کو کسی وقت بھی ترک نہ کرو (یعنی ان کو ہروقت پڑھا جاسکتا ہے):

[۱] جب تو طواف کعبہ کرے تو نماز طواف۔

[۲] جب تو احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو نماز احرام۔

[۳] چاند یا سورج گرہن

[۴] جو نماز تجھے بھول جائے تو جس وقت یاد آئے اس کو پڑھو۔

[۵] نماز جنازہ۔

﴿حدیث نمبر 142/684﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن محمد عن سهل بن زياد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن أبي بصير قال: سألته عن رجل نسي الظهر حتى دخل وقت العصر قال: يبدأ بالظهر و كذلك الصلوات تبدأ بالتي نسيت إلا أن تخاف ان يخرج وقت الصلاة فتبدأ بالتي أنت في وقتها ثم تقضي التي نسيت.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابو بصیر سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: ایک بندہ جو نماز ظہر بھول گیا ہے یہاں تک کہ نماز عصر کا وقت داخل ہو گیا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز ظہر سے ابتداء کرے اور ایسے ہی وہ نمازیں جن کو وہ بھول گیا ہے ان سے شروع کرے مگر اس صورت میں کہ جب وہ نماز جس کا وقت ہے اس کے ختم ہونے کا خوف ہو تو پھر وہ پہلے وقت والی نماز کو پڑھو اور اس کے بعد اس نماز کی قضا کرو جو تمھیں بھول جانے کی وجہ سے رہ گئی ہے۔

﴿حدیث نمبر 143/685﴾ وعنه عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن ابن أذينة عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام انه سئل عن رجل صلى بغير طهور أو نسي صلاة لم يصلها أو نام عنها فقال: يقضيها إذا ذكرها في أي ساعة ذكرها من ليل أو نهار. فإذا دخل وقت الصلاة ولم يتم ما قد فاته فليمض ما لم يتخوف أن يذهب وقت هذه الصلاة التي قد حضرت، وهذه أحق بوقتها فليصلها، فإذا قضاها فليصل ما فاته فيما قد مضى ولا يتطوع بركعة حتى يقضي الفريضة كلها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جنابِ زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابو جعفر الباقر علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا گیا۔ وہ بندہ جس نے بغیر طہارت کے نماز پڑھی یا وہ نماز پڑھنا بھول گیا ہے یا وہ نماز کو بھول گیا ہو۔

آپؑ نے فرمایا: دن و رات کے اوقات میں سے جس وقت اسے یاد آئے اس کی قضاء کرے۔

اگر دورانِ نماز کسی دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے تو اس نماز کو جاری رکھے۔ جب اصل وقت والی نماز کے وقت کے ختم ہونے کا خوف نہ ہو کہ جس کا وقت حاضر ہے۔ اگر یہ خوف ہے تو جس نماز کا وقت ہے اس کا زیادہ حق ہے کہ اس کو پڑھا جائے۔ پس اس کو پڑھا جائے اور جب وہ اس نماز کو پڑھ لے تو پھر اس کو چاہیے کہ جو نماز رہ گئی

ہے اس کو پڑھے۔ وہ ایک رکعت نافلہ بھی نہ پڑھے یہاں تک کہ وہ تمام فریضہ نمازوں کو پورا کرے۔

﴿حدیث نمبر 144/686﴾ الحسین بن سعید عن القاسم بن عروۃ عن عبید عن زرارۃ عن أبي جعفر علیه السلام قال: إذا فاتتك صلاۃ فذكرتها في وقت اخرى فان كنت تعلم انك إذا صليت التي فاتتك كنت من الاخرى في وقت فابدأ بالتي فاتتك فان الله عزوجل يقول: (واقم الصلاۃ لذكري) وإن كنت تعلم انك إذا صليت التي فاتتك فاتتك التي بعدها فابدأ بالتي أنت في وقتها واقض الاخرى. قال الشيخ رحمه الله: (ولا بأس أن يقضي الانسان نوافله بعد صلاۃ الغداۃ الى أن تطلع الشمس أو بعد صلاۃ بعد العصر الى أن يتغير ضوء الشمس بالاصفرار).

جناب الشیخ ؒ نے جناب زرارہ ؒ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا: جب تجھ سے کوئی نماز رہ جائے پھر وہ تجھے دوسری نماز کے وقت میں یاد آئے۔ پس اگر تو جانتا ہے کہ اگر میں نے رہ جانے والی نماز پڑھی تو دوسری نماز بھی اپنے وقت میں پڑھی جائے گی۔ تو پھر پہلے (فوت شدہ) رہ جانے والی کو پڑھو اور بعد میں اس نماز کو جس کا وقت ہے اس کو پڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکۡرِیۡ ﴿۱۴﴾ (سورۂ طٰہٰ: آیت ۱۴) اور اگر تو جانتا ہے کہ اگر میں نے فوت شدہ نماز کو پہلے پڑھا تو وہ نماز جس کا وقت ہے وہ رہ جائے گی (وقت میں نہیں پڑھی جائے گی) تو پھر پہلے اس نماز کو پڑھو جس کا وقت ہے اور دوسری کو بعد میں قضاء کرو۔

نوافل کے قضاء کا وقت

مسئلۃ: جناب الشیخ ؒ فرماتے ہیں: انسان کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ فجر کے رہ جانے والے نوافل کو نمازِ صبح کے ادا کرنے کے بعد طلوعِ آفتاب تک پڑھے، یا نمازِ عصر کے بعد پڑھے یہاں تک کہ سورج کی روشنی سرخی میں بدل جائے۔

﴿حدیث نمبر 145/687﴾ سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب عن محمد بن إسماعيل بن بزيع العدوي عن أبي الحسن عبد الله بن عون الشامي قال: حدثني عبد الله بن أبي يعفور عن أبي عبد الله عليه السلام في قضاء صلاۃ الليل والوتر تفوت الرجل أيقضيها بعد صلاۃ الفجر وبعد العصر؟ قال: لا بأس بذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن ابی یعفور سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ نمازِ شب اور نمازِ وتر رہ جائے تو کیا بندہ نمازِ فجر واجب کے بعد طلوعِ آفتاب تک یا نمازِ عصر کے بعد اس کی قضاء کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 146/688﴾ وعنه عن موسى بن جعفر بن أبي جعفر عن محمد بن عبد الجبار عن ميمون عن محمد بن فرج قال: كتبت الى العبد الصالح اسأله عن مسائل فكتب إلى وصل بعد العصر من النوافل ما شئت وصل بعد الغداة من النوافل ما شئت.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن فرج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام عبد صالح موسیٰ الکاظم علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا اور میں نے آپؑ سے چند مسائل کے بارے میں پوچھا۔

آپؑ نے میری طرف جواب لکھا اور اس میں لکھا: نمازِ عصر کے وقت جو نوافل پڑھنا چاہتے ہو پڑھو اور نمازِ فجر فریضہ کے بعد جو نوافل پڑھنا چاہتے ہو پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 147/689﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن إبراهيم عن محمد بن عمر الزيات عن جميل بن دراج قال سألت أبا الحسن الاول عليه السلام عن قضاء صلاة الليل بعد الفجر الى طلوع الشمس قال: نعم وبعد العصر الى الليل فهو من سر آل محمد صلى الله عليه وآله المخزون.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے فوت شدہ نمازِ شب کی نمازِ فجر کے بعد قضاء کرنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں کرسکتے ہو اور نمازِ عصر کے بعد رات تک اس کی قضاء کرسکتے ہو۔ یہ آلِ محمد علیہم السلام کے پوشیدہ خزانوں میں سے ہے۔

﴿حدیث نمبر 148/690﴾ أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن سليمان بن هارون قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن قضاء الصلاة بعد

العصر قال: نعم إنما هي النوافل فاقضها متى ما شئت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن ہارون سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز عصر کے بعد نماز قضاء پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں نوافل کو جس وقت چاہو ان کی قضاء کرو، یعنی پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 149/691﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب والقاسم بن محمد عن الحسين بن أبي العلا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: اقض صلاة النهار أي ساعة شئت من ليل أو نهار كل ذلك سواء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ابی العلا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دن کی نماز (نافلہ) کی دن ورات کے جس وقت بھی تم قضا کرنا چاہو کر سکتے ہو۔

﴿حدیث نمبر 150/692﴾ وعنه عن فضالة عن ابن عثمان عن عبد الله بن مسكان عن ابن أبي يعفور قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: صلاة النهار يجوز قضاؤها أي ساعة شئت من ليل أو نهار.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دن کی نماز (نافلہ) رہ جائے تو اس کو دن ورات کے کسی وقت میں قضاء کرنا جائز ہے۔

﴿حدیث نمبر 151/693﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن أحمد بن النضر وأحمد بن أبي نصر في بعض اسانيدهما قال: سئل أبو عبد الله عليه السلام عن القضاء قبل طلوع الشمس وبعد العصر فقال: نعم فاقضه فانه من سر آل محمد عليهم السلام.

قال الشيخ رحمه الله: (ولا يجوز ابتداء النوافل ولا قضاء شيء منها عند طلوع الشمس ولا عند غروبها).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے طلوعِ آفتاب سے پہلے اور عصر کے بعد نوافل کے قضاء کے بارے سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ہاں ان کی قضاء کرو کیونکہ یہ آلِ محمدؐ کے اسرار میں سے ہے۔

طلوعِ آفتاب کے وقت اور غروب کے وقت نوافل کا حکم

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: طلوعِ آفتاب کے وقت اور غروبِ آفتاب کے وقت نوافل کی ابتداء کرنا کہ قضاء شدہ کی اس وقت میں قضاء کرنا جائز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 152/694﴾ الطاطری عن محمد بن أبي حمزة وعلي بن رباط عن ابن مسكان عن محمد بن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا صلاة بعد الفجر حتى تطلع الشمس فان رسول الله صلى الله عليه وآله قال: ان الشمس تطلع بين قرني شيطان وتغرب بين قرني شيطان، وقال: لا صلاة بعد العصر حتى تصلي المغرب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ واجب فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں (کوئی نماز نہیں پڑھنا چاہیے) کیونکہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تحقیق سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع کرتا ہے اور شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب کرتا ہے (لہذا ان اوقات میں کوئی نماز نہیں ہے) اور فرمایا: نمازِ واجب کے بعد کوئی مغرب کی نماز تک کوئی نماز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 153/695﴾ وعنه عن محمد بن مسكين عن معاوية بن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا صلاة بعد العصر حتى المغرب ولا صلاة بعد الفجر حتى تطلع الشمس. هذه الاخبار وما أشبهها محمولة على ابتداء النوافل في هذه الاوقات دون القضاء والاخبار الاولة محمولة على القضاء دون الابتداء، ولا تنافي بينهما، والذي يدل على ما ذكرناه من التفصيل ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ عصر واجب کے بعد مغرب تک کوئی نماز نہیں اور نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک کوئی نماز نہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں حدیثوں اور ان کی مثل دوسری حدیثوں کو اس پر حمل کیا جائے گا۔ ان اوقات میں وہ نوافل جو ابتدا پڑھے جاتے ہیں وہ کوئی نہیں، یعنی شرع اسلام نے ان اوقات میں کوئی

نماز نہیں قرار دی لیکن نوافل کی قضاء کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ پہلی روایات ہیں ان کو بھی قضاء پر حمل کریں گے کہ وہ بھی بیان کرتی ہیں کہ جو نوافل رہ گئے ہیں ان کی قضاء کرنا جائز ہے۔ ابتدائی نوافل کوئی نہیں ہیں۔

اس تاویل کے تحت دونوں قسم کی روایات میں کوئی تنافی نہیں ہے اور ہم نے جو تاویل بیان کی ہے اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 154/696﴾ محمد بن احمد بن یحیی عن محمد بن عیسی عن أبي الحسن علی بن بلال قال: کتبت إلیه فی قضاء النافلة من طلوع الفجر الی طلوع الشمس ومن بعد العصر الی أن تغیب الشمس فکتب لا یجوز ذلك إلا للمقتضی فاما لغیره فلا. وقد روی رخصة فی الصلاة عند طلوع الشمس وعند غروبها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوالحسن علی بن بلال سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور آپ سے طلوعِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک اور عصر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کے اوقات میں نافلہ کی قضاء کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: ان اوقات میں کوئی نوافل نہیں سوائے اس بندے کے لیے کہ جو نوافل کی قضاء کرنا چاہتا ہے اس کے غیر کے لیے نہیں۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: طلوعِ آفتاب اور غروب کے وقت میں نماز کی رخصت بارے میں بھی روایت ہوا ہے۔

﴿حدیث نمبر 155/697﴾ روی أبو جعفر محمد بن علی قال: روی لی جماعة من مشایخنا عن أبي الحسن محمد بن جعفر الاسدی رضی الله عنه انه ورد علیه فیما ورد من جواب مسائله عن محمد بن عثمان العمری قدس الله روحه، وأما ما سألت عنه من الصلاة عند طلوع الشمس وعند غروبها فلئن کان یقول الناس: ان الشمس تطلع بین قرنی شیطان وتغرب بین قرنی شیطان فما أرغم انف الشیطان بشیء أفضل من الصلاة فصلها وأرغم الشیطان. قال الشیخ رحمه الله: (ومن أحب ان یقوم فی آخر اللیل) الی قوله: (ومن قام فی آخر لیله).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عثمان سے نقل ہوا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں: بہرحال وہ چیز جس کے بارے میں آپ سے سوال کیا کہ طلوعِ آفتاب کے وقت اور غروبِ آفتاب کے وقت نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔ کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ سورج شیطان کے دونوں سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے اور اس کے دونوں سینگوں کے درمیان غروب ہوتا ہے۔ لہٰذا (ان دونوں وقتوں میں نماز نہیں پڑھنا جائز ہے)۔

آپؑ نے فرمایا: شیطان کی ناک کو رگڑنے سے زیادہ نماز سے بہتر کون سی چیز ہو سکتی ہے؟ لہٰذا اس وقت میں نماز پڑھو اور شیطان کی ناک کو رگڑو۔

نمازِ شب کے لیے آخر شب میں اُٹھنا بہتر ہے

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ چاہتا ہے کہ وہ نمازِ شب کے لیے رات کے آخری حصہ میں بیدار ہو جائے؟

﴿حدیث نمبر 156/698﴾ روی عامر بن عبد الله بن جذاعة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ما من عبد يقرأ آخر الكهف حين ينام الا استيقظ في الساعة التي يريد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن جذاعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں کہ جو سوتے وقت سورۃ الکہف کی آخری آیات کی تلاوت کرے مگر یہ کہ وہ رات کے جس وقت میں اُٹھنا چاہے گا وہ بیدار ہو جائے گا۔

﴿حدیث نمبر 157/699﴾ وروی عن النبي صلى الله عليه وآله انه قال من قرأ هذه الآية عند منامه (قل إنما انا بشر مثلكم يوحى إلى أنما إلهكم إله واحد فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا) سطع له نور الى المسجد الحرام حشو ذلك النور ملائكة يستغفرون له حتى يصبح. وأما ما ذكره رحمه الله بعد ذلك الى آخر الباب فقد مضى شرحه مستوفى والمنة لله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا: جو بندہ سوتے وقت یہ آیت پڑھے گا: قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ ۖ فَمَن كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ﴿۱۱۰﴾ (سورۃ کہف: آیت ۱۱۰، آپؐ کہہ دیں میں تمہاری مثل بشر ہوں، میرے

اُوپر وحی نازل ہوئی ہے کہ فقط تمھارا ایک معبود ہے۔ پس جو اپنے ربّ کی ملاقات کی آرزو رکھتا ہے اس کو چاہیے نیک عمل کرے اور اپنے ربّ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے) تو اس کے لیے مسجد الحرام تک ایک نُور بلند ہوگا اور اس نُور کے درمیان ملائکہ ہوں گے جو صبح ہونے تک اس کے لیے استغفار کریں گے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ نے جو باب کے آخر میں ذکر کیا ہے کہ جو بندہ رات کے آخری حصّہ میں بیدار ہوتا ہے اس کے بارے میں تفصیل سے ذکر گزر چکا ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

﴿باب نمبر 10﴾

نماز میں سہو کے احکام اور جس کی وجہ سے نماز کا اعادہ واجب ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہر وہ سہو جو انسان کو نماز واجب کی پہلی دو رکعتوں میں لاحق ہو تو اس پر نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر 1/700﴾ ما رواه الحسين بن سعيد عن النضر عن عاصم عن محمد ابن مسلم قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن رجل شك فى الركعة الاولى قال: يستأنف.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو پہلی رکعت میں شک کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو اَز سرِ نو پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 2/701﴾ وعنه عن محمد بن سنان عن ابن مسكان وفضالة عن حسين ابن عثمان عن ابن مسكان عن عنبسة بن مصعب قال قال لى أبو عبد الله عليه السلام: إذا شككت فى الركعتين الاولتين فأعد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عنبسہ بن مصعب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اگر تو پہلی دو رکعتوں میں شک کرے تو نماز کو دوبارہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 3/702﴾ وعنه عن احمد القروى عن أبان عن اسماعيل الجعفى وابن أبي يعفور عن أبي جعفر وأبي عبد الله عليهما السلام انهما قالا: إذا لم تدر أواحدة صليت أم ثنتين فاستقبل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابوجعفر اور امام ابوعبداللہ علیہ السلام

دونوں سے نقل کیا ہے اور دونوں نے فرمایا: جب تو نہیں جانتا کہ تو نے ایک رکعت پڑھی یا دو تو نماز کو دوبارہ پڑھو۔

{حدیث نمبر 4/703} وعنه عن النضر عن موسى بن بكر قال: سأله الفضيل عن السهو فقال: إذا شككت في الاوليين فأعد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب موسیٰ بن بکر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب فضیل سے سہو کے بارے میں سوال کیا۔ انھوں نے جواب دیا: جب تو پہلی دو رکعتوں میں شک کرے تو نماز دوبارہ پڑھو۔

{حدیث نمبر 5/704} الحسن عن زرعة عن سماعة قال قال: إذا سها الرجل في الركعتين الاولتين من الظهر والعصر ولم يدر واحدة صلى أم ثنتين فعليه أن يعيد الصلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ ظہر وعصر کی پہلی دو رکعتوں میں سہو و شک ہو اور وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ تو اس پر واجب ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

{حدیث نمبر 6/705} فضالة عن رفاعة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل لا يدري أركعة صلى أم ثنتين قال: يعيد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب رفاعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو نہیں جانتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

{حدیث نمبر 7/706} وعنه عن فضالة عن حسين بن عثمان عن هارون بن خارجه عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا سهوت في الركعتين الاولتين فاعدهما حتى تثبتهما.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تو پہلی دو رکعتوں میں شک و سہو کرے تو پس ان دونوں کو دوبارہ پڑھو تاکہ تجھے ان دونوں میں یقین ہو۔

﴿حدیث نمبر 8/707﴾ وعنه عن فضالة عن حماد عن الفضل بن عبد الملك قال قال لي: إذا لم تحفظ الركعتين الاولتين فاعد صلاتك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضل بن عبدالملک سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے مجھے فرمایا: جب تیرے لیے پہلی دو رکعتیں محفوظ نہ ہو (یعنی ان کے بارے میں یاد نہ رہے) تو اپنی نماز کو دوبارہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 9/708﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان و علي بن ابراهيم عن أبيه جميعا عن حماد بن عيسى عن حريز عن زرارة عن أحدهما عليهما السلام قال قلت له: رجل لا يدري أواحدة صلى أم ثنتين قال: يعيد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر یا امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: بندہ یہ نہیں جانتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 10/709﴾ وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن الحسن بن علي الوشا والحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن الوشا قال قال لي أبو الحسن الرضا عليه السلام: الاعادة في الركعتين الأولتين والسهو في الركعتين الاخيرتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الوشاء سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ امام علی رضا علیہ السلام نے مجھے فرمایا: پہلی دو رکعتوں میں شک ہو تو نماز کا اعادہ ہے (دوبارہ پڑھنا) اور اگر آخری دو میں شک وسہو ہو تو اس میں ان کے احکام پر عمل کرنا ہے۔

﴿حدیث نمبر 11/710﴾ فأما ما رواه أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن الحسين بن أبي العلاء قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل لا يدري أركعتين صلى أم واحدة قال: يتم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وہ روایت جس کو جناب الحسین بن العلا نے ذکر کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک؟ آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو تمام کرے۔

https://www.shiabookspdf.com

﴿حدیث نمبر 12/711﴾ وما رواه محمد بن احمد بن يحيى عن السندى بن الربيع عن الحسن بن محبوب عن عبد الرحمن بن الحجاج عن أبي إبراهيم عليه السلام قال: في الرجل لا يدرى ركعة صلى أم اثنتين قال: يبنى على الركعة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جو عبدالرحمٰن بن الحجاج نے امام ابوابراہیم علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ آپؑ نے اس بندے کے بارے میں فرمایا: جو نہیں جانتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایک رکعت پر بنیاد رکھے (یعنی ایک رکعت قرار دے)۔

﴿حدیث نمبر 13/712﴾ وما رواه سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسين عن أحمد ابن محمد بن أبي نصر عن عبد الكريم بن عمرو عن عبد الله بن أبي يعفور قال سألت أبا عبدالله عليه السلام: عن الرجل لا يدرى أركعتين صلى ام واحدة فقال: يتم بركعة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایسے ہی وہ روایت جس کو عبداللہ ابن ابی یعفور نے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایک رکعت سے نماز کو تمام کرے (ایک رکعت قرار دے بقیہ نماز کو تمام کرے)۔

﴿حدیث نمبر 14/713﴾ وما رواه سعد أيضا عن أبي جعفر عن الحسين بن سعيد عن فضالة بن ايوب عن الحسين بن أبي العلا عن أبي عبدالله عليه السلام في الرجل لا يدرى ركعتين صلى أم واحدة قال: يتم على صلاته. فاول ما في هذه الاخبار انها لا تعارض ما قدمناه من الاخبار لانها اضعاف هذه ولا يجوز العدول عن الاكثر الى الاقل إلا لدليل، ولو كانت هذه الاخبار معارضة لها ومساوية لم يكن فيها ما ينقض ما قدمناه، لانه ليس في شيء من هذه الاخبار أن الشك إذا وقع في الاولة والثانية من صلاة الفرايض أو صلاة النوافل، وإذا لم يكن هذا في الخبر حملناها على النوافل لان النوافل عندنا لا سهو فيها ويبنى الانسان إن شاء على الاقل وإن شاء على الاكثر وإن كان البناء على الاقل افضل، ومتى حملنا هذه الاخبار على ما ذكرناه

كنا قد جمعنا بينها اجمع ولم نكن قد اطرحنا منها شيئًا .قال الشيخ رحمه الله: (ومن سهى في فريضة الغداة أو المغرب اعاد). يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ روایت جس کو الحسین بن العلا نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ نہیں جانتا ہے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی نماز کو پورا کرے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: پہلی چیز جو ان روایات میں پائی جاتی ہے یہ روایات گذشتہ روایات سے تعارض نہیں رکھتیں کیونکہ وہ اخبار زیادہ ہے۔ ان کے دوگنا زیادہ ہیں اور زیادہ روایات کو چھوڑ کر اقل کی طرف عدول ورجوع کرنا بغیر دلیل کے جائز نہیں ہے (وہ یہاں نہیں)۔

اور اگر فرض کریں یہ ان کے معارض و مساوی ہو تب بھی یہ ماقبل روایات سے منافات نہیں رکھتیں۔ ان میں نقص نہیں کیونکہ ان روایات میں یہ بیان نہیں ہوا کہ پہلی دو رکعتوں میں شک ہوا ہے وہ فرائض میں ہے یا نوافل ہیں تو یہ بیان نہیں تو پھر ہم ان کو نوافل پر حمل کریں گے۔

کیونکہ ہمارے نزدیک نوافل میں کوئی سہو و شک نہیں ہے۔ ان میں انسان کو اختیار ہے، وہ خواہ کم پر بنیاد رکھے یا زیادہ پر، اگرچہ کم پر بنیاد رکھنا افضل ہے۔

تو جب ان اخبار کو ہم نے نوافل پر حمل کیا ہے تو ہم نے سب میں جمع کیا ہے کسی کو ترک نہیں کیا اور جمع کرنا افضل ہے ترک کرنے سے۔

نمازِ صبح اور مغرب میں شک

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ صبح کی واجب نماز میں یا مغرب کی واجب نماز میں سہو و شک کرے وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ اس پر دلیل ذیل کی روایات ہیں۔

﴿حديث نمبر 15/714﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه ومحمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان جميعا عن ابن أبي عمير عن حفص بن البختري وغيره عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا شككت في المغرب فاعد وإذا شككت في الفجر فاعد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حفص بن البختری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے

نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تو نماز مغرب میں شک کرے تو نماز دوبارہ پڑھو اور اگر نماز فجر واجب میں شک کرے تو نماز دوبارہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 16/715﴾ وعنه عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن حماد عن حريز عن محمد بن مسلم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يصلي ولا يدري أواحدة صلى ام اثنتين قال: يستقبل حتى يستيقن انه قد اتم، وفي الجمعة وفي المغرب وفي الصلاة في السفر.

جناب الشیخؒ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز دوبارہ پڑھے تا کہ اس کو یقین ہو جائے کہ اس نماز کو پورا پڑھا ہے۔ نماز جمعہ میں مغرب اور مسافر کی نماز میں یہ حکم جاری ہے۔

﴿حدیث نمبر 17/716﴾ وعنه عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن محمد بن عيسى عن يونس عن رجل عن أبي جعفر عليه السلام قال: ليس في المغرب والفجر سهو.

جناب الشیخؒ نے جناب یونس سے اور انھوں نے ایک بندے سے اور اس نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز مغرب اور فجر میں سہو شک نہیں ہے (نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے)۔

﴿حدیث نمبر 18/717﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان وفضالة عن العلا عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليه السلام قال: سألته عن السهو في المغرب قال: يعيد حتى يحفظ، إنها ليست مثل الشفع.

جناب الشیخؒ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام میں سے ایک سے نماز مغرب میں سہو و شک کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: نماز کو دوبارہ پڑھا جائے تا کہ نماز محفوظ ہو جائے کیونکہ یہ نماز نماز شفع کی مانند نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 19/718﴾ وعنه عن محمد بن سنان عن ابن مسكان وفضالة عن حسين عن ابن مسكان عن عنبسة بن مصعب قال قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا

شككت في المغرب فأعد، وإذا شككت في الفجر فأعد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عنبسہ بن مصعب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب نماز مغرب میں شک کرو تو نماز کو دوبارہ پڑھو اور اگر نماز فجر میں شک کرو تو بھی دوبارہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 20/719﴾ وعنه عن النضر عن موسى بن بكر عن الفضيل قال: سألته عن السهو فقال: في صلاة المغرب إذا لم تحفظ ما بين الثلاث الى الاربع فأعد صلاتك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الفضیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سہو کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: نماز مغرب میں یاد نہ ہو کہ تو نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار؟ تو اپنی نماز کو دوبارہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 21/720﴾ وعنه عن الحسن عن زرعة بن محمد عن الحضرمي عن سماعة قال: سألته عن السهو في صلاة الغداة قال: إذا لم تدر واحدة صليت أم ثنتين فأعد الصلاة من أولها، والجمعة ايضا إذا سها فيها الامام فعليه أن يعيد الصلاة لانها ركعتان، والمغرب إذا سها فيها ولم يدر كم ركعة صلى فعليه أن يعيد الصلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے نماز صبح واجب میں سہو کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تو نہیں جانتا کہ تُو نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ تو نماز کو اوّل سے شروع کرو اور نماز جمعہ میں بھی اگر نمازی کو سہو ہو جائے تو اس پر بھی واجب ہے کہ نماز کو دوبارہ پڑھے کیونکہ اس نماز کی بھی دو رکعتیں ہیں اور مغرب میں اگر سہو ہو جائے اور وہ نہ جانتا ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں؟ تو اس پر بھی واجب ہے کہ دوبارہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 22/721﴾ وعنه عن فضالة عن حسين بن عثمان عن هارون بن خارجة عن أبي بصير قال قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا سهوت في المغرب فأعد الصلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام

نے فرمایا: اگر تجھے نماز مغرب میں سہو و شک ہو جائے تو نماز کو دوبارہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 23/722﴾ وعنه عن فضالة عن العلا عن أبي عبد الله عليه السلام قال سألته عن الرجل يشك في الفجر قال يعيد. قلت: المغرب؟ قال: نعم والوتر والجمعة من غير ان اسأله.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب العلا سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز فجر فریضہ میں شک کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

میں نے پھر عرض کیا: مغرب میں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں (دوبارہ پڑھے) نماز وتر اور نماز جمعہ (کو ذکر کیا) جبکہ میں نے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا تھا۔

﴿حدیث نمبر 24/723﴾ وعنه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبدالله عليه السلام وابن أبي عمير عن حفص بن البختري وغير واحد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا شككت في المغرب فاعد وإذا شككت في الفجر فاعد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حلبی اور حفص بن البختری سے نقل کیا اور دونوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تو نماز مغرب میں شک کرے تو نماز کو دوبارہ پڑھو اور اگر نماز فجر میں شک کرو تو بھی نماز کو دوبارہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 25/724﴾ فأما ما رواه سعد بن عبد الله عن احمد بن محمد عن الحسين عن فضالة عن سيف بن عميرة عن أبي بكر الحضرمي قال: صليت بأصحابي المغرب فلما ان صليت ركعتين سلمت فقال: بعضهم إنما صليت ركعتين فأعدت فاخبرت أبا عبد الله عليه السلام فقال: لعلك اعدت فقلت: نعم فضحك ثم قال: إنما كان يجزيك أن تقوم وتركع ركعة إن رسول الله صلى الله عليه وآله سها فسلم في ركعتين ثم ذكر حديث ذي الشمالين فقال: ثم قام فأضاف إليها ركعتين.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ روایت جس کو جناب ابوبکر الحضرمی نے بیان کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے چند دوستوں کو نماز مغرب پڑھائی ۔ جب میں نے دو رکعتیں پڑھ لیں تو سلام پڑھ دیا تو بعض دوستوں نے کہا: فقط دو رکعتیں پڑھی گئی ہیں تو میں نے نماز کا اعادہ کیا۔ پھر میں نے اس کے بارے میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو خبر دی تو آپؑ نے فرمایا: شاید تُو نے نماز کا اعادہ کیا؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ مسکرائے اور فرمایا: اگر تو کھڑا ہوجاتا تو ایک رکعت اور پڑھ لیتا تو تیرے لیے یہ مجزی و کافی ہوتا۔ چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی سہو ہو گیا تھا پھر آپؑ نے شمالین کی حدیث کو بیان کیا اور پھر فرمایا: آپؐ کھڑے ہوئے اور دو رکعتوں کا اضافہ فرمایا۔

{حدیث نمبر 26/725} وروی سعد عن محمد بن الحسین عن جعفر بن بشیر عن الحرث بن المغیرة النصری قال قلت لابی عبد الله علیه السلام : انا صلینا المغرب فسها الامام فسلم فی الرکعتین فاعدنا الصلاة فقال: ولم اعدتم؟! أليس قد انصرف رسول الله صلی الله علیه وآله فی رکعتین فأتم بر کعتین الا أتممتم؟!! فلیس فی هذین الخبرین ما ینافی ما قدمناه لان السهو إنما وقع هاهنا فی ان سلم فی الرکعة الثانیة ولم یکن السهو قد وقع فی اعداد الصلاة ومن سها فی التسلیم لم یجب علیه إعادة الصلاة بل یجب علیه جبرانه برکعة حسب ما تضمنه الخبران، ولو كان السهو واقعا فی العدد لوجب اعادة الصلاة من أولها حسب ما قدمناه. والذی یکشف عما ذکرناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حرث بن المغیرہ النصری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہم نے نماز مغرب پڑھی، پس امام کو سہو و شک ہو گیا اور اس نے دو رکعتوں کے بعد سلام پڑھ لیا تو ہم نے بھی پڑھ دیا۔ پھر ہم نے نماز کو دوبارہ پڑھا۔

آپؑ نے فرمایا: تم نے نماز کو دوبارہ کیوں پڑھا؟

عرض کیا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد سلام نہ پڑھا اور پھر آپؐ نے دوبارہ دو رکعت

نماز پڑھ کر نماز کو پورا کیا۔

تم نے نماز کو پورا کیوں نہ کیا۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایتیں ہماری گذشتہ روایات کے ساتھ منافات نہیں رکھتیں کیونکہ ان میں بیان ہوا ہے کہ سہو اس وقت ہوا جب دو رکعتوں پر سلام پڑھنے میں ہوا۔ رکعات کی تعداد کے بارے میں سہو نہیں تھا اور جو بندہ دو رکعتوں کے بعد سہواً سلام پڑھ لے تو اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے بلکہ اس پر واجب ہے کہ نماز کا جبران ایک رکعت کے ساتھ کرے جیسا کہ دونوں روایتیں بیان کر رہی ہیں لیکن اگر رکعات کی تعداد میں سہو و شک ہو جائے تو اس میں واجب ہے کہ نماز شروع سے دوبارہ پڑھے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے اور جو ہم نے بیان کیا ہے وہ ذیل کی روایت سے بھی کشف ہوتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 27/726﴾ سعد عن أيوب بن نوح عن علي بن النعمان الرازي قال: كنت مع أصحاب لي في سفر وانا إمامهم فصليت بهم المغرب فسلمت في الركعتين الاولتين فقال: أصحابي إنما صليت بنا ركعتين فكلمتهم وكلموني فقالوا: أما نحن فنعيد فقلت: لكني لا اعيد واتم بركعة فاتممت بركعة، ثم سرنا فأتيت أبا عبد الله عليه السلام فذكرت له الذي كان من أمرنا فقال لي: انت كنت اصوب منهم فعلا إنما يعيد من لا يدري ما صلى. فبين عليه السلام في هذا الخبر أن من لا يدري ما صلى يجب عليه الاعادة حسب ما قدمناه، مع ان في الحديثين الاولين ما يمنع من التعلق بهما وهو حديث ذي الشمالين وسهو النبي صلى الله عليه وآله وهذا مما تمنع العقول منه. فاما ما تضمن الحديث الآخر الذي جعلناه شاهدا على الحديثين الاولين من قوله فكلمتهم وكلموني ليس يناقض ما نذكره من إن من تكلم في الصلاة عامدا وجب عليه اعادة الصلاة لشيئين، احدهما: انه ليس في الخبر انه قال كلمتهم وكلموني عامدا أو ناسيا وإذا لم يكن ذلك فيه حملناه على السهو، والثاني: انه لو كان فيه تصريح بالعمد لجاز أن يكون المراد به من سلم في الصلاة ناسيا وظن ان ذلك سبب لاستباحة الكلام كما انه سبب لاستباحته بعد الانصراف من الصلاة فلم

يجب عليه إعادة الصلاة لجهله به ولارتفاع علمه بانه لا يسوغ ذلك. فاما ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن نعمان الرازی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ سفر میں تھا۔ میں نے ان کو نماز مغرب پڑھائی۔ میں نے دو رکعتوں کے بعد سلام پڑھ دیا۔ میرے ساتھیوں نے مجھے کہا کہ آپ نے دو رکعتیں پڑھائی ہیں۔ میں نے ان سے بات کی اور انھوں نے میرے ساتھ بات کی۔

انھوں نے کہا: ہم نماز کو دوبارہ پڑھیں گے۔

میں نے کہا: نہیں، میں دوبارہ نہیں پڑھوں گا۔ میں ایک رکعت کے ساتھ اس کو پورا کروں گا۔ پس میں نے ایک رکعت اور پڑھ کر نماز کو پورا کیا۔ پھر میں نے سفر کیا۔ میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپؑ کو سارا واقعہ بیان کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ان میں سے زیادہ درست کام تیرا تھا۔ نماز کا اعادہ فقط وہ کرے گا جو نہیں جانتا کہ میں نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں ہے جو بندہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں۔ اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے جیسا کہ ہم نے اس کو بیان کیا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ پہلی والی دونوں حدیثوں میں وہ چیز پائی جاتی ہے اور شمالین کی حدیث ہے کہ رسولؐ خدا سے سہو ہوا۔ یہ وہ چیز ہے جس کو عقول رسولؐ خدا سے ممنوع قرار دیتی ہیں۔ رسولؐ خدا کو سہو عقلاً درست نہیں لیکن یہ آخری حدیث جس کو ہم نے پہلی والی دونوں حدیثوں کے لیے شاہد قرار دیا ہے اس میں بیان ہوا ہے کہ میں نے ان سے بات کی اور انھوں نے میرے ساتھ بات کی۔ یہ بھی جو ہم نے ذکر کیا ہے جو بندہ نماز میں عمداً کلام کرے تو اس کی نماز باطل ہے، لہٰذا وہ دوبارہ پڑھے۔ ہماری بیان کردہ روایت کے لیے یہ منافات نہیں رکھتی اور منافات کی دو وجہیں ہیں:

[۱] روایت میں ذکر نہیں کہ انھوں نے عمداً بات کی یا سہواً تو جب یہ بیان نہیں تو ہم اس کو حمل کریں گے کہ انھوں نے سہواً کلام کی ہے۔ تو سہواً کلام سے نماز کا اعادہ نہیں۔

[۲] اگر ہم فرض بھی کرلیں کہ روایت میں صراحت بیان کی ہے کہ انھوں نے عمداً بات کی ہے تو پھر بھی ممکن

ہے کہ اس پر حمل کیا جائے کہ مراد یہ ہے کہ جو بندہ سہواً سلام پڑھے اور وہ گمان کرتا ہے کہ یہ سلام بھی کلام کرنے کو مباح قرار دیتی ہے۔ جیسا کہ نماز کو پورا کرنے کے بعد انصراف کے بعد کلام جائز ہے۔ پس اس پر اعادہ واجب نہیں کیونکہ وہ اس حکم سے جاہل ہے اور وہ علم نہیں رکھتا کہ یہ جائز نہیں۔

﴿حدیث نمبر 28/727﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن حماد والحكم ابن مسكين عن عمار الساباطي قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: رجل شك في المغرب فلم يدر ركعتين صلى أم ثلاثة قال: يسلم ثم يقوم فيضيف إليها ركعة، ثم قال: هذا والله مما لا يقضى أبدا وما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بندہ جس نے نماز مغرب پڑھی، پس وہ نہیں جانتا کہ میں نے دو رکعتیں پڑھی ہیں تین؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سلام پھیرے اور پھر کھڑا ہوجائے اور ایک رکعت اس نماز میں اضافہ کرے۔

پھر فرمایا: خدا کی قسم! یہ ان چیزوں میں سے ہے کبھی اس کی قضاء نہیں کرے گا (یعنی ترک نہیں کرے گا)۔

﴿حدیث نمبر 29/728﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن معاوية بن حكيم عن محمد بن أبي عمير عن حماد الناب عن عمار الساباطي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل لم يدر صلى الفجر ركعتين أو ركعة قال: يتشهد وينصرف ثم يقوم فيصلي ركعة فان كان صلى ركعتين كانت هذه تطوعا، وان كان صلى ركعة كانت هذه تمام الصلاة قلت: فصلى المغرب فلم يدر اثنتين صلى أم ثلاثة؛ قال: يتشهد وينصرف ثم يقوم فيصلي ركعة، فان كان صلى ثلاثا كانت هذه تطوعا، وان كان صلى اثنتين كانت هذه تمام الصلاة، وهذا والله مما لا يقضى أبدا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو یہ نہیں جانتا کہ اس نے نماز فجر کی دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک؟

آپؑ نے فرمایا: وہ تشہد پڑھے اور نماز کو ختم کرے اور پھر وہ کھڑا ہوجائے اور ایک اور رکعت پڑھے۔ پس اگر اس نے دو رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ ایک رکعت مستحب ہوجائے گی اور اگر اس نے اصل نماز ایک رکعت پڑھی

ہوگی تو یہ ایک رکعت اس کو پورا کردے گی۔ دو رکعتیں ہو جائیں گی۔

پھر میں نے عرض کیا: اگر وہ نمازِ مغرب پڑھ رہا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین؟

آپؑ نے فرمایا: وہ بھی تشہد پڑھے اور نماز ختم کرے اور بعد میں کھڑا ہوجائے اور ایک رکعت پڑھے۔ اگر اس نے تین رکعات پڑھی ہوں گی تو یہ مستحب ہوجائے گی اور اگر اس نے دو رکعات پڑھی ہوں گی تو یہ ایک رکعت اس کو پورا کردے گی۔

خدا کی قسم! یہ ان میں سے جس کو یہ کبھی قضاء نہیں کرے گا۔

﴿حدیث نمبر 30/729﴾ وعنه عن الحجال عن عبد الله عن عيد عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال: في رجل صلى الفجر ركعة ثم ذهب وجاء بعد ما أصبح وذكر انه صلى ركعة قال: يضيف إليها ركعة. فليس في هذه الاخبار ما يضاد ما ذكرناه لانه ليس في ظاهر هذه الاخبار ان السهو وقع في النافلة أو الفريضة وإنما تضمنت ذكر صلاة الفجر وصلاة المغرب، ويجوز أن يكون المراد بها النوافل لان النوافل قد تنسب الى الفجر وكذلك نوافل المغرب تنسب الى المغرب كما ان الفريضة تنسب إليه وإذا احتمل ما قلناه حملناه على ما لا تتناقض فيه الاخبار، ويحتمل الخبر ان الاولان وجها آخر وهو أن يكون من شك في الفجر والمغرب فغلب على ظنه الاكثر فلاجل ذلك جاز له أن يبني عليه لان غلبة الظن تقوم مقام العلم وقد بيناه فيما مضى، وإن كان مع هذا يعترضه أدنى شك إلا أنه لا حكم له ويكون قوله عليه السلام: يضيف إليها ركعة يكون من جهة الاستظهار والاستحباب دون الفرض والايجاب، والذي يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ بندہ جس نے نمازِ فجر پڑھی ہے اور پھر وہ چلا گیا ہے اور وہ آیا ہے اور اس کو یاد آیا ہے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ ایک رکعت کا اور اضافہ کردے (یعنی وہ ایک رکعت اور پڑھے)

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایات ہماری گذشتہ روایات کے ساتھ تضاد نہیں رکھتیں کیونکہ ان

روایات سے یہ ظاہر نہیں ہوتا یہ سہو نافلہ میں واقع ہوا ہے یا فریضہ میں۔ ان روایات میں فقط یہ ذکر ہے کہ نماز فجر اور نماز مغرب۔ یہ ممکن ہے کہ مراد نافلہ ہوں اس لیے کہ جس طرح نوافل کی نسبت فجر کی ہوتی ہے ایسے ہی نوافل مغرب کی نسبت مغرب کی طرف ہوتی ہے۔ ایسے واجب کی نسبت بھی ان کی طرف ہوتی ہے۔ (واجب بھی کہا جاتا ہے نماز فجر یا نماز مغرب)۔

اور جو ہم نے بیان کیا ہے جب یہ احتمال پایا جاتا ہے تو ہم اس کو اس پر حمل کریں گے کہ جس سے ان کے درمیان تناقض ختم ہوجائے۔ اور پہلے والی دونوں روایتوں میں ایک اور وجہ بھی پائی جاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو بندہ نماز فجر اور مغرب میں شک کرے اور اس کا ظن غالب اکثر کی طرف ہوجائے تو اس کی وجہ سے اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس اکثر پر بناء رکھے کیونکہ ظن غالب قائم مقام علم ہوتا ہے اور اس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ اگرچہ اس کے ساتھ کچھ شک بھی ہوتا ہے تو اس کا کوئی حکم نہیں ہوگا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ ایک رکعت کا اضافہ کرے تو یہ استحباب استغفار کی بناء پر ہے نا کہ واجب و فرض کی بنیاد پر۔ اور اس استحسان پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 31/730﴾ محمد بن احمد بن یحیی المعاذی عن الطیالسی عن سیف بن عمیرة عن اسحاق بن عمار قال قال أبو عبد الله علیه السلام: إذا ذهب وهمك الى التمام أبدا فی كل صلاة فاسجد سجدتین بغیر ركوع أفهمت؟ قلت: نعم. وأما الخبر الاخیر الذی تضمن ذكر صلاة الفجر فیحتمل ما قدمناه من النوافل ویحتمل ایضا أن یكون هذا الخبر مخصوصا بمن صلی وظن انه صلی ركعتین ثم تیقن انه صلی ركعة واحدة فانه یضیف إلیها ركعة اخری ولا تجب علیه إعادة الصلاة، والاعادة إنما تجب علی من یشك فیها فلا یدری صلی ركعة أو ركعتین ولم یتبین ذلك فیجب علیه حینئذ إعادة الصلاة، والذی یكشف عما ذكرناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب تیرا وہم تمام کی طرف ہوجائے۔ ہر نماز اس پر قرار دو، نماز کو پورا کرو اور بعد میں دو سجدے بغیر رکوع کے (دو سجدۂ سہو) کرو کیا تم سمجھ گئے ہو؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

اور وہ آخری روایت کہ جس میں نماز فجر کا ذکر ہوا ہے اس میں ایک احتمال وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے اور دوسرا احتمال کہ جو اس روایت کے ساتھ خاص ہے وہ بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو بندہ نماز پڑھے اور اس کا گمان وظن ہو کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں پھر اس کو یقین ہوجائے کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے تو وہ ایک رکعت کا اضافہ کرے۔ اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں۔

اعادہ فقط اس صورت میں ہے کہ جب وہ شک کرے کہ ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟ اور اس کے لیے واضح و روشن نہیں ہورہا، اس پر واجب ہے وہ اس صورت میں نماز کا اعادہ کرے اور جو ہمارے بیان سے کشف ہوا ہے اس کو ذیل کی روایت بیان کر رہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 32/731﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن يعقوب بن يزيد عن علي بن النعمان عن الحسين بن أبي العلا عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت: أجيئ الى الامام وقد سبقني بركعة في الفجر فلما سلم وقع في قلبي اني قد أتممت فلم أزل ذاكرا الله حتى طلعت الشمس فلما طلعت الشمس نهضت فذكرت ان الامام كان قد سبقني بركعة قال: فإن كنت في مقامك فاتم بركعة وإن كنت قد انصرفت فعليك الاعادة. قوله عليه السلام: وإن كنت قد انصرفت فعليك الاعادة يعني به إذا كان قد أستدبر القبلة. وقوله عليه السلام: في الخبر الاول ذهب وجاء محمول على خلافه على انه ذهب وجاء من غير أن يستدبر القبلة، يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسین بن العلا سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نماز فجر کی جماعت کے لیے آیا تو امام مجھ سے ایک رکعت آگے تھا (یعنی اس نے ایک رکعت پڑھ لی تھی) میں بھی شریک ہوگیا۔ جب امام نے سلام پڑھا تو میرے دل میں آیا کہ میں نے نماز پوری کرلی ہے، لہذا میں نے بھی سلام پڑھ لیا اور میں متواتر ذکر خدا کرتا رہا یہاں تک کہ سورج طلوع ہوگیا۔ اور جب سورج طلوع ہوگیا اور میں اُٹھا تو اس وقت مجھے یاد آیا کہ امام تو مجھ سے ایک رکعت آگے تھا اور میں نے اس کے ساتھ ہی نماز کی سلام پڑھ لی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تو اپنی جگہ پر ہی ہے تو ایک رکعت کو پورا کرو۔ اور اگر تو جگہ چھوڑ چکا ہے تو پھر نماز کا اعادہ کرو۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو جگہ چھوڑ چکا ہے تو پھر تیرے پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ مراد ہے کہ اگر تو قبلہ کی طرف پشت کر چکا ہے۔

پہلی روایت میں ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ چلا گیا وہ آیا۔ اس کو اس کے خلاف پر حمل کریں گے کہ گیا اور آیا لیکن اس نے قبلہ کی طرف پشت نہیں کی، لہٰذا اس کے لیے ایک رکعت اور پڑھے۔ اور اس کو ذیل والی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 33/732﴾ العیاشی عن جعفر بن أحمد قال: حدثنی علی بن الحسین وعلی بن محمد عن العبیدی عن یونس عن العلا عن محمد بن مسلم عن أحدهما علیهما السلام قال: سئل عن رجل دخل مع الامام فی صلاته وقد سبقه برکعة فلما فرغ الامام خرج مع الناس ثم ذکر انه فاته رکعة قال: یعید رکعة واحدة یجوز له إذا لم یحول وجهه عن القبلة فإذا حول وجهه بکلیه استقبل الصلاة استقبالا.

قال الشیخ رحمه الله: (ومن سها فی الرکعتین الاخیرتین من الظهر أو العصر أو العشاء الآخرة فلم یدر أهو فی الثالثة أو فی الرابعة فلیرجع الی ظنه فی ذلك فان کان ظنه فی ذلك علی واحد منهما أقوی بنی علیه، وان اعتدل وهمه فی الجمیع بنی علی الاکثر وقطع ما ظن انه فاته کأن أوهم فی ثالثة أو رابعة واستوی ظنه فیهما جمیعا فلیبن علی انه فی رابعة ویتشهد ویسلم ثم یقوم فیصلی رکعة واحدة یتشهد فیها أو یصلی رکعتین من جلوس ویتشهد فی الثانیة منهما).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ وہ امام کے ساتھ نماز میں شریک اس وقت ہوا کہ جب امام ایک رکعت آگے تھے۔ پس امام نماز سے فارغ ہوا تو وہ بھی لوگوں کے ساتھ ہی نماز سے خارج ہو گیا (یعنی اس نے بھی ساتھ ہی نماز ختم کر دی)۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس سے ایک رکعت رہ گئی ہے

(فوت ہوگئی ہے)۔

آپؑ نے فرمایا: وہ ایک رکعت کا اضافہ کرے (یعنی ایک رکعت اور پڑھے)۔

ممکن ہے کہ اس کا رُخ قبلہ کی طرف تبدیل نہ ہوا ہو اور اگر اس کا قبلہ سے کاملاً رُخ پھر گیا ہے تو پھر وہ نماز کا اعادہ کرے۔

نمازِ ظہر وعصر اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں اگر شک ہوجائے

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ نمازِ ظہر وعصر اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں شک کرے۔ پس وہ نہیں جانتا کہ وہ تیسری رکعت میں ہے یا چوتھی میں۔ تو وہ اپنے ظن کی طرف رجوع کرے تو اگر اس کا ظن ان میں سے کسی ایک میں ظن قوی ہے تو اس پر بنا رکھے اور نماز کو پورا کرے۔

اور اگر اس کا وہم دونوں طرف برابر ہو تو تمام نمازوں میں اکثر پر بناء رکھے اور جس کے فوت ہونے (رہ جائے) کا گمان ہے اس کو پورا کرے، مثلاً اگر اس کا وہم تیسری اور چوتھی میں ہے اور اس کا ظن دونوں میں مساوی ہے تو اس کو چاہیے کہ وہ چار پر بناء رکھے۔ تشہد وسلام پڑھے۔ پھر کھڑا ہوجائے اور ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھے اور اس میں تشہد بھی پڑھے یا وہ دو رکعت بیٹھ کر پڑھے اور دونوں میں تشہد بھی پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 34/733﴾ محمد بن یعقوب عن محمد بن یحیی عن أحمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن فضالة بن أیوب عن أبان عن عبد الرحمن بن سیابة وأبي العباس عن أبي عبد الله علیه السلام قال: إذا لم تدر ثلاثا صلیت أو أربعا ووقع رأیك علی الثلاث فابن علی الثلاث، وان وقع رأیك علی الاربع فسلم وانصرف، وان اعتدل وهمك فانصرف وصل رکعتین وأنت جالس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالعباس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تُو نہیں جانتا کہ تُو نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار اور تیری رائے (ظن) تین پر ہے تو تین پر بناء رکھو اور اگر تیری رائے چار کی طرف ہے تو پھر سلام پڑھو اور نماز کو ختم کرو۔ اور اگر تیرا وہم دونوں طرف برابر ہے تو نماز کو تمام کرو اور بعد میں دو رکعات بیٹھ کر پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 35/734﴾ وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن علي بن حديد عن جميل عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: فيمن لا يدري أثلاثاً صلى أم أربعا ووهمه في ذلك سواء قال فقال: إذا اعتدل الوهم في الثلاث والاربع فهو بالخيار ان شاء صلى ركعة وهو قائم وإن شاء صلى ركعتين وأربع سجدات.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جمیل سے اور انھوں نے بعض اصحاب سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جو بندہ نہیں جانتا کہ اس نے تین رکعات پڑھی ہیں یا چار اور اس کا وہم دونوں طرف برابر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہم تین اور چار میں برابر ہے تو وہ اختیار رکھتا ہے کہ بعد میں اگر چاہے تو ایک رکعت کھڑے ہو کر پڑھے یا کھڑے ہو کر دو رکعت چار سجدوں کے ساتھ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 36/735﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن الحسين بن عثمان عن سماعة عن أبي بصير قال سألته عليه السلام: عن رجل صلى فلم يدر أفي الثالثة هو أم في الرابعة قال: فما ذهب وهمه إليه، إن رأى انه في الثالثة وفي قلبه من الرابعة شيء سلم بينه وبين نفسه ثم صلى ركعتين يقرأ فيهما بفاتحة الكتاب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو نماز پڑھ رہا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ تیسری رکعت میں ہے یا چوتھی؟

آپؑ نے فرمایا: پس اس کا وہم کس طرف جاتا ہے۔ اگر اس کا فہم ہے کہ وہ تیسری رکعت میں ہے اور چوتھی کے بارے میں بھی دل میں کچھ پایا جاتا ہے۔ وہ سلام پڑھے (نماز کو ختم کرے) اور بعد میں دو رکعت نماز پڑھے۔ دونوں میں سورۂ حمد کی قرأت کرے (یعنی دوسری کوئی سورہ نہ پڑھے)۔

﴿حدیث نمبر 37/736﴾ وعنه عن فضالة عن الحسين بن أبي العلا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ان استوى وهمه في الثلاث والاربع سلم وصلى ركعتين واربع سجدات بفاتحة الكتاب وهو جالس يقصر في التشهد. قال الشيخ رحمه الله: (وكذلك من سها فلم يدر أهو في الثانية أو الرابعة فان كان ظنه من احديهما أقوى من الاخرى عمل على ظنه، فان كان ظنه فيهما سواء بنى على انه في رابعة وتشهد فإذا سلم

قام فصلی رکعتین من قیام یقرأ فی کل واحدة منهما الحمد وحدها وان شاء سبح).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ابی العلا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر اس کا وہم تیسری اور چوتھی میں برابر ہے تو سلام پڑھے اور بعد میں دو رکعت نماز بیٹھ کر چار سجدوں کے ساتھ پڑھے اور دونوں میں سورہ فاتحہ الکتاب کی تلاوت کرے اور بعد میں مختصر سا تشہد پڑھے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایسے ہی کوئی سہو وشک کرتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ دوسری رکعت میں ہے یا چوتھی میں ہے۔ پس اگر اس کا ظن ان دونوں میں سے ایک میں دوسری کی نسبت قوی ہے تو وہ اپنے ظن پر عمل کرے اور اگر اس کا ظن دونوں میں برابر ہے (یعنی وہم) تو وہ چوتھی پر بناء رکھے اور تشہد پڑھے اور سلام پڑھے۔ پھر کھڑا ہوجائے اور دو رکعت نماز کھڑے ہوکر پڑھے اور دونوں میں فقط سورۃ الحمد پڑھے اور اگر چاہے تو سورہ کے بجائے تسبیح بھی پڑھا جاسکتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 38/737﴾ الحسین بن سعید عن حماد عن حریز عن محمد بن مسلم قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن رجل صلی رکعتین فلا یدری رکعتان هی أو أربع قال یسلم ثم یقوم فیصلی رکعتین بفاتحة الکتاب ویتشهد وینصرف ولیس علیه شیئ.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں اور پھر اس کو وہم ہوگیا اور وہ نہیں جانتا کہ دوسری رکعت ہے یا چوتھی؟ (یعنی دوسری اور چوتھی میں شک ہوگیا ہے)۔

آپؑ نے فرمایا: وہ تشہد پڑھے اور سلام پھیرے، پھر کھڑا ہوجائے۔ دو رکعت نماز سورۃ الحمد کے ساتھ پڑھے اور تشہد وسلام پڑھے۔ پھر اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 39/738﴾ وعنه عن حماد عن شعیب عن أبی بصیر عن أبی عبد الله علیه السلام قال: إذا لم تدر اربعا صلیت أم رکعتین فقم وارکع رکعتین ثم سلم وارکع رکعتین ثم سلم واسجد سجدتین وأنت جالس ثم تسلم بعدهما.

https://www.shiabookspdf.com

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو نہیں جانتا ہے کہ چار رکعات پڑھی ہیں یا دو؟ پھر کھڑے ہو جاؤ اور دو رکعتیں پڑھو اور سلام پڑھو۔ پھر بیٹھ کر دو سجدۂ سہو کرو اور دونوں کے بعد سلام پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 40/739﴾ محمد بن یعقوب عن علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسی عن یونس عن ابن مسکان عن ابن أبي یعفور قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن الرجل لا یدری رکعتین صلی أم اربعا قال: یتشهد ویسلم ثم یقوم فیصلی رکعتین واربع سجدات یقرأ فیهما بفاتحة الکتاب ثم یتشهد ویسلم، وان کان قد صلی اربعا کانت هاتان نافلة، وان کان صلی رکعتین کانت هاتان اتمام الاربعة، وان کان تکلم فلیسجد سجدتی السهو.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار؟

آپؑ نے فرمایا: وہ تشہد و سلام پڑھ کر نماز ختم کرے اور پھر کھڑا ہو جائے۔ دو رکعت نماز چار سجدوں کے ساتھ پڑھے۔ دونوں میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرے۔ پھر تشہد و سلام پڑھے۔

پس اس نے اصل نماز میں چار رکعتیں ہوں گی تو یہ نافلہ شمار ہو جائیں گے اور اگر اس نے دو رکعتیں پڑھی ہوں گی تو یہ بعد والی دو رکعتیں ان کو پورا کردیں گی۔ اور اس نے نماز احتیاط پڑھنے سے قبل کلام کی ہے تو دو سجدۂ سہو بھی بجالانا ہوں گے۔

﴿حدیث نمبر 41/740﴾ وعنه عن علی بن ابراهیم عن أبیه ومحمد بن اسماعیل عن الفضل بن شاذان جمیعا عن حماد بن عیسی عن حریز عن زرارة عن أحدهما علیهما السلام قال قلت له: من لم یدر فی اربع هو أو فی ثنتین وقد أحرز الثنتین قال: رکع رکعتین وأربع سجدات وهو قائم بفاتحة الکتاب ویتشهد ولا شئ علیه، وإذا لم یدر فی ثلاث هو أو فی اربع وقد احرز الثلاث قام فاضاف إلیها اخری ولا شئ علیه، ولا ینقض الیقین بالشك ولا یدخل الشك فی الیقین ولا یخلط أحدهما بالآخر، ولکنه ینقض

https://www.shiabookspdf.com

الشك باليقين ويتم على اليقين فيبني عليه ولا يعتد بالشك في حال من الحالات.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جو بندہ نہیں جانتا کہ وہ چوتھی رکعت میں ہے یا دوسری میں؟ حالانکہ اس کی دو رکعتیں محرز و یقینی ہیں (یعنی دوسری رکعت کے دوسرے سجدے کے بعد شک ہوا ہے)۔

آپؑ نے فرمایا کہ وہ دو رکعتیں چار سجدوں کے ساتھ کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں میں سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرے اور تشہد و سلام پڑھے۔ اس کے بعد اس پر کوئی چیز واجب نہیں (یعنی دو سجدۂ سہو واجب نہیں)۔ اور اگر وہ نہیں جانتا کہ تیسری رکعت میں ہے یا چوتھی میں حالانکہ تین محرز ہیں۔ وہ کھڑا ہو جائے اور ایک رکعت کا اور اضافہ کرے پھر اس پر کوئی چیز نہیں۔ وہ اپنے یقین کو شک سے نہ توڑے اور شک کو یقین میں داخل نہ کرے۔ اور ایک کو دوسرے کے ساتھ مخلوط نہ کرے لیکن اپنے شک کو یقین کے ساتھ توڑ دے اور یقین پر اتمام کرے اور یقین پر بناء رکھے اور شک پر کسی حال میں اعتماد نہ کرے۔

﴿حديث نمبر 42/741﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن العلاء عن محمد قال: سألته عن الرجل لا يدري صلى ركعتين أم أربعا قال: يعيد الصلاة. فلا ينافي الاخبار الاولة لان هذا الخبر محمول على صلاة المغرب أو الغداة التي لا يجوز فيهما الشك على ما بيناه. قال الشيخ رحمه الله: (ولو شك في اثنتين وثلاث واربع واعتدل وهمه بنى على الاربع وتشهد وسلم ثم صلى ركعتين من قيام وتشهد وسلم وصلى ركعتين من جلوس يتشهد أيضا ويسلم).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس کو جناب العلا نے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب محمدؒ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا چار؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت پہلی والی روایات کے ساتھ منافات نہیں رکھتیں۔ اس روایت کو نمازِ مغرب یا نمازِ فجر کے شک کو حمل کیا جائے گا کہ جن دونوں میں اصلاً شک جائز نہیں جو کہ ہم نے بیان کر دیا ہے۔

دو، تین، چار رکعات میں شک ہو جائے

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر نمازی دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت میں شک کرے اور اس کا وہم برابر ہو تو وہ چار پر بناء رکھے اور تشہد وسلام پڑھے۔ پھر دو رکعت کھڑے ہو کر تشہد وسلام کے ساتھ پڑھے اور دو رکعت بیٹھ کر تشہد وسلام کے ساتھ بھی پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 43/742﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن ابيه عن ابن أبي عمير عن بعض أصحابه عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل صلى ولم يدر اثنتين صلى أم ثلاثا أم أربعا قال: فيقوم فيصلي ركعتين من قيام ويسلم ثم يصلي ركعتين من جلوس ويسلم، فان كانت اربع ركعات كانت الركعتان نافلة وإلا تمت الاربع. ومن شك فلم يعلم صلى واحدة أم ثنتين أو ثلاثا أو أربعا وجب عليه اعادة الصلاة لانه لم تسلم له الركعتان الاولتان، وقد دللنا على ان من لم تسلم له الركعتان الاولتان وجب عليه أن يستأنف الصلاة. ويدل عليه أيضا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے اس بندے کے بارے میں کہ جو نماز پڑھ رہا ہے اور یہ نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین یا چار؟

آپؑ نے فرمایا: پس کھڑا ہو جائے اور دو رکعت نماز کھڑے ہو کر تشہد وسلام کے ساتھ پڑھے اور پھر دو رکعت نماز بیٹھ کر بھی پڑھے۔ اگر اصل نماز چار رکعت ہوئی تو یہ نافلہ شمار ہو جائے گی ورنہ چار کو پورا کردیں گی۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ شک کرے اور اسے معلوم نہ ہو کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو یا تین یا چار تو اس پر نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ کیونکہ اس کے لیے پہلی دو رکعتیں بھی شک سے سالم نہیں رہی اور ہم نے بیان کردیا ہے کہ جس شخص کے لیے پہلی دو رکعتیں بھی سالم نہ ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ از سر نو نماز پڑھے۔ نیز اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 44/743﴾ محمد بن يحيى عن علي بن إسماعيل عن حماد عن حريز عن ابن أبي يعفور عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن شككت ولم تدر أفي

https://www.shiabookspdf.com

ثلاث أنت أم فی اثنتین أم فی واحدة أو فی اربع فأعد ولا تمض علی الشك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تو شک کرے اور تُو نہ جانتا ہو کہ تو تیسری رکعت میں ہے یا دوسری میں یا پہلی یا چوتھی میں تو نماز کو دوبارہ پڑھے اور شک پر نہ جائے۔

﴿حدیث نمبر 45/744﴾ وعنه عن عباد بن سلیمان عن سعد بن سعد عن صفوان عن أبی الحسن علیه السلام قال: ان کنت لا تدری کم صلیت ولم یقع وهمك علی شیء فأعد الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب صفوان سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تُو نہیں جانتا کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں اور تیرا وہم کسی ایک پر بھی واقع نہیں ہوتا (یعنی کسی ایک طرف کو ترجیح نہیں دیتا) تو نماز کا اعادہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 46/745﴾ فأما ما رواه أحمد بن محمد عن الحسن بن علی بن یقطین عن أخیه الحسین بن علی عن أبیه علی بن یقطین قال سألت أبا الحسن علیه السلام: عن الرجل لا یدری کم صلی واحدة أو اثنتین أم ثلاثا قال: یبنی علی الجزم ویسجد سجدتی السهو ویتشهد خفیفا. فلا ینافی الخبر الاول لانه قال: یبنی علی الجزم والذی یقتضیه الجزم استیناف الصلاة علی ما بیناه والامر بسجدتی السهو یکون محمولا علی الاستحباب لا لجبران الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہرحال وہ روایت جس کو علی بن یقطین نے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نہیں جانتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو یا تین؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنے جزم ویقین پر بنا رکھے (نماز کو پورا کرے) اور بعد میں دو سجدۂ سہو بجا لائے اور آہستہ سے تشہد پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت پہلی والی روایت سے منافات نہیں رکھتی کیونکہ آپؑ نے فرمایا

https://www.shiabookspdf.com

ہے کہ وہ اپنے جزم پر بناء رکھے اور وہ جس کا جزم اقتضاء کرتا ہے وہ ازسرنو نماز کا اعادہ کرتا ہے۔ اس بناء پر کہ جو ہم نے بیان کیا ہے اور آپؑ نے حکم دیا ہے کہ بعد میں دو سجدۂ سہو بجالائے تو اس کو استحباب پر حمل کیا جائے گا تاکہ نماز کے جبران پر۔

﴿حدیث نمبر 47/746﴾ فأما ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن معاوية بن حكيم عن عبد الله بن المغيرة عن علي بن أبي حمزة عن رجل صالح عليه السلام قال: سألته عن الرجل يشك فلا يدري واحدة صلى أو اثنتين أو ثلاثا أو اربعا تلتبس عليه صلاته قال: كل ذا؛ قال قلت : نعم قال: فليمض في صلاته ويتعوذ بالله من الشيطان فانه يوشك أن يذهب عنه. فان هذا الخبر محمول على السهو في النوافل وليس في الخبر انه شك في صلاة فريضة ويحتمل ايضا أن يكون المراد به من يكثر سهوه ولا يمكنه التحفظ فيسوغ له أن يمضي في صلاته لانه إن أوجب عليه الاعادة وهو من شانه السهو فلا ينفك من الصلاة على حال. فأما من كان نسيانه حينا فانه يجب عليه اعادة الصلاة حسب ما قدمناه. يدل على ما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس کو جناب علی بن ابی حمزہ نے امام مرد صالح امام موسیٰ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو شک کرتا ہے اور وہ نہیں جانتا۔ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو یا تین یا چار، اس پر نماز ملتبس ہوگئی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ سارے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز جاری رکھے اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھے۔ اُمید ہے کہ اس کا شک ختم ہوجائے گا۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو نوافل میں شک پر حمل کیا جائے گا کیونکہ روایت میں یہ ذکر نہیں ہوا کہ نماز واجب میں شک ہوا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کو اس بندے پر حمل کیا جائے جو کثیر الشک ہے اور اس سے حفظ ممکن نہیں ہے۔ پس اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنی نماز کو جاری رکھے کیونکہ اگر اس پر اعادہ

نماز کو واجب قرار دیا جائے جو شک وسہو کا حق ہے تو وہ بندہ ہر وقت میں ایک نماز سے ہی فارغ نہیں ہوگا۔

بہر حال اس کا نسیان اور سہو وقتی ہے۔اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور ذیل کی روایت ہمارے بیان کردہ پر دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 48/747﴾ ما رواه محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه ومحمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان جميعا عن حماد بن عيسى عن حريز عن زرارة وأبي بصير قالا قلنا له الرجل يشك كثيرا في صلاته حتى لا يدري كم صلى ولا ما بقي عليه قال: يعيد، قلنا فانه يكثر عليه ذلك كلما أعاد شك قال: يمضي في شكه ثم قال: لا تعودوا الخبيث من انفسكم نقض الصلاة فتطمعوه، فان الشيطان خبيث معتاد لما عود به فليمض أحدكم في الوهم ولا يكثرن نقض الصلاة، فانه إذا فعل ذلك مرات لم يعد إليه الشك قال: زرارة ثم قال إنما يريد الخبيث أن يطاع فإذا عصي لم يعد الى أحدكم ، ومن كان في صلاته فلم يدر ما صلى وجب عليه اعادة الصلاة، ويدل على ذلك.

جناب الشیخ رحمة الله علیه نے جناب زرارہ رحمة الله علیه اور ابو بصیر رحمة الله علیه سے نقل کیا ہے اور وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امام علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بندہ ہے جو کثیر الشک ہے، وہ نماز میں بہت زیادہ شک کرتا ہے یہاں تک کہ وہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعت پڑھ لی ہے اور کتنی اس کے ذمہ باقی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کا اعادہ کرے۔

ہم نے عرض کیا: جتنی بار اعادہ کرے گا اور شک کرے گا تو یہ اس پر کثیر ہوگا (سخت ہوگا)۔

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنے شک میں نماز میں جاری رہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: تم اس خبیث کو اپنے نفسوں کا عادی کیوں بناتے ہو۔ وہ نماز کو نقص کرتا ہے۔ پس تم اس کو اپنے اندر طمع دیتے ہو کیونکہ شیطان خبیث معتاد ہے۔ پس جب تم اس کو عادی بناتے ہو۔ پس جب تم میں سے کوئی اگر اپنے وہم میں جاری رہے اور نہ زیادہ بار نماز کو نہیں توڑے کیونکہ جب یہ کام تم چند بار کرو گے تو پھر ہمارے پاس شک دوبارہ لوٹ کر نہیں آئے گا۔

https://www.shiabooks.ca

زرارہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپؑ نے فرمایا: وہ شیطان خبیث چاہتا ہے کہ اس کی اطاعت کی جائے اور جب تم اس کی نافرمانی کرو گے تو وہ دوبارہ تمھاری طرف پلٹ کر نہیں آئے گا۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور جو بندہ اپنی نماز میں ہو اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے کیا پڑھا ہے تو اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے اور اس پر دلیل ذیل کی روایت ہے۔

﴿حدیث نمبر 49/748﴾ ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن العمركي عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل يقوم في الصلاة فلا يدري صلى شيئاً أم لا قال: يستقبل. ومن سها في ركعتين من صلاة الليل ثم ذكرهما وقد أوتر أعادهما وأعاد الوتر روى ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو کہ نماز میں کھڑا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے کوئی چیز پڑھی ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ دوبارہ نماز پڑھے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بندہ نمازِ شب کی دو رکعتوں میں شک کرے پھر اسے یاد آجائے اور اس نے وتر پڑھ لیے ہیں تو وہ ان دونوں رکعتوں کا اعادہ کرے اور وتر کا بھی اعادہ کرے اس کو روایت کیا گیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 50/749﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن محمد بن عبد الله بن هلال عن عقبة بن خالد عن أبي عبد الله عليه السلام عن رجل صلى صلاة الليل وأوتر وذكر انه نسي ركعتين من صلاته كيف يصنع؛ قال: يقوم فيصلي ركعتين التي نسي مكانه ثم يوتر. ومن سهاً عن التشهد في النافلة حتى يدخل في الركعة الثالثة ثم ذكر بعد الركوع فليلق الركوع ويقعد ويتشهد ويسلم، وليس كذلك في الفريضة لان الفريضة إذا ذكر انه لم يتشهد وقد ركع مضى في صلاته ثم يتشهد بعد التسليم ويسجد سجدتي السهو، وقد بيناه فيما مضى والذي يدل على ما قلناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عقبہ بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جو نمازِ شب پڑھ چکا ہے اور نمازِ وتر بھی۔ پھر اسے یاد آیا کہ وہ اپنی نمازِ شب کی دو رکعت بھول چکا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ کھڑا ہوجائے تو جو دو رکعت نماز بھول چکا تھا اس کو پڑھے پھر وتر کی نماز پڑھے۔

اگر نافلہ کے تشہد میں سہو ہوجائے

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ نمازِ نافلہ کے تشہد میں سہو کرے یہاں تک کہ تیسری رکعت میں داخل ہوگیا ہے، پھر اسے رکوع کے بعد یاد آیا ہے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھا۔ وہ رکوع کو ختم کرے اور بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور سلام پڑھے۔ لیکن فریضہ نماز میں ایسا نہیں کرے گا۔ اگر اسے تیسری رکعت کے رکوع میں یاد آیا ہے کہ اس نے تشہد نہیں کیا تو وہ نماز کو جاری رکھے۔ پھر نماز کے آخری تشہد و سلام کے بعد دو سجدۂ سہو بجالائے جیسا کہ ہم نے بیان کردیا ہے اور ذیل کی روایت بھی اس کو بیان کررہی ہے۔

{حدیث نمبر 51/750} ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن عبيد الله الحلبي قال: سألته عن رجل سها في ركعتين من النافلة فلم يجلس بينهما حتى قام فركع في الثالثة قال: يدع ركعة ويجلس ويتشهد ويسلم ثم يستأنف الصلاة بعد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبیداللہ الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک بندہ نافلہ کی دو رکعتوں کے بعد تشہد میں نہیں بیٹھتا یہاں تک کہ تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوجاتا ہے اور اسے رکوع میں یاد آجاتا ہے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھا تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ رکوع چھوڑ دے اور بیٹھ جائے، تشہد و سلام پڑھے۔ پھر بعد والی نماز کو دوبارہ شروع کرے۔

{حدیث نمبر 52/751} محمد بن مسعود العياشي قال: حدثني حمدويه بن نصير قال: حدثنا أيوب بن نوح عن عبد الله بن المغيرة قال: أخبرنا ابن مسكان عن الحسن الصيقل عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يصلي الركعتين من الوتر يقوم فينسى التشهد حتى يركع فيذكر وهو راكع قال: يجلس من ركوعه فيتشهد ثم يقوم

فيتم قال قلت: اليس قلت في الفريضة إذا ذكر بعد ما يركع مضى ثم يسجد سجدتين بعد ما ينصرف ويتشهد فيهما؛ فقال: ليس النافلة مثل الفريضة.

قال الشيخ رحمه الله: (ومن سها عن القراءة) الى قوله: (ومن قرأ سورة). فقد مضى شرح جميع ذلك: ثم قال الشيخ رحمه الله: (ومن قرأ سورة بعد الحمد ثم أحب ان يقرأ غيرها فله أن يقطعها ويقرأ سواها ما لم يجاوز في قراءتها نصفها ومن قرأ بقل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون لم يكن له الرجوع فيهما).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسن الصیقل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک بندہ جو نمازِ وتر کی دو رکعت کھڑے ہو کر پڑھ رہا ہے اور تشہد بھول گیا ہے حتیٰ کہ رکوع میں چلا گیا ہے پھر اسے یاد آیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ رکوع سے بیٹھ جائے اور پھر تشہد پڑھے اور پھر کھڑے ہو کر نماز کو پورا کرے۔

میں نے عرض کیا: آپ نے واجب نماز میں تو یہ کیوں نہیں کہا کہ جب وہ رکوع میں ہو اور اسے یاد آئے کہ اس نے تشہد نہیں پڑھا تو آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو جاری رکھے گا اور جب نماز ختم کرے تو پھر وہ دو سجدۂ سہو کرے گا اور تشہد پڑھے گا۔

آپؑ نے فرمایا: نافلہ فرائض کی مانند ومثل نہیں ہیں۔

جو قرأت میں سہو کر جائے؟

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بندہ قرأت میں سہو کرے۔ اس کے بارے میں تفصیل سے بیان ہو چکا ہے۔

مسئلة: جو بندہ سورۃ الحمد کے بعد کوئی سورہ پڑھ رہا ہے۔ پھر وہ چاہتا ہے کہ وہ کوئی دوسری سورہ پڑھے تو اس کے لیے جائز ہے کہ اس کو چھوڑ کر دوسری سورہ پڑھ سکتا ہے جب تک وہ پہلی سورہ کے نصف سے تجاوز نہ کرے اور جو کوئی سورہ قل ھو اللہ احد یا قل یاایھا الکافرون پڑھ رہا ہے تو وہ ان کو چھوڑ کر کسی دوسری سورہ کی طرف رجوع نہیں کرسکتا۔ (یعنی کوئی اور سورہ نہیں پڑھ سکتا)۔

{حدیث نمبر 53/752} محمد بن يعقوب عن الحسين بن محمد عن عبد الله بن عامر عن علي بن مهزيار عن فضالة بن ايوب عن الحسين بن عثمان عن عمرو بن أبي نصر قال: قلت لابي عبد الله عليه السلام الرجل يقوم في الصلاة فيريد أن يقرأ سورة فيقرأ قل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون فقال: يرجع من كل سورة الا من قل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمرو بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک بندہ نماز میں کھڑا ہے اور وہ کوئی سورہ پڑھنا چاہتا ہے اور وہ قل ھو اللہ احد یا قل یاایھا الکافرون پڑھ رہا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہر سورہ سے رجوع (چھوڑنا) جائز ہے سوائے سورہ قل ھو اللہ احد یا قل یاایھا الکافرون کے، ان سے رجوع نہیں ہوسکتا۔

{حدیث نمبر 54/753} أحمد بن محمد بن عيسى عن ابن مسكان عن الحلبي قال: قلت لابي عبد الله عليه السلام رجل قرأ في الغداة سورة قل هو الله أحد قال: لا بأس ومن افتتح بسورة ثم بدا له أن يرجع في سورة غيرها فلا بأس إلا قل هو الله أحد فلا يرجع منها الى غيرها و كذلك قل يا أيها الكافرون.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک بندہ نماز فجر میں سورۂ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ اور جو بندہ کوئی سورہ شروع کرلے پھر اس کو بدلنا چاہے تو اس سے دوسری کسی سورہ کی طرف رجوع کرسکتا ہے سوائے سورۂ قل ھو اللہ احد، اس سے غیر کی طرف رجوع نہیں کرسکتا۔ ایسے ہی سورہ قل یاایھا الکافرون سے بھی رجوع نہیں کرسکتا۔

{حدیث نمبر 55/754} سعد عن أحمد بن محمد عن محمد بن أبي عمير عن حماد ابن عثمان عن عبيد الله بن علي الحلبي والحسين بن سعيد عن علي بن النعمان عن أبي الصباح الكناني واحمد بن محمد بن أبي نصر عن المثنى الحناط عن أبي بصير جميعا عن

أبي عبد الله علیه السلام فی الرجل یقرأ فی المکتوبة بنصف السورة ثم ینسی فیأخذ فی اخری حتی یفرغ منها ثم یذکر قبل أن یرکع قال: یرکع ولا یضره.

قال الشیخ رحمه الله: (ومن سهی عن سجدة) الی قوله: (ومن تکلم) فقد مضی شرحه فی الباب الذی قبل هذا الباب فلا وجه لاعادته. ثم قال رحمه الله: (ومن تکلم متعمدا فی الصلاة بما لم یجز الکلام به فی الصلاة اعادها، ومن تکلم ساهیا سجد سجدتی السهو ولم یکن علیه اعادة الصلاة).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں نقل کیا کہ جو واجب نماز میں آدھی سورہ پڑھ چکا ہے اور پھر بھول گیا ہے اور پھر وہ دوسری سورہ شروع کر دیتا ہے۔ پھر اس سے فارغ ہوگیا اور رکوع سے پہلے پہلی سورہ بھی یاد آ گئی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ رکوع کرے، اس کے لیے کوئی ضرر نہیں ہے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس بندے کو سجدے کے بارے میں سہو ہو جائے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے بارے میں اس کے باب میں جو اس سے قبل والا باب تھا اس میں شرح گزر چکی ہے تو اس کو دوبارہ ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

نماز کے دوران کلام کرنا

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو بندہ نماز میں عمداً وہ کلام کرے جو نماز میں جائز نہیں تو وہ نماز کو دوبارہ پڑھے اور جو بندہ سہواً نماز میں کلام کرے تو اس پر نماز کا دوبارہ پڑھنا نہیں وہ نماز کے بعد دو سجدۂ سہو کرے گا۔

﴿حدیث نمبر 56/755﴾ محمد بن یعقوب عن محمد بن الحسین ومحمد بن اسماعیل عن الفضل بن شاذان جمیعا عن صفوان بن یحیی عن عبد الرحمن بن الحجاج قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن الرجل یتکلم ناسیا فی الصلاة یقول أقیموا صفوفکم قال: یتم صلاته ثم یسجد سجدتین فقلت سجدتی السهو قبل التسلیم هما أو بعده؛ قال: بعده.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن الحجاج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز میں سہو اور بھول کر کلام کرتے ہوئے کہتا ہے: اپنی صفیں کھڑی کرو (یا سیدھی کرو؟)

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو پورا کرے اور بعد میں دو سجدۂ سہو بجالائے۔

میں نے عرض کیا: دو سجدۂ سہو سلام سے قبل یا بعد میں؟

آپؑ نے فرمایا: سلام کے بعد۔

﴿حدیث نمبر 56/756﴾ فأما ما رواه سعد بن عبد الله عن أبي جعفر عن أبيه والحسين بن سعيد عن محمد بن أبي عمير عن عمر بن أذينه عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام في الرجل يسهو في الركعتين ويتكلم قال: يتم ما بقي من صلاته تكلم أو لم يتكلم ولا شئ عليه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور وہ روایت جس کو جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ جو نماز کی دو رکعتوں میں سہواً کلام کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی بقیہ نماز پوری کرے خواہ بات کرے یا نہ کرے۔ اس پر کچھ بھی واجب نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 58/757﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن القاسم بن بريد عن محمد ابن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام في رجل صلى ركعتين من المكتوبة فسلم وهو يرى انه قد أتم الصلاة وتكلم ثم ذكر انه لم يصل غير ركعتين فقال: يتم ما بقي من صلاته ولا شئ عليه. فليس بمناف لما ذكرناه من وجوب سجدتي السهو عليه لانه ليس في هذين الخبرين انه ليس عليه سجدتا السهو وإنما قال: وليس عليه شئ، ويجوز أن يكون اشار بذلك الى غير ذلك من الوزر والاثم وما يجري مجراهما.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جس نے نماز واجب کی دو رکعتیں پڑھیں اور سلام پڑھ لیا حالانکہ وہ گمان کر رہا تھا کہ اس نے نماز پوری کر لی ہے اور پھر اس نے کلام کیا۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس نے دو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھی؟

آپؑ نے فرمایا: وہ بقیہ نماز پوری کرے تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایتیں اس کے منافی نہیں ہیں جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ اس پر واجب ہے کہ وہ نماز کے بعد دو سجدۂ سہو کرے کیونکہ ان دونوں روایتوں میں یہ ذکر نہیں ہوا کہ اس پر دو سجدۂ سہو واجب نہیں ہیں۔ امام علیہ السلام نے فقط یہ فرمایا ہے کہ اس پر کچھ نہیں۔ ممکن ہے اس سے مراد یہ ہے کہ امامؑ اس کے ذریعے یہ اشارہ فرما رہے ہیں اس پر کوئی گناہ و بوجھ نہیں ہے۔ یا جو ان کے قائم مقام ہے وہ اس پر نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 59/758﴾ فأما ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن الحسن بن علي ابن فضال عن عمرو بن سعيد المدايني عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل نسي التشهد في الصلاة قال: ان ذكر انه قال: بسم الله فقط فقد جازت صلاته ، و إن لم يذكر شيئاً من التشهد اعاد الصلاة والرجل يذكر بعدما قام وتكلم ومضى في حوائجه أنه إنما صلى ركعتين في الظهر والعصر والعتمة والمغرب قال: يبني على صلاته فيتمها ولو بلغ الصين ولا يعيد الصلاة. فليس بمناف لما ذكرنا من ان من تكلم عامدا وجب عليه إعادة الصلاة، لان من سها فسلم ثم تكلم بعد ذلك فلم يتعمد الكلام وهو في الصلاة لانه إنما تكلم لظنه أنه قد فرغ من الصلاة فجرى مجرى من هو في الصلاة وتكلم لظنه انه ليس هو في الصلاة، ولو أنه حين ذكر انه قد فاته شيء من هذه الصلوات ثم تكلم بعد ذلك عامدا لكان يجب عليه إعادة الصلاة حسب ما قدمناه في المتكلم عامدا، ومن شك فلم يدر اثنتين صلى أم ثلاثا فان ذهب وهمه إلى واحد منهما بنى عليه ولا شيء عليه، وان اعتدل وهمه بنى على الاكثر وأتم ما فاته إذا سلم، وقد قدمنا ما يدل على ذلك، ويزيده بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جو نماز میں تشہد بھول گیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اگر اسے یاد ہے کہ اس نے بسم اللہ کہا تھا تو وہ نماز صحیح و جائز ہے اور اگر تشہد کا کچھ بھی یاد

نہیں آرہا تو پھر وہ نماز کا اعادہ کرے۔ پھر فرمایا: اگر بندے کو اپنی جگہ سے کھڑے ہونے اور کلام کرنے اور کسی ضرورت کے لیے چلے جانے کے بعد یاد آرہا ہے کہ اس نے نماز ظہر یا عصر یا عشاء یا مغرب کی فقط رکعتیں پڑھی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کی وہی پر بناء رکھے اور نماز کو پورا کرے، خواہ چین چلا جائے اس پر نماز کا اعادہ نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے جو پہلے بیان کیا ہے کہ جو بندہ عمداً نماز میں کلام کرے گا اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔ یہ روایت اس کے منافی نہیں ہے کیونکہ اس روایت میں ہے کہ اس نے سہو کیا ہے۔ پھر سلام پڑھا، پھر سلام کے بعد اس نے کلام کیا ہے۔ پس اس نے نماز میں عمداً کلام نہیں کی۔ کیونکہ اس کا گمان تھا کہ وہ نماز سے فارغ ہو چکا ہے۔ پس وہ اس بندے کے راستے پر ہے کہ جو نماز میں ہے اور اس نے کلام کی ہے۔ اس گمان کے تحت کہ وہ نماز میں نہیں ہے۔

اور جب اگر اس نے اس وقت کلام کی ہے کہ اس کو یاد آیا ہے کہ اس نے اپنی نماز سے کچھ حصہ فوت کر دیا ہے اور پھر کلام کرے گا وہ عمدا کلام ہے تو اس صورت میں اس پر اعادہ نماز واجب ہے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے کہ جان بوجھ کر کلام کرنے سے نماز کا اعادہ واجب ہے۔

اور جو بندہ شک کرتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اگر اس کا وہم و شک کسی ایک طرف جائے گا تو وہ اسی پر بناء رکھے گا اور اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔

اور اگر اس کا وہم برابر ہے تو وہ اکثر پر بناء رکھے اور نماز کو پورا کرے اور سلام کے بعد جو اس سے فوت ہوا ہے اس کو پورا کرے اور اس کے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں اور مزید اس کو ذیل والی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 60/759﴾ محمد بن یعقوب عن علی بن إبراهيم عن أبيه عن حماد ابن عيسى عن حريز عن زرارة عن أحدهما عليهما السلام قال قلت له: رجل لا يدرى أواحدة صلى أم اثنتين قال: يعيد قلت: رجل لم يدر اثنتين صلى أم ثلاثا قال: ان دخله الشك بعد دخوله فى الثالثة مضى فى الثالثة ثم صلى الاخرى ولا شئ عليه ويسلم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک بندہ جو نہیں جانتا کہ اس نے ایک رکعت پڑھی ہے یا دو؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

https://www.shiabookshelf.org

میں نے عرض کیا: اگر بندہ نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو شک اس وقت ہوا ہے جب وہ تیسری رکعت میں داخل ہو چکا ہے تو وہ نماز کو جاری رکھے۔ پھر ایک رکعت اور پڑھے۔ اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے وہ سلام پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 61/760﴾ فأما ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن جعفر عن حماد بن عيسى عن عبيد بن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن رجل لم يدر ركعتين صلى أم ثلاثا قال: يعيد قلت أليس يقال لا يعيد الصلاة فقيه؟ فقال: إنما ذلك في الثلاث والاربع. فمحمول على صلاة المغرب لان صلاة المغرب قد بينا انه متى شك الانسان فيها وجب عليه استيناف الصلاة. فاما ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور وہ روایت جس کو جناب زرارہ رحمہ اللہ نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا تین؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کا اعادہ کرے؟

میں نے عرض کیا کہ کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ فقیہ پر نماز کا اعادہ نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ اس وقت ہے کہ جب اس نے تین اور چار کے درمیان شک کیا ہے۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ہم اس پر حمل کریں گے کہ اگر نماز مغرب میں شک ہو کیونکہ ہم نے بیان کیا ہے کہ انسان نماز مغرب میں شک کرے گا تو اس پر واجب ہے کہ وہ نماز کو از سر نو پڑھے لیکن وہ روایت جو ذیل میں ذکر ہو رہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 62/761﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن سهل عن أبيه قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن الرجل لا يدري أثلاثا صلى أم اثنتين قال: يبنى على النقصان ويأخذ بالجزم ويتشهد بعد انصرافه تشهدا خفيفا كذلك في أول الصلاة وآخرها. فالوجه في هذا الخبر انه إنما يبنى على النقصان إذا ذهب وهمه إليه ويصلي

تمامه احتیاطا، فاما مع اعتدال الوهم فالبناء علی الاکثر أحوط إذا تمم بعد الفراغ من الصلاة علی ما بیناه، والذی یؤکد ما قلناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن سہل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعت پڑھی ہیں یا تین؟

آپؑ نے فرمایا: وہ کم پر بنا رکھے اور جزم و یقین کو اخذ کرے اور فارغ ہونے کے بعد آہستہ سے تشہد پڑھے اور ایسے ہی نماز کے شروع میں اور آخر میں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں وجہ یہ ہے کہ وہ نقصان پر بناء اس وقت رکھے گا جب اس کا وہم نقصان (کم) کی طرف جا رہا ہو۔ وہ نماز احتیاطاً پورا کرے اور اس کا شک و وہم دونوں جانب برابر ہے۔ تو پھر اکثر پر بناء رکھنا أحوط ہے (زیادہ احتیاط ہے)۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد وہ نماز کو پورا کرے گا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس کی تاکید ذیل والی روایت بھی کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 63/762﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن خالد عن الحسن بن علی عن معاذ بن مسلم عن عمار بن موسی الساباطی قال قال أبو عبد الله علیه السلام: کلما دخل علیك من الشك فی صلاتك فاعمل علی الاکثر قال: فإذا انصرفت فاتم ما ظننت انك نقصت، ومن تیقن انه زاد فی الصلاة وجب علیه إعادة الصلاة، یدل علی ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب بھی تجھے نماز میں شک ہو جائے تو اکثر پر عمل کرو۔

آپؑ نے فرمایا: جب نماز کو ختم کرے تو جس کے نقصان کا تجھے گمان ہو اس کو پورا کرو۔

اگر نماز میں کوئی چیز زیادہ ہو جائے

مسئلۃ: جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس بندے کو یقین ہو کہ اس نے نماز میں کوئی چیز زیادہ کی ہے تو

اس پر نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اس پر ذیل کی روایات دلالت کرتی ہیں۔

﴿حدیث نمبر 64/763﴾ محمد بن یعقوب عن علی بن ابراهیم عن أبیه عن ابن أبي عمیر عن عمر بن اذینة عن زرارة وبکیر ابنی اعین عن أبي جعفر علیه السلام قال: إذا استیقن الرجل انه زاد في صلاته المکتوبة لم یعتد بها واستقبل صلاته استقبالا إذا کان قد استیقن یقیناً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ اور بکر جو دونوں اعین کے بیٹے ہیں ان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندے کو یقین ہوجائے کہ اس نے نماز واجب میں کوئی اضافہ کیا ہے کہ جس کا اضافہ جائز نہیں تھا تو اگر اسے یقین ہوجائے تو وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 65/764﴾ علی بن مهزیار عن فضالة بن أیوب عن أبان بن عثمان عن أبي بصیر قال قال أبو عبد الله علیه السلام: من زاد في صلاته فعلیه الاعادة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ نماز میں کوئی چیز زیادہ کرے تو اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر 66/765﴾ فأما ما رواه محمد بن أحمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن محمد بن عبد الله بن هلال عن العلا عن محمد بن مسلم قال سألت أبا جعفر علیه السلام: عن رجل استیقن بعد ما صلی الظهر انه صلی خمسا قال: وکیف استیقن، قلت علم قال: ان کان علم انه کان جلس في الرابعة فصلاة الظهر تامة ولیقم فلیضف الی الرکعة الخامسة رکعة وسجدتین فیکونان رکعتین نافلة ولا شئ علیه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جسے نماز ظہر پڑھنے کے بعد یقین ہوگیا ہے کہ اس نے پانچ رکعتیں پڑھی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اسے یقین کیسے ہوا ہے؟

میں نے عرض کیا کہ اس کو معلوم ہوگیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ جان چکا ہے، پھر اگر وہ چوتھی رکعت کے بعد بیٹھا ہے (تشہد پڑھا ہے) پھر اس کی نماز ظہر پوری ہے۔ پھر اس کو چاہیے کہ وہ کھڑا ہوجائے اور ایک رکعت کا اور اضافہ کرے۔ اور ایک رکوع اور دو سجدوں کے ساتھ تا کہ اس کی یہ آخری دو رکعتیں نافلہ شمار ہوجائیں۔ اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 67/766﴾ أحمد بن محمد عن ابن أبي نصر عن جميل بن دراج عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن رجل صلى خمسا فقال: ان كان جلس في الرابعة قدر التشهد فقد تمت صلاته. فليس بمناف للخبر الاول لان من جلس في الرابعة ثم قام وصلى ركعة لم يخل بركن من اركان الصلاة، و إنما يكون أخل بالتسليم ، والاخلال بالتسليم لا يوجب إعادة الصلاة حسب ما قدمناه. ومتى شك في الرابعة والخامسة بنى على الرابعة وسلم وسجد سجدتي السهو وهما المرغمتان.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے نماز میں پانچ رکعتیں پڑھی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ چوتھی رکعت میں تشہد کی مقدار بیٹھا ہے تو اس کی نماز پوری ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایتیں پہلی والی روایت سے منافات نہیں رکھتیں کیونکہ جو بندہ چوتھی رکعت کے بعد بیٹھا ہے، پھر وہ کھڑا ہوا ہے اور ایک رکعت پڑھی ہے تو اس نے نماز کے ارکان میں خُلل واقع نہیں کیا۔ اس کا خلل فقط سلام کے بارے میں ہے اور سلام میں نماز کے اعادہ کا موجب نہیں ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے۔

اور جب چوتھی اور پانچویں رکعت میں شک کرے تو وہ چار پر بناء رکھے گا اور سلام پڑھے گا اور بعد میں دو سجدۂ سہو بجالائے گا اور وہ دونوں سجدے فروتنی ہے۔

﴿حدیث نمبر 68/767﴾ روى محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس بن عبد الرحمن عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا كنت لا تدري اربعا صليت أم خمسا فاسجد سجدتي السهو بعد تسليمك ثم سلم بعدهما. قال الشيخ رحمه الله: (وسجدتا السهو بعد التسليم يقول الانسان في سجوده). قد بينا فيما تقدم ان سجدتي السهو موضعهما بعد التسليم ، ويؤكد ذلك ايضا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تُو نہیں جانتا کہ تُو نے چار رکعت پڑھی ہیں یا پانچ تو سلام کے بعد دو سجدۂ سہو بجا لاؤ اور ان کے بعد پھر سلام پڑھو۔

سجدۂ سہو کا محل و مقام

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نماز کے سلام کے بعد دو سجدۂ سہو بجا لائے جائیں۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بیان ہو چکا ہے کہ دونوں سجدۂ سہو کا محل و مقام سلام کے بعد ہے اور اس کی تاکید ذیل کی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 69/768﴾ سعد عن موسى بن الحسن عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب عن الحسن بن علي بن فضال عن عبد الله بن ميمون القداح عن جعفر بن محمد عن أبيه عن علي عليهما السلام قال: سجدتا السهو بعد التسليم وقبل الكلام.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن میمون القداح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر بن محمد علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے اور آپؑ نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دونوں سجدۂ سہو سلام کے بعد اور کلام سے پہلے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 70/769﴾ فاما ما رواه أحمد بن محمد بن عيسى عن البرقي عن سعد بن سعد الاشعري قال قال الرضا عليه السلام: في سجدتي السهو إذا نقصت قبل التسليم وإذا زدت فبعده.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سعد بن سعد الاشعری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام علی رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے دو سجدۂ سہو کے بارے میں فرمایا: اگر تُو نے نماز میں کوئی کمی کی ہے تو پھر دونوں سجدۂ سہو سلام سے قبل ہوں گے اور اگر کوئی اضافہ و زیادتی کی ہے تو پھر سلام کے بعد۔

﴿حدیث نمبر 71/770﴾ وما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن ابن سنان عن أبي الجارود قال قلت لابي جعفر عليه السلام: متى أسجد سجدتي السهو؟ قال: قبل التسليم فانك إذا سلمت بعد ذهبت حرمة صلاتك. فان هذين الخبرين

محمولان على ضرب من التقية لانهما موافقان لمذاهب العامة. وقال أبو جعفر محمد بن علي بن بابويه رحمه الله: انا افتي بهما في حال التقية.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: میں دو سجدۂ سہو کو کب بجا لاؤں؟

آپؑ نے فرمایا: سلام نماز سے قبل کیونکہ اگر تو نے سلام کے بعد ادا کیے تو نماز کی حرمت چلی جائے گی۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں روایتوں کو تقیہ پر حمل کیا جائے گا کیونکہ یہ دونوں عامہ کے مذاہب کے موافق ہیں اور جناب ابوجعفر محمد بن علی بن بابویہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ان دونوں روایتوں کے مطابق تقیہ کی صورت میں فتویٰ دیتا ہوں۔

﴿حديث نمبر 72/771﴾ وأما ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد المدائني عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال سألته عن سجدتي السهو هل فيهما تكبير أو تسبيح؟ فقال: لا إنهما سجدتان فقط فإن كان الذي سها هو الامام كبر إذا سجد وإذا رفع رأسه ليعلم من خلفه انه قد سها وليس عليه ان يسبح فيهما ولا فيهما تشهد بعد السجدتين. فالمراد بهذا الخبر انه ليس فيهما تسبيح وتشهد كالتسبيح والتشهد في الصلوات من التطويل فيهما دون أن يكون المراد به نفي التسبيح والتشهد على كل حال، وعندنا ان المسنون أن يخفف الانسان في التشهد الذي بعد سجدتي السهو ويحمد الله تعالى في السجود ويصلي على نبيه صلى الله عليه وآله بلا تطويل، والذي يكشف عما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جناب عمار بن موسیٰ الساباطی نے جناب ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے دو سجدۂ سہو کے بارے میں سوال کیا کہ ان میں تکبیر اور تسبیح ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، یہ فقط دو سجدے ہیں۔ اگر امام کو سہو ہوا ہو تو جب سجدے میں جائے تو تکبیر کہے اور

جب سر اُٹھائے تو بھی تکبیر کہے تا کہ مقتدی کو معلوم ہو جائے کہ امام نے سہو کیا ہے اور ان دونوں سجدوں میں تسبیح اور بعد میں تشہد بھی نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں بیان ہوا ہے کہ دونوں سجدۂ سہو میں تسبیح اور تشہد نہیں۔ اس سے مراد ہے جیسی تسبیح وتشہد نمازوں میں پائی جاتی ہے وہ طویل نہیں ہے۔ یہ مراد نہیں کہ ہر حال میں تسبیح وتشہد کی نفی ہے۔

ہمارے نزدیک سنت ومستحب ہے کہ انسان سجدۂ سہو کے بعد آہستہ تشہد پڑھے اور دونوں سجدوں میں اللہ کی حمد اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلؑ پر درود پڑھے، طول نہ دے اور جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ ذیل کی روایت سے کشف ہوتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 73/772﴾ ما رواه سعد بن عبد الله عن أبي جعفر عن محمد بن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن عبيد الله بن علي الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام انه قال: إذا لم تدر أربعا صليت أم خمسا أم نقصت أم زدت فتشهد وسلم واسجد سجدتين بغير ركوع ولا قراءة تتشهد فيهما تشهدا خفيفا. فأما ما يستحب من الاقوال في هاتين السجدتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تُو نہیں جانتا کہ چار رکعت پڑھی ہیں یا پانچ؟ یا تو نے نماز میں کمی کی ہے یا زیادتی۔ پھر تشہد اور سلام پڑھو اور پھر بغیر رکوع وقرأت کے دو سجدے بجالاؤ اور ان میں خفیف سا تشہد پڑھو۔

سجدۂ سہو میں پڑھا جانے والا ذکر

﴿حدیث نمبر 74/773﴾ فما رواه سعد بن عبد الله عن أبي جعفر عن أبيه عن محمد ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن عبيد الله الحلبي قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام : يقول : في سجدتي السهو (بسم الله وبالله وصلى الله على محمد وعلى آل محمد) قال: وسمعته مرة اخرى يقول فيهما (بسم الله وبالله والسلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته) قال الشيخ رحمه الله : (من ترك صلاة من الخمس متعمدا أو ناسيا ولم

https://www.shianeali.com

يدر أيها هي صلى أربع ركعات وثلاثا وركعتين). يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبیداللہ الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے سجدۂ سہو میں یوں پڑھا: بسم الله وبالله وصلى الله على محمد وآلِ محمد۔

پھر فرمایا: میں نے دوسری مرتبہ سنا کہ آپؑ نے یوں پڑھا: بسم الله وبالله والسلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته۔

جو بندہ پانچ نمازوں میں ایک نماز کو ترک کردے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بندہ پانچ نمازوں میں سے جان بوجھ کر یا بھول کر ایک نماز چھوڑ دے اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ کون سی نماز ترک ہوئی ہے تو ایک چار رکعتی، ایک تین رکعتی اور ایک دو رکعتی نماز پڑھے۔ اس پر دلیل ذیل کی روایت ہے۔

﴿حديث نمبر 75/774﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسن بن على الوشا عن على ابن اسباط عن غير واحد من أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من نسى صلاة من صلاة يومه واحدة ولم يدر أي صلاة هي صلى ركعتين وثلاثا واربعا. وروى هذا الحديث.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن اسباط سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے ساتھیوں سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اپنی یومیہ نمازوں میں سے ایک نماز بھول جائے اور وہ یہ نہ جانتا ہو کہ کون سی ہے؟ وہ ایک نماز دو رکعتی، ایک تین رکعتی اور ایک چار رکعتی پڑھے۔

﴿حديث نمبر 76/775﴾ محمد بن احمد بن يحيى عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب عن على بن اسباط عن غير واحد من أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام مثله.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے ایک دوسری سند کے ساتھ اسی روایت کو دوبارہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے۔

﴿حديث نمبر 77/776﴾ العياشي عن جعفر بن أحمد قال: حدثني على بن الحسن وعلى بن محمد عن محمد بن عيسى عن يونس عن معاوية قال سألت أبا عبد الله عليه

السلام : عن رجل قام فی الصلاۃ المکتوبۃ فسہا فظن انہا نافلۃ أو قام فی النافلۃ فظن انہا مکتوبۃ قال: ہی علی ما افتتح الصلاۃ علیہ.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یونس سے اور اس نے معاویہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز واجب کے لیے کھڑا تھا اور دوران نماز بھول گیا۔ پھر وہ گمان کرتا ہے کہ یہ نماز نافلہ ہے۔ یا وہ نافلہ کے لیے کھڑا تھا۔ پھر وہ گمان کرتا ہے کہ واجب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ وہی شمار ہوگی جس کو اس نے شروع کیا تھا، یعنی نیت کے وقت جس نماز کی اس نے نیت کر کے شروع کی تھی وہی شمار ہوگی۔

﴿حدیث نمبر 78/777﴾ وعنہ عن محمد بن نصیر قال: حدثنا محمد بن عیسٰی عن ابن أبی عمیر عن حماد عن الحلبی عن أبی عبد اللہ علیہ السلام وسألتہ عن رجل أم قوما فی العصر فذکر وہو یصلی بہم انہ لم یکن صلی الاولی قال: فلیجعلہا الاولی التی فاتتہ واستأنف العصر وقد قضی القوم صلاتہم.

قال الشیخ رحمہ اللہ : (ومن فاتتہ صلوات کثیرۃ لم یحص عددہا ، ولا عرف أیہا ہی من الخمس صلوات علی التعیین أو کانت الخمس بأجمعہا فاتتہ لہ مدۃ ولا یحصیہا فلیصل أربعا وثلاثا واثنتین فی کل وقت لا یتضیق لصلاۃ حاضرۃ ولیکثر من ذلک. حتی یغلب علی ظنہ انہ قد قضی ما فاتہ وزاد علیہ). قد بینا انہ إذا لم یتعین لہ ما فاتہ یصلی اربعا وثلاثا واثنتین فی کل وقت . فاما ما یدل علی انہ یجب أن یکثر منہ فہو ما قد ثبت ان قضاء الفرایض واجب وإذا ثبت قضاؤہا ولم یمکنہ أن یتخلص من ذلک إلا بأن یستکثر منہا وجب علیہ الاستکثار منہا ، ویزید ذلک وضوحا ان النوافل التی لا یجب قضاؤہا قد رغب فی قضائہا إذا کان حکمہا ہذا الحکم فالفرایض بذلک أولی. والذی روی ذلک.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو کسی قوم کو عصر کی نماز امامت کروا رہا ہے اور جب وہ ان کے ساتھ

نماز پڑھ رہا تھا تو اس کو یاد آیا کہ اس نے پہلی نماز (ظہر) نہیں پڑھی؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اس نماز کو وہ نماز قرار دے جو اس سے فوت ہوئی ہے (نماز ظہر قرار دے) اور بعد میں نماز عصر کو دوبارہ پڑھے اور قوم اپنی نمازوں کی قضاء کرے گی۔

جو بندہ ایک سے زیادہ نمازیں ترک کر چکا ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس بندے سے زیادہ نماز ترک ہو چکی ہیں اور وہ ان کی تعداد کو نہیں جانتا اور وہ یہ بھی نہیں جانتا کہ وہ رہ جانے والی پانچ نمازوں سے معین طور پر نہیں جانتا کہ وہ کون سی ہیں یا پانچ کی پانچ ہی ترک ہوئی ہیں۔ اس کی مدت بھی فوت ہو چکی ہے اور ان کو شمار بھی نہیں کر سکتا تو ہر وقت نماز میں اس کو چاہیے کہ ایک چار رکعتی نماز اور ایک تین رکعتی اور ایک دو رکعتی نماز پڑھے۔ نماز حاضرہ کا وقت تنگ نہ ہو اور ان کی کثرت کی وجہ سے اس قدر پڑھے کہ اس کو ظن غالب ہو جائے کہ جو نمازیں رہ گئی تھیں وہ پوری ہو چکی ہیں اور اس پر اضافہ بھی کرے (تا کہ یقین حاصل ہو جائے)۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تحقیق ہم نے بیان کیا ہے جب اس کے لیے رہ جانے والی نمازیں معین نہ ہوں تو ہر وقت نماز میں ایک چار رکعتی اور ایک تین رکعتی اور ایک دو رکعتی نماز پڑھے۔

بہر حال! وہ دلیل جو دلالت کرتی ہے کہ وہ اس سے زیادہ پڑھے اور وہ یہ ہے کہ وہ نمازیں جو اس سے رہ گئی ہیں ان واجب نمازوں کی قضاء کرنا اس پر واجب ہے۔ اور اگر اس کی قضاء ثابت ہے تو وہ اس وجوب سے خلاصی حاصل نہیں کر سکتا مگر اس صورت میں کہ جب وہ ان میں سے کثرت قرار دے تو اس پر کثرت قرار دینا واجب ہوگا۔ اس کی مزید وضاحت یوں ہے: وہ نوافل جو اس پر واجب بھی نہیں جب وہ ان کی قضاء کرنا چاہے تو اس پر یہ ہی حکم ہے کہ کثرت سے قضاء کرے تو وہ جو نمازیں واجب ہیں ان میں یہ حکم بدرجہ اولیٰ ہوگا۔

اس کو ذیل کی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 79/778} محمد بن يعقوب عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن عمرو ابن عثمان عن علي بن عبد الله عن عبد الله بن سنان قال قلت : لابي عبد الله عليه السلام ومحمد بن أحمد بن يحيى عن أبي اسحاق عن عمرو بن عثمان عن ابراهيم بن عبد الله ابن سام قال قلت لابي عبد الله عليه السلام رجل عليه من صلاة النوافل ما

لا يدري ما هو من كثرته كيف يصنع؛ قال فيصلي حتى لا يدري كم صلى من كثرته فيكون قد قضى بقدر ما عليه. قلت فانه ترك ولا يقدر على القضاء من شغله قال: ان كان شغله في طلب معيشة لا بد منها أو حاجة لاخ مؤمن فلا شيء عليه، وان كان شغله للدنيا وتشاغل بها عن الصلاة فعليه القضاء والا لقي الله مستخفا متهاونا مضيعا لسنة رسول الله صلى الله عليه وآله. قلت: فانه لا يقدر على القضاء فهل يصلح أن يتصدق فسكت مليا ثم قال: نعم ليتصدق بصدقة. قلت وما يتصدق؛ قال: بقدر قوته وأدنى ذلك مد فقال مد لكل مسكين مكان كل صلاة قلت: وكم الصلاة التي يجب فيها لكل مسكين مد؛ فقال لكل ركعتين من صلاة الليل وكل ركعتين من صلاة النهار فقلت لا يقدر فقال: مد لكل أربع ركعات فقلت لا يقدر فقال: مد لصلاة الليل ومد لصلاة النهار، والصلاة أفضل والصلاة أفضل والصلاة أفضل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابراہیم بن عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بندہ ہے، نوافل اس کے ذمہ ہیں اور وہ نہیں جانتا کہ وہ کس قدر زیادہ ہیں تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اس قدر زیادہ پڑھے کہ اس کو معلوم نہ ہو کہ وہ کس قدر زیادہ پڑھ چکا ہے تاکہ وہ اس قدر قضاء کرے کہ جو اس کے ذمہ ہوتا کہ جو اس کے ذمہ ہیں ان کی قضاء ہو جائے۔

میں نے عرض کیا: اگر وہ ترک کر دے اور اپنی مصروفیت کی وجہ سے ان کی قضاء پر قدرت نہ رکھتا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کی مصروفیت معیشت کی تلاش وطلب کی وجہ سے ہے تو اس کے لیے ضروری ہے، یا کسی مومن کی حاجت کو پورا کرنے کی وجہ سے ہے تو پھر اس پر کوئی چیز نہیں۔

اور اگر اس کا شغل ومصروفیت دُنیا کے لیے اور وہ اس نے مشغول ہونے کی وجہ سے نماز نافلہ کو ترک کیا ہے تو ان کی قضاء کرے ورنہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا وہ سنتِ رسول اللہؐ کو خفیف جاننے والا، اس میں سستی کرنے والا اور اس کو ضائع کرنے والا ہوگا۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر وہ ان کی قضاء پر قادر نہ ہو تو یہ ممکن ہے کہ وہ اس کے بدلے صدقہ دے؟

یہ صلاح رکھتا ہے؟

آپ کچھ دیر خاموش رہے اور پھر فرمایا: ہاں وہ صدقہ دے۔

راوی: میں نے عرض کیا: وہ کس قدر صدقہ دے؟

آپؑ نے فرمایا: اپنی غذا کی مقدار یا اس سے کم ایک مد۔ پھر فرمایا: ہر مسکین کو ہر نماز کے بدلے ایک مد دے۔

راوی: میں نے عرض کیا: وہ نماز کس قدر ہو کہ جس کے عوض ایک مد طعام دے۔

آپؑ نے فرمایا: ہر دو رکعت کے عوض۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر کوئی اس پر قدرت نہ رکھتا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: پھر ہر چار رکعت کے عوض ایک مد۔

پھر میں نے عرض کیا: اگر وہ اس پر بھی قدرت نہ رکھتا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: ایک مد دن کے نوافل کے عوض اور ایک مد رات کے نوافل کے عوض۔

نماز بہتر ہے، نماز بہتر ہے، نماز بہتر ہے۔

﴿حدیث نمبر 80/779﴾ علی بن ابراهیم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن مرازم قال سأل إسماعيل بن جابر أبا عبد الله عليه السلام: فقال اصلحك الله ان علی نوافل كثيرة فكيف اصنع؟ فقال: اقضها فقال له: انها اكثر من ذٰلك قال: اقضها قال لا احصيها قال: توخ، قال مرازم وكنت مرضت أربعة اشهر لم اتنفل فيها فقلت أصلحك الله أو جعلت فداك إني مرضت أربعة أشهر لم اصل فيها نافلة فقال: ليس عليك قضاء إن المريض ليس كالصحيح كلما غلب الله عليه فالله أولى بالعذر فيه. قال الشيخ رحمه الله: (ومن التفت فی صلاة فريضة حتی يری من خلفه وجب عليه إعادة الصلاة). يدل علی ذٰلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب مرازم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب اسماعیل بن جابر نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سوال کیا: خدا آپ کے اُمور کی اصلاح فرمائے۔ میرے ذمہ بہت زیادہ نوافل ہیں میں کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: ان کی قضاء کرو۔

انھوں نے عرض کیا: وہ بہت زیادہ ہیں کہ میں ان کی قضاء کرسکوں۔

آپؑ نے فرمایا: ان کی قضاء کرو۔

میں نے عرض کیا: میں ان کو شمار نہیں کرسکتا؟

آپؑ نے فرمایا: فکر کرو اور قصد کرو، حد کی فکر نہ کرو۔

جناب مرازم بیان کرتے ہیں کہ میں چار ماہ مریض رہ چکا تھا۔ ان میں میں نے نوافل نہیں پڑھے تھے۔ میں نے عرض کیا: خداوندعالم آپ کے اُمور کی اصلاح فرمائے، یا میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں میں چار ماہ مریض رہا تھا اور میں نے اس مدت میں اصلاً نوافل ادا نہیں کیے۔

آپؑ نے فرمایا: تیرے ذمہ کوئی چیز نہیں کیونکہ مریض تندرست کی مانند نہیں ہوتا۔ جب بھی اس پر اللہ غالب ہو (یعنی امر خدا غالب ہو)۔ اللہ زیادہ اُولویت رکھتا ہے کہ وہ بندے کا عذر قبول کرے۔

جو بندہ واجب نماز میں پیچھے کی طرف دیکھے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ واجب نماز میں ملتفت ہو یہاں تک کہ وہ اپنے پیچھے کی دیکھے تو اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔ اس پر دلیل ذیل کی روایت ہے۔

﴿حدیث نمبر 81/780﴾ ما رواه الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن زرارة انه سمع أبا جعفر عليه السلام يقول: الالتفات يقطع الصلاة إذا كان بكله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے بیان کیا ہے کہ انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب کاملاً دوسری طرف التفات ہو جائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 82/781﴾ وعنه عن صفوان عن العلا عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته هل يلتفت الرجل في صلاته؛ فقال: لا ولا ينقض اصابعه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سوال کیا: کیا بندہ نماز میں دوسری جانب ملتفت ہوسکتا ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: نہیں، اور اپنی انگلیوں سے آوازیں بھی نہ نکالے۔

﴿حدیث نمبر 83/782﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن حماد عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا استقبلت القبلة بوجهك فلا تقلب وجهك عن القبلة فتفسد صلاتك فان الله تعالى قال لنبيه عليه السلام في الفريضة: (فول وجهك شطر المسجد الحرام وحيث ما كنتم فولوا وجوهكم شطره) واخشع ببصرك ولا ترفعه الى السماء ولكن حذاء وجهك في موضع سجودك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو نماز میں قبلہ رُخ ہوجاؤ تو پھر اپنا رُخ قبلہ سے تبدیل نہ کرو ورنہ نماز فاسد ہوجائے گی کیونکہ اللہ تعالی نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فریضہ نماز کے لیے فرمایا: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ۚ (سورۂ بقرہ: آیت ۱۴۴) "تم نماز میں اپنا چہرہ مسجد الحرام کی طرف کرو اور تم جہاں بھی ہو اپنے چہروں کو مسجد الحرام کی طرف پھیر دو"۔

اپنی آنکھوں کو جھکا کر رکھو، آسمان کی طرف نہ دیکھو لیکن اپنے سجدے کی جگہ پر اپنی نظر مقام سجدہ کے برابر میں اپنا چہرہ قرار دو۔

﴿حدیث نمبر 84/783﴾ وعنه عن علي بن ابراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصيبه الرعاف وهو الصلاة فقال: ان قدر على ماء عنده يميناً أو شمالاً بين يديه وهو مستقبل القبلة فليغسله عنه ثم ليصل ما بقي من صلاته، وان لم يقدر على ماء حتى ينصرف بوجهه أو يتكلم فقد قطع صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو نماز میں ہے اور اس کی نکسیر پھوٹ پڑی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کے اردگرد یا سامنے پانی موجود ہے اور اس پر رُخ بقبلہ رہ کر قدرت رکھتا ہے کہ اس سے اس کو دھوئے تو وہ اس پانی سے دھوئے اور پھر وہ بقیہ نماز پڑھے۔ اور اگر وہ اس پر قدرت نہ رکھتا ہو یہاں تک

کہ اس کو قبلہ سے چہرہ پھیرنا پڑے گا یا کلام کرنا پڑے گا تو پھر اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

﴿حدیث نمبر 85/784﴾ فأما ما رواه سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن حماد بن عثمان عن عبد الحميد عن عبد الملك قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الالتفات في الصلاة أيقطع الصلاة؛ فقال: لا وما أحب ان يفعل فالمراد بهذا الخبر هو انه إذا لم يلتفت الى ورائه وإنما يلتفت يميناً وشمالاً فان ذلك لا يقطع الصلاة وإن كان منقصاً لها، فأما إذا كان الالتفات بالكلية فانه يقطع الصلاة حسب ما قدمناه. قال الشيخ رحمه الله: (ومن ظن انه على طهارة فصلى ثم علم بعد ذلك انه على غير طهارة تطهر وأعاد الصلاة، وكذلك من صلى في ثوب وظن انه طاهر ثم عرف بعد ذلك انه كان نجساً ففرط في صلاته فيه من غير تأمل له أعاد الصلاة). فقد بينا ذلك في باب الطهارة وشرحناه، ويؤكده ايضاً ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالملک سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز میں اِدھر اُدھر التفات کرنے کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے نماز ٹوٹ جائے گی؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ یہ کام کیا جائے (مکروہ ہے)۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں جو التفات ذکر ہوا ہے اس سے مراد ہے کہ جب التفات پشت کی جانب نہ ہو۔ اس نے فقط دائیں یا بائیں جانب التفات کیا ہے تو یہ التفات بطلان نماز کا موجب نہیں۔ اگر یہ نماز کے لیے نقص وعیب ہے۔ پس اگر اس کا کاملاً التفات ہو تو پشت کی جانب سے تو وہ نماز کو باطل کردے گا جیسا کہ ہم نے بیان کردیا ہے۔

اگر نماز کے بعد پتہ چلے کہ اس کی طہارت نہیں تھی

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جو بندہ اس گمان پر نماز پڑھ رہا ہے کہ با طہارت ہے۔ پھر نماز کے بعد اسے علم ہو جائے کہ وہ طہارت پر نہیں تھا تو طہارت کرے اور نماز کو دوبارہ پڑھے۔ اور ایسے ہی جو بندہ کسی کپڑے میں نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا گمان ہے کہ وہ پاک ہے۔ پھر نماز کے بعد اس کو معلوم ہو جائے کہ وہ کپڑا

نجس تھا اور اس نے غور وفکر کرنے میں کوتاہی کی ہے تو نماز کا اعادہ کرے گا۔
جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے باب طہارت میں اس کو تفصیل سے ذکر کر دیا ہے اور ذیل کی روایات نیز اس کی تاکید کرتی ہیں۔

{حدیث نمبر 86/785} الحسین بن سعید عن محمد بن الفضیل عن أبی الصباح الکنانی قال سألت أبا عبد اللہ علیہ السلام: عن رجل توضأ فنسی أن یمسح علی رأسه حتی قام فی الصلاۃ قال: فلینصرف فلیمسح علی رأسه ولیعد الصلاۃ.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالصباح الکنانی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے وضو کیا ہے اور سر کا مسح کرنا بھول گیا ہے اور نماز میں کھڑا ہو گیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ نماز چھوڑ دے اور پھر سر کا مسح کرے اور دوبارہ نماز کو پڑھے۔

{حدیث نمبر 87/786} وعنه عن عثمان عن سماعة عن أبی عبد اللہ علیہ السلام قال: من نسی مسح رأسه أو قدمیه أو شیئاً من الوضوء الذی ذکره اللہ تعالی فی القرآن کان علیه إعادۃ الوضوء والصلاۃ.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سر کا مسح بھول جائے یا قدموں کا مسح یا وہ وضو کا فعل جس کا اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے وہ بھول جائے۔ اس پر واجب ہے کہ وہ وضو دوبارہ کرے اور نماز بھی دوبارہ پڑھے۔

{حدیث نمبر 88/787} وعنه عن محمد بن سنان عن ابن مسکان عن أبی بصیر عن أبی عبد اللہ علیه السلام فی رجل نسی أن یمسح علی رأسه فذکر وهو فی الصلاۃ فقال: ان کان قد استیقن ذلك انصرف ومسح علی رأسه وعلی رجلیه واستقبل الصلاۃ، وان شك ولم یدر مسح أو لم یمسح فلیتناول من لحیته ان کانت مبتلة ولیمسح علی رأسه، وان کان امامه ماء فلیتناول منه فلیمسح به رأسه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

جو بندہ سر کا مسح کرنا بھول جائے اور نماز کے دوران اسے یاد آئے کہ اس نے مسح نہیں کیا؟
آپؑ نے فرمایا: اگر اسے یقین ہے کہ اس نے مسح نہیں کیا تو وہ نماز چھوڑ دے اور سر کا مسح کرے اور پیروں کا مسح کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔ اور اگر اسے شک ہو اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے مسح کیا ہے یا نہیں۔ اگر اس کی ریش تر ہے تو اس سے تری لے اور اپنے سر کا مسح کرے اور اگر اس کے سامنے پانی موجود ہے اس سے پانی لے اور پھر وہ اپنے سر کا مسح کرے۔

﴿حدیث نمبر 788 / 89﴾ وعنه عن عثمان عن ابن مسكان عن مالك بن اعين عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من نسي مسح رأسه ثم ذكر انه لم يمسح رأسه فان كان في لحيته بلل فليأخذ منه وليمسح رأسه وان لم يكن في لحيته بلل فلينصرف وليعد الوضوء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب مالک بن اعین سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سر کا مسح کرنا بھول جائے اور بعد میں اسے یاد آئے کہ اس نے سر کا مسح نہیں کیا۔ پس اگر اس کی داڑھی پر تری موجود ہے تو اس سے تری حاصل کرے اور سر کا مسح کرے اور اگر داڑھی پر تری نہیں تو وہ نماز چھوڑ دے اور دوبارہ وضو کرے۔

﴿حدیث نمبر 789 / 90﴾ فأما ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن حماد بن عثمان عن عمار بن موسى قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: لو أن رجلا نسي أن يستنجي من الغائط حتى يصلي لم يعد الصلاة. فمحمول على من لم يستنج بالماء وإن كان قد استنجى بالاحجار أو لم يستنج بالاحجار وان كان قد استنجى بالماء، فأما متى ذكر انه لم يستنج اصلا وجب عليه اعادة الصلاة، والذي يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار بن موسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ پاخانہ کرنے کے بعد استنجاء کرنا بھول جائے یہاں تک کہ نماز شروع کردے تو وہ نماز کا اعادہ نہ کرے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو اس پر حمل کریں گے کہ اگر اس نے پانی کے ذریعے استنجاء نہیں کیا اگرچہ اس نے پتھر یا کسی دوسری چیز سے استنجاء کیا ہو۔ لیکن اگر اسے یاد آئے کہ اس نے اصلاً استنجاء نہیں کیا تو پھر اس پر واجب ہے کہ وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 91/790} محمد بن أحمد بن يحيى عن العمركي عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن رجل ذكر وهو في صلاته انه لم يستنج من الخلاء قال: ينصرف وليستنج من الخلاء ويعيد الصلاة. وقد استوفينا ما يتعلق بهذا الباب في كتاب الطهارة وفيه غنى هنالك إن شاء الله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک بندے کو نماز کے دوران یاد آیا ہے کہ اس نے پاخانہ کے بعد استنجاء نہیں کیا۔

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز چھوڑ دے اور استنجاء کرے اور نماز کو دوبارہ پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے باب طہارت میں اس کے بارے میں پوری تفصیل کے ساتھ ذکر کر دیا ہے یہاں تک کہ اس کو دوبارہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 92/791} محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن الحسن بن علي بن عبد الله عن عبد الله بن جبلة عن سيف عن ميمون الصيقل عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: رجل أصابته جنابة بالليل فاغتسل فلما أصبح نظر فإذا في ثوبه جنابة فقال الحمد لله الذي لم يدع شيئاً إلا وله حد، إن كان حين قام الى الصلاة نظر فلم ير شيئاً فلا إعادة عليه، وإن كان حين قام فلم ينظر فعليه الاعادة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب میمون الصیقل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک بندہ ہے کہ جسے رات کو جنابت طاری ہوئی۔ پس وہ صبح اٹھا اور اس نے اپنے کپڑوں کو غور سے دیکھا تو اس نے اپنے کپڑوں پر جنابت کے آثار کو دیکھا تو کیا اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تمام حمد ہے اس اللہ کے لیے جس نے کوئی نہیں چھوڑی مگر یہ کہ اس کی حد معین کی ہے۔ جب وہ نماز کے لیے کھڑا ہوا اور اس نے غور سے دیکھا اور اسے کپڑوں پر کوئی چیز نظر نہیں آئی (اور اس نے نماز پڑھ لی) تو اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے اور اگر اس نے وقت سے قبل دیکھا نہیں اور کھڑے ہو کر اس نے نماز پڑھ لی ہے تو پھر اگر اس کو کوئی چیز نظر آئے تو پھر اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر 93/792﴾ فأما ما رواه محمد بن الحسن الصفار عن محمد بن الحسين عن وهب بن حفص عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن رجل صلى وفي ثوبه بول أو جنابة فقال: علم به أو لم يعلم فعليه إعادة الصلاة إذا علم. قوله عليه السلام علم به أو لم يعلم يريد به في حال قيامه الى الصلاة بعد أن يكون قد تقدمه العلم بحصول النجاسة في الثوب ولم يعلم في حال قيامه الى الصلاة لسهو عرض أو نسيان، ولو لم يتقدمه علم اصلا بحصول النجاسة قبل ذلك لما وجب عليه إعادة الصلاة على كل حال بدلالة الخبر الاول وإلا تناقضت الاخبار.

قال الشيخ رحمه الله: (ومن صلى في ثوب مغصوب أو في مكان مغصوب لم تجزه ووجب عليه إعادة الصلاة). يدل على ذلك ما لا خلاف فيه من انه منهي عن الصلاة فيهما، والنهي يدل على فساد المنهي عنه على ما بين في غير موضع، وأيضا فانه لا خلاف أن الصلاة تحتاج الى نية القربة وهذه الصلاة قبيحة بلا خلاف والتقرب بالقبائح لا يصح على حال.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک بندہ کہ جس نے نماز پڑھی ہے اور اس کے کپڑوں پر پیشاب یا منی پائی جاتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اس کے بارے میں پہلے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اس کو نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں۔ جب وہ جانتا ہو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام علیہ السلام نے فرمایا: وہ اس کے بارے میں جانتا ہو یا نہ جانتا ہو۔ اس

سے مراد ہے جب وہ نماز کے لیے کھڑا ہو رہا تھا اس وقت اس کے بارے میں جانتا ہو یا نہ جانتا ہو جبکہ اس سے قبل اس کو کپڑے کی نجاست کا علم ہو۔ وہ نماز کے لیے کھڑا ہونے کے وقت نہیں جانتا یا سہو کی وجہ سے کسی عارضہ کی وجہ سے یا بھول جانے کی وجہ سے۔ اور اگر وہ نماز کے لیے کھڑے ہونے سے قبل نجاست کے حاصل ہونے کے بارے میں اصلاً نہیں جانتا تو اس صورت میں اس پر نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے کیونکہ روایت اوّل کی اس پر دلالت ہے ورنہ دونوں روایتوں میں تناقض لازم آئے گا۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جو بندہ غصبی لباس میں یا غصبی جگہ پر نماز پڑھے تو اس کے لیے جائز نہیں اس پر واجب ہے کہ نماز کا اعادہ کرے۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان دونوں میں نماز سے روکا گیا ہے اور نہی اس چیز کے فساد پر دلالت کرتی ہے جس کے بارے میں اور اس میں بھی اختلاف نہیں ہے۔ نماز قربت کی نسبت چاہتی ہے اور یہ نماز جو غصبی لباس میں یا غصبی جگہ پر پڑھی گئی ہے وہ قبیح و برائی ہے اور قبائح سے تقرب کسی حال میں درست نہیں ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

{ باب نمبر 11 }

وہ لباس و مکان کہ جن میں نماز جائز ہے اور وہ کہ جن میں ناجائز ہے؟

مُردہ کی کھال میں نماز جائز نہیں ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مُردار کی کھال میں نماز پڑھنا جائز نہیں خواہ وہ مُردار اس جانور کا ہو جو اگر نہ مرتا تو اس کو ذبح کیا جا سکتا تھا (یعنی حلال گوشت جانور ہوتا)۔

{ حدیث نمبر 1/793 } أحمد بن محمد بن عيسى عن محمد بن أبي عمير عن غير واحد عن أبي عبد الله عليه السلام في الميتة قال: لا تصل في شيء منه ولا شسع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک سے زائد افراد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے مُردار کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس کی کسی چیز میں نماز نہ پڑھو اور نہ اس کے تسمے بناؤ۔

{ حدیث نمبر 2/794 } الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز عن محمد ابن مسلم قال: سألته عن الجلد الميت ايلبس في الصلاة إذا دبغ فقال: لا ولو دبغ سبعين مرة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر مُردار کی کھال کو رنگ دیا جائے تو کیا اس کو نماز میں پہننا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، خواہ اس کو ستر مرتبہ رنگ کیا جائے۔

{ حدیث نمبر 3/795 } وعنه عن فضالة عن العلا عن محمد مثله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب العلاء سے اور انھوں نے جناب محمد سے اسی حدیث کو نقل کیا ہے۔

حدیث نمبر 4/796 محمد بن یعقوب عن علی بن محمد عن عبد الله بن اسحاق العلوی عن الحسن بن علی عن محمد بن سلیمان الدیلمی عن عیثم بن اسلم النجاشی عن أبی بصیر قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن الصلاة فی الفراء فقال: کان علی بن الحسین علیه السلام رجلا صردا فلا تدفئه فراء الحجاز لان دباغها بالقرظ فکان یبعث الی العراق فیؤتی مما قبلکم بالفرو فیلبسه فإذا حضرت الصلاة القاه والقی القمیص الذی یلیه فکان یسئل عن ذلک فیقول ان أهل العراق یستحلون لباس الجلود المیتة ویزعمون ان دباغه ذکاته.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوستین میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: امام علی بن الحسین علیہ السلام کمزور مرد تھے جو سردی کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ وہ حجازی پوستین کو نہیں اُتارا کرتے تھے کیونکہ اس کو قرظ نامی درخت سے رنگ کیا گیا تھا۔ پس جب آپؑ کو عراق لے جایا گیا تو آپؑ کے لیے وہاں کی پوستین لائی گئی جو آپؑ نے زیب تن کی۔ جب نماز کا وقت ہوتا تو آپؑ اس کو اُتار دیتے اور جس قمیص کے اُوپر ہوتی اس کو بھی اُتار دیتے تھے اور جب آپؑ سے اس کے بارے میں سوال کیا جاتا تو فرماتے کہ اہل عراق مردار کی کھال کے لباس کو جائز قرار دیتے ہیں۔ ان کا گمان ہے کہ اگر اس کو رنگ دیا جائے تو وہ پاک ہوجاتی ہے۔

حدیث نمبر 5/797 وبهذا الاسناد عن محمد بن سلیمان عن علی بن أبی حمزة قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن لباس الفراء والصلاة فیها فقال: لا تصل فیها إلا فیما کان منه ذکیا قال قلت: أو لیس الذکی ما ذکی بالحدید؟ فقال: بلی إذا کان مما یؤکل لحمه فقلت: وما لا یؤکل لحمه من غیر الغنم؟ قال: لا بأس بالسنجاب فانه دابة لا تأکل اللحم ولیس هو مما نهی عنه رسول الله صلی الله علیه وآله إذ نهی عن کل ذی ناب أو مخلب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن ابی حمزہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوستین کے لباس اور اس میں نماز پڑھنے کے بارے میں آپ سے سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز نہ پڑھو سوائے اس صورت کے جب وہ اسی جانور کی ہو جس کو ذبح کیا گیا ہو۔

راوی: میں نے عرض کیا: جس کو لوہے سے ذبح کیا گیا ہو کیا وہ تذکیہ نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں، جب وہ ایسا جانور ہو کہ جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر وہ ان میں سے ہو کہ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا؟

آپؑ نے فرمایا: سنجاب کی کھال پوستین میں کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ یہ وہ جانور ہے جو گوشت خور نہیں ہے اور اس سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منع بھی نہیں کیا۔ اگر آپؐ نے ہر داڑھ اور ناخنوں والے جانور (درندوں) سے منع فرمایا ہے۔

{حدیث نمبر 6/798} وعنه عن علي بن محمد عن عبد الله بن اسحاق العلوي عن الحسن بن علي عن محمد بن عبد الله بن هلال عن عبد الرحمن بن الحجاج قال قلت لابي عبدالله عليه السلام: اني ادخل سوق المسلمين اعني هذا الخلق الذي يدعون الاسلام فاشتري منهم الفراء للتجارة فاقول لصاحبها اليس هي ذكية؛ فيقول بلى فهل يصلح لي أن أبيعها على انها ذكية؛ فقال: لا ولكن لا بأس أن تبيعها وتقول قد شرط الذي اشتريتها منه انها ذكية ، قلت : وما أفسد ذلك؛ قال استحلال أهل العراق للميتة وزعموا ان دباغ جلد الميتة ذكاته ثم لم يرضوا أن يكذبوا في ذلك الا على رسول الله صلى الله عليه وآله.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالرحمٰن ابن الحجاج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں مسلمانوں کے بازار میں جاتا ہوں۔ میری مراد وہ لوگ ہیں جو اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں (یعنی مسلمان ہونے کے دعوے دار ہیں)۔

پھر میں ان سے تجارت کی خاطر پوستین خریدتا ہوں اور میں اس کے مالک کو کہتا ہوں کہ کیا یہ تذکیہ شدہ ہے؟

وہ کہتا ہے کہ ہاں۔ تو کیا میرے لیے جائز ہے کہ میں اس پوستین کو فروخت کروں کہ وہ تذکیہ شدہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، لیکن تیرا اس کو فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں اور تو خریدار سے کہو کہ جس سے میں

نے خریدی ہے اس نے اس کے تذکیہ ہونے کا کہا تھا۔

راوی: میں نے عرض کیا: اس میں فساد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اہل عراق مردار کی کھال کو حلال جانتے ہیں۔ ان کا گمان ہے کہ جب اس کو رنگ کر دیا جائے تو وہ پاک ہوجاتی ہے۔ یہ اس کا تذکیہ ہے اور وہ اس سے کم پر راضی نہیں ہوتے کہ وہ خود رسولِ خدا ﷺ پر جھوٹ بولتے ہیں (یعنی وہ کہتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا ہے کہ رنگ کرنے سے مردار کی کھال پاک ہوجاتی ہے اور یہ آپؐ کی طرف جھوٹ کی نسبت دیتے ہیں۔ مترجم)

﴿حدیث نمبر 7/799﴾ وعنه عن محمد بن يحيى وغيره عن أحمد بن محمد عن ابن محبوب عن عاصم بن حميد عن علي بن المغيرة قال: قلت لابي عبد الله عليه السلام جعلت فداك الميتة ينتفع بشيء منها؛ قال: لا قلت: بلغنا ان رسول الله صلى الله عليه وآله مر بشاة ميتة فقال: ما كان على أهل هذه الشاة إذ لم ينتفعوا بلحمها أن ينتفعوا بإهابها فقال: تلك شاة لسودة بنت زمعة زوج النبي صلى الله عليه وآله وكانت شاة مهزولة لا ينتفع بلحمها فتركوها حتى ماتت فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: ما كان على أهلها إذ لم ينتفعوا بلحمها أن ينتفعوا بإهابها. أي تذكى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن المغیرہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں کیا مردار سے کوئی فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

میں نے عرض کیا: ہمیں خبر ملی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ ایک مردہ بکری کے پاس سے گزرے تھے اور آپؐ نے فرمایا تھا: اس کے مالک کو کیا ہوگیا کہ وہ اس کے گوشت سے تو فائدہ نہیں اُٹھا سکتے تھے لیکن انھوں نے اس کی کھال سے بھی فائدہ کیوں نہیں اُٹھایا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ بکری رسولِ خدا ﷺ کی زوجہ سودہ بنت زمعہ کی تھی۔ وہ بکری بہت کمزور اور لاغر تھی۔ گوشت بھی کھانے کے قابل نہیں تھا تو انھوں نے اس کو چھوڑ دیا اور وہ مر گئی۔ تو رسولؐ خدا نے فرمایا: اس کے اہل و مالک کو کیا ہوگیا کہ جب وہ اس کے گوشت سے فائدہ نہیں اُٹھا سکتے تھے تو اس کی کھال سے فائدہ اُٹھا لیتے، یعنی اس

کا تذکیہ کرتے۔ (اور اس کی کھال سے فائدہ اٹھا لیتے)۔

{حدیث نمبر 8/800} سعد عن أبي جعفر عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن تقليد السيف في الصلاة فيه الفراء والكيمخت فقال لا بأس مالم يعلم انه ميتة.

قال الشيخ رحمه الله: (ولا تجوز الصلاة في جلود ساير الانجاس من الدواب كالكلب والخنزير والثعلب والارنب وما اشبه ذلك ولا يطهر بدباغ).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: نماز میں تلوار کو اپنے ساتھ حمائل کرنا کہ جس کا غلاف چمڑے کا ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ جب تک معلوم نہ ہو جائے کہ وہ مردار کا چمڑا ہے۔

کتے وسور ولوڑی اور خرگوش کی کھال میں نماز جائز نہیں

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کتے، سور، لومڑی، خرگوش کی مانند دوسرے جانوروں کی کھال میں نماز پڑھنا جائز نہیں (یعنی حرام گوشت جانوروں کی کھال میں نماز جائز نہیں ہے)۔

{حدیث نمبر 9/801} محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن احمد بن محمد عن محمد ابن خالد عن اسماعيل بن سعد بن الاحوص قال سألت أبا الحسن الرضا عليه السلام: عن الصلاة في جلود السباع فقال: لا تصل فيها، قال: وسألته هل يصلى الرجل في ثوب ابريسم؟ قال: لا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن احوص سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے درندوں کی کھال میں نماز کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز نہ پڑھو۔

راوی: میں نے سوال کیا: کیا مرد ریشم کے لباس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

{حدیث نمبر 10/802} الحسين بن سعيد عن الحسن عن زرعة عن سماعة قال:

سألته عن لحوم السباع وجلودها فقال: أما لحوم السباع من الطير والدواب فانا نكرهه، وأما الجلود فاركبوا عليها ولا تلبسوا منها شيئًا تصلون فيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعۃ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے درندوں کے گوشت اور کھال کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: بہرحال پرندوں اور جانوروں میں سے درندوں کے گوشت کو ہم پسند نہیں کرتے اور ان کی کھال پر بیٹھو لیکن ان پر نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 11/803﴾ وعنه عن حماد بن عيسى عن حريز عن محمد بن مسلم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن جلود الثعالب ايصلى فيها؛ فقال: ما احب ان أصلي فيها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے لومڑی کی کھال کے بارے میں سوال کیا کہ اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ میں اس میں نماز پڑھوں۔

﴿حدیث نمبر 12/804﴾ وعنه عن محمد بن إبراهيم قال: كتبت إليه اسأله عن الصلاة في جلود الارانب فكتب مكروهة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن ابراہیم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی طرف خط لکھا اور اس میں آپؑ سے خرگوش کی کھال میں نماز کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے لکھا: مکروہ ہے۔

﴿حدیث نمبر 13/805﴾ محمد بن علي بن محبوب عن بنان بن محمد بن عيسى عن علي بن مهزيار عن احمد بن اسحاق الابهري قال: كتبت إليه جعلت فداك عندنا جوارب وتكك تعمل من وبر الارانب فهل تجوز الصلاة في وبر الارانب من غير ضرورة ولا تقية؛ فكتب عليه السلام: لا تجوز الصلاة فيها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن اسحاق الابہری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی

خدمت میں لکھا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں ہمارے پاس جرابیں اور ازار بند ہیں جو خرگوش کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں تو کیا خرگوش کے بالوں (سے بنی ہوئی) میں تقیہ اور مجبوری کے بغیر اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے لکھا: اس میں نماز جائز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 14/806﴾ علی بن مهزیار قال: کتب إلیه ابراهیم بن عقبة عندنا جوارب وتکك تعمل من وبر الارانب فهل تجوز الصلاة فی وبر الارانب من غیر ضرورة ولا تقیة؛ فکتب علیه السلام: لا تجوز الصلاة فیها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن مہزیار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ابراہیم بن عقبہ نے آپؑ کی طرف خط لکھا کہ ہمارے پاس جرابیں اور ازار بند ہیں جن کو خرگوش کے بالوں سے بنایا جاتا ہے۔ تو کیا تقیہ اور مجبوری کے علاوہ خرگوش کے بالوں میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 15/807﴾ أحمد بن محمد بن عیسٰی عن جعفر بن محمد بن أبی زید قال: سئل الرضا علیه السلام عن جلود الثعالب الذکیة قال: لا تصل فیها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جعفر بن محمد بن ابوزید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام الرضا علیہ السلام سے لومڑی کی جس کا تذکیہ کیا گیا ہو اور اس کی کھال میں نماز کے بارے میں سوال کیا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 16/808﴾ محمد بن احمد بن یحیٰی عن محمد بن عبد الجبار عن علی بن مهزیار عن رجل سأل الرضا علیه السلام عن الصلاة فی جلود الثعالب فنهی عن الصلاة فیها وفی الذی یلیه فلم أدر أی الثوبین الذی یلصق بالوبر أو الذی یلصق بالجلد؛ فوقع علیه السلام بخطه الذی یلصق بالجلد، وذکر أبو الحسن علیه السلام انه سئل عن هذه المسألة فقال: لا تصل فی الذی فوقه ولا فی الذی تحته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن مہزیار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بندے نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے لومڑی کی کھال میں نماز کے بارے میں سوال کیا؟

https://www.shianeali.pdf.com

آپؑ نے اس میں اور جو اس سے متصل ہیں اس نے بھی منع فرمایا۔
پس وہ بندہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کپڑا جو بالوں سے متصل ہے یا جو جلد و کھال سے متصل ہے جس میں منع ہے؟
تو آپؑ نے اپنی توقیع (دستخط شدہ تحریر) میں اپنے خط میں لکھا۔ وہ کپڑا جو جلد کے ساتھ متصل ہے اس میں نماز ممنوع ہے۔ حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس مسئلہ کے بارے میں سوال کیا۔
آپؑ نے فرمایا: وہ کپڑا جو اس کے اُوپر ہے اور جو اس کے نیچے ہے، دونوں میں نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 17/809﴾ وأما ما رواه الحسين بن سعيد عن جميل بن دراج عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الصلاة في جلود الثعالب فقال: إذا كانت ذكية فلا بأس. فيحتمل أن يكون أراد أنه لا بأس به إذا كان على مثل القلنسوة أو ما اشبهها مما لا يتم الصلاة بها، والذي يكشف عما ذكرناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور وہ روایت جسے جناب جمیل بن دراج نے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے لومڑی کی کھال میں نماز کے بارے میں سوال کیا؟
آپؑ نے فرمایا: اگر اس کا تذکیہ کیا گیا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔
جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں یہ احتمال ہے کہ آپؑ نے جو فرمایا کہ کوئی حرج نہیں اس سے مراد ہے کہ جب وہ چیز ٹوپی یا اس کی مثل ہو کہ جس میں اکیلے نماز نہیں ہوسکتی تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 18/810﴾ محمد بن احمد بن يحيى عن محمد بن عبد الجبار قال: كتبت إلى أبي محمد عليه السلام اسأله هل يصلي في قلنسوة عليها وبر ما لا يؤكل لحمه أو تكة حرير أو تكة من وبر الارانب؛ فكتب لا تحل الصلاة في الحرير المحض، وان كان الوبر ذكيا حلت الصلاة فيه إن شاء الله تعالى. ويجوز ايضا أن يكون المراد بقي في الخبر على فكأنه عليه السلام قال: لا بأس بالوقوف عليه في حال الصلاة وقد بينا ما يقتضي تحريم الصلاة فيها من الروايات ما فيها كفاية ان شاء الله تعالى، ويؤكد ايضا ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عبدالجبار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابومحمد علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں میں نے آپؑ سے سوال کیا: وہ ٹوپی جس پر ایسے جانور کے بالوں کی فر ہو جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا یا وہ ازار بند جو ریشم کا ہو یا جو خرگوش کے بالوں سے بنا ہوا ازار بند ہو تو کیا اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خالص ریشم سے ہے تو پھر جائز نہیں اور وہ اس کے بال ہیں جس کا تذکیہ کیا گیا ہے تو اس میں نماز جائز ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بھی ممکن ہے کہ گذشتہ روایت میں جو بیان ہوا ہے کہ کوئی حرج نہیں۔ اس سے مراد ہے کہ حالت نماز میں اس پر کھڑا ہونا ہو اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ روایات جو بیان کرتی ہیں کہ اس میں نماز حرام ہے اور وہ روایات کفایت کرتی ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ۔ اور اس کو مزید ذیل کی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 19/811﴾ أحمد بن محمد عن الوليد بن أبان قال قلت للرضا عليه السلام: اصلي في الفنك والسنجاب؛ قال: نعم فقلت: يصلي في الثعالب إذا كانت ذكية؛ قال: لا تصل فيها. قال الشيخ رحمه الله: (ولا تجوز الصلاة للرجال في الابريسم المحض مع الاختيار ولا لبسه إلا مع الاضطرار).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ولید بن ابان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا میں فنک [1] اور سنجاب کی کھال میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

پھر میں نے عرض کیا: کیا میں لومڑی کی کھال میں نماز پڑھ سکتا ہوں جب اس کا تذکیہ کیا گیا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز نہ پڑھو۔

خالص ریشم کے لباس میں مرد کے لیے نماز جائز نہیں ہے

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مردوں کے لیے حالت اختیاری میں خالص ریشم میں نماز جائز

---

[1] فنک: یہ لومڑی کی ایک قسم ہے جو عام لومڑی سے چھوٹی ہوتی ہے۔ جنگلی چوہے سے بڑی ہوتی ہے۔

نہیں ہے اور نہ ہی ریشم کو زیب تن کرنا جائز ہے سوائے اضطرار و مجبوری کے (یعنی مجبوری کی حالت میں ریشمی لباس زیب تن کیا جاسکتا ہے)۔

﴿حدیث نمبر 20/812﴾ محمد بن یعقوب عن أحمد بن ادریس عن محمد بن عبدالجبار قال: كتبت الى أبي محمد علیه السلام اسأله هل یصلی فی قلنسوة حریر محض أو قلنسوة دیباج؛ فکتب: لا تحل الصلاة فی حریر محض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عبدالجبار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابومحمد علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور میں نے آپؑ سے سوال کیا: کیا خالص ریشم سے بنی ہوئی ٹوپی یا دیباج کی ٹوپی میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: خالص ریشم میں نماز جائز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 21/813﴾ أحمد بن محمد بن عیسٰی عن إسماعیل بن سعد الاشعری قال: سألته عن الثوب الابریسم هل یصلی فیه الرجال؛ قال: لا. والحدیث الذی قدمناه من روایة محمد بن أحمد بن أحمد بن یحیٰی عن محمد بن عبد الجبار یدل علی ما قلناه ایضا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن سعد الاشعری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے ریشمی لباس کے بارے میں سوال کیا: کیا مرد اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے پہلے جو روایت ہم نے محمد بن عبدالجبار سے نقل کی ہے وہ بھی اس پر دلالت کرتی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 22/814﴾ وروی محمد بن أحمد بن یحیٰی عن یعقوب بن یزید عن عدة من أصحابنا عن علی بن اسباط عن أبی الحارث قال سألت الرضا علیه السلام: هل یصلی الرجل فی ثوب ابریسم؛ قال: لا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن اسباط سے نقل کیا ہے اور اس نے ابوالحارث سے نقل کیا ہے اور وہ بیان

کرتے ہیں کہ میں نے امام علی رضا علیہ السلام سے سوال کیا: کیا مرد ریشمی لباس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

﴿حدیث نمبر 23/815﴾ فأما ما رواه سعد عن أحمد بن محمد عن محمد بن اسماعيل ابن بزيع قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن الصلاة فى ثوب ديباج فقال: ما لم يكن فيه التماثيل فلا بأس. فاول ما فى هذا الخبر انا قد روينا عن الرضا عليه السلام ما ينافى هذا الخبر، ولا يجوز ان تختلف اقواله عليه السلام، ثم ليس فى ظاهر هذا الخبر انه لا بأس بالصلاة فيه فى أي حال، وإذا لم يكن هذا فى ظاهره خصصناه بحال الحرب دون حال الاختيار والذى يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جو جناب اسماعیل بن بزیع سے نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے دیباجی لباس میں نماز کے بارے میں سوال کیا۔
آپؑ نے فرمایا: اگر اس میں تماثیل (تصویریں) نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (دیباج وہ کپڑا جس میں ریشم اور تانبا کی تاروں سے کام کیا گیا ہوتا ہے)۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اوّلاً یہ روایت اس روایت کے منافی ہے جو ہم نے پہلے امام رضا علیہ السلام سے نقل کی ہے اور امام کے اقوال میں اختلاف نہیں ہوسکتا۔ پھر اس روایت میں یہ بیان نہیں ہوا کہ کس حالت میں نماز جائز ہے۔ تو جب یہ بیان نہیں ہوا تو پھر اس کو حالتِ جنگ پر حمل کریں گے۔ اس کے ساتھ ساتھ خاص قرار دیں گے تا کہ حالتِ اختیاری میں۔ اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 24/816﴾ سعد عن محمد بن عيسى عن سماعة بن مهران قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن لباس الحرير والديباج فقال: اما فى الحرب فلا بأس وان كان فيه تماثيل. ويحتمل ايضاً أن يكون أراد عليه السلام إذا كان الديباج سداه ولحمته غزلا أو كتانا دون أن يكون مبهما لانه متى كان الامر على ذلك جازت الصلاة فيه وليس فى الخبر انه ديباج ليس فيه شيء من الغزل ولا من الكتان بل هو يحتمل لما ذكرناه، والذى يدل على ما قلناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعۃ بن مہران سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے حریر و دیباج کے لباس کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: حالتِ جنگ میں کوئی حرج نہیں، خواہ اس پر تماثیل بھی ہوں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بھی احتمال ہے کہ امام علیہ السلام کی یہ مراد ہو کہ جب اس دیباج کی تار ہو یا اس میں غزل یا کتان دونوں مکس ہوں، خالص نہ ہو تو جب یہ صورتِ حال ہو تو پھر اس میں نماز جائز ہے۔ اور روایت میں یہ ذکر نہیں ہوا کہ اس میں روئی اور کتان نہ ہو بلکہ احتمال ہے کہ اس میں روئی یا پٹ سن موجود ہو اور یہ جو ہم نے بیان کیا ہے اس پر ذیل روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 25/817﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان بن يحيى عن يوسف بن إبراهيم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس بالثوب أن يكون سداه وزره وعلمه حريرا وإنما كره الحرير المبهم للرجال. قال الشيخ رحمه الله: (ولا يصلى في الفنك والسمور ولا تجوز الصلاة في أوبار ما لا يؤكل لحمه).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یوسف بن ابراہیم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس لباس میں کوئی حرج نہیں جس میں ریشم و حریر کی تار ہو یا اس کے بٹن یا اس پر اس کو ریشم کے دھاگے سے کام کیا ہو۔ صرف خالص ریشم یہ مردوں کے لیے مکروہ (حرام) ہے۔

حرام گوشت جانوروں کی فر سے بنے ہوئے کپڑے میں نماز جائز نہیں ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فنک اور سمور میں نماز جائز نہیں ہے اور وہ جانور جن کا گوشت حرام ہے اس کی فر اور جلد میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 26/818﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن ابن بكير قال سأل زرارة أبا عبد الله عليه السلام: عن الصلاة في الثعالب والفنك والسنجاب وغيره من الوبر فأخرج كتابا زعم انه املاء رسول الله صلى الله عليه وآله ان الصلاة في وبر كل شئ حرام اكله فالصلاة في وبره وشعره وجلده وبوله وروثه وكل شئ منه فاسدة لا تقبل تلك الصلاة حتى يصلي في غيره مما أحل الله

اكله ، ثم قال يا زرارة هذا عن رسول الله صلى الله عليه وآله والله فاحفظ ذلك يازرارة.فان كان مما يؤكل لحمه فالصلاة فى وبره وبوله وشعره وروثه والبانه وكل شئ منه جائزة إذا علمت انه ذكى قد ذكاه الذبح، وإن كان غير ذلك مما قد نهيت عن اكله أو حرم عليك اكله فالصلاة فى كل شئ منه فاسدة ذكاه الذبح أولم يذكه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن بکیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب زرارہ رحمہ اللہ نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے لومڑی وفنک وسنجاب وغیرہ کے بالوں سے بنی ہوئی چیز میں نماز کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے ایک کتاب نکالی۔ ان کا گمان تھا کہ وہ کتاب رسولؐ خدا نے لکھوائی تھی اس میں تھا: تحقیق! نماز ہراس جانور کی ڈبر (پشم) میں جس کا گوشت حرام ہے اس کے عنوان کے تحت تھا۔ اس جانور کی ڈبر و بالوں اور جلد پر یا جس کو ان کا پیشاب لگ جائے اور اس کے گوبر اور اس کی ہر چیز میں نماز فاسد ہے اور جو نماز ان کے ساتھ پڑھی جائے گی وہ قبول نہیں یہاں تک کہ وہ اس میں نماز پڑھے کہ جس کا کھانا اللہ نے حلال قرار دیا ہو۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے زرارہ! یہ رسولؐ خدا سے ہے، اس کو یاد کرلو اور اگر وہ ان جانوروں میں سے کہ جن کا گوشت کھانا حلال ہے تو اس کے وبر و بالوں اور کھال میں نماز اور اگر ان کا پیشاب لگ جائے یا اس کے گوبر اور دودھ اور اس کی ہر چیز پر نماز جائز ہے۔ اگر تم جانتے ہو کہ اس کا تذکیہ ہوا ہے اور اس کا تذکیہ اس کا شرعی ذبح کرنا ہے۔ اور اگر وہ ان جانوروں میں سے جس کے کھانے سے روکا گیا ہے یا اس کا کھانا حرام ہے۔ تو اس کی کسی چیز میں نماز فاسد ہے، خواہ اس کا تذکیہ کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو۔

﴿حدیث نمبر 27/819﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن عمر بن على بن عمر بن يزيد عن إبراهيم بن محمد الهمدانى قال: كتبت إليه يسقط على ثوبى الوبر والشعر مما لا يؤكل لحمه من غير تقية ولا ضرورة فكتب: لا تجوز الصلاة فيه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابراہیم بن محمد الہمدانی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے کپڑے پر اس حیوان کے بال یا وبر گری ہے کہ جس کا گوشت تقیہ اور مجبوری کے علاوہ کھانا جائز نہیں؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: اس میں نماز جائز نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 28/820} وعنه عن رجل عن أيوب بن نوح عن الحسن بن علي الوشا قال: كان أبو عبد الله عليه السلام يكره الصلاة في وبر كل شيء لا يؤكل لحمه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن علی الوشا سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام ہر وہ جانور جس کا گوشت کھانا جائز نہیں اس کی وبر و پشم میں نماز کو پسند نہیں کرتے تھے۔

{حدیث نمبر 29/821} محمد بن يعقوب عن علي بن محمد عن عبد الله بن اسحاق عمن ذكره عن مقاتل بن مقاتل قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الصلاة في السمور والسنجاب والثعالب فقال لا خير في ذا كله ما خلا السنجاب فانه دابة لا تأكل اللحم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مقاتل بن مقاتل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سمور و سنجاب اور لومڑی (کھال و بالوں) میں نماز کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: ان سب میں کوئی خیر نہیں ہے سوائے سنجاب کے یہ وہ جانور ہے جو گوشت خور نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 30/822} علي بن مهزيار عن أبي علي بن راشد قال قلت لابي جعفر عليه السلام: ما تقول في الفراء أي شيء يصلى فيه؟ قال: أي الفراء؟ قلت: الفنك والسنجاب والسمور قال: فصل في الفنك والسنجاب فأما السمور فلا تصل فيه، قلت: فالثعالب يصلى فيها؟ قال: لا ولكن تلبس بعد الصلاة قلت: أصلي في الثوب الذي يليه؟ قال: لا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن راشد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے عرض کیا: آپ کیا فرماتے ہیں کہ کس چیز (جانور) کی فراء میں نماز جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کون سی فر تیری مراد ہے؟

میں نے عرض کیا: فنک اور سنجاب اور سمور کی فر؟

آپؑ نے فرمایا: فنک اور سنجاب کی فر میں نماز پڑھو اور سمور کی فر میں نماز نہ پڑھو۔

میں نے عرض کیا: لومڑی کی فر اور کھال میں نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

https://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: نہیں، لیکن اس کو نماز کے بعد پہننا جائز ہے۔
میں نے عرض کیا: وہ کپڑا جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہو اس میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟
آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

﴿حدیث نمبر 31/823﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن داود الصرمي قال: حدثني بشير بن بشار قال: سألته عن الصلاة في الفنك والفراء والسنجاب والسمور والحواصل التي تصاد ببلاد الشرك أو بلاد الاسلام ان أصلي فيه لغير تقية قال فقال: صل في السنجاب والحواصل الخوارزمية ولا تصل في الثعالب ولا السمور.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب بشیر بن بشار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے فنک، فراء، سنجاب، سمور اور حواصل کہ جس کا کفر کے شہروں میں یا اسلام کے شہروں میں شکار کیا جاتا ہے۔ ان کی پوستین میں نماز کے بارے میں سوال کیا: کیا میں بغیر تقیہ کے ان کی پوستین میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟
آپؑ نے فرمایا: سنجاب اور حواصل خوارزمہ کی پوستین میں نماز پڑھو لیکن سمور اور لومڑی کی پوستین میں نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 32/824﴾ أحمد بن محمد عن جعفر بن محمد بن أبي زيد قال: سئل الرضا عليه السلام عن جلود الثعالب الذكية قال: لا تصل فيها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جعفر بن محمد بن ابی زید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام سے تذکیہ شدہ لومڑی کی کھال کے بارے میں سوال کیا گیا؟
آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 33/825﴾ فأما ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن العباس عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الفراء والسمور والسنجاب والثعالب وأشباهه قال: لا بأس بالصلاة فيه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے پوستین، سمور، سنجاب، لومڑی اور ان کی مثل جانوروں کی پوستین کے بارے میں سوال کیا؟
آپؑ نے فرمایا: ان میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 34/826﴾ أحمد بن محمد عن الحسن بن علي بن يقطين عن أخيه الحسين عن علي بن يقطين قال سألت أبا الحسن عليه السلام : عن لباس الفراء والسموز والفنك والثعالب وجميع الجلود قال: لا بأس بذلك. فهذان الخبران محمولان على حال التقية لانهما تضمنا ذكر الثعالب أيضاً وقد بينا انه مما لا تجوز الصلاة فيه، فأما السنجاب خاصة فقد رخص لنا الصلاة فيه وقد بيناه، وأما السمور فقد بيناه في حديث زرارة وغيره انه مما لا تجوز الصلاة فيه، ويزيده بياناً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے پوستین کے لباس سمور، فنک اور لومڑی کی پوستین اور تمام پوستین کے بارے میں سوال کیا؟ آپؑ نے فرمایا: ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں روایتوں کو تقیہ پر حمل کیا جائے گا کیونکہ ان دونوں میں لومڑی کی پوستین کا بھی ذکر ہوا ہے اور اس کے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ ان میں سے ہے جن میں نماز جائز نہیں۔ بہرحال سنجاب میں خاص طور پر ہماری نماز کی رخصت ہے اور اس کو ہم بیان کر چکے ہیں لیکن سمور کے بارے میں جنابِ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی روایات میں بیان ہو چکا ہے کہ یہ بھی ان میں سے ہے جن کی پوستین میں نماز جائز نہیں ہے۔ مزید ذیل کی روایت اس کو بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 35/827﴾ ما رواه أحمد بن محمد عن البرقي عن سعد بن سعد الاشعري عن الرضا عليه السلام قال: سألته عن جلود السمور فقال: أي شئ هو ذاك الادبس؟ فقلت: هو الاسود فقال: يصيد؟ فقلت: نعم يأخذ الدجاج والحمام قال: لا. ويحتمل ايضاً أن يكون أراد بغي على حسب ما قدمناه قبل هذا الموضع ويجوز ايضاً أن يكون أراد إذا كان على قلنسوة أو ثوب لا يتم الصلاة به وكل ما ورد من الاخبار في رخص لبس هذه الاشياء في حال الصلاة فالكلام عليه ما ذكرناه.

قال الشيخ رحمه الله: (ولا بأس بالصلاة في الخز الخالص ولا تجوز الصلاة فيه إذا كان مغشوشاً بوبر الارانب وما اشبهها).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سعد بن سعد الاشعری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے سمور کی پوستین کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ وہی جانور ہے کہ جو تیز سرخ رنگ کا ہوتا ہے؟

میں نے عرض کیا: وہ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ شکار کرتا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں، وہ کبوتر و مرغی کا شکار کرتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: نہیں (اس کی پوستین میں نماز جائز نہیں ہے)۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بھی ممکن ہے کہ مراد اس مقام سے بخاوت وتجاوز کرنا ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ مراد اس لباس سے وہ ہے جس میں تنہا نماز جائز نہ ہو یا ٹوپی مراد ہو، کہ نماز میں ان کی بنی ہوئی ٹوپی وغیرہ ہو تو جائز ہے، کوئی حرج نہیں ہے۔ ایسے ہی جتنی روایات میں اجازت دی گئی ہے ان سے مراد یہی ہے کہ ٹوپی یا کوئی دوسرا کپڑا کہ جس میں اکیلے نماز نہ پڑھی جاسکتی ہو، مثلاً رومال وغیرہ اور اس کے بارے میں ہم بیان کر چکے ہیں۔

خالص خز میں نماز جائز ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: خز خالص میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر اس میں خرگوش وغیرہ کی فر کو ملایا گیا ہو تو پھر اس میں نماز جائز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 36/828﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن محمد عن عبد الله بن اسحاق العلوي عن الحسن بن علي عن محمد بن سليمان الديلمي عن فريت عن ابن أبي يعفور قال: كنت عند أبي عبد الله عليه السلام إذ دخل عليه رجل من الخزازين فقال له: جعلت فداك ما تقول في الصلاة في الخز؛ فقال لا بأس بالصلاة فيه، فقال له الرجل: جعلت فداك انه هو ميت وهو علاجي وأنا أعرفه فقال له أبو عبد الله عليه السلام: أنا أعرف به منك فقال له الرجل: انه علاجي وليس أحد أعرف به مني فتبسم أبو عبد الله عليه السلام ثم قال له: تقول أنه دابة تخرج من الماء أو تصاد من الماء فتخرج

فإذا فقد الماء مات فقال: الرجل صدقت جعلت فداك هكذا هو فقال أبو عبد الله عليه السلام : فانك تقول أنه دابة تمشي على أربع وليس هو في حد الحيتان فتكون ذكاته خروجه من الماء فقال الرجل إي والله هكذا أقول فقال له أبو عبد الله عليه السلام : فان الله تعالى احله وجعل ذكاته موته كما أحل الحيتان وجعل ذكاتها موتها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ کی خدمت میں خز کا کام کرنے والوں میں سے ایک بندہ آیا اور اس نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں، آپؑ خز میں نماز پڑھنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس بندے نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں وہ مُردار ہے، میرا کاروبار ہے میں اس کو جانتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: میں اس کے بارے میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں۔

اس بندے نے کہا: میرا کاروبار ہے میں اس کے بارے میں جانتا ہوں۔ مجھ سے زیادہ اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا۔

آپؑ مسکرائے اور پھر آپؑ نے اس سے فرمایا: وہ کہتا ہے کہ وہ ایک جانور ہے جو پانی سے نکلتا ہے یا اس کا پانی سے شکار کیا جاتا ہے اور جب اس کو پانی سے نکالا جاتا ہے تو جب وہ پانی نہ پائے تو وہ مرجاتا ہے؟

اس بندے نے کہا: آپؑ نے سچ فرمایا میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں ایسا ہی ہے۔

امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: تو کہتا ہے کہ وہ چار ٹانگوں پر چلتا ہے اور وہ مچھلیوں میں سے نہیں ہے اور اس کا تذکیہ پانی سے نکلنا ہے؟

اس بندے نے کہا: جی ہاں، خدا کی قسم! ایسا ہی ہے۔

امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کو حلال قرار دیا ہے اور اس کا تذکیہ اس کی موت ہے جیسا کہ مچھلی کو حلال قرار دیا ہے اور اس کا تذکیہ اس کی موت کو قرار دیا ہے۔

حدیث نمبر 37/829 محمد بن أحمد بن يحيى عن معاوية بن حكيم عن معمر بن خلاد قال سألت أبا الحسن الرضا عليه السلام : عن الصلاة في الخز فقال: صل فيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معمر بن خلاد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے خز میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 38/830﴾ محمد بن يعقوب عن عدة من أصحابنا عن أحمد بن محمد رفعه عن أبي عبد الله عليه السلام عن الصلاة في الخز الخالص انه لا بأس به. فأما الذي يخلط فيه وبر الارانب أو غير ذلك مما يشبه هذا فلا تصل فيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن محمد سے نقل کیا۔ انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: خز خالص میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن وہ جس میں خرگوش وغیرہ کی فر اور بالوں کو مخلوط کر دیا جائے اس میں نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 39/831﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن عيسى عن أيوب بن نوح رفعه قال قال أبو عبد الله عليه السلام: الصلاة في الخز الخالص لا بأس به. فأما الذي يخلط فيه وبر الارانب أو غير ذلك مما يشبه هذا فلا تصل فيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ایوب بن نوح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ نقل کیا ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: خز خالص میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ بہر حال وہ خز جس میں خرگوش کی فر یا اس کے علاوہ جو اس کی مثل ہو اس کی فر کو مخلوط کر دیا گیا ہو تو اس میں نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 40/832﴾ الحسين بن سعيد عن سليمان بن جعفر الجعفري قال: رأيت أبا الحسن الرضا عليه السلام يصلي في جبة خز.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے سلیمان بن جعفر الجعفری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ خز کے جبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔

﴿حدیث نمبر 41/833﴾ فأما ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن داود الصرمي قال سألته عن الصلاة في الخز يغش بوبر الارانب فكتب: يجوز ذلك فهذا حديث شاذ ما رواه إلا داود الصرمي ومع تفرده بروايته تختلف ألفاظه لان في

هذه الرواية قال: سألته فأضاف السؤال الى نفسه ولم يبين من المسؤول ويحتمل أن يكون المسؤول عنه من لا يجب المصير الى قوله ثم قال في روايته التي ذكرها.

جناب الشیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: وہ روایت جس کو جناب داؤد الصرمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپؑ سے اس خز کے بارے میں کہ جس میں خرگوش کی فر کی ملاوٹ ہو۔ اس میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے لکھا: یہ جائز ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ حدیث شاذ و نادر ہے، اس کو سوائے داؤد الصرمی کے کسی اور نے نقل نقل کیا ہے اور باوجود کہ اکیلا نقل کرنے والا ہے اس کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ اس روایت میں ہے کہ میں نے سوال کیا لیکن یہ بیان نہیں کیا کہ کس سے سوال کیا ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ انھوں نے امام علیہ السلام سے سوال نہ کیا ہو اور دوسری روایت جو اس نے ذکر کی ہے وہ ذیل میں ہے۔

﴿حدیث نمبر 42/834﴾ سعد بن عبد الله عن أحمد وعبد الله ابني محمد بن عيسى عن داود الصرمي قال: سأل رجل أبا الحسن الثالث عليه السلام عن الصلاة في الخز يغش بوبر الارانب فكتب: يجوز ذٰلك. فذكر على ما ترى في هذه الرواية ان السائل كان غيره وسمي المسؤول وهذا ظاهر التناقض لانه لو كان السائل هو نفسه لوجب أن تكون الرواية الاخيرة كذباً ولو كان السائل غيره لوجب أن تكون الاولى كذباً وإذا تقابل الروايتان ولم يكن هناك ما يعضد أحداهما وجب اطراحهما مع أنه لو صح هذا الحديث لم يكن معترضا على ما ذكرناه من الاحاديث، ويحتمل أن يكون ورد هذا الخبر مورد التقية كما وردت أخبار كثيرة في مثله. قال الشيخ رحمه الله: (وتكره الصلاة في الثياب السود ولبس العمامة من الثياب في شئ ولا بأس بالصلاة فيها وان كانت سوداء).

جناب الشیخ رضی اللہ عنہ نے جناب احمد اور عبداللہ جو محمد بن عیسیٰ کے بیٹے ہیں، انھوں نے داؤد الصرمی سے نقل کیا ہے اور اس نے بیان کیا ہے کہ ایک بندے نے امام ابوالحسن النقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ خز جس میں خرگوش کی فر

مخلوط ہو اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے لکھا: اس میں نماز جائز ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں آپ نے دیکھا ہے کہ اس میں سوال کرنے والا کوئی اور ہے، وہ نہیں ہے اور پہلی روایت میں ہے کہ میں نے سوال کیا۔ ثانیاً: اس روایت میں جس سے سوال ہوا ہے وہ ذکر ہے (امام ابوالحسنؑ) اور پہلی روایت میں ذکر نہیں ہے۔ ان دونوں میں تناقض ہے۔

کیونکہ اگر وہ خود سوال کرنے والا ہے تو دوسری روایت غلط و جھوٹی ہے کیونکہ اس نے کہا کہ ایک بندے نے سوال کیا اور اگر کوئی دوسرا سوال کرنے والا ہے تو پھر پہلی روایت جھوٹی ہے کیونکہ اس میں اس نے کہا ہے کہ میں نے سوال کیا ہے: جب دونوں روایتیں ایک دوسرے کے مقابل میں اور دونوں کی تائید کرنے والی اور روایت نہیں ہے، دونوں کو ترک کر دینا واجب ہے۔

اور اگر اس روایت کو درست بھی مان لیا جائے تب بھی جو ہم نے ذکر کیا ہے یہ اس سے معارض نہیں۔ یہ ان سب روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ تقیہ پر وارد ہوئی ہو گی۔ جیسا کہ اور بھی بہت زیادہ روایات اس طرح وارد ہوئی ہیں۔

کالے لباس میں نماز مکروہ ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کالے لباس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اور کالے عمامے لباس میں سے نہیں ہے اس میں نماز پڑھنا مکروہ نہیں، خواہ وہ کالا ہی ہو۔

{حدیث نمبر 43/835} محمد بن يعقوب عن عدة من أصحابنا عن أحمد بن محمد رفعه عن أبي عبد الله عليه السلام قال: يكره السواد إلا في ثلاثة الخف والعمامة والكساء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب احمد بن محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کالا لباس مکروہ ہے سوائے تین چیزوں کے: جرابیں، عمامہ اور چادر (یہ مکروہ نہیں ہیں)۔

﴿حدیث نمبر 44/836﴾ وعنه عن علي بن محمد عن سهل بن زياد عن محسن بن أحمد عمن ذكره عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: أصلي في القلنسوة السوداء؟ فقال: لا تصل فيها فانها لباس أهل النار. قال الشيخ رحمه الله: (ولا تجوز الصلاة في ثوب رقيق يشف لرقته حتى يكون تحته كالمئزر أو السراويل أو قميص سواه غير شفاف).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے محسن بن احمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک اور بندے سے نقل کیا ہے کہ جس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا میں کالی ٹوپی میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز نہ پڑھو کیونکہ یہ اہل جہنم کا لباس ہے۔

باریک لباس میں نماز جائز نہیں ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: باریک لباس کہ جو اپنی باریکی کی وجہ سے جسم کو صاف دکھائے اس میں نماز پڑھنا جائز نہیں یہاں تک کہ اس کے نیچے کوئی چیز ہو، مثلاً چادر یا شلوار یا کوئی قمیص جو اس باریک کے علاوہ ہو تو پھر اس میں نماز جائز ہے۔

﴿حدیث نمبر 45/837﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن السياري عن أحمد بن حماد رفعه الى أبي عبد الله عليه السلام قال: لا تصل فيما شف أو صف، يعني الثوب المصقل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب احمد بن حماد سے نقل کیا ہے اس نے سند مرفوعہ کے ساتھ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: باریک اور شفاف لباس یا وہ لباس جو جسم کی حکایت کرتا ہے (جس کے نیچے سے جسم صاف نظر آتا ہے) اس میں نماز نہ پڑھو۔ مراد ہے باریک وصاف ہو۔

﴿حدیث نمبر 46/838﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى رفعه قال قال أبو عبد الله عليه السلام: لا تصل فيما شف أو صف، يعني الثوب المصقل. قال الشيخ رحمه الله: (ويكره له المئزر فوق القميص في الصلاة).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن یحییٰ سے نقل کیا اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: صاف اور باریک لباس میں نماز نہ پڑھو۔

نماز میں قمیص کے اُوپر چادر (لنگی) باندھنا مکروہ ہے

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز میں نمازی کے لیے مکروہ ہے کہ وہ قمیص کے اُوپر چادر باندھے۔

﴿حدیث نمبر 47/839﴾ محمد بن أحمد بن یحیی عن یعقوب بن یزید عن محمد ابن إسماعیل عن بعض أصحابنا عن أحدھم علیھم السلام قال قال: الارتداء فوق التوشح فی الصلاۃ مکروہ، والتوشح فوق القمیص مکروہ.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن اسماعیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بعض ساتھیوں کے ذریعے أئمہ علیہم السلام میں سے ایک سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز میں توشح [1] کے اُوپر چادر باندھنا مکروہ ہے اور قمیص کے اُوپر توشح کرنا مکروہ ہے۔

﴿حدیث نمبر 48/840﴾ محمد بن یعقوب عن عدۃ من أصحابنا عن أحمد بن محمد عن علی بن الحکم عن ھشام بن سالم عن أبی بصیر عن أبی عبد اللہ علیہ السلام قال: لا ینبغی ان تتوشح بإزار فوق القمیص إذا أنت صلیت فانہ من زی الجاھلیۃ.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سزاوار نہیں ہے کہ تم نماز میں قمیص کے اُوپر توشح کرو کیونکہ یہ زمانہ جاہلیت کی رسم و وضع ہے۔

﴿حدیث نمبر 49/841﴾ وعنہ عن علی بن إبراھیم عن أبیہ عن حماد بن عیسی عن حریز عن زرارۃ عن أبی جعفر علیہ السلام أنہ قال: ایاك والتحاف الصماء قلت: وما التحاف الصماء؟ قال: أن تدخل الثوب من تحت جناحیك فتجعلہ علی منکب واحد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: التحاف الصماء سے بچو۔

میں نے عرض کیا: التحاف الصماء کیا ہے؟

---

[1] ''توشح'' کا معنی ہے کہ چادر کو ایک کندھے کے نیچے سے گزار کر دوسرے کندھے پر ڈالنا یہ مکروہ ہے۔ (مترجم)

http://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: کپڑے کو اپنی بغلوں سے نکال کر اپنے کندھے پر ڈالنا ہے۔

﴿حدیث نمبر 50/842﴾ فأما ما رواه سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسين عن موسى بن عمر بن بزيع قال قلت للرضا عليه السلام: أشد الازار أو المنديل فوق قميصي في الصلاة؛ فقال: لا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب موسیٰ بن عمر بن بزیع نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا میں اپنی چادر یا رومال کو نماز کی حالت میں اپنی قمیص کے اُوپر باندھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 51/843﴾ وعنه عن أبي جعفر عن موسى بن القاسم البجلي قال: رأيت أبا جعفر الثاني عليه السلام يصلي في قميص قد اتزر فوقه بمنديل وهو يصلي.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب موسیٰ بن القاسم البجلی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الثانی امام علی نقی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نماز پڑھ رہے تھے اور آپؑ نے اپنی قمیص کے اُوپر رومال باندھا ہوا تھا۔

﴿حدیث نمبر 52/844﴾ وعنه عن علي بن إسماعيل عن حماد بن عيسى قال: كتب الحسن ابن علي بن يقطين الى العبد الصالح هل يصلي الرجل الصلاة وعليه ازار متوشح به فوق القميص؛ فكتب: نعم. فليس بين هذه الاخبار وبين ما ذكرناه أولا تناقض لان المراد بالاخبار المتقدمة هو أن لا يلتحف الانسان ويشتمل به كما يلتحف اليهود، وما قدمناه أخيرا هو ان يتوشح بالازار ليغطي ما قد كشف منه ويستر ما تعرى من بدنه، والذي يدل على ما ذكرناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب الحسن ابن علی یقطین نے عبد صالح امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام کی خدمت میں لکھا: کیا بندہ اس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے کہ اس نے قمیص کے اُوپر چادر سے توشح کیا ہوا ہو؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: ہاں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ تین روایات اور جو ہم نے پہلے ذکر کی ہیں ان کے درمیان کوئی تناقض وتنافی نہیں ہے کیونکہ گذشتہ روایات سے مراد ہے کہ بندہ نماز میں اپنے آپ پر یوں چادر نہ لپیٹے جیسے یہودی لپیٹتے ہیں، خصوصاً آخری حدیث جو ہم نے گذشتہ احادیثوں میں ذکر کی ہے کہ وہ چادر کے ساتھ سے یوں توشح کرے کہ جو جسم کا ظاہری حصّہ ہے وہ بھی ڈھانپ دیا جائے اور جو بدن کا حصّہ ننگا ہے اس کو بھی ڈھانپ دیا جائے۔

جو ہم نے تاویل ذکر کی ہے اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 53/845} ما رواه محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال: سألته عن رجل يشتمل في صلاته بثوب واحد قال: لا يشتمل بثوب واحد فأما أن يتوشح فيغطي منكبيه فلا بأس.

قال الشيخ رحمه الله: (ويكره أن يصلي الانسان بعمامة لا حنك لها).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: بندہ نماز میں ایک چادر کو بطورِ اشتمال اُوڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ایسا نہ کرے لیکن یوں توشح کرنا کہ وہ اپنے کندھوں کو ڈھانپ لے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

تحت الحنک بغیر عمامہ میں نماز مکروہ ہے

مسئلہ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مکروہ ہے کہ انسان نماز میں عمامہ رکھے اور اس کا تحت الحنک نہ ہو۔

{حدیث نمبر 54/846} محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عمن ذكره عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من تعمم ولم يتحنك فأصابه داء لا دواء له فلا يلومن إلا نفسه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابو عمیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اس سے نقل کیا ہے جس نے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ عمامہ باندھے اور وہ تحت الحنک نہ کرے تو اس کو ایسی بیماری لاحق ہو جائے کہ جس کا کوئی علاج نہ ہو تو پھر وہ اپنے آپ کی ملامت کرے۔

{حدیث نمبر 55/847} وعنه عن عدة من أصحابنا عن سهل بن زياد عن موسى

بن جعفر عن عمرو بن سعيد عن عيسى بن حمزة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من اعتم فلم يدر العمامة تحت حنكه فأصابه ألم لا دواء له فلا يلومن إلا نفسه.

قال الشيخ رحمه الله: (ولا بأس أن يصلي الانسان في إزار واحد يأتزر ببعضه ويرتدي بالبعض الآخر).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عیسیٰ بن حمزہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ عمامہ سر پر رکھے اور اس سے تحت الحنک نہ کرے اور اس کو کوئی ایسی بیماری لاحق ہوجائے جس کا کوئی علاج نہ ہو تو وہ اپنے آپ کے علاوہ کسی کی ملامت و مذمت نہ کرے۔

مرد کا ایک چادر میں نماز پڑھنا

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انسان کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ ایک چادر میں نماز پڑھے جس کا بعض حصّہ بطور تہبند باندھے اور دوسرا حصّہ اپنے آپ پر لپیٹ لے۔

﴿حديث نمبر 56/848﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن عمر بن أذينة عن عبيد بن زرارة عن أبيه قال: صلى بنا أبو جعفر عليه السلام في ثوب واحد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے ہمارے ساتھ ایک کپڑے میں نماز پڑھی۔

﴿حديث نمبر 57/849﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن علي بن إسماعيل عن صفوان عن رفاعة بن موسى قال: حدثني من سأل أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يصلي في ثوب واحد يأتزر به قال: لا بأس به إذا رفعه الى الثديين.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب رفاعہ بن موسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس بندے نے بیان کیا ہے کہ جس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو ایک کپڑے میں نماز پڑھتا کہ جس کو اس نے تہبند کے طور پر باندھا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے جب وہ اس کو سینہ تک بلند کرے۔

{حدیث نمبر 58/850} وعنه عن العباس بن معروف عن الحسن بن محبوب عن علي بن رئاب عن زياد بن سوقه عن أبي جعفر عليه السلام قال: لا بأس أن يصلي أحدكم في الثوب الواحد وازراره محلولة إن دين محمد صلى الله عليه وآله حنيف.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زیاد بن سوقہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ ایک کپڑے میں نماز پڑھے اور اس کے بٹن کھلے ہوں کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دینِ حنیف ہے۔

{حدیث نمبر 59/851} محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن أحمد عن العمركي عن علي ابن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل صلى وفرجه خارج لا يعلم به هل عليه إعادة؟ أو ما حاله؟ قال: لا إعادة عليه وقد تمت صلاته.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی شرم گاہ لباس سے باہر ہے (ننگی ہے) اس کو علم ہی نہیں؟ کیا وہ نماز دوبارہ پڑھے یا اس پر نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کا نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب نہیں اس کی نماز مکمل و پوری ہے۔

{حدیث نمبر 60/852} الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز عن محمد ابن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي في قميص واحد أو قباء طاق أو قباء محشو وليس عليه ازار فقال: إذا كان القميص صفيقاً والقباء ليس بطويل الفرج، والثوب الواحد إذا كان يتوشح به والسراويل بتلك المنزلة كل ذلك لا بأس به، ولكن إذا لبس السراويل جعل على عاتقه شيئاً ولو حبلا.

قال الشيخ رحمه الله: (ولا تصلي المرأة الحرة بغير خمار على رأسها ويجوز ذلك للاماء والصبيان من حرائر النساء).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

میں نے آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو ایک قمیص مبارک یا ایک عربی قمیص یا کھلی قبا کے ساتھ بغیر شلوار کے یا تہبند کے بغیر نماز پڑھ رہا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کی قمیص موٹی ہے اور اس کی قباء کا چاک اس کی شرمگاہ تک طویل نہیں ہے (یعنی شرمگاہ پوشیدہ ہے) تو کوئی حرج نہیں ہے اور ایک کپڑا جب اس کو لپیٹ لیا جائے، یا اس کی ایک شلوار ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن اگر شلوار کو پہنا ہوا ہے تو وہ اپنے کندھوں پر کپڑا ڈال لے، خواہ کوئی رسّی ہی کیوں نہ ہو یا رومال ہی کیوں نہ ہو۔

آزاد عورت ننگے سر نماز نہ پڑھے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آزاد عورت سر پر دوپٹہ کے بغیر نماز نہ پڑھے اور کنیزوں اور بچیاں جو آزاد عورتوں میں سے ہیں ان کے لیے یہ جائز ہے۔

﴿حدیث نمبر 61/853﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن عمر بن أذينة عن زرارة قال سألت أبا جعفر عليه السلام: عن ادنیٰ ما تصلی فيه المرأة قال: درع وملحفة فتنشرها على رأسها وتتجلل بها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے عورت کے لیے کم از کم لباس کہ جس میں نماز پڑھ سکتی ہے، کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ایک قمیص اور ایک اُوڑھنے والی چادر کہ جس کو وہ سر پر اُوڑھ لے اور اپنے جسم کو ڈھانپ لے۔

﴿حدیث نمبر 62/854﴾ وعنه عن صفوان عن عبد الرحمن بن الحجاج عن أبي الحسن عليه السلام قال: ليس على الاماء ان يتقنعن فی الصلاة ولا ينبغی للمرأة أن تصلی إلا فی ثوبين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن الحجاج سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کنیز کے لیے واجب ہے کہ وہ نماز میں مقنعہ کرے اور آزاد عورت کے لیے سزاوار نہیں کہ وہ دو کپڑوں سے کم تر میں نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 63/855﴾ محمد بن یعقوب عن محمد بن یحیی عن أحمد بن محمد عن علی بن الحکم عن العلا بن رزین عن محمد بن مسلم قال: رأیت أبا جعفر علیه السلام صلی فی ازار واحد لیس بواسع قد عقده علی عنقه فقلت له: ما تری للرجل یصلی فی قمیص واحد؟ فقال: إذا کان کثیفا فلا بأس به، والمرأة تصلی فی الدرع والمقنعة إذا کان الدرع کثیفا یعنی إذا کان ستیرا قلت: رحمك الله الامة تغطی رأسها إذا صلت؟ فقال: لیس علی الامة قناع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ ایک چادر میں نماز پڑھ رہے تھے جو اتنی وسیع نہیں تھی۔ آپؑ نے اس کو اپنی گردن پر باندھا ہوا تھا۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا جائز قرار دیتے ہیں کہ مرد ایک قمیص میں نماز پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ قمیص موٹی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ اور عورت ایک قمیص اور مقنعہ میں نماز پڑھ سکتی ہے جب اس کی قمیص موٹی ہو یعنی جب وہ پردہ بن سکتی ہو۔

راوی: میں نے عرض کیا: خدا آپؑ پر رحمت نازل فرمائے، کنیز جب نماز پڑھے تو اس کے لیے سر کو ڈھانپنا ضروری ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کنیز پر مقنعہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 64/856﴾ وعنه عن محمد بن یحیی عن أحمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن عثمان بن عیسی عن ابن مسکان عن ابن أبی یعفور قال قال أبو عبد الله علیه السلام: تصلی المرأة فی ثلاثة أثواب ازار ودرع وخمار، ولا یضرها بأن تقنع بالخمار فان لم تجد فثوبین تأتزر بأحدهما وتقنع بالآخر، قلت: وإن کان درعا وملحفة لیس علیها مقنعة؟ قال: لا بأس إذا تقنعت بالملحفة فان لم تکفها فلتلبسها طولا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے: چادر، قمیص اور دوپٹہ۔ اور کوئی حرج نہیں کہ وہ اپنے دوپٹہ سے ہی مقنعہ کرے۔ اور اگر وہ تین کپڑے نہ پائے تو پھر دو کپڑوں میں ایک چادر کو اپنے جسم پر لپیٹ لے اور دوسری سے

مقنعہ کرے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر اس کے پاس ایک قمیص ہو اور ایک دوپٹہ اور اس کے لیے مقنعہ ہو؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، جب وہ دوپٹہ سے مقنعہ بنا لے اور اگر وہ پورا نہ آئے تو اس کو لمبائی میں اُوڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حديث نمبر 65/857﴾ فأما ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن محمد ابن عبد الله الانصاري عن صفوان بن يحيى عن عبد الله بن بكير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس بالمرأة المسلمة الحرة أن تصلي وهي مكشوفة الرأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس کو جناب عبداللہ بن بکیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک آزاد مسلمان عورت کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ ننگے سر نماز پڑھے۔

﴿حديث نمبر 66/858﴾ وعنه عن أبي علي بن محمد بن عبد الله بن أبي أيوب المكي عن علي بن أسباط عن عبد الله بن بكير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس أن تصلي المرأة المسلمة وليس على رأسها قناع. فيحتمل أن يكون المراد بهذين الخبرين الصغيرة من النساء دون البالغات لانه يجوز لهن أن يصلين بغير قناع، ويحتمل أيضا أن يكون إنما سوغ لهن هذا في حال لم يتمكن ولا يقدرن على القناع فحينئذ يجوز لهن أن يصلين بغير قناع، ويحتمل أيضا أن يكون المراد بقوله تصلي بغير قناع إذا كان عليها ثوب يسترها من رأسها الى قدميها. فأما الحديث الثاني فليس فيه ذكر الحرة وإنما تضمن ذكر المرأة المسلمة ويجوز أن يكون المراد بها أمة لان الامة لا يجب عليها القناع حسب ما ذكرناه، ويزيده بيانا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے دوسری سند کے ساتھ جناب عبداللہ بن بکیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مسلمان عورت کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ حالت میں نماز پڑھے کہ اس کے سر پر مقنعہ نہ ہو۔

https://www.shiabookspdf.com

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان روایتوں میں ایک احتمال یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مسلمان عورت سے مراد وہ بچیاں ہوں جو ابھی بالغ نہ ہوئی ہوں کیونکہ ان کے لیے بغیر مقنعہ کے نماز پڑھنا جائز ہے اور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ مسلمان عورتوں کے لیے بغیر مقنعہ نماز اس وقت جائز ہے۔ جب ان کے لیے مقنعہ ممکن نہ ہو اور وہ مقنعہ کرنے پر قدرت نہ رکھتی ہوں تو ان کے لیے غیر مقنعہ کے لیے نماز جائز ہے۔

اور یہ بھی احتمال ہوسکتا ہے کہ ان کے لیے بغیر مقنعہ کے نماز اس وقت پڑھنا جائز ہے۔ جب ان کے سر پر ایک ایسی چادر ہو جو سر سے قدموں تک ڈھانپ رہی ہو۔

دوسری حدیث میں مسلمان عورت کا ذکر ہوا ہے لیکن آزاد عورت کا تذکرہ نہیں، لہٰذا ممکن ہے مراد مسلمان کنیز ہو۔ اور کنیز پر مقنعہ کرنا واجب نہیں ہے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور مزید ذیل کی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 67/859﴾ ما رواه سعد عن أحمد وعبد الله ابنی محمد بن عیسی عن الحسن بن محبوب عن العلا عن محمد بن مسلم عن أبي عبد الله علیه السلام قال قلت له: الامة تغطي رأسها؟ فقال لا ولا على أم الولد أن تغطي رأسها إذا لم يكن لها ولد. والذي رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا کنیز پر سر کو ڈھانپنا ضروری ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، اور نہ ہی اُم الولد پر سر کو چھپانا واجب ہے۔ جب اس کا کوئی ولد و بیٹا نہ ہو (یعنی وہ مسلمان مرد کی وجہ سے حاملہ ہے اور ابھی اس کا بچہ پیدا نہیں ہوا)۔

﴿حدیث نمبر 68/860﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن جميل بن دراج قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن المرأة تصلي في درع وخمار؛ فقال: تكون عليها ملحفة تضمها عليها. فان المراد بذكر الملحفة زيادة على الدرع والخمار زيادة الفضل والثواب، ويجوز أن يكون المراد به إذا كان الدرع والخمار لا يواريان شيئاً فانه مهما كانت الحال على هذا فلا بد من ساتر. والذي يدل على ما قلناه، ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو قمیص اور دوپٹے میں نماز پڑھتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اس پر ایک اُوڑھنے والی چادر جو اس کو ڈھانپ کر لینی چاہیے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں جو اُوڑھنے والی چادر کا ذکر ہوا ہے وہ فضیلت اور زیادتی و ثواب کے لیے ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے قمیص اور دوپٹہ باریک ہو جو ساتر نہ ہو تو اس وقت چادر ہونی چاہیے تاکہ وہ ساتر اور پردہ بن سکے۔ اور یہ جو احتمال میں بیان کیا ہے اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 69/861﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا يصلح للمرأة المسلمة أن تلبس من الخمر والدروع ما لا يواري شيئاً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مسلمان عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ قمیص اور دوپٹہ ایسا زیب تن کرے جو جسم کو پوشیدہ رکھنے والا ہو (باریک لباس جو ساتر نہ ہو اس کو زیب تن کرنا جائز نہیں ہے)۔

﴿حدیث نمبر 70/862﴾ وروى أحمد بن محمد بن سعيد بن عقدة عن أحمد بن محمد بن الحسن قال: حدثني أبي عن عبد الله بن جميل بن عياش أبي علي البزاز قال: اخبرني أبي قال سألت جعفر بن محمد عليه السلام: عن الثوب يعمله أهل الكتاب أصلي فيه قبل أن يغسل، قال: لا بأس وإن يغسل أحب إلي.

قال الشيخ رحمه الله: (ولا تجوز الصلاة في بيوت الغائط أو بيوت النيران وبيوت الخمور وعلى جواد الطرق وفي معاطن الابل وفي أرض السبخة).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن جمیل بن عیاش ابوعلی البزاز سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد جمیل نے مجھے بیان کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: وہ لباس جس کو اہل کتاب بناتے ہیں تو کیا ان کو دھونے س قبل ان میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، اگر اس کو دھو لیا جائے تو یہ مجھے زیادہ محبوب و پسند ہے۔

جن مقامات میں نماز جائز نہیں ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بیت الخلا میں اور وہ کمرہ جس میں آگ جلائی جاتی ہے یا جس گھر میں شراب ہو یا چلتے ہوئے راستے پر اور اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور شوروار زمین پر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 71/863﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن محمد بن عبد الله عن ابن البرقي عن أبيه عن عبد الله بن الفضل عمن حدثه عن أبي عبد الله عليه السلام قال: عشرة مواضع لا يصلى فيها: الطين، والماء، والحمام، والقبور، ومسان الطرق وقرى النمل، ومعاطن الابل، ومجرى الماء، والسبخ، والثلج.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن الفضل سے نقل کیا اور اس نے اس بندے سے نقل کیا ہے جس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دس مقامات پر نماز نہ پڑھی جائے: ① گیلی مٹی پر ② پانی میں ③ حمام میں ④ قبرستان میں ⑤ چلتے راستے پر ⑥ چیونٹیوں کے بل پر ⑦ اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پر ⑧ پانی کے جاری ہونے کے مقام پر ⑨ شور وکلر پر ⑩ برف پر۔

﴿حدیث نمبر 72/864﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن الحسن ابن علي عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا تصل في بيت فيه خمر أو مسكر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس گھر میں شراب یا مسکر ہو اس گھر میں نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 73/865﴾ وعنه عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الصلاة في مرابض الغنم فقال: صل فيها ولا تصل في اعطان الابل إلا أن تخاف على متاعك الضيعة فاكنسه ورشه بالماء وصل، وسألته عن الصلاة في ظهر الطريق فقال: لا بأس بأن تصلي في الظواهر التي بين الجواد فأما على الجواد فلا تصل فيها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے

آپ سے بھیڑ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔
آپ نے فرمایا: اس میں نماز پڑھو، اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ پر نماز نہ پڑھو سوائے اس صورت میں کہ اگر تجھے مال ومتاع کے ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو وہاں جھاڑو دے کر اور پانی کا چھڑکاؤ کرنے کے بعد نماز پڑھو۔
راوی: میں نے آپ سے راستے میں نماز کے بارے میں سوال کیا۔
آپ نے فرمایا: وہ راستے جو شارع عام کے اطراف میں ہیں ان پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لیکن شارع عام پر نماز نہ پڑھو۔

{حدیث نمبر 74/866} وعنه عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن محمد بن الفضيل قال قال الرضا عليه السلام: كل طريق يوطأ أو يتطرق وكانت فيه جادة أو لم تكن فلا ينبغي الصلاة فيه. قلت فأين أصلي؛ فقال يمنة ويسرة.
جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن فضیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علی الرضا علیہ السلام نے فرمایا: ہر وہ راستہ جو چلتا ہے خواہ وہ شارع عام ہو یا نہ ہو سزاوار ہے کہ اس پر نماز نہ پڑھو۔
راوی: میں نے عرض کیا: پھر میں کہاں نماز پڑھوں؟
آپ نے فرمایا: راستے کے دائیں یا بائیں جانب۔

{حدیث نمبر 75/867} الحسين بن سعيد عن الحسن عن زرعة عن سماعة قال: سألته عن الصلاة في اعطان الابل وفي مرابض البقر والغنم فقال: ان نضحته بالماء وقد كان يابسا فلا بأس بالصلاة فيها، فأما مرابط الخيل والبغال فلا. فهذه الرخصة محمولة على حال الضرورة والخوف على تضييع المتاع، والذي يبين ذلك ما رواه.
جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ اور بھیڑ بکریوں اور گائے کے باڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔
آپ نے فرمایا: اگر تو نے اس مقام پر پانی کا چھڑکاؤ کیا ہے اور پھر خشک ہوگیا ہے تو پھر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بہرحال گھوڑے اور خچر کے اصطبل میں نماز نہ پڑھو۔
جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں جو نماز کی رخصت دی گئی ہے اس کو حالت ضرورت و مجبوری

یا مال ومتاع کے ضائع ہونے کے خوف کی صورت پر حمل کیا جائے گا اور اسی کو ذیل کی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 76/868﴾ الحسين بن سعيد عن حماد عن حريز عن محمد بن مسلم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن الصلاة في اعطان الابل فقال: ان تخوفت الضيعة على متاعك فاكنسه وانضحه وصل، ولا بأس بالصلاة في مرابض الغنم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اُونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تجھے اپنے مال کے ضائع ہونے کا خوف ہو تو پھر اس مقام پر جھاڑو مارو اور پانی کا چھڑکاؤ کرو اور پھر اس مقام پر نماز پڑھو اور بھیڑ بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

راستے پر نماز نہ پڑھو

﴿حدیث نمبر 77/869﴾ الحسين بن سعيد عن حماد عن حريز عن محمد بن مسلم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن الصلاة في السفر فقال: لا تصل على الجادة واعتزل على جانبيها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سفر میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: راستے پر نماز نہ پڑھے۔ اس کے دونوں کناروں پر پڑھ سکتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 78/870﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن الحسن بن علي بن فضال عن الحسن بن الجهم عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: كل طريق يوطأ فلا تصل عليه قال قلت: انه قد روى عن جدك ان الصلاة على الظواهر لا بأس بها؛ قال: ذاك ربما سايرني عليه الرجل قال قلت: فان خاف الرجل على متاعه الضيعة؛ قال: فان خاف الضيعة فليصل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن الجہم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا

ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر وہ راستہ جو جاری (شارع عام) ہے اس پر نماز نہ پڑھو۔

راوی: میں نے عرض کیا: آپؑ کے دادا بزرگوارؑ سے نقل ہوا ہے کہ راستوں پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: یہ ان راستوں پر ہے جن پر بعض اوقات اس پر لوگ چلتے ہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر بندے کو اپنے مال کے ضائع ہونے کا خوف ہو؟

آپؑ نے فرمایا: اگر یہ خوف لاحق ہو تو پھر وہیں پر نماز پڑھ لو۔

﴿حدیث نمبر 79/871﴾ محمد بن يعقوب عن علي بن محمد عن سهل بن زياد عن أحمد بن محمد بن أبي نصر عمن سأل أبا عبد الله عليه السلام عن المسجد ينز حايط قبلته من بالوعة يبال فيها فقال: إن كان نزه من البالوعة فلا تصل فيه، وإن كان من غير ذلك فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس مسجد کے بارے میں سوال کیا جس کے قبلہ کی جانب کی دیوار کے ساتھ گندا گڑھا ہے جس میں لوگ بول و براز کرتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ دیوار کے نزدیک ہے تو اس میں نماز نہ پڑھو اور اگر وہ نزدیک نہیں تو پھر کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 80/872﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن الحسن عن زرعة عن سماعة قال: سألته عن الصلاة في السباخ فقال: لا بأس. فالمراد به إذا كان فيها موضع تقع الجبهة عليه مستويا لان النهي إنما وقع عن السجود في أرض السبخة لان الانسان لا يتمكن فيها من السجود. والذي يدل على ما ذكرناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعۃ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے شوروکلر پر نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں شور وکلر پر نماز کی جو رخصت دی گئی ہے اس سے مراد ہے کہ جب سجدہ گاہ مستوی ہو جس پر سجدہ کرتے ہوئے پیشانی ٹک سکے۔ کیونکہ شوروکلر والی زمین پر نماز پڑھنے

سے صرف اس لیے روکا گیا ہے کہ اس پر سجدہ کرنا ممکن نہیں ہوتا۔ اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 81/873﴾ الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن شعيب بن يعقوب عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الصلاة في السبخة لم تكرهه؟ قال: لان الجبهة لا تقع مستوية فقلت ان كان فيها أرض مستوية؟ فقال: لا بأس. قال الشيخ رحمه الله: (ولا بأس بالصلاة في البيع والكنايس إذا توجه الانسان المسلم إلى قبلته ولا يصلي في بيوت المجوس حتى ترش بالماء).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ شور و کلر والی زمین پر نماز پڑھنا مکروہ کیوں قرار دیا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کیونکہ اس پر پیشانی مستوی واقع نہیں ہوتی (قرار نہیں پکڑتی)۔

میں نے عرض کیا: اگر شور و کلر کی جگہ پر زمین مستوی مل جائے؟

آپؑ نے فرمایا: پھر کوئی حرج نہیں۔

گرجا گھر اور یہودیوں کے کنیسہ میں نماز پڑھنا

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: گرجا گھر اور کنیسہ میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ مسلمان کی توجہ اور رُخ قبلہ کی طرف ہو۔ مجوسیوں کے گھر میں پانی کے چھڑکاؤ کیے بغیر نماز نہ پڑھی جائے۔

﴿حدیث نمبر 82/874﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان بن يحيى عن العيص بن القاسم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن البيع والكنايس يصلي فيهما؟ فقال: نعم، وسألته هل يصلح نقضها مسجداً؟ فقال: نعم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیص بن قاسم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے گرجا گھر اور کنیسہ کے بارے میں سوال کیا: کیا ان میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ جائز ہے۔

پھر میں نے سوال کیا: کیا ان کو توڑ کر مسجد بنانا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 83/875﴾ وعنه عن النضر عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الصلاة في البيع الكنايس وبيوت المجوس فقال: رش وصل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے یہودیوں اور عیسائیوں کی عبادت گاہوں اور مجوسیوں کے گھروں میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: پانی کا چھڑکاؤ کرو اور نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 84/876﴾ وعنه عن فضالة عن حماد الناب عن الحكم بن الحكم قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام: يقول وسئل عن الصلاة في البيع والكنايس فقال: صل فيها قد رأيتها ما انظفها قلت: أيصلي فيها وان كانوا يصلون فيها؛ فقال نعم أما تقرأ القرآن (قل كل يعمل على شاكلته فربكم أعلم بمن هو أهدى سبيلا) صل على القبلة وغربهم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحکم بن الحکم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ گرجا گھر اور یہودیوں کے کنیسہ میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ان میں نماز پڑھو۔ تو دیکھتا ہے کہ وہ کس قدر صاف ستھرے ہوتے ہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: میں ان میں نماز پڑھوں خواہ وہ اس میں اس وقت نماز (اپنے طریقہ پر عبادت) کر رہے ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلَىٰ شَاكِلَتِهِ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدَىٰ سَبِيلًا (سورۂ اسراء: آیت ۸۴) ”آپؐ کہہ دیں ہر بندہ اپنی روش کے مطابق عمل کرتا ہے۔ پس تمہارا اللہ بہتر جانتا ہے کہ راہِ ہدایت کی طرف کون ہے؟“

پس تم قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھو اور ان کو دھوکہ دو۔

{حدیث نمبر 85/877} وعنه عن حماد بن عيسىٰ عن شعيب بن يعقوب عن أبي بصير قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الصلاة في بيوت المجوس قال: رش وصل. قال الشيخ رحمه الله: (ولا تجوز الصلاة في ثوب قد أصابه خمر أو شراب مسكر أو فقاع حتى يطهر بالغسل). فقد مضى شرح ذٰلك مستوفى في كتاب الطهارة بما لا مزيد عليه إن شاء الله تعالى. ثم قال رحمه الله: (ولا يصلي في ثوب فيه مني حتى يغسل وكذٰلك الحكم في سائر النجاسات). فقد مضى أيضاً ما في ذٰلك في كتاب الطهارة، والذي يؤكد ذٰلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت اما ابوعبداللہ علیہ السلام سے مجوسیوں کے گھروں میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: پانی کا چھڑکاؤ کرو اور نماز پڑھو۔

نجس کپڑے میں نماز نہ پڑھو

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کپڑے کو خمر یا شراب، مسکر یا فقاع لگ جائے تو جب تک اس کو پاک نہ کرلیا جائے اس میں نماز جائز نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کتاب طہارت میں اس کے بارے میں تفصیل سے ذکر کردیا گیا ہے ان شاء اللہ اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ کپڑا جس کو منی لگ جائے جب تک اس کو دھو نہ لیا جائے ا میں نماز نہ پڑھی جائے۔ یہی حکم دوسری نجاسات کا ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بارے میں بھی کتاب الطہارت میں بیان گزر چکا ہے اور ا کی تاکید وہ روایات کرتی ہیں جو ذیل میں ذکر ہو رہی ہیں۔

{حدیث نمبر 86/878} الحسين بن سعيد عن فضالة عن العلا عن محمد عن أحدهما عليهما السلام قال: سألته عن الذي يصيب الثوب فقال: ينضحه بالماء

https://www.shiabookspdf.com

إن شاء، وقال في المنى يصيب الثوب قال: ان عرفت مكانه فاغسله وان خفي عليك فاغسله كله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے اس کپڑے کے بارے میں سوالکیا جس کو مذی لگ جائے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر چاہو تو اس پر پانی کا چھڑکاؤ کرو (ورنہ کوئی حرج نہیں ہے)۔

پھر آپؑ سے سوال کیا گیا کہ اگر کپڑے کو منی لگ جائے؟

آپؑ نے فرمایا: اس جگہ کا علم ہو جہاں منی لگی ہے تو اتنی جگہ کو دھونا ضروری ہے اور اگر یہ معلوم نہیں تو سارے کپڑے کو دھوئے۔

{حدیث نمبر 87/879} وعنه عن عثمان عن سماعة قال: سألته عن المني يصيب الثوب قال: اغسل الثوب كله إذا خفي عليك مكانه قليلا كان أو كثيرا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے اس کپڑے کے بارے میں سوال کیا جس کو منی لگ جائے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ جگہ یا حصہ جس کو منی لگی وہ تیرے لیے مخفی ہے تو پھر سارے کپڑے کو دھوئے، خواہ منی کم یا زیادہ۔

{حدیث نمبر 88/880} وعنه عن حماد عن حريز عن محمد بن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ذكر المني فشدده وجعله أشد من البول، ثم قال: ان رأيت المني قبل أو بعد ما تدخل في الصلاة فعليك إعادة الصلاة، وإن أنت نظرت في ثوبك فلم تصبه ثم صليت فيه ثم رأيته بعد فلا إعادة عليك، وكذلك البول. فان أصاب ثوب الانسان نجاسة ولم يكن معه غيره من الاثواب ينزعه ويصلي عريانا من قعود، والذي يدل على ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے منی کا ذکر کرتے ہوئے اس کی نجاست کو شدید قرار دیا اور اس کو پیشاب سے زیادہ سخت وشدید قرار دیا۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اگر تُو نے نماز سے قبل یا نماز میں داخل ہونے کے بعد منی کو اپنے لباس پر دیکھ لیا ہے تو (لباس کو پاک کرنے کے بعد) دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے اور اگر تُو نے اپنے کپڑے پر نظر کی ہے اور تجھے کوئی چیز نظر نہیں آئی تو پھر تُو نے نماز پڑھ لی۔ پھر تُو نے کپڑوں پر منی دیکھی ہے تو اب تیرے لیے نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں ہے اور ایسا ہی حکم پیشاب کا بھی ہے۔

پس اگر انسان کے لباس پر کوئی نجاست لگ جائے اور اس کے پاس کوئی اور کپڑا نہ ہو جس میں وہ نماز پڑھے تو وہ کپڑے اُتار دے اور بیٹھ کر ننگا ہو کر نماز پڑھے گا اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 89/881﴾ ما رواه محمد بن يعقوب عن جماعة عن أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن أخيه الحسن عن زرعة عن سماعة قال: سألته عن رجل يكون في فلاة من الارض ليس عليه إلا ثوب واحد واجنب فيه وليس عنده ماء كيف يصنع؛ قال: يتيمم ويصلي عريانا قاعدا ويؤمي.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس کو جناب سماعہ نے بیان کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو کسی صحرا و بیابان میں ہے اور اس کے جسم پر فقط ایک کپڑا ہے اور اس میں بھی وہ مجنب ہو گیا ہے (اس کو منی لگ گئی ہے) اور اس کے پاس پانی بھی موجود نہیں تو وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ تیمم کرے اور بیٹھ کر ننگے ہو کر نماز پڑھے اور سجدے کے لیے اشارہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 90/882﴾ وروى محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن عبد الحميد عن سيف بن عميرة عن منصور بن حازم قال: حدثني محمد بن علي الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل اصابته جنابة وهو بالفلاة وليس عليه إلا ثوب واحد واصاب ثوبه مني قال: يتيمم ويطرح ثوبه ويجلس مجتمعا ويصلي ويؤمي ايماء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے اس بندے کے بارے میں عرض کیا گیا کہ جو صحراء میں ہے اور اس کو جنابت لاحق ہو گئی ہے اور اس کے پاس ایک کپڑے کے علاوہ کوئی اور دوسرا کپڑا نہیں اور اس کو بھی منی لگ گئی ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ تیمم کرے اور کپڑا اُتار دے اور اکٹھا ہو کر بیٹھ جائے اور نماز پڑھے اور رکوع و سجود کے

لیے اشارہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 91/883﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن القاسم بن محمد عن أبان ابن عثمان عن محمد بن الحلبي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يجنب في الثوب أو يصيبه بول وليس معه ثوب غيره قال: يصلي فيه إذا اضطر إليه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ روایت جو جناب محمد الحلبی نے نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جس کو لباس میں جنابت لاحق ہوگئی ہے یا اس کے لباس کو پیشاب لگ گیا ہے اور اس کے پاس کوئی دوسرا کپڑا نہیں جس میں وہ نماز پڑھ سکے تو وہ کیا کرے؟ آپؑ نے فرمایا: جب وہ حالت اضطرار میں ہے تو اسی لباس میں نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 92/884﴾ وروى علي بن جعفر عن أخيه عليه السلام قال: سألته عن رجل عريان وحضرت الصلاة فأصاب ثوبا نصفه دم أو كله أيصلي فيه أو يصلي عريانا، فقال: إن وجد ماء غسله، وإن لم يجد ماء صلى فيه ولم يصل عريانا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو ننگا ہے اور نماز کا وقت ہوگیا ہے اور اس کے آدھے لباس یا سارے لباس کو خون لگ گیا ہے تو وہ بندہ کیا ننگا ہوکر نماز پڑھے یا اسی نجس لباس میں نماز پڑھے گا؟ آپؑ نے فرمایا: اگر پانی موجود ہے تو پہلے لباس کو دھوئے اور اگر پانی موجود نہیں تو اسی میں نماز پڑھے لیکن ننگا نماز نہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 93/885﴾ سعد بن عبد الله عن أبي جعفر عن علي بن الحكم عن أبان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يجنب في ثوب، ليس معه غيره ولا يقدر على غسله قال: يصلي فيه. الكلام على هذه الاخبار من وجوه: أحدها: أنه ليس في شئ منها انه يصلي فيه أي صلاة وإذا لم يكن هذا فيه حملناه على صلاة الجنازة لان صلاة الجنازة مما يجوز أن يصليها الانسان وإن لم يكن ثوبه طاهرا كما أنه يجوز أن لا تكون نفسه طاهرة، والآخر: انه يجوز أن يصلي

إلا انه يجب عليه عند وجود الماء غسله وإعادة الصلاة، والذي يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن عبداللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس کو لباس جنابت لاحق ہوگئی ہے اور اس کے پاس کوئی دوسرا لباس بھی نہیں اور وہ اس نجس لباس کو پاک کرنے پر قدرت نہیں رکھتا تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اسی لباس میں نماز کو پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان تین روایات کی چند وجوہ پر تاویل ہوسکتی ہے:

اوّل: ان میں یہ ذکر ہوا ہے کہ وہ اسی لباس میں نماز پڑھے لیکن یہ بیان نہیں ہوا کہ کون سی نماز مراد ہے۔ جب یہ بیان نہیں ہوا کہ کون سی نماز ہے تو اس کو حمل کریں گے۔ ممکن ہے آپؑ کی مراد ہے کہ نماز جنازہ اسی لباس میں پڑھے کیونکہ نماز جنازہ ان چیزوں میں سے ہے جس کو انسان نجس لباس میں بھی پڑھ سکتا ہے جیسا کہ اس نماز کے لیے بدن کی طہارت بھی ضروری نہیں ہے۔

دوم: یہ بھی ممکن ہے کہ وہ اس لباس میں نماز پڑھے اور جب پانی مل جائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ لباس کو پاک کرے اور نماز کو دوبارہ پڑھے۔ اور اس احتمال پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 886/94﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام انه سئل عن رجل ليس معه إلا ثوب ولا تحل الصلاة فيه وليس يجد ماء يغسله كيف يصنع؟ قال: يتيمم ويصلي فإذا أصاب ماء غسله وأعاد الصلاة. فأما خبر علي بن جعفر خاصة يجوز أن يكون الدم الذي كان في الثوب دم السمك لان ذلك مما يجوز الصلاة في قليله و كثيره، فان كان مع الانسان ثوبان وأصاب واحدا منهما نجاسة لا تحل الصلاة فيه فليصل في كل واحد منهما، يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا گیا جس کے پاس فقط ایک کپڑا ہے اور اس میں بھی نماز جائز نہیں (نجس ہے) اور اس کے پاس پانی بھی نہیں ہے کہ وہ اس کو دھوئے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ تیمم کرے اور نماز پڑھے۔ پھر جب اس کو پانی مل جائے تو اس لباس کو دھوئے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

سوم: خاص کر جناب علی بن جعفر کی روایت جس میں ذکر ہوا ہے کہ کپڑے کو خون لگ گیا ہے تو ممکن ہے وہ خون مچھلی کا ہو جو لباس کو لگا ہے تو اس میں نماز جائز ہے خواہ وہ زیادہ ہو یا کم۔ پس اگر انسان کے پاس دو کپڑے ہیں اور ان میں سے ایک کو وہ نجاست لگ گئی ہے جس میں نماز جائز نہیں تو ان دونوں میں سے ہر ایک میں نماز پڑھے اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 95/887} سعد عن علی بن إسماعیل عن صفوان بن یحیی عن أبي الحسن علیه السلام قال: کتبت إلیه اسأله عن رجل کان معه ثوبان فأصاب أحدهما بول ولم یدر أیهما هو وحضرت الصلاة وخاف فوتها ولیس عنده ماء کیف یصنع؟ قال: یصلی فیهما جمیعا. قال الشیخ رحمه الله: (ویکره للانسان أن یصلی وفي قبلته نار أو سلاح مجرد أو فیها صورة أو شيء من النجاسات).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان بن یحییٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں آپؑ سے سوال کیا کہ ایک بندے کے پاس دو لباس ہیں اور ان دونوں میں سے ایک کو پیشاب لگ گیا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ کس کو لگا ہے اور نماز کا وقت ہوگیا ہے اور اس کے پاس پانی بھی موجود نہیں اور نماز کے رہ جانے کا خوف ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ دونوں میں نماز پڑھے۔

آگ کے سامنے یا اسلحہ یا تصویر یا نجاست کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ ہے

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر آگ قبلہ رُخ ہو تو اس کے سامنے یا ننگے اسلحہ کے سامنے یا تصویر کے سامنے یا کوئی نجاست سامنے ہو تو انسان کے لیے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

{حدیث نمبر 96/888} محمد بن یعقوب عن محمد بن یحیی عن عمران بن موسی ومحمد بن أحمد عن أحمد بن الحسن بن علی عن عمرو بن سعید عن مصدق بن صدقة عن

عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يصلي وبين يديه مصحف مفتوح في قبلته؛ قال: لا. قلت فإن كان في غلاف؛ قال: نعم وقال: لا يصلي الرجل وفي قبلته نار أو حديد، قلت: أله أن يصلي وبين يديه مجمرة شبه؛ قال: نعم فإن كان فيها نار فلا يصلي حتى ينحيها عن قبلته، وعن الرجل يصلي وبين يديه قنديل معلق وفيه نار إلا أنه بحياله قال: إذا ارتفع كان شرا لا يصلي بحياله.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے عرض کیا گیا کہ بندے کے سامنے قبلہ رُخ کھلا ہوا قرآن موجود ہے تو کیا وہ اس کے سامنے نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر قبلہ رُخ قرآن ہے لیکن غلاف میں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں پڑھ سکتا ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اگر قبلہ رُخ سامنے آگ ہو یا لوہا ہو تو وہ نماز نہ پڑھے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر اس کے سامنے سونے کے مشابہ کوئی دھات ہو تو کیا وہ اس کے سامنے نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اگر اس میں آگ ہے تو پھر وہ نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ اس کو قبلہ رُخ سے دوسری طرف کر دے۔

پھر آپؑ سے عرض کیا گیا کہ اگر اس کے سامنے قندیل ہو جو معلق ہے اور اس میں چراغ روشن ہے تو وہ پڑھ سکتا ہے اگر وہ اس کے سامنے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کے سامنے ہو اور بلند ہو تو پھر بھی شر ہے، اس کے سامنے نماز نہ پڑھے۔

{حدیث نمبر 97/889} وعنه عن محمد عن العمركي عن علي بن جعفر عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي والسراج موضوع بين يديه في القبلة فقال: لا يصلح له أن يستقبل النار. وقد روى أنه لا بأس بذلك لان الذي يصلي له أقرب إليه من ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے سامنے قبلہ رُخ چراغ روشن رکھا ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کے لیے اصلاح نہیں ہے کہ وہ آگ کے سامنے نماز پڑھے۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بھی روایت ہوا ہے کہ کوئی حرج نہیں کیونکہ جس کے لیے وہ نماز پڑھ رہا ہے تو وہ اس سے زیادہ اس کے قریب ہے۔

{حدیث نمبر 98/890} روى ذلك محمد بن أحمد بن يحيى عن الحسن عن الحسين ابن عمرو عن أبيه عمرو بن إبراهيم الهمداني رفع الحديث قال قال أبو عبد الله عليه السلام: لا بأس أن يصلي الرجل والنار والسراج والصورة بين يديه، إن الذي يصلي له أقرب إليه من الذي بين يديه. فهذه رواية شاذة ومع هذا ليست مسندة وما يجري هذا المجرى لا يعدل إليه عن أخبار كثيرة مسندة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن ابراہیم ہمدانی سے نقل کیا اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بندے کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ نماز پڑھے اور اس کے سامنے آگ ہو یا چراغ ہو یا جانور کی تصویر ہو، تحقیق جس کے لیے نماز پڑھی جارہی ہے وہ اس کے سامنے والی چیز سے زیادہ نمازی کے قریب ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت شاذ ہے، اس کی سند نہیں ہے۔ حدیث مرفوعہ ہے۔ پس اس جیسی روایت ان بہت زیادہ روایات کا مقابلہ نہیں کرسکتی جو سب مستند ہیں۔

{حدیث نمبر 99/891} محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن ابن محبوب عن العلا عن محمد بن مسلم قال قلت لأبي جعفر عليه السلام: أصلي والتماثيل قدامي وأنا انظر إليها؟ قال: لا اطرح عليها ثوباً، ولا بأس بها إذا كانت عن يمينك أو شمالك أو خلفك أو تحت رجلك أو فوق رأسك، وإن كانت في القبلة فألق عليها ثوباً وصل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: میں نماز پڑھتا ہوں اور میرے سامنے تماثیل وتصاویر ہوتی ہیں اور میں ان کی طرف دیکھتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، ان پر کپڑا ڈال دیا کرو اور وہ تماثیل وتصاویر دائیں یا بائیں جانب یا پیچھے ہوں یا قدموں کے نیچے ہوں یا تیرے سر کے اُوپر ہوں تو کوئی حرج نہیں ہے اور اگر قبلہ کی طرف ہیں تو ان پر کپڑا ڈالو اور نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 100/892﴾ الحسین بن سعید عن فضالة عن حسین عن ابن مسکان عن الحلبی قال قال أبو عبد الله علیه السلام: ربما قمت فاصلی وبین یدی الوسادة فیها تماثیل طیر فجعلت علیها ثوبا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: بعض اوقات میں نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور میرے سامنے تکیہ ہوتا ہے۔ اس پر تماثیل وتصاویر ہوتی ہیں۔ پس میں اس پر کپڑا ڈال دیتا ہوں۔

﴿حدیث نمبر 101/893﴾ محمد بن یعقوب عن محمد بن الحسن وعلی بن محمد عن سهل بن زیاد عن ابن محبوب عن علی بن رئاب عن جمیل بن صالح عن الفضیل بن یسار قال قلت لابی عبد الله علیه السلام: أقوم فی الصلاة فاری قدامی فی القبلة العذرة فقال: تنح عنها ما استطعت، ولا تصل علی الجواد.

وقال الشیخ رحمه الله: (ولا بأس أن یصلی الانسان متقلدا سیفا فی غمد أو فی کمه سکین فی قرابها أو غیر ذلك من الحدید إذا احتاج الی احرازه فیه. وإذا صلی وفی اصبعه خاتم من حدید لم یضره ذلك إن شاء الله تعالی).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نماز کے لیے کھڑا ہوا ہوں۔ پھر میں نے دیکھا کہ میرے سامنے قبلہ رُخ پاخانہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جتنا ہوسکتا ہو اس سے دُوری اختیار کرو اور شارع عام پر نماز نہ پڑھو۔

نماز کے دوران اسلحہ کا حمائل کرنا

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انسان کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ نماز کے دوران تلوار نیام میں رکھتے ہوئے اپنے کندھے پر حمائل کرے یا چاقو چھری کو غلاف میں رکھ کر اپنے پاس رکھے، یا اس کے علاوہ لوہا اپنے پاس رکھے جب وہ اس کو اپنے پاس رکھنے کا محتاج ہو۔

اگر انسان نماز پڑھے اور اس کی انگلی میں لوہے کی انگوٹھی ہو، وہ ان شاء اللہ ضرر و نقصان دہ نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 102/894﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن رجل عن الحسن بن علي عن أبيه عن علي بن عقبة عن موسى بن اكيل النميري عن أبي عبد الله عليه السلام في الحديد أنه حلية أهل النار والذهب حلية أهل الجنة، وجعل الله الذهب في الدنيا زينة النساء فحرم على الرجال لبسه والصلاة فيه، وجعل الله الحديد في الدنيا زينة الجن والشياطين فحرم على الرجل المسلم أن يلبسه في الصلاة إلا أن يكون قبال عدو فلا بأس به. قال قلت له: فالرجل في السفر يكون معه السكين في خفه لا يستغني عنه أو في سراويله مشدود أو المفتاح يخشى ان وضعه ضاع أو يكون في وسطه المنطقة من حديد قال: لا بأس بالسكين والمنطقة للمسافر أو في وقت ضرورة وكذلك المفتاح إذا خاف الضيعة والنسيان، ولا بأس بالسيف وكل آلة السلاح في الحرب، وفي غير ذلك لا يجوز الصلاة في شئ من الحديد فانه نجس ممسوخ. وقد قدمنا رواية عمار الساباطي ان الحديد متى كان في غلاف فانه لا بأس بالصلاة فيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب موسیٰ بن اکیل النمیری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: لوہا اہل جہنم کا زیور ہے اور سونا اہل جنّت کا زیور ہے اور اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں سونے کو عورتوں کے لیے زیور قرار دیا ہے اور مرد پر سونا پہننا اور اس میں نماز کو حرام قرار دیا ہے۔ پس مسلمان مرد پر نماز میں لوہے کو پہننا حرام قرار دیا ہے سوائے اس صورت کے کہ جب اس کے مقابل میں دشمن ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: بندہ سفر میں ہے اور اس کے پاس چاقو یا چھری ہے اور اس کی اس کو ضرورت ہے، یا اس کی شلوار کا ازار بند ہے یا اس کے پاس لوہے کی چابی ہے اور اسے خوف ہے کہ اگر وہ اس کو رکھے گا تو ضائع

ہو جائے گی (گم ہو جائے گی) یا اس کی کمر میں لوہے کا کمر بند ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ اس چھری یا چاقو میں یا کمر بند میں جو مسافر کے لیے یا اس کی ضرورت ہے اور ایسے ہی چابی کہ اس کے گم ہونے کا خوف ہے، یا بھول جانے کا خوف ہے، ایسے ہی تلوار میں بھی کوئی حرج نہیں اور ہر وہ اسلحہ جو جنگ میں ضروری ہے اس کا پاس ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن جنگ و ضرورت کے علاوہ میں لوہے کی کسی چیز میں نماز جائز نہیں ہے کیونکہ یہ نجس اور مسخ شدہ ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم پہلے عمار الساباطی کی روایت بیان کر چکے ہیں کہ جس میں ذکر ہوا ہے کہ لوہا جب غلاف میں ہو تو پھر اس کا نماز ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 103/895﴾ علی عن أبيه عن النوفلي عن السكوني عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لا يصلي الرجل وفي يده خاتم حديد. قال الشيخ رحمه الله: (ولا تجوز الصلاة الى شيء من القبور حتى يكون بين الانسان وبينه حايل).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب السکونی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی ہو تو نماز نہ پڑھو۔

قبر کے سامنے نماز پڑھنا جائز نہیں

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: قبور کے سامنے نماز پڑھنا جائز نہیں یہاں تک کہ نمازی اور قبر کے درمیان کوئی چیز حائل ہو جائے تو جائز ہے۔

﴿حدیث نمبر 104/896﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن الحسن بن علي عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي بين القبور؟ قال: لا يجوز ذلك الا أن يجعل بينه وبين القبور إذا صلى عشرة اذرع من بين يديه، وعشرة اذرع من خلفه وعشرة اذرع عن يمينه، وعشرة اذرع عن يساره ثم يصلي إن شاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے بندے کا قبروں کے درمیان نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: جائز نہیں سوائے اس صورت کے جب بندہ نماز پڑھے تو اس کے اور قبور کے درمیان سامنے کی طرف دس ہاتھ فاصلہ ہو اور دائیں اور بائیں اور پیچھے کی طرف سے بھی دس ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ پھر اگر وہ چاہے تو وہ نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 105/897﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن معاوية بن حكيم عن معمر بن خلاد عن الرضا عليه السلام قال: لا بأس بالصلاة بين المقابر ما لم يتخذ القبر قبلة. قال الشيخ رحمه الله: (وقد روى أنه لا بأس بالصلاة الى قبلة فيها قبر إمام والاصل ما قدمناه).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معمر بن خلاد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام علی الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قبروں کے درمیان نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ جب قبر قبلہ کی طرف نہ ہو (یعنی قبلہ رُخ سامنے قبر نہ ہو تو کوئی حرج نہیں ہے)۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: تحقیق یہ بھی مروی ہے اگر قبلہ کی جانب سامنے امام علیہ السلام کی قبر ہو تو نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اصل وہی ہے جسے ہم نے پہلے بیان کردیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 106/898﴾ روى محمد بن أحمد بن داود عن أبيه قال: حدثنا محمد بن عبد الله الحميري قال: كتبت الى الفقيه عليه السلام اسأله عن الرجل يزور قبور الائمة عليهم السلام هل يجوز له أن يسجد على القبر أم لا؟ وهل يجوز لمن صلى عند قبورهم أن يقوم وراء القبر ويجعل القبر قبلة ويقوم عند رأسه ورجليه؟ وهل يجوز أن يتقدم القبر ويصلي ويجعله خلفه أم لا؟ فأجاب عليه السلام وقرأت التوقيع ومنه نسخت: أما السجود على القبر فلا يجوز في نافلة ولا فريضة ولا زيارة بل يضع خده الايمن على القبر، وأما الصلاة فانها خلفه يجعله الامام ولا يجوز أن يصلي بين يديه لان الامام لا يتقدم ويصلي عن يمينه وشماله.

قال الشیخ رحمه الله: (ولا یجوز للرجل أن یصلی وعلیه عمامة أو لثام حتی یکشف عن جبهته موضع السجود ویکشف عن فیه لقراءة القرآن). اما کشف الجبهة فقد بیناه فیما تقدم أنه لا بد منه ویزیده بیانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن عبداللہ الحمیری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں فقیہ عصر امام زمانہ علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور آپؑ سے سوال کیا: وہ بندہ جو ائمہ معصومینؑ کی قبور کی زیارت کرتا ہے تو اس کے لیے جائز ہے کہ امامؑ کی قبر پر سجدہ کرے؟ نیز جو بندہ ائمہ معصومینؑ کی قبور کے پاس نماز پڑھتا ہے تو کیا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ قبر امام کو اپنے عقب میں سے قرار دے یا امام کی قبر کو قبلہ رُخ قرار دے (قبر کے سامنے نماز پڑھے) یا وہ امام کے سرہانے کی جانب نماز پڑھے یا قدموں کی جانب نماز پڑھے؟ کیا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ قبر کے آگے نماز پڑھے اور قبر کو اپنے پیچھے قرار دے یا نہیں؟

آپؑ نے جواب دیا اور میں نے آپؑ کی توقیع کو خود پڑھا کہ اس میں لکھا تھا: قبر پر سجدہ کرنا خواہ نماز واجب ہو یا نافلہ یا نماز زیارت جائز نہیں ہے بلکہ وہ اپنا رخسار قبر پر رکھے۔ اور نماز میں قبر کو نماز میں اپنے سامنے قرار دے۔ قبر کے آگے نماز پڑھنا جائز نہیں کیونکہ امام سے آگے نہ بڑھے اور نماز کو امامؑ کی قبر کے دائیں یا بائیں جانب پڑھے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرد کے لیے جائز نہیں کہ نماز پڑھے اور اس کے سر پر عمامہ یا اس کے ناک پر کپڑا ہو مگر یہ کہ اس کی پیشانی سے جائے سجدہ کو ننگا رکھے اور منہ کو بھی کھلا چھوڑ دے تا کہ وہ قرأت کر سکے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پیشانی کے کھلا رکھنے کے بارے میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ یہ ضروری ہے اور مزید اس کو ذیل کی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 107/899﴾ محمد بن یعقوب عن محمد بن یحیی عن أحمد بن محمد عن علی بن النعمان عمن رواه عن أبی عبد الله علیه السلام فی الرجل یصلی وهو یؤمی علی دابته متعمما قال: یکشف موضع السجود. فأما اللثام فالذی یدل علی أنه لا یجوز ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن نعمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اس سے نقل کیا ہے جس میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں عرض ہوا جو اپنی سواری پر نماز پڑھ رہا ہے اور وہ اشارہ سے نماز پڑھ رہا ہے جبکہ اس کے سر پر عمامہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: سجدہ کی جگہ پیشانی سے کھلا رکھے۔

﴿حدیث نمبر 108/900﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن إسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عيسى عن ربعي عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال قلت له: أيصلي الرجل وهو متلثم؛ فقال: أما على الارض فلا، وأما على الدابة فلا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: کیا مرد منہ ڈھانپ کر نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ زمین پر پڑھ رہا ہو تو نہیں اور اگر وہ سواری پر ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 109/901﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يصلي ويقرأ القرآن وهو متلثم فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو قرآن کی تلاوت کر رہا ہے حالانکہ اس نے منہ پر کپڑا کیا ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 110/902﴾ سعد بن عبد الله عن أبي جعفر عن أبي عبد الله عن العباس ابن معروف عن علي بن مهزيار عن الحسن بن علي عمن ذكره من أصحابنا عن أحدهما عليه السلام أنه قال: لا بأس بأن يقرأ الرجل في الصلاة وثوبه على فيه. فان المراد بهذين الخبرين هو أنه إذا لم يمنع اللثام من سماع القرآن فانه لا بأس به فأما مهما منع من سماعه فانه لا يجوز ذلك حسب ما قدمناه، والذي يدل على ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسن بن علی سے اور انھوں نے اس بندے سے نقل کیا ہے جس نے اپنے

ساتھیوں سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر یا امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ بندہ قرآن کی تلاوت کرے اور اس کے منہ پر کپڑا ہو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں روایتوں سے مراد ہے کہ جب منہ پر کپڑا باندھنے سے قرأت کے سننے میں رکاوٹ نہ ہو تو کوئی حرج نہیں اور وہ رکاوٹ ہے تو پھر ہم بیان کر چکے ہیں کہ وہ جائز نہیں ہے اور اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حديث نمبر 111/903﴾ ما رواه سعد عن أحمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن علي بن رئاب عن الحلبي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: هل يقرأ الرجل في صلاته وثوبه على فيه؛ فقال: لا بأس بذلك إذا سمع الهمهمة.

قال الشيخ رحمه الله: (ويكره للمرأة أن تصلي وعليها نقاب مع التمكن والاختيار).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا بندہ نماز میں یوں قرأت کر سکتا ہے کہ اس کے منہ پر کپڑا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ اپنی آواز کا ہمہمہ سن سکتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مکروہ ہے کہ عورت حالت اختیاری اور امکان میں نماز پڑھے کہ اس کے چہرے پر نقاب ہو۔

﴿حديث نمبر 112/904﴾ الحسين بن سعيد عن الحسن عن زرعة عن سماعة قال: سألته عن الرجل يصلي فيتلو القرآن وهو متلثم فقال: لا بأس به وإن كشف عن فيه فهو أفضل. قال: وسألته عن المرأة تصلي متنقبة؛ قال: إذا كشفت عن موضع السجود فلا بأس به وان اسفرت فهو أفضل.

قال الشيخ رحمه الله: (ولا يجوز للرجل أن يصلي وامرأة تصلي الى جانبه أو في صف واحد، ومتى صلى وهي مسامتة له في صفه بطلت صلاتهما، وينبغي إذا اتفق صلاتها في حال صلاته في بيت واحد ونحوه أن تصلي بحيث يكون سجودها تجاه قدميه في سجوده، وكذلك إن صلت بصلاته كانت حالها ما وصفناه).

https://www.shiabookspdf.com

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور قرآن کی قرأت کر رہا ہے حالانکہ اس کے منہ پر کپڑا ہے؟ (یعنی مڈاسہ مارا ہوا ہے)۔

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔ اگر منہ کو ننگا رکھے تو یہ زیادہ افضل ہے۔

راوی: پھر میں نے آپؑ سے عرض کیا: ایک عورت نماز پڑھ رہی ہے اور اس نے اپنے منہ پر مقنعہ کیا ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کی پیشانی سے سجدہ کی جگہ ننگی و ظاہر ہے تو کوئی حرج نہیں اور وہ چہرے کو کھلا رکھے تو افضل ہے۔

مرد اور عورت کا ایک جگہ نماز پڑھنے کا حکم

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مرد کے لیے جائز نہیں کہ وہ نماز پڑھے اور اس کی ایک جانب اسی صف میں عورت بھی نماز پڑھ رہی ہو۔ اور وہ عورت مرد کے ساتھ اس کی صف میں ہے تو دونوں کی نماز باطل ہے اور سزاوار ہے کہ اگر اس کی نماز اس حالت میں ہے کہ مرد بھی اسی وقت اس کمرے میں نماز پڑھ رہا ہے تو وہ اس حالت میں نماز پڑھے کہ اس کے سجدہ کرنے کی جگہ مرد کے قدموں کے برابر ہو اور ایسے ہی عورت نماز پڑھتی ہے تو اس کی نماز اس حالت میں کہ جو ہم نے بیان کیا ہے۔

{حدیث نمبر 113/905} الحسين بن سعيد عن صفوان عن العلا عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي في زاوية الحجرة وامرأته أو ابنته تصلي بحذاه في الزاوية الاخرى قال: لا ينبغي ذلك فان كان بينهما شبر أجزأه يعني إذا كان الرجل متقدما للمرأة بشبر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر یا امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے ایک ایسے مرد کے بارے میں سوال کیا کہ جو کمرے کے ایک کونے میں نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرے کونے (طرف) اس کی زوجہ یا بیٹی نماز پڑھ رہی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ اس کے لیے سزاوار نہیں ہاں اگر دونوں کے درمیان ایک بالش کا فاصلہ ہو یعنی مرد ایک بالش ان سے آگے ہو تو پھر مجزی ہے (کوئی حرج نہیں ہے)۔

﴿حدیث نمبر 114/906﴾ وعنه عن فضالة عن حسين بن عثمان عن الحسن الصيقل عن ابن مسكان عن أبي بصير قال: سألته عن الرجل والمرأة يصليان في بيت واحد المرأة عن يمين الرجل بحذاه؛ قال: لا إلا أن يكون بينهما شبر أو ذراع ثم قال: كان طول رحل رسول الله صلى الله عليه وآله ذراعاً فكان يضعه بين يديه إذا صلى ليستره ممن يمر بين يديه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام علیہ السلام سے اس مرد اور عورت کے بارے میں سوال کیا جو ایک کمرے میں نماز پڑھ رہے ہیں اور عورت مرد کے دائیں جانب اس کے برابر میں کھڑی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ دونوں کے درمیان ایک بالشت یا ایک ذراع کا فاصلہ ہو (کہ مرد اس سے ایک بالشت آگے ہو)۔ پھر آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھوڑے کی زین ایک قدم کے برابر تھی۔ آپؐ جب نماز پڑھتے تھے تو اس کو اپنے آگے رکھتے تھے تاکہ جو آپؐ کے سامنے سے گزرے اس کے لیے حائل ہو سکے اور پردہ بن جائے۔

﴿حدیث نمبر 115/907﴾ وعنه عن صفوان وفضالة عن العلا عن محمد عن أحدهما عليه السلام قال: سألته عن المرأة تزامل الرجل في المحمل يصليان جميعاً؛ فقال: لا، ولكن يصلي الرجل فإذا فرغ صلت المرأة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا کہ جو مرد کے ساتھ برابر میں ایک محمل میں سوار ہے۔ کیا وہ دونوں اکٹھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، جب مرد نماز سے فارغ ہو جائے تو پھر عورت نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 116/908﴾ وعنه عن محمد بن سنان عن عبد الله بن مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل والمرأة يصليان جميعاً في بيت المرأة عن يمين الرجل بحذاه؛ قال: لا حتى يكون بينهما شبر أو ذراع أو نحوه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس مرد اور عورت کے بارے میں سوال کیا جو دونوں ایک کمرے میں نماز پڑھ رہے ہیں اور عورت اس کے دائیں جانب برابر میں کھڑی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں (جائز نہیں) مگر یہ کہ دونوں کے درمیان ایک بالش یا ایک ہاتھ (ذراع) یا اس کی مثل فاصلہ ہو (کہ مرد اتنا آگے ہو تب جائز ہے)۔

{حدیث نمبر 117/909} سعد عن سندی بن محمد البزاز عن أبان بن عثمان عن عبد الله بن أبي يعفور قال قلت لابي عبد الله عليه السلام : أصلي والمرأة الى جنبي وهي تصلي؛ فقال: لا إلا أن تتقدم هي أو أنت، ولا بأس أن تصلي وهي بحذاك جالسة أو قائمة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نماز پڑھ رہا ہوتا ہوں اور عورت میرے پہلو میں نماز پڑھ رہی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، مگر یہ کہ تو اس سے آگے ہو یا وہ تجھ سے آگے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ مزید فرمایا: اگر تو نماز پڑھ رہا ہے اور عورت تیرے مقابل میں بیٹھی ہوئی ہے یا کھڑی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 118/910} وعنه عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن حماد ابن عثمان عن إدريس بن عبد الله القمي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن الرجل يصلي وبحياله امرأة قائمة جنب على فراشها؛ فقال: إن كانت قاعدة فلا تضرك وإن كانت تصلي فلا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ادریس بن عبداللہ القمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس مرد کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے ایک جانب ایک عورت اپنے فرش (یا بستر) پر کھڑی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ بیٹھی ہوئی ہے تو پھر کوئی نقصان نہیں اور اگر وہ نماز پڑھ رہی ہے تو پھر نہیں (یعنی پھر جائز نہیں ہے)۔

{حدیث نمبر 119/911} محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن الحسن بن علي بن

https://www.shiabookspdf.com

فضال عن عمرو بن سعيد المدائني عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبدالله عليه السلام انه سئل عن الرجل يستقيم له أن يصلي وبين يديه امرأة تصلي؛ قال: لا يصلي حتى يجعل بينه وبينها أكثر من عشرة اذرع، وإن كانت عن يمينه وعن يساره جعل بينه وبينها مثل ذلك، فان كانت تصلي خلفه فلا بأس وإن كانت تصيب ثوبه، وإن كانت المرأة قاعدة أو نائمة أو قائمة في غير صلاة فلا بأس حيث كانت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ ایک بندہ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا ہے اور اس کے سامنے ایک عورت نماز پڑھ رہی ہے تو کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ بندہ نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ اس مرد اور عورت کے درمیان دس ہاتھ (ذراع) سے زیادہ کا فاصلہ ہو اور اگر وہ اس کے دائیں یا بائیں جانب بھی ہے تو بھی اتنا فاصلہ قرار دے اور اگر عورت اس کے پیچھے نماز پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے، خواہ اس کا کپڑا اس کو لگے تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

اور اگر عورت بیٹھی ہوئی ہے یا سوئی ہوئی ہے یا کھڑی ہے لیکن نماز نہیں پڑھ رہی تو پھر وہ جہاں بھی ہو کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حديث نمبر 120/912﴾ فأما ما رواه سعد عن يعقوب بن يزيد عن الحسن بن علي بن فضال عمن أخبره عن جميل بن دراج عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يصلي والمرأة تصلي بحذاه؛ قال: لا بأس. فيحتمل أن يكون أراد عليه السلام إذا كان الرجل بينه وبين المرأة أكثر من عشرة اذرع حسب ما ذكره عمار الساباطي في روايته المتقدمة أو تكون من ورائه، ويحتمل أن يكون المراد به إذا كان بينه وبينها حايل حسب ما ذكرناه في أخبار كثيرة في أنه يجعل الرجل ساترا بينه وبينها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور وہ روایت جسے جناب جمیل بن دراج نے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ اس مرد کے بارے میں کہ جو نماز پڑھ رہا ہے اور عورت اس کے ایک طرف نماز پڑھ رہی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں یہ احتمال ہے کہ آپؑ کی مراد ہے کہ جب مرد اور عورت کے درمیان دس ہاتھ سے زیادہ کا فاصلہ ہو جیسا کہ عمار الساباطی کی روایت میں بیان ہو چکا ہے یا وہ عورت مرد کے پیچھے نماز پڑھ رہی ہے یا یہ بھی احتمال ہے کہ مرد اور عورت کے درمیان کوئی پردہ حائل ہے جیسا کہ بہت زیادہ روایات میں ذکر ہوا ہے کہ مرد اپنے اور عورت کے درمیان پردہ قرار دے۔

﴿حدیث نمبر 121/913﴾ العیاشی عن جعفر بن محمد قال: حدثنی العمرکی عن علی بن جعفر عن أخیه موسی بن جعفر علیه السلام قال: سألته عن إمام کان فی الظهر فقامت امرأته بحیاله تصلی معه وهی تحسب أنها العصر هل یفسد ذلك علی القوم؛ وما حال المرأة فی صلاتها معهم وقد کانت صلت الظهر؛ فقال: لا یفسد ذلك علی القوم وتعید المرأة صلاتها.

قال الشیخ رحمه الله: (ولا یجوز لاحد أن یصلی وعلیه قباء مشدود إلا أن یکون فی الحرب فلا یتمکن من أن یحله فیجوز ذلك للاضطرار). ذکر ذلك علی بن الحسین بن بابویه وسمعناها من الشیوخ مذاکرة ولم أعرف به خبرا مسندا. قال الشیخ رحمه الله: (ولا ینبغی للرجل إذا کان له شعر أن یصلی وهو معقوص حتی یحله وقد رخص ذلك للنساء).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ امام لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا رہا ہے اور اس کے ساتھ آ کر ایک عورت نے نماز شروع کر دی ہے اور اس نے گمان کیا کہ شاید امام جماعت نماز عصر پڑھا رہا ہے اور اس نے ان کے ساتھ نماز ظہر شروع کر دی ہے تو ان لوگوں کی نماز باطل ہوگی؟ اور اس عورت کی نماز کا کیا حال ہے کہ جو نماز ظہر پڑھ رہی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: لوگوں (قوم) کی نماز باطل و فاسد نہیں ہوگی اور عورت اپنی نماز کا اعادہ کرے گی۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی ایک کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ نماز اس حالت میں پڑھے کہ اس کے اُوپر عباء ہو جس کو اس نے باندھا ہوا ہو، سوائے اس کے کہ جب وہ جنگ میں ہو اور اس کو اس کو کھولنا ممکن نہ ہو تو یہ اضطرار کی حالت میں جائز ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بارے میں جناب علی بن الحسین ابن بابویہ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بارے میں میں نے اپنے استاذہ کا مذاکرہ سنا ہے لیکن میں اس کے بارے میں کسی سند و روایت کے بارے میں نہیں جانتا۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مرد کے لیے سزاوار نہیں ہے کہ اس کے بال ہوں اور وہ نماز اس حالت میں پڑھے کہ اس نے بالوں کی چوٹیاں یا جوڑہ بنایا ہوا ہو یہاں تک کہ ان کو کھول دے لیکن عورتوں کے لیے یہ جائز ہے۔

﴿حدیث نمبر 122/914﴾ محمد بن يعقوب عن محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن ابن محبوب عن مصادف عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل صلى صلاة فريضة وهو معقوص الشعر قال: يعيد صلاته.

قال الشيخ رحمه الله: (ولا بأس للرجل أن يصلي في النعل العربي بل صلاته فيها أفضل ولا يجوز أن يصلي في النعل السندي حتى ينزعها ولا يجوز الصلاة في الشمشك).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مصادف سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ ایک بندہ واجب نماز پڑھ رہا ہے جبکہ اس نے بالوں کی چوٹیاں بنائی ہوئی ہیں (یا جوڑا بنایا ہوا ہے)؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

عربی جوتے میں نماز کا حکم

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بندے کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ عربی جوتے میں نماز پڑھے بلکہ اس میں نماز پڑھنا افضل ہے اور سندھی جوتے میں نماز پڑھنا جائز نہیں بلکہ اس کو اُتارنا واجب ہے۔ ایسے ہی بغدی جوتے میں بھی نماز جائز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 123/915﴾ الحسين بن سعيد عن محمد بن إسماعيل قال: رأيته يصلي في نعليه لم يخلعهما وأحسبه قال ركعتي الطواف.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن اسماعیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کو

دیکھا کہ وہ جوتی سمیت نماز پڑھ رہے ہیں جس کو آپؑ نے اُتارا نہیں تھا اور میرا گمان ہے کہ انھوں نے کہا وہ طواف کی دو رکعتیں تھیں۔

﴿حدیث نمبر 124/916﴾ وعنه عن حماد بن عيسى عن معاوية بن عمار قال: رأيت أبا عبد الله عليه السلام يصلي في نعليه غير مرة ولم أره ينزعهما قط.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ دیکھا کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام جوتیوں میں نماز پڑھتے جن کو آپؑ نے کبھی نہیں اُتارا تھا۔

﴿حدیث نمبر 125/917﴾ سعد عن أبي جعفر عن أبيه عن عبد الله بن المغيرة قال: إذا صليت فصل في نعليك إذا كانت طاهرة فإن ذلك من السنة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن المغیرہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم نماز پڑھو تو اپنی جوتیوں سمیت پڑھو۔ اگر وہ پاک ہیں کیونکہ اس میں سنت ہے۔

﴿حدیث نمبر 126/918﴾ وعنه عن أبي جعفر عن العباس بن معروف عن علي ابن مهزيار قال: رأيت أبا جعفر عليه السلام صلى حين زالت الشمس يوم التروية ست ركعات خلف المقام وعليه نعلاه لم ينزعهما.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن مھزیار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ یوم ترویہ (۹ ذی الحجہ) کو زوالِ آفتاب کے وقت مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے چھ رکعات پڑھ رہے تھے۔ آپؑ جوتیوں سمیت پڑھ رہے تھے آپؑ نے جوتیوں کو اُتارا نہیں تھا۔

﴿حدیث نمبر 127/919﴾ محمد بن علي بن محبوب عن العباس عن عبد الله بن المغيرة عن أبان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا صليت فصل في نعليك إذا كانت طاهرة فإنه يقال ذلك من السنة.

قال الشيخ رحمه الله: (ويصلي في الخف والجرموق إذا كان له ساق).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو نماز پڑھو تو اگر تیری جوتیاں پاک ہیں تو ان سمیت پڑھو کیونکہ اس میں سنت ہے۔

مسئلة: جناب الشیخ المفید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ موزے یا وہ بڑے موزے جو پنڈلی تک ہوں ان میں نماز پڑھنا جائز ہے۔

﴿حدیث نمبر 128/920﴾ الحسین بن سعید عن فضالة عن حسین عن ابن مسکان عن الحلبی قال سألت أبا عبد الله علیه السلام عن الخفاف التی تباع فی السوق فقال: اشتر وصل فیها حتی تعلم أنه میت بعینه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے موزوں کے بارے میں سوال کیا جن کو مسلمانوں کے بازار میں فروخت کیا جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: خریدوں اور ان میں نماز پڑھو مگر یہ کہ آپ کا پتہ چل جائے کہ وہ مردار سے بنے ہیں (تو پھر ان میں نماز جائز نہیں ہے)۔

﴿حدیث نمبر 129/921﴾ محمد بن یعقوب عن سهل عن بعض أصحابه عن الحسن الجهم قال: قلت لابی الحسن الرضا علیه السلام اعترض السوق فأشتری خفا لا أدری اذکی هو أم لا؟ قال: صل فیه قلت: والنعل؟ قال: مثل ذلك قلت: انی اضیق من هذا قال: اترغب عنا؟! کان أبو الحسن علیه السلام یفعله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن الجهم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے عرض کیا: میں بازار گیا اور ایک موزہ خریدا جس کے بارے میں میں نہیں جانتا تھا کہ مذکی ہے یا نہیں (یعنی پاک چمڑے سے ہے یا نہیں)۔

آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز پڑھو۔

پھر میں نے جوتے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے پھر اس کی مثل جواب دیا (اس میں نماز پڑھو)۔

میں نے عرض کیا: لیکن میرا دل اس سے تنگ پڑتا ہے (یعنی میں پسند نہیں کرتا)۔

آپؑ نے فرمایا: کیا تو اس میں رغبت نہیں رکھتا؟ امام ابوالحسن علیہ السلام تو یوں کیا کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 130/922﴾ سعد عن أبی جعفر عن الحسین عن فضالة عن أبان عن

https://www.shiabookspdf.com

إسماعيل بن الفضيل قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن لباس الجلود والخفاف والنعال والصلاة فيها إذا لم تكن من أرض المصلين فقال: أما النعال والخفاف فلا بأس بها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس پوستین کے لباس اور موزے اور جوتے میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا کہ جن کو مسلمانوں کے بازار سے نہیں خریدا گیا۔

آپؑ نے فرمایا: جوتے اور موزوں میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حدیث نمبر 131/923 محمد بن أحمد بن يحيى عن إبراهيم بن مهزيار قال: سألته عن الصلاة في جرموق واتيته بجرموق بعثت به إليه فقال: يصلى فيه.

قال الشيخ رحمه الله: (ويكفي الرجل في الصلاة قميص إذا كان صفيقا ولا بد للمرأة من درع وخمار في الصلاة) فقد مضى شرح ذلك فيما مضى مستوفى فلا وجه لاعادته إن شاء الله تعالى.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابراہیم بن مہزیار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے بڑے موزے کے بارے میں نماز کے بارے میں سوال کیا اور میں آپؑ کے لیے بڑے موزے لے کر آیا اور ان کو آپؑ کی خدمت میں بھیجا۔

آپؑ نے فرمایا: ان میں نماز پڑھو۔

مسئلۃ: جناب الشیخ المفید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مرد کے لیے نماز میں ایک قمیص کافی ہے۔ اگر وہ موٹی ہو (یعنی اس کے نیچے سے جسم نظر نہ آتا ہو)۔ اور عورت کے لیے واجب ہے کہ نماز میں قمیص اور ڈوپٹہ بھی ہو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس کے بارے میں تفصیل سے ذکر گزر چکا ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کو دوبارہ ذکر کیا جائے۔ ان شاء اللہ وہی کافی ہے۔

جو چیز زمین سے اُگتی ہے اس پر سجدہ کرنا

حدیث نمبر 132/924 وروى حماد بن عثمان عن أبي عبد الله عليه السلام أنه

قال: السجود علی ما أنبتت الارض إلا ما أكل أو لبس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ چیز جو زمین سے اُگتی ہے اس پر سجدہ جائز ہے۔ شرط یہ ہے کہ وہ کھائی جائے اور نہ پہنی جائے۔

﴿حدیث نمبر 133/925﴾ وقال هشام بن الحكم لابي عبد الله عليه السلام أخبرني عما يجوز السجود عليه؛ وعما لا يجوز؛ قال: السجود لا يجوز إلا على الارض أو على ما أنبتت الارض إلا ما أكل أو لبس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن الحکم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپؑ مجھے بتائیں کہ کس چیز پر سجدہ ہوسکتا ہے یا جائز ہے؟ اور کس پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: سجدہ جائز نہیں مگر زمین پر یا اس چیز پر جو زمین سے اُگتی ہے مگر یہ کہ وہ نہ کھائی جاتی ہو اور نہ پہنی جاتی ہو۔

﴿حدیث نمبر 134/926﴾ وروى عن الصادق عليه السلام أنه قال: السجود على الارض فريضة وعلى غير الارض سنة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: زمین پر سجدہ کرنا فرض و واجب ہے اور زمین کے علاوہ پر سنت ہے۔

﴿حدیث نمبر 135/927﴾ وروى عن ياسر الخادم أنه قال: مر بي أبو الحسن عليه السلام وأنا أصلي على الطبري وقد القيت عليه شيئًا فقال: مالك لا تسجد عليه؛ اليس هو من نبات الارض؟! وقال علي بن الحسين بن بابويه في رسالته اسجد على الارض أو على ما أنبتت الارض ولا تسجد على الحصر المدنية لان سيورها من جلد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کرتے ہیں کہ یاسر خادم سے نقل ہوا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں طبری پر نماز پڑھ رہا تھا اور میں نے اس پر کوئی چیز رکھی ہوئی تھی تو میرے پاس سے امام ابوالحسن علیہ السلام کا گزر ہوا تو آپؑ نے مجھے فرمایا: تجھے کیا ہوگیا ہے کہ تو اس پر سجدہ نہیں کرتا۔ کیا یہ ان چیزوں میں سے نہیں ہے جو زمین سے اُگتی ہے؟

جناب علی بن الحسین بن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے: زمین پر سجدہ کرو اور جو چیز زمین سے

https://www.shiabookspdf.com

اُگتی ہے اس پر سجدہ کرو اور جو چٹائیاں ہیں ان پر سجدہ نہ کرو کیونکہ یہ پوستین سے تیار ہوتی ہیں۔

{حدیث نمبر 136/928} وسأل الحسن بن محبوب أبا الحسن عليه السلام عن الجص يوقد عليه بالعذرة وعظام الموتى ثم يجصص به المسجد أيسجد عليه؛ فكتب إليه بخطه إن الماء والنار قد طهراه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ جناب الحسن بن محبوب نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ گچ جس کو پکانے کے لیے پاخانہ اور ہڈیاں جلائی جاتی ہیں پھر اس گچ سے مسجد بنائی جائے تو کیا اس پر سجدہ کرنا جائز ہے؟

آپؑ نے ہاتھ سے تحریر کرکے مجھے لکھا ہے کہ آگ اور پانی تحقیق دونوں پاک کرنے والے ہیں۔ اس نے اس لیے اس کو پاک کر دے گی۔

{حدیث نمبر 137/929} وسأل داود بن يزيد أبا الحسن الثالث عليه السلام عن القراطيس والكواغذ المكتوبة عليها هل يجوز السجود عليها؛ فكتب: يجوز.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے کہ جناب داؤد بن یزید نے امام ابوالحسن نقی علیہ السلام سے کاغذ پہ جس پر کچھ لکھا ہو یا سادہ کاغذ پر سجدہ کرنے کے بارے میں سوال کیا: کیا اس پر سجدہ کرنا جائز ہے؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: جائز ہے۔

{حدیث نمبر 138/930} وسأل علي بن يقطين أبا الحسن الاول عليه السلام عن الرجل يسجد على المسح والبساط فقال: لا بأس إذا كان في حال التقية ولا بأس بالسجود على الثياب في حال التقية.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ جناب علی بن یقطین نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا کہ پٹ سن پر اور چٹائی پر سجدہ کر سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر مقام تقیہ کا ہے تو کوئی ہرج نہیں ہے اور کپڑے پر سجدہ کرنا اگر مقام تقیہ کا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 139/931} وروى عن أحدهما عليه السلام قال قلت: الرجل يسجد وعليه قلنسوة أو عمامة؛ فقال: إذا مس شئ من جبهته الارض فيما بين

حاجبیه وقصاص شعره فقد اجزاءه عنه. تم الجزء الاول من كتاب الصلاة ويتلوه في الجزء الثاني باب العمل في ليلة الجمعة ويومها والحمد لله حق حمده والصلاة على خير خلقه محمد وآله الطيبين وحسبنا الله ونعم الوكيل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ بندہ سجدہ کرے اور اس کے سر پر عمامہ یا ٹوپی ہو تو کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کی پیشانی کا کوئی حصہ زمین پر لگ رہا ہے کہ جو اس کے آبرو اور سر کے بالوں کے درمیان ہے تو یہ اس کے لیے مجزی و کافی ہے۔

کتاب الصلاۃ کا جزء اوّل تمام شد۔ اس کے بعد اس کا دوسرا جزء شروع کریں گے۔

تمام حمد ہے اللہ کے لیے کہ جس کی حمد حق ہے اور درود و سلام ہے اس اچھی مخلوق محمدؐ و آلِ محمدؐ پر جو پاک و طیب ہیں ہمارے لیے اللہ کافی ہے جو بہترین وکیل ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

باب نمبر 12

نماز کی فضیلت اور ان میں سے واجبات اور مستحبات

حدیث نمبر 1/932 محمد بن علي بن محبوب عن العباس بن معروف عن عبد الله ابن المغيرة عن معاوية بن وهب أنه سأل أبا عبد الله عليه السلام عن أفضل ما يتقرب به العباد الى ربهم فقال: لا أعلم شيئاً بعد المعرفة أفضل من الصلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وہب سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ سب سے افضل کون سی چیز ہے جو بندوں کو رب کے زیادہ قریب کرتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: معرفت (عقائد) کے بعد نماز سے افضل میں کسی اور چیز کو نہیں جانتا۔

حدیث نمبر 2/933 وعنه عن محمد بن الحسين عن محمد بن حماد بن زيد عن عبد الله بن يحيى الكاهلي عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله لا يزال الشيطان ذعرا من أمر المؤمن هائبا له ما حافظ على الصلوات الخمس فإذا ضيعهن اجترأ عليه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی سے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: شیطان اس بندے سے ڈرتا ہے اور اس سے خوف زدہ رہتا ہے جو اپنی پانچوں نمازوں کی حفاظت کرتا ہے اور اس سے دُور بھاگتا ہے اور جب وہ ان کو ضائع کرتا ہے تو شیطان اس پر جری ہوجاتا ہے۔

حدیث نمبر 3/934 الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن العلا عن محمد ابن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: أتى رسول الله صلى الله عليه وآله رجل فقال: ادع الله لي أن يدخلني الجنة فقال: أعني بكثرة السجود.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بندہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کیا: آپؐ میرے لیے اللہ سے دُعا کریں کہ وہ مجھے جنت میں داخل کرے۔

آپؐ نے فرمایا: تم کثرتِ سجود سے میری مدد کرو۔

﴿حدیث نمبر 4/935﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن صفوان عن ابن سنان عن إسماعيل بن عمار عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: صلاة فريضة خير من عشرين حجة ، وحجة خير من بيت مملو من ذهب يتصدق منه حتى يفنى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک نماز واجب بیس حجوں سے بہتر ہے اور ایک حج بہتر ہے اس گھر سے جو سونے سے پُر ہو اور اس سارے کو راہِ خدا میں صدقہ کردیا جائے۔

﴿حدیث نمبر 5/936﴾ وعنه عن محمد بن الحسين عن محمد بن عبد الله بن زرارة عن عيسى بن عبد الله الهاشمي عن أبيه عن جده عن علي عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إن عمود الدين الصلاة، وهي أول ما ينظر فيه من عمل ابن آدم فإن صحت نظر في عمله وإن لم تصح لم ينظر في بقية عمله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیسیٰ بن عبداللہ الہاشمی اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے ان کے دادا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نماز دین کا ستون ہے اور سب سے پہلے ابن آدم کے اعمال میں سے نماز کو دیکھا جائے گا۔ پس اگر نماز صحیح ہوئی تو پھر دوسرے اعمال کو دیکھا جائے گا اور اگر نماز صحیح نہ ہوئی تو اس کے دوسرے اعمال کو نہیں دیکھا جائے گا۔

﴿حدیث نمبر 6/937﴾ وبهذا الاسناد عن علي عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله: انتظار الصلاة بعد الصلاة كنز من كنوز الجنة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی سند کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ

خدا ﷺ نے فرمایا: نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا جنت کے خزانوں میں سے ایک ہے۔

﴿حدیث نمبر 7/938﴾ وعنه عن محمد بن الحسین عن وهیب بن حفص عن أبي بصیر عن أبي جعفر علیه السلام قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله لو کان علی باب دار أحدکم نهر فاغتسل فی کل یوم منه خمس مرات أکان یبقی فی جسده من الدرن شیء؛ قلنا لا قال: فان مثل الصلاة کمثل النهر الجاری کلما صلی صلاة کفرت ما بینهما من الذنوب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: اگر تم میں سے کسی کے گھر کے دروازے کے سامنے نہر ہو اور وہ اس نہر میں دن میں پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر میل کچیل میں سے کوئی چیز رہ جائے گی؟

ہم نے عرض کیا: نہیں۔

رسولِؐ خدا نے فرمایا: نماز کی مثال اس بہتی ہوئی نہر کی مانند ہے۔ جب بھی کوئی بندہ نماز پڑھتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کا کفّارہ ہوجاتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 8/939﴾ عنه عن الحسن بن علی بن النعمان قال: حدثنی الحسن بن علی بن فضال عن عروة بن أخت شعیب العقرقوفی عن خاله شعیب قال قال أبو عبد الله علیه السلام: من جاع فلیتوضأ ویصلی رکعتین ثم یقول: (یا رب إنی جائع فاطعمنی) فانه یطعم من ساعته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب شعیب العقرقوفی سے نقل کیا ہے، اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ بھوکا ہو اس کو چاہیے کہ وہ وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر خدا کی بارگاہ میں عرض کرے: اے میرے ربّ! میں بھوکا ہوں۔ پس تو مجھے کھانا کھلا دے۔ تو تحقیق اس کو اسی قت کھانا کھلا دیا جائے گا۔

﴿حدیث نمبر 9/940﴾ عنه عن محمد بن الحسین عن موسی بن عیسی عن محمد بن سعید عن إسماعیل بن مسلم عن جعفر عن أبیه علیه السلام. قال قال رسول الله

صلی اللہ علیہ وآلہ: لکل شیٔ وجہ ووجہ دینکم الصلاۃ فلا یشینن أحدکم وجہ دینہ، ولکل شیٔ أنف وأنف الصلاۃ التکبیر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کا ایک چہرہ ہے اور تمھارے دین کا چہرہ نماز ہے۔ پس تم میں سے کوئی اپنے دین کے چہرے کو عیب دار نہ کرے اور ہر چیز کو ناک (عزت) ہے اور نماز کی ناک تکبیر ہے۔

{حدیث نمبر 10/941} عنہ عن العباس عن عبداللہ بن المغیرۃ عن معاویۃ بن عمار عن إسماعیل بن یسار قال: سمعت أبا عبد اللہ علیہ السلام یقول: إیاکم والکسل ان ربکم رحیم یشکر القلیل، ان الرجل لیصلی الرکعتین تطوعا یرید بھما وجہ اللہ فیدخلہ اللہ بھما الجنۃ، وانہ لیتصدق بالدرھم تطوعاً یرید بہ وجہ اللہ فیدخلہ اللہ بہ الجنۃ وأنہ لیصوم الیوم تطوعاً یرید بہ وجہ اللہ فیدخلہ اللہ بہ الجنۃ.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سستی سے بچو۔ تحقیق تمھارا ربّ رحیم ہے وہ قلیل عمل پر بھی جزا دیتا ہے۔ تحقیق بندہ جو دو رکعتیں نماز مستحب پڑھتا ہے جو فقط خدا کا قرب حاصل کرنے کے لیے تو خداوندعالم ان دو کے بدلے اس بندے کو جنت میں داخل کرے گا اور تحقیق بندہ ایک درہم مستحب صدقہ دے جو فقط خدا کی خاطر ہو۔ پس اس کی وجہ سے اللہ اس کو جنت میں داخل کردے گا اور تحقیق جو بندہ ایک دن مستحب روزہ رکھے کہ جس سے اس کی غرض فقط تقربِ خدا ہو تو اللہ اس کی وجہ سے اس کو جنت میں داخل کردے گا۔

{حدیث نمبر 11/942} أحمد بن إدریس عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان عن حمزۃ بن حمران عن عبید بن زرارۃ عن أبی عبد اللہ علیہ السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ: مثل الصلاۃ مثل عمود الفسطاط إذا ثبت العمود نفعت الاطناب والاوتاد والغشاء، وإذا انکسر لم ینفع طنب ولا وتد ولا غشاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے،

آپؑ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نماز کی مثال خیمے کے ستون کی مانند ہے۔ جب تک وہ ستون ثابت و قائم رہتا ہے تو اس کی طنابیں اور کیل اور پردہ سب نفع دیتے ہیں اور جب وہ ستون ٹوٹ جائے تو اس کی طناب و کیل و پردہ کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی۔

﴿حديث نمبر 12/943﴾ علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حفص ابن البختري عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من قبل الله عز وجل منه صلاة واحدة لم يعذبه، ومن قبل منه حسنة لم يعذبه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حفص بن البختری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس بندے کی اللہ تعالیٰ ایک نماز قبول کرے گا تو اس کو عذاب نہیں دے گا اور جس بندے کی اللہ ایک نیکی قبول کرے گا تو اس کو عذاب نہیں دے گا۔

﴿حديث نمبر 13/944﴾ سعد عن موسى بن جعفر عن بعض أصحابنا عن عبيد الله ابن عبد الله الدهقان عن واصل بن سليمان عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله: ما من صلاة يحضر وقتها إلا نادى ملك بين يدي الله أيها الناس قوموا إلى نيرانكم التي أوقدتموها على ظهوركم فأطفؤها بصلاتكم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کسی نماز کا وقت داخل نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک فرشتہ ندا دیتا ہے: اے لوگو! اپنی آگ کے لیے کھڑے ہو جاؤ جو تمھاری پشت پر بھڑکائی گئی ہے۔ پس اس کو اپنی نماز کے ذریعے خاموش کرو۔

﴿حديث نمبر 14/945﴾ علي بن إبراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس بن عبد الله عن عبد الرحمن بن الحجاج عن أبان بن تغلب قال: صليت خلف أبي عبد الله عليه السلام بالمزدلفة فلما انصرفت التفت إلي فقال: يا أبان الصلوات الخمس المفروضات من أقام حدودهن وحافظ على مواقيتهن لقي الله يوم القيامة وله عنده

عهد يدخله به الجنة، ومن لم يقم حدودهن ولم يحافظ على مواقيتهن لقى الله ولا عهد له إن شاء عذبه وإن شاء غفر له.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مزدلفہ میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ پس آپؑ نے نماز کو مکمل کیا تو میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

اے ابان! پانچ نمازیں واجب ہیں جو بندہ ان کی حدود کے ساتھ ان کو قائم کرے اور ان کے اوقات کی حفاظت کرے وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کے لیے اللہ کے ہاں ایک عہد ہوگا جس کے ذریعے وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو بندہ ان نمازوں کی حدود کے ساتھ ان کو قائم نہیں کرے گا اور ان کے اوقات کی حفاظت نہیں کرے گا وہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس حالت میں ملاقات کرے گا کہ اس کے لیے اللہ کے کچھ کوئی نہیں ہوگا۔ اگر اللہ چاہے گا تو اس کو عذاب دے گا اور چاہے گا تو اس کو بخش دے گا۔

﴿حدیث نمبر 15/946﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن حسين بن عثمان عن سماعة عن أبي بصير قال: سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول: إن أول ما يحاسب به العبد الصلاة فإن قبلت قبل ما سواها، وإن الصلاة إذا ارتفعت في وقتها رجعت الى صاحبها وهي بيضاء مشرقة تقول: حفظتني حفظك الله. وإذا ارتفعت في غير وقتها بغير حدودها رجعت الى صاحبها وهي سوداء مظلمة تقول: ضيعتني ضيعك الله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پہلی چیز جس کے ذریعے بندے کا حساب ہوگا وہ نماز ہے۔ پس اگر نماز قبول ہوگئی تو باقی سب کچھ قبول ہوجائے گا۔

تحقیق جب نماز اپنے وقت میں بلند ہوتی ہے تو وہ اپنے صاحب کی طرف اس حالت میں لوٹتی ہے کہ سفید اور چمکتی ہوگی اور وہ کہتی ہے: تُو نے میری حفاظت کی ہے، اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائے اور اگر وہ وقت کے گزرنے کے بعد بلند ہو کہ جو حدود کے بغیر ہوگی تو وہ اپنے صاحب کی طرف اس حالت میں پلٹتی ہے کہ وہ سیاہ تاریکی ہوتی ہے اور یوں کہتی ہے کہ تُو نے مجھے ضائع کیا ہے، اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے۔

﴿حدیث نمبر 16/947﴾ عنه عن محمد بن الفضيل قال: سألت عبدا صالحا عليه السلام عن قول الله عز وجل (الذين هم عن صلاتهم ساهون) قال: هو التضييع.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن الفضیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں سوال کیا کہ جس میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ (سورۂ ماعون، آیت ۵) "وہ جو اپنی نماز میں سستی کرتے ہیں" اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو نماز کو ضائع کرتے ہیں (یعنی اس کی حدود کا خیال نہیں رکھتے)۔

﴿حدیث نمبر 17/948﴾ علي عن أبيه عن ابن أبي عمير عن عمر بن أذينة عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: بينا رسول الله صلى الله عليه وآله جالس في المسجد إذ دخل رجل فقام فصلى فلم يتم ركوعه ولا سجوده فقال صلى الله عليه وآله: نقر كنقر الغراب لئن مات هذا وهكذا صلاته ليموتن على غير ديني.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک بندہ کھڑا ہوا اور اس نے نماز پڑھنا شروع کی کہ جس کے رکوع وسجود کامل وتام نہیں تھے۔

رسولؐ خدا نے فرمایا: کوے کی مانند چونچ مار رہا ہے۔ اگر یہ مرگیا اور اس کی نماز یوں ہی رہی تو یہ ہرگز میرے دین پر نہیں مرے گا۔

﴿حدیث نمبر 18/949﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان بن يحيى عن العيص بن القاسم قال قال أبو عبد الله عليه السلام: والله انه ليأتي على الرجل خمسون سنة ما قبل الله منه صلاة واحدة فأي شئ أشد من هذا، والله انكم لتعرفون من جيرانكم وأصحابكم من لو كان يصلي لبعضكم ما قبلها منه لاستخفافه بها، إن الله لا يقبل إلا الحسن فكيف يقبل ما استخف به؟!!

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عیص بن قاسم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ بندہ جس کی عمر کے پچاس سال گزر جائیں اور اس کی نمازوں میں سے ایک نماز ایسی نہ ہو

https://www.shiabookspdf.com

کہ جسے اللہ قبول کرے تو اس کے لیے اس سے زیادہ سخت چیز کیا ہو سکتی ہے۔

خدا کی قسم! تم اپنے ہمسایوں اور ساتھیوں میں سے کسی کو جانتے ہو کہ وہ اس طرح کی نماز پڑھتا ہے تو اللہ اس کی نماز کو قبول نہیں کرے گا۔ اس وجہ سے وہ نماز کو خفیف و حقیر قرار دے رہا ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا مگر حسن و اچھی چیز کو۔ تو وہ اس کو کیسے قبول کرے گا جس کو یہ بندہ حقیر و خفیف شمار کر رہا ہے۔

﴿حدیث نمبر 19/950﴾ أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن هشام بن سالم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا قام العبد من الصلاة فخفف صلاته قال الله تعالى: لملائكته أما ترون الى عبدي كأنه يرى ان قضاء حوائجه بيد غيري، أما يعلم أن قضاء حوائجه بيدي!!

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ نماز کے لیے کھڑا ہو اور نماز کو حقیر و خفیف قرار دے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرماتا ہے: کیا تم اس میرے بندے کو دیکھ رہے ہو۔ یہ گویا گمان کرتا ہے کہ اس کی حاجات کو پورا کرنا میرے علاوہ کسی اور کے ہاتھوں میں ہے۔ بہر حال وہ جانتا ہے کہ اس کی حاجات کو پورا کرنا میرے ہاتھوں میں ہے۔

﴿حدیث نمبر 20/951﴾ عنه عن حماد عن حريز عن الفضيل قال سألت أباجعفر عليه السلام عن قول الله تعالى: (الذين هم على صلاتهم يحافظون) قال: هي الفريضة قلت: (الذين هم على صلاتهم دائمون) قال: هي النافلة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب فضیل سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۝ (سورۂ مومنون: آیت ۹) "وہ لوگ جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں" کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: واجب نمازوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

راوی: میں نے آپؑ سے اس آیت الَّذِينَ هُمْ عَلَىٰ صَلَاتِهِمْ دَائِمُونَ ۝ (سورۂ معارج: آیت ۲۳) (وہ لوگ جو اپنی نمازوں کو دوام دیتے ہیں) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس سے مراد نوافل نمازیں ہیں۔

﴿حدیث نمبر 21/952﴾ محمد بن علی بن محبوب عن الحسن بن علی الکوفی عن الحسين بن يزيد عن إسماعيل بن أبي زياد عن جعفر عن أبيه عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من تمثل ببيت شعر من الخنا لم يقبل منه صلاة في ذلك اليوم ومن تمثل بالليل لم تقبل منه صلاة تلك الليلة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن ابی زیاد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور آپ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ دن میں باطل شعر کا ایک بیت پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اس دن کی کوئی نماز قبول نہیں کرے گا اور جو بندہ رات کو پڑھے گا تو خداوند عالم اس کی رات کی کوئی نماز قبول نہیں کرے گا۔

﴿حدیث نمبر 22/953﴾ سعد عن أحمد بن هلال عن أحمد بن عبد الله الكرخي عن يونس بن يعقوب قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: حجة أفضل من الدنيا وما فيها، وصلاة فريضة أفضل من ألف حجة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس بن یعقوب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک حج دُنیا اور جو کچھ اس میں پایا جاتا ہے سب سے افضل ہے اور ایک واجب نماز ہزار حج سے افضل ہے۔

﴿حدیث نمبر 23/954﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن حماد عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عما فرض الله من الصلاة؟ فقال: خمس صلوات في الليل والنهار، فقلت: هل سماهن الله وبينهن في كتابه؟ فقال: نعم قال الله عزوجل لنبيه: (أقم الصلاة لدلوك الشمس الى غسق الليل) ودلوكها زوالها، ففيما بين دلوك الشمس الى غسق الليل أربع صلوات سماهن وبينهن ووقتهن، وغسق الليل انتصافه ثم قال: (وقرآن الفجر إن قرآن الفجر كان مشهودا) فهذه الخامسة، وقال: في ذلك (وأقم الصلاة طرفي النهار) وطرفاه المغرب والغداة (وزلفا من الليل) وهي صلاة العشاء الآخرة وقال: (حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى) وهي صلاة

الظهر وهي أول صلاة صلاها رسول الله صلى الله عليه وآله وهي وسط النهار ووسط صلاتين بالنهار صلاة الغداة وصلاة العصر ، وفي بعض القراءة (حافظوا على الصلوات والصلاة الوسطى صلاة العصر وقوموا لله قانتين) قال: فنزلت هذه الآية يوم الجمعة ورسول الله صلى الله عليه وآله في سفر فقنت فيها وتركها على حالها في السفر والحضر وأضاف للمقيم ركعتين وإنما وضعت الركعتان اللتان اضافهما النبي صلى الله عليه وآله يوم الجمعة للمقيم لمكان الخطبتين مع الامام فمن صلى يوم الجمعة في غير جماعة فليصلها أربع ركعات كصلاة الظهر في سائر الايام.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس بن یعقوب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے کتنی نمازیں واجب قرار دی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: دن ورات میں پانچ نمازیں ہیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے نام ذکر کیے ہیں اور ان کو کتاب میں بیان کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا: اَقِمِ الصَّلٰوةَ لِدُلُوۡكِ الشَّمۡسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيۡلِ (سورۂ اسراء: آیت ۷۸) (آپؐ نماز پڑھیں سورج کے زوال سے آدھی رات تک)۔

"دلوک" سے مراد زوال ہے، یعنی جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو زوالِ آفتاب سے لے کر آدھی رات تک چار نمازیں ہیں۔ اللہ نے ان کے نام اور ان کو بیان کیا اور ان کے اوقات کو بھی بیان کیا ہے۔ غسق اللیل سے مراد نصف شب (آدھی رات) ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ اِنَّ قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُوۡدًا۝ (سورۂ اسراء: آیت ۷۸) "فجر کی اور فجر کی نماز کی گواہی دی گئی ہے)۔ پس یہ پانچویں نماز ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَىِ النَّهَارِ (سورہ ہود: آیت ۱۱۴) (اور دن کے دونوں اطراف میں نماز پڑھو) دن کے دونوں طرف کی نمازیں فجر اور مغرب ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَزُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ ؕ (سورۂ ہود: آیت ۱۱۴) (اور رات کے کچھ حصہ میں)۔ اس سے مراد عشاء کی آخری نماز ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى (سورۂ بقرہ: آیت ۲۳۸) "اپنی نمازوں کی حفاظت کرو اور درمیان کی نماز کی"۔

صلاۃ الوسطیٰ سے مراد نمازِ ظہر ہے اور یہ پہلی نماز ہے جو رسول خدا ﷺ نے پڑھی تھی اور یہ دن کی نماز ہے اور دن کی دو نمازوں کے درمیان ہے۔ اوّل نمازِ فجر اور نمازِ عصر اور ان کے درمیان نمازِ ظہر ہے اور بعض قاریوں نے اس آیت کی یوں تلاوت کی ہے: حافظوا على الصلوات والصلاۃ الوسطى صلاۃ العصر تو یہ نمازِ عصر کو نمازِ وسطیٰ قرار دیا ہے۔

یہ آیت جمعہ کے دن نازل ہوئی تھی اور رسول خدا ﷺ حالتِ سفر میں تھے اور آپؐ نے حالتِ سفر وحضر میں اس کی اطاعت کی اور پھر آپؐ نے مقیم وحضر والے کے لیے دو رکعتوں کا اور اضافہ فرما دیا۔ اور پھر آپؐ نے جمعہ کے دن میں اضافہ شدہ دونوں رکعتوں کے بدلے دو خطبوں کو قرار دیا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ جو جمعہ کے دن دو رکعتوں کو امام کے ساتھ پڑھے اور جو جمعہ کے دن اس نماز کو جماعت کے بغیر پڑھے، اس کے لیے ضروری ہے کہ چار رکعتیں پڑھے۔ جیسا کہ باقی ایام میں ظہر کی نماز پڑھتا ہے۔

{حدیث نمبر 24/955} حماد عن حريز عن زرارة قال سألت أبا جعفر عليه السلام: عن الفرض في الصلاة فقال: الوقت والطهور والقبلة والتوجه والركوع والسجود والدعاء قلت: ما سوى ذلك؟ فقال: سنة في فريضة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نماز کے واجبات کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: ① وقت (نماز کا وقت ہو جائے) ② طہارت (یعنی وضو یا غسل)

③ قبلہ رُخ ہونا ④ پوری توجہ نماز میں رکھنا، رکوع اور سجود اور دُعا

میں نے عرض کیا: ان کے علاوہ جو افعال ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ فریضہ میں سنت ہے۔

{حدیث نمبر 25/956} علي عن أبيه عن حماد بن عيسى عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال: للصلاة أربعة آلاف حد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز کی چار ہزار حدیں ہیں۔

﴿حدیث نمبر 26/957﴾ وروی عن الرضا علیه السلام انه قال: للصلاة أربعة الاف باب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز کے چار ہزار باب (دروازے) ہیں۔

﴿حدیث نمبر 27/958﴾ الحسین بن محمد بن سماعة قال: حدثنی ابن رباط عن ابن مسکان عن سلیمان بن خالد عن أبی عبد الله علیه السلام قال: جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وآله فقال: یارسول الله اخبرنی عن الاسلام أصله وفرعه وذروته وسنامه فقال: أصله الصلاة وفرعه الزکاة وذروته وسنامه الجهاد فی سبیل الله تعالی، قال یا رسول الله اخبرنی عن أبواب الخیر قال: الصیام جنة والصدقة تذهب الخطیئة وقیام الرجل فی جوف اللیل یناجی ربه ثم قال: (تتجافی جنوبهم عن المضاجع یدعون ربهم خوفا وطمعا ومما رزقناهم ینفقون).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ایک بندہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! اسلام کی اصل اور اس کی فرع اور اس کی چوٹی اور کوہان کے بارے میں بتائیں۔

آپؑ نے فرمایا: نماز اسلام کی اصل و جڑ ہے اور زکوۃ اس کی فرع (شاخ) اور اس کی بلندی و کوہان راہِ خدا میں جہاد کرنا ہے۔

اس نے پھر عرض کیا: یارسول اللہ! آپؑ مجھے خیر و نیکی کے دروازے کے بارے میں بتائیں۔

آپؑ نے فرمایا: روزہ اس کی ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو ختم کرتا ہے اور رات کے وقت کا قیام اپنے ربّ کے ساتھ مناجات ہیں۔ پھر آپؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی: تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ﴿۱۶﴾ (سورۂ سجدہ: آیت ۱۶) ''راتوں کو ان کے پہلو بستر سے

الگ رہتے ہیں وہ اپنے ربّ کو خوف و اُمید کے ساتھ پکارتے ہیں اور جو کچھ ہم نے انھیں دیا ہے اس سے خرچ کرتے ہیں"۔

﴿حدیث نمبر 28/959﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن الحسن بن علي بن عبد الله عن ابن فضال عن مروان عن عمار الساباطي قال: كنا جلوساً عند أبي عبد الله عليه السلام بمنى فقال له رجل: ما تقول في النوافل؟ فقال: فريضة قال ففزعنا وفزع الرجل فقال أبو عبد الله عليه السلام: إنما أعني صلاة الليل على رسول الله صلى الله عليه وآله إن الله يقول: (ومن الليل فتهجد به نافلة لك).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم امام ابوعبداللہ علیہ السلام کے ساتھ منیٰ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک بندے نے امامؑ سے عرض کیا: آپؑ نوافل کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: فریضہ و واجب ہیں۔

راوی: ہم اور وہ بندہ خوف زدہ ہوگئے تو امام علیہ السلام نے فرمایا: میری مراد یہ ہے کہ نمازِ شب رسولؐ خدا پر واجب تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ سے فرمایا: وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (سورۂ اسراء: آیت ۷۹) "رات کا کچھ وقت تہجد کے نوافل کے ساتھ گزارو اور یہ آپؐ کے لیے ہے"۔

﴿حدیث نمبر 29/960﴾ عنه عن محمد بن عيسى عن الحسين بن علي بن يقطين عن محمد بن الفضيل الكوفي عن سعد بن أبي عمرو الجلاب قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام ركعتا الفجر تفوتني أفأصليهما؟ قال: نعم قلت: لم أفريضة؟ قال فقال: رسول الله صلى الله عليه وآله سنهما فما سن رسول الله صلى الله عليه وآله فهو فرض.

قال محمد بن الحسن: قوله عليه السلام فما سن رسول الله صلى الله عليه وآله فهو فرض معناه مقدر لان الفرض معناه هو التقدير، وليس يريد أنه فرض يستحق تاركه العقاب، يدل على ما قلناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن ابی عمرو الجلاب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: فجر کی نماز کی دو رکعتیں اگر مجھ سے رہ جائیں تو کیا میں (نوافل) پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: کیوں؟ کیا یہ فریضہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ رسولؐ خدا کی سنت ہے، پس جو رسولؐ خدا کی سنت ہے وہ واجب ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: آپؑ نے فرمایا: جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے وہ فرض ہے۔ اس فرض کا معنی ہے کہ وہ مقدر ہے۔ کیونکہ فرض کا معنی تقدیر ہے۔ اس فرض سے یہ مراد نہیں ہے کہ اگر وہ نوافل کو ترک کر دے گا تو وہ عذاب کا حق دار قرار پائے گا اور یہ جو ہم نے بیان کیا ہے اس پر ذیل کی حدیث بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 30/961﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن عبد الحميد عن أبي جميلة عن أبي اسامة عن أبي عبد الله عليه السلام انه سئل عن الوتر فقال: سنة ليست بفريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابو اسامہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے نمازِ وتر کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: سنت ہے، فریضہ و واجب نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 31/962﴾ فأما ما رواه محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن عبيد عن أبيه عن أبي جعفر عليه السلام قال: الوتر في كتاب علي عليه السلام واجب وهو وتر الليل، والمغرب وتر النهار. فلا ينافي ما قدمناه من انه سنة لان المسنون إذا كان مؤكدا يسمى واجبا على ما بيناه في غير موضع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابو جعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں ہے کہ وتر واجب ہے۔ اس سے مراد وہ وتر ہے جو شب کے ہیں اور مغرب دن کے وتر ہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ہمارے بیان کردہ کے ساتھ منافات نہیں رکھتا یہ سنت ہے اور جس مسنون کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہو اس کا نام واجب رکھ دیا جاتا ہے اور اس کو ہم کافی موارد میں بیان کر چکے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 32/963﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن وهب أو عن السكوني عن جعفر عن أبيه عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله: تنفلوا في ساعة الغفلة ولو بركعتين خفيفتين فانهما يورثان دار الكرامة، قيل يا رسول الله وما ساعة الغفلة؛ قال: مابين المغرب والعشاء۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب السکونی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجد سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غفلت کے وقت نفل پڑھو، خواہ دو رکعت ہی کیوں نہ ہوں، کیونکہ یہ دو رکعت کرامت وعزت کا موجب وسبب بنتی ہیں۔

آپؐ سے عرض کیا گیا: غفلت کا وقت کون سا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت۔

https://www.shiabookspdf.com

﴿باب نمبر 13﴾

اوقاتِ نماز کا باب

﴿حديث نمبر 1/964﴾ الحسن بن محمد بن سماعة قال: حدثني محمد بن أبي حمزة عن معاوية بن عمار عن الصباح بن سيابة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الصلاتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الصباح بن سیابہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو دونمازوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے۔

﴿حديث نمبر 2/965﴾ عنه عن محمد بن أبي حمزة عن سفيان بن السمط عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الصلاتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سفیان بن السمط سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو دونمازوں کا وقت داخل (شروع) ہوجاتا ہے۔

﴿حديث نمبر 3/966﴾ عنه عن محمد بن زياد عن منصور بن يونس عن العبد الصالح عليه السلام قال سمعته يقول: إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الصلاتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منصور بن یونس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام عبدِ صالح موسیٰ کاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو دونمازوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے۔

﴿حديث نمبر 4/967﴾ عنه عن محمد بن أبي حمزة عن ابن مسكان عن مالك الجهني قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن وقت الظهر فقال: إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الصلاتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مالک جہنی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نمازِ ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو دو نمازوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 5/968﴾ عنه عن الميثمي وغيره عن معاوية بن وهب قال: سألته عن رجل صلى الظهر حين زالت الشمس قال: لا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وہب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک بندہ زوالِ آفتاب کے وقت نمازِ ظہر پڑھ لے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 6/969﴾ عنه عن عبد الله بن جبلة عن علا عن محمد بن مسلم عن احدهما عليه السلام: في الرجل يريد الحاجة أو النوم حين تزول الشمس فجعل يصلي الاولى حينئذ قال: لا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں نقل کیا ہے جو کوئی حاجت رکھتا ہے یا وہ سونا چاہتا ہے اور وہ زوالِ آفتاب کے ساتھ ہی نمازِ ظہر پڑھ لیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 7/970﴾ فأما ما رواه الحسن بن محمد بن سماعة عن علي بن النعمان و ابن رباط عن سعيد الاعرج عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن وقت الظهر أهو إذا زالت الشمس؟ فقال: بعد الزوال بقدم أو نحو ذلك إلا في السفر أو يوم الجمعة فإن وقتها إذا زالت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بہرحال وہ حدیث جس کو جناب سعید الاعرج نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے نمازِ ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا: کیا زوالِ آفتاب ہی نمازِ ظہر کا وقت ہے؟

آپؑ نے فرمایا: زوالِ آفتاب کے بعد ایک قدم یا اس کی مثل سایہ ہوجائے سوائے اس کے کہ بندہ سفر میں

ہو یا روزِ جمعہ ہو۔اس وقت زوالِ آفتاب کے ساتھ ہی وقت نمازِ ظہر ہوجاتا ہے۔

{حدیث نمبر 8/971} عنه عن صفوان عن ابن مسكان عن إسماعيل بن عبد الخالق قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن وقت الظهر قال: بعد الزوال بقدم أو نحو ذلك إلا في يوم الجمعة أو في السفر فان وقتها حين تزول الشمس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن عبدالخالق سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نمازِ ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: زوالِ آفتاب کے بعد جب سایہ ایک قدم یا اس کی مثل ہوجائے سوائے اس کے کہ بندہ سفر میں ہو یا روزِ جمعہ ہو۔ ان دونوں صورتوں میں زوالِ آفتاب کے وقت ہی نمازِ ظہر کا وقت داخل ہوجاتا ہے۔

{حدیث نمبر 9/972} وعنه عن محمد بن أبي حمزة وحسين بن هاشم وابن رباط وصفوان بن يحيى كلهم عن يعقوب بن شعيب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن وقت الظهر فقال: إذا كان الفيء ذراعا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یعقوب بن شعیب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نمازِ ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جب سایہ ایک ذراع (ہاتھ) ہوجائے۔

{حدیث نمبر 10/973} عنه عن حسين بن هاشم عن ابن مسكان عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: وقت الظهر على ذراع. قال محمد بن الحسن: الوجه في هذه الاخبار هو ما قدمناه فيما مضى من الكتاب وهو أن ما تضمنت من لفظ القدم والذراع والقامة إنما ذكر لمكان النافلة، وقد دللنا على ذلك وأكثرنا فيه الاخبار، وليس ذلك وقت الاجزاء لانه إذا زالت الشمس فهو وقت الاجزاء غير أن الافضل أن يقدم على الفرض النوافل الى أن يصير الفيء على ذراع، والذي يزيد ما قدمناه وضوحا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

آپؑ نے فرمایا: نماز ظہر کا وقت (سائے کا) ایک ذراع ہونے پر ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان روایات میں بھی وہی وجہ پائی جاتی ہے جو پہلے ہم بیان کر چکے ہیں۔ ان روایات کے بارے میں کہ جن میں قدم، ذراع یا قامت کا ذکر ہوا ہے کہ اس سے مراد نوافل کا وقت ہے اور اس پر اکثر روایات دلالت کرتی ہیں۔

یہ وقت اجزاء نہیں بلکہ وقت اجزاء وہی ہے کہ جب زوال آفتاب ہو جائے مگر یہ کہ افضل ہے کہ نوافل کو فرض پر مقدم رکھا جائے یہاں تک کہ سائے کے ایک قدم یا ذراع ہونے تک نوافل کا وقت ہے اور اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 11/974﴾ الحسن بن محمد بن سماعة عن ابن مسکان عن زرارة عن أبي جعفر علیه السلام قال: اتدري لم جعل الذراع والذراعان؟ قلت لم؟ قال: لمكان الفريضة لك أن تتنفل من زوال الشمس الى أن يبلغ ذراعا، فإذا بلغ ذراعا بدأت بالفريضة وتركت النافلة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، انھوں نے امام ابوجعفر سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ ایک ذراع یا دو ذراع (ایک ہاتھ یا دو ہاتھ) کو کیوں قرار دیا گیا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں معلوم کیوں قرار دیا گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: فریضہ کے احترام میں تاکہ تو زوال آفتاب سے لے کر ایک ذراع تک سایہ ہونے تک نوافل کو پڑھ سکے لیکن جب سایہ اس مقدار تک ہو جائے تو پھر فریضہ سے شروع کیا جائے، نوافل کو چھوڑ دیا جائے۔

﴿حدیث نمبر 12/975﴾ وعنه عن الميثمي عن أبان عن اسماعيل الجعفي عن أبي جعفر علیه السلام قال: أتدري لم جعل الذراع والذراعان؟ قال قلت لم؟ قال: لمكان الفريضة لئلا يؤخذ من وقت هذه ويدخل في وقت هذه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل الجعفی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر علیہ السلام نے مجھے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ ایک ہاتھ یا دو ہاتھ سائے کو کیوں قرار دیا گیا ہے؟

میں نے عرض کیا: نہیں، کیوں قرار دیا گیا ہے آپؑ ہی بیان فرمائیں۔

آپؑ نے فرمایا: فریضہ کے احترام و امکان کے لیے تا کہ فریضہ نوافل کا وقت نہ لے اور نوافل کو فریضہ کے وقت میں داخل نہ کیا جائے۔

﴿حدیث نمبر 13/976﴾ عنه عن جعفر بن مثنى العطار عن حسين بن عثمان الرواسي عن سماعة بن مهران قال قال لي أبو عبد الله عليه السلام: إذا زالت الشمس فصل ثمان ركعات ثم صل الفريضة أربعاً فإذا فرغت من سبحتك قصرت أو طولت فصل العصر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعہ بن مہران سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہو جائے تو آٹھ رکعت (نوافل) پڑھو پھر نمازِ فریضہ پڑھو اور جب نمازِ ظہر کے فریضہ سے فارغ ہو جاؤ تو تسبیحات پڑھو، خواہ کم ہو یا زیادہ اور اس کے بعد نمازِ عصر پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 14/977﴾ عنه عن صفوان بن يحيى عن الحرث بن مغيرة عن عمر ابن حنظلة قال: كنت أقيس الشمس عند أبي عبد الله عليه السلام فقال: يا عمر الا أنبئك بأبين من هذا؟ قال: قلت بلى جعلت فداك قال: إذا زالت الشمس فقد وقع الظهر، الا ان بين يديها سبحة وذلك اليك فإن أنت خففت فحين تفرغ من سبحتك، وان طولت فحين تفرغ من سبحتك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمر ابن حنظلہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام کے پاس تھا اور سورج پر قیاس کر رہا تھا (یعنی بات کر رہا تھا)۔

آپؑ نے فرمایا: اے عمر! کیا میں اس کو تیرے لیے بیان کروں؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔

آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہو جاتا ہے تو نمازِ ظہر کا وقت داخل ہو جاتا ہے مگر یہ کہ تیرے سامنے تسبیح ہے اور یہ تیرے پاس اختیار ہے کہ اس کو طول دے یا مختصر (نوافل تیرے لیے ہیں اگر تو ان کو مختصر کرے تو جب تو اس سے فارغ ہو جائے تو پھر نمازِ ظہر پڑھو اور اگر تو ان کو طول دے تو بھی جب تو ان سے فارغ ہو جائے تو پھر نمازِ ظہر کو پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 15/978﴾ عنه عن عبد الله بن جبلة عن ذريح المحاربي عن أبي عبد الله عليه السلام قال سأل أبا عبد الله عليه السلام اناس وانا حاضر فقال: إذا زالت الشمس فهو وقت لا يحبسك منها إلا سبحتك تطيلها أو تقصرها. فقال بعض القوم: انا نصلي الاولى إذا كانت على قدمين والعصر على أربعة أقدام فقال أبو عبد الله عليه السلام: النصف من ذلك أحب إلي.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ذریح المحاربی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ آپؑ سے لوگوں نے (نمازِ ظہر کے بارے میں) سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو یہ وقت نمازِ ظہر کا ہے اور نمازِ ظہر پڑھنے سے تمھارے لیے کوئی چیز مانع نہ ہو سوائے نوافل کے، خواہ وہ طویل ہو یا مختصر (اس کے بعد نمازِ ظہر پڑھو)۔

قوم کے بعض افراد نے عرض کیا کہ ہم نمازِ ظہر کو اس وقت پڑھتے ہیں جب سایہ دو قدم ہوجائے اور نمازِ عصر اُس وقت پڑھتے ہیں کہ جب سایہ چار قدم ہوجائے۔

تو امام علیہ السلام نے فرمایا: اس وقت کا نصف مجھے زیادہ پسند ہے (نمازِ ظہر کے لیے ایک قدم اور نمازِ عصر کے لیے دو قدم)۔

﴿حدیث نمبر 16/979﴾ فأما ما رواه الحسن بن محمد بن سماعة عن عبد الله بن جبلة عن ابن بكير عن أبيه عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: اني صليت الظهر في يوم غيم فانجلت فوجدتني صليت حين زال النهار قال فقال: لا تعد ولا تعد. فالوجه في هذا الخبر انه إنما نهاه عن المعاودة الى مثله لان ذلك فعل من لا يصلي النوافل ولا ينبغي الاستمرار على ترك النوافل، وإنما يسوغ ذلك عند العوارض والعلل على ما بيناه. والذي يزيد ذلك بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بہرحال وہ روایت جس کو جناب ابن بکیر نے اپنے والد سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں نے بادلوں والے دن نمازِ ظہر پڑھی۔ پھر جب بادل چھٹے اور سورج سامنے آیا تو میں جان گیا کہ مَیں نمازِ ظہر زوال کے وقت

پڑھی ہے (کیا میں نماز کا اعادہ کروں؟)

آپؑ نے فرمایا: تم نماز کے اعادہ نہ کرو اور اعادہ کی ضرورت نہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں ہے کہ آپؑ نے نماز کو دوبارہ پڑھنے سے روکا ہے، نہی فرمائی ہے کیونکہ یہ اس بندے کا فعل و کام ہے جو نوافل ظہر نہیں پڑھتا اور سزاوار نہیں ہے کہ بندہ اس کی عادت بنالے (کہ وہ نوافل نہ پڑھے)۔

یہ کام فقط اس وقت جائز ہے جب کوئی عارضہ یا بیماری لاحق ہوجائے اس بناء پر کہ جو ہم نے بیان کی ہے۔ مزید اس کو ذیل والی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 17/980﴾ الحسن بن محمد عن أحمد بن أبي بشر عن معبد بن ميسرة قال قلت لأبي عبد الله عليه السلام: إذا زالت الشمس في طول النهار للرجل ان يصلي الظهر والعصر؛ قال: نعم وما أحب أن يفعل ذلك في كل يوم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معبد بن میسرہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ لمبے دنوں میں جب زوال آفتاب ہو جائے تو کیا بندے کے لیے جائز ہے کہ وہ نماز ظہر وعصر کو پڑھ لے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، لیکن میں یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ ہر روز یہ کام کرے۔

﴿حدیث نمبر 18/981﴾ عنه عن محمد بن زياد عن عبد الله بن يحيى الكاهلي عن زرارة قال قلت لأبي عبد الله عليه السلام: أصوم فلا اقيل حتى تزول الشمس فإذا زالت الشمس صليت نوافلي ثم صليت الظهر ثم صليت نوافلي ثم صليت العصر ثم نمت وذلك قبل أن يصلي الناس فقال: يا زرارة إذا زالت الشمس فقد دخل الوقت ولكني أكره لك أن تتخذه وقتاً دائماً. فإن قيل قد ذكرتم انه إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الفرض ثم قلتم إن البداية بالنوافل أفضل وهذا ينافي ما روي في الاخبار انه لا تطوع في وقت فريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور میں سویا نہیں تھا یہاں تک کہ زوالِ آفتاب ہو گیا تو میں نے نوافل پڑھے اور پھر نمازِ ظہر پڑھی اور پھر نوافل عصر کو پڑھا اور پھر نمازِ عصر کو پڑھا اور یہ سب کچھ لوگوں کے نماز پڑھنے سے قبل انجام دیا اور پھر میں سو گیا۔

آپؑ نے فرمایا: اے زرارہ! جب زوالِ آفتاب ہو جائے تو نماز (فریضہ) کا وقت داخل ہو جاتا ہے (یعنی تم نمازِ ظہر وعصر پڑھ سکتے ہو) لیکن میں پسند نہیں کرتا کہ تو یہ کام ہمیشہ کرے۔

اعتراض: جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اگر یہ کہا جائے کہ آپ نے بیان کیا ہے کہ جب زوالِ آفتاب ہو جائے تو نماز واجب کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ پھر آپ فرما رہے ہیں کہ زوال کے بعد نوافل کو پڑھنا افضل ہے۔ یہ آپ کا بیان اس کے منافی ہے۔ تو آپ نے ذکر کیا ہے یہ ان روایات کے منافی ہے جس میں ذکر ہوا ہے کہ فریضہ کے وقت میں نوافل نہیں ہیں۔

﴿حدیث نمبر 19/982﴾ روی ذلك الحسن بن محمد بن سماعة عن عبد الله بن جبلة عن علا عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال قال لي رجل من أهل المدينة : يا أبا جعفر مالي لا أراك تتطوع بين الاذان والاقامة كما يصنع الناس؟ قال قلت : إنا إذا أردنا أن نتطوع كان تطوعنا في غير وقت فريضة ، فإذا دخلت الفريضة لا تطوع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ مجھے مدینہ کے ایک بندے نے کہا: اے ابوجعفر! کیا وجہ ہے کہ جس طرح لوگ اذان واقامت کے دوران نوافل پڑھتے ہیں اس طرح آپ نہیں پڑھتے؟

آپؑ نے فرمایا: ہم جب نوافل کا ارادہ کرتے ہیں تو فریضہ کے وقت کے داخل ہونے سے قبل پڑھتے ہیں اور جب فریضہ کا وقت داخل ہو جائے تو ہم نوافل نہیں پڑھتے۔

﴿حدیث نمبر 20/983﴾ وروى معاوية بن عمار عن نجية قال قلت : لابي جعفر عليه السلام تدركني الصلاة فابدأ بالنافلة؛ قال فقال: لا ابدأ بالفريضة واقض النافلة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے اور انھوں نے جناب نجیہ سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: نماز کا وقت ہوجاتا ہے اور میں نوافل شروع کرسکتا ہوں؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں، فریضہ کو شروع کرو اور بعد میں نوافل کی قضاء کرو۔

{حدیث نمبر 21/984} الحسن بن محمد عن صالح بن خالد وعبيس بن هشام عن ثابت عن زياد بن أبي غياث عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول: إذا حضرت المكتوبة فابدأ بها فلا يضرك أن تترك ما قبلها من النافلة. وما قدمتموه من الاخبار أيضا من ان أول الوقت أفضل يؤكد هذه الاخبار فكيف تجمعون بين هذه وتلك؟! قلنا: أما الذى تضمنته الاخبار التى قدمناها من ان الصلاة فى أول الوقت أفضل فهى محمولة على الوقت الذى يلى وقت النافلة. لان النوافل إنما يجوز تقديمها الى أن يمضى مقدار قدمين أو ذراع، فإذا مضى ذلك المقدار فلا يجوز الاشتغال بالنوافل، بل ينبغى أن يبدأ بالفرض ويكون ذلك الوقت أفضل من الوقت الذى بعده وهو وقت المضطر وصاحب الاعذار، وكل ذلك قد أوردنا فيه الاخبار، ويزيده بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زیاد بن ابی غیاث سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب نماز واجب کا وقت ہوجائے تو اس کو شروع کرو۔ تیرے لیے کوئی حرج وضرر نہیں کہ تم اس سے قبل والے نوافل کو ترک کردو۔

وہ جو روایات پہلے ذکر ہوچکی ہیں وہ بھی بیان کرتی ہیں کہ اوّل وقت میں نماز افضل اور یہ روایات ان کی تاکید کرتی ہیں تو پھر ان روایات اور ان کے درمیان جمع کیسے کیا جاسکتا ہے؟

جواب: جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ گذشتہ روایات جو بیان کرتی ہیں کہ اوّل وقت میں نماز افضل ہے ان کو ہم حمل کریں گے کہ اس وقت پر جو نوافل کے وقت کے فوراً بعد میں آتا ہے۔ اس میں نماز واجب و افضل ہے کیونکہ نوافل کو ایک قدم یا ایک ذراع سے مقدم بھی کیا جاسکتا ہے۔ پس جب نوافل کی مقدار کا وقت گزر جائے تو پھر نوافل کو شروع کرنا یا پڑھنا جائز نہیں ہے بلکہ سزاوار ہے کہ فریضہ کو شروع کیا جائے اور وہ اوّل وقت

ہے جو بعد والے وقت سے افضل ہے کیونکہ بعد والا وقت مجبور و صاحب عذر کے لیے ہے اور اس کے بارے میں ہم اخبار کو ذکر کر چکے ہیں اور مزید بیان کرتے والی ذیل کی روایات ہیں۔

﴿حدیث نمبر 22/985﴾ الحسن بن محمد بن سماعة عن وهيب بن حفص عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الصلاة في الحضر ثماني ركعات إذا زالت الشمس ما بينك وبين أن يذهب ثلثا القامة فإذا ذهب ثلثا القامة بدأت بالفريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: حضر (اپنے وطن) میں نماز ظہر کے نوافل آٹھ رکعات ہیں اور جب زوالِ آفتاب ہو جائے تو قامت کا ایک ثلث سایہ ہونے تک نماز ظہر کے نوافل کا وقت ہے اور جب سایہ ایک ثلث ہو جائے تو پھر نماز ظہر فریضہ کو شروع کرو۔

﴿حدیث نمبر 23/986﴾ عنه عن ابن جبلة عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الصلاة في الحضر ثماني ركعات إذا زالت الشمس ما بينك وبين أن يذهب ثلثا القامة، فإذا ذهب ثلثا القامة بدأت بالفريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری سند کے ساتھ جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وطن میں ظہر کے نوافل آٹھ ہیں جو زوالِ آفتاب سے لے کر سایہ کا قامت کے ایک ثلث ہونے تک ہے اور جب یہ سایہ ایک ثلث تک ہو جائے تو پھر فریضہ شروع کرو۔

﴿حدیث نمبر 24/987﴾ عنه عن حسين بن هاشم عن ابن مسكان عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يصلي الظهر على ذراع والعصر على نحو ذلك. فإن قيل فالاخبار التي تضمنت ان أول الوقت أفضل عامة وليس فيها تخصيص الوقت الذي ذكرتموه فمن اين قلتم ذلك؟ وهلا حملتموها على العموم؟ قيل له: حملنا ذلك على ما قلناه لئلا تتناقض الاخبار، وقد ورد بشرحها أيضا آثار.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ظہر کو سائے کے ایک ذراع ہونے تک پڑھتے تھے اور عصر بھی اس طرح پڑھتے تھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر یہ اعتراض کیا جائے وہ روایات جو بیان کرتی ہیں کہ اوّل وقت افضل ہے یہ عموم پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں کوئی تخصیص نہیں پائی جاتی۔ اس وقت کے ساتھ جس کو آپ نے ذکر کیا ہے؟ تو پھر اس کو عموم پر حمل کیوں نہیں کرتے ہو؟

تو اس کے جواب میں کہا جائے گا: ہم نے اس تخصیص پر اس لیے قرار دیا ہے تاکہ روایات میں تناقض پیدا نہ ہو اور منافات ختم ہو جائے اور اس کی شرح میں آثار ذکر ہوئے ہیں۔

حدیث نمبر 25/988 روى الحسن بن محمد عن الميثمي عن معاوية بن وهب عن عبيد بن زرارة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن أفضل وقت الظهر؛ قال: ذراع بعد الزوال، قال قلت: في الشتاء والصيف سواء؛ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز ظہر کے افضل وقت کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: زوال کے بعد ایک ذراع سایہ ہونے تک۔

میں نے عرض کیا: یہ وقت گرمیوں اور سردیوں دونوں میں برابر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

حدیث نمبر 26/989 الحسين بن سعيد عن عبد الله بن محمد قال: كتبت إليه جعلت فداك روى أصحابنا عن أبي جعفر وأبي عبد الله عليهما السلام انهما قالا: إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الصلاتين إلا ان بين يديهما سبحة ان شئت طولت وان شئت قصرت، وروى بعض مواليك عنهما أن وقت الظهر على قدمين من الزوال ووقت العصر على أربعة أقدام من الزوال فان صليت قبل ذلك لم يجزك، وبعضهم يقول يجزي ولكن الفضل في انتظار القدمين والاربعة أقدام، وقد أحببت جعلت فداك أن اعرف موضع الفضل في الوقت؛ فكتب: القدمان والاربعة أقدام صواب

https://www.shiabookspdf.com

جميعا. ولا ينافي هذا الخبر ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن محمد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں۔ ہمارے ساتھیوں نے امام محمد باقر علیہ السلام و امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ دونوں معصومینؑ نے فرمایا ہے: جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو دو نمازوں کا وقت داخل ہوجاتا ہے سوائے اس کے کہ تم نوافل ادا کرو، خواہ ان کو طویل مدت میں پڑھو یا مختصر پڑھو۔

اور آپؑ کے بعض دوستوں نے آپؑ دونوں معصومینؑ سے نقل کیا ہے کہ نماز ظہر کا وقت سایہ کا دو قدم ہونے تک ہے اور نماز عصر کا وقت چار قدم ہے۔

اگر کوئی نے اس وقت سے پہلے پڑھ لی تو یہ تمھارے لیے مجزی نہیں ہے۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ نماز ظہر کی فضیلت دو قدموں تک وقت میں ہے اور نماز عصر کی فضیلت کا وقت چار قدم تک ہے۔ میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں میں چاہتا ہوں کہ یہ جان لوں کہ افضل وقت کون سا ہے؟

آپؑ نے لکھا: دو قدم اور چار قدم ـــــ سب درست ہیں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس کے منافی نہیں ہے جس کو ذیل میں نقل کیا گیا ہے۔

﴿حديث نمبر 27/990﴾ سعد بن عبد الله عن محمد بن أحمد بن يحيى قال: كتب بعض أصحابنا الى أبي الحسن عليه السلام روى عن آبائك القدم والقدمين والاربع والقامة والقامتين وظل مثلك والذراع والذراعين فكتب عليه السلام: لا القدم ولا القدمين إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الصلاتين وبين يديها سبحة وهي ثمان ركعات فان شئت طولت وان شئت قصرت، ثم صل صلاة الظهر فإذا فرغت كان بين الظهر والعصر سبحة وهي ثمان ركعات ان شئت طولت وإن شئت قصرت ثم صل العصر. لان الوجه في هذا الخبر انه إنما نفى القدم والقدمين حتى لا يظن ان ذلك وقت لا يجوز غيره، والذي روى ذلك رواه على جهة الافضل يبين ما قلناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن احمد بن یحییٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بعض دوستوں نے امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ آپؑ کے آباؤاجداد سے نقل ہوا ہے کہ قدم یا دو قدم اور

https://www.shiabookspdf.com

چار قدم ایک قامت دو قامت یا ایک ذراع یا دو ذراع سایہ ہوجائے یہ نماز کا وقت ہے۔

آپؑ نے جواب میں لکھا: نہ ایک قدم اور نہ دو قدم۔ جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو دو نمازوں کا وقت ہوجاتا ہے۔ تیرے لیے آٹھ رکعات نوافل ہیں خواہ تم ان کو طویل کرو یا پھر مختصر اور اس کے بعد نمازِ ظہر پڑھو۔ اور جب نمازِ ظہر سے فارغ ہوجاؤ تو ظہر اور عصر کے درمیان آٹھ رکعات نوافل، خواہ طول دو یا مختصر، اور اس کے بعد نمازِ عصر پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں یہ وجہ ہے کہ اس روایت میں ایک قدم یا دو قدموں کی نفی کی گئی ہے تاکہ یہ گمان نہ ہوجائے کہ اس وقت میں کوئی نماز جائز نہیں فقط نفل پڑھنا ہے تو اس نفی نے بیان کیا ہے کہ نوافل کے علاوہ دوسری نماز بھی جائز ہے۔ یہ روایت الفضیلت کو بیان کر رہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 28/991﴾ ما رواه سعد عن موسى بن جعفر عن محمد بن عبد الجبار عن ميمون بن يوسف النحاس عن محمد بن الفرج قال كتبت اسئل عن اوقات الصلاة فأجاب إذا زالت الشمس فصل سبحتك وأحب أن يكون فراغك من الفريضة والشمس على قدمين ، ثم صل سبحتك وأحب أن يكون فراغك من العصر والشمس على أربعة أقدام ، فان عجل بك أمر فابدأ بالفريضتين واقض النافلة بعدهما ، فإذا طلع الفجر فصل الفريضة ثم اقض بعد ما شئت. فأما ما تضمنته الاخبار التي قدمناها من أنه لا تطوع في وقت فريضة فمحمولة على انه لا تطوع في وقت فريضة قد تضيق وقتها أو في وقت فريضة لم يشرع فعل النافلة فيه على ما بيناه من انه إذا مضى من الزوال قدمان أو قدم ونصف فلا نافلة ، وينبغي ان يبدأ بالفريضة وعلى هذا لا تنافي بين الاخبار ، ويزيد ذلك بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفرج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں نماز کے اوقات کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے جواب دیا کہ جب زوالِ آفتاب ہوجائے تو نمازِ نافلہ ظہر کو پڑھو اور میں پسند کرتا ہوں کہ جب تو نمازِ ظہر واجب سے فارغ ہو تو سایہ دو قدموں پر ہو۔ پھر نمازِ عصر کے نوافل پڑھو اور میں پسند کرتا ہوں کہ جب تم

نمازِ عصر کے واجب سے فارغ ہو تو سایہ چار قدم کے برابر ہو۔ اور اگر تجھے جلدی ہو تو پہلے فریضہ پڑھو پھر دونوں کے بعد نوافل کی قضاء کرو اور اگر طلوعِ فجر ہو جائے تو فریضہ فجر پڑھو اور بعد میں فجر کے نوافل کی قضاء کرو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ روایات جو گزر چکی ہیں جو بیان کرتی ہیں کہ فریضہ کے وقت میں نوافل نہیں تو اس کو حمل کیا جائے کہ یہ اس وقت ہے جب فریضہ کا وقت تنگ ہو یا وہ وقت ہو جس میں نوافل کا پڑھنا شروع نہ ہو کیونکہ جب زوال سے دو قدموں یا ایک قدم یا آدھا قدم کے برابر وقت گزر جائے تو اس میں نوافل مشروع نہیں ہیں۔ ضروری ہے کہ اس وقت میں نماز واجب کو شروع کیا جائے تو اس تاویل پر اخبار و روایات کے درمیان منافات ختم ہو جائیں گی۔

مزید ذیل کی روایت اس کو بیان کرتی ہے۔

حدیث نمبر 29/992 الحسن بن محمد عن ابن رباط عن ابن مسكان عن زرارة قال: سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول: كان حايط مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله قامة، فإذا مضى من فيئه ذراع صلى الظهر، إذا مضى من فيئه ذراعان صلى العصر، ثم قال: أتدري لم جعل الذراع والذراعان؟ قلت لا قال: من أجل الفريضة إذا دخل وقت الذراع والذراعين بدأت بالفريضة وتركت النافلة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی دیوار ایک انسان کے قد کے برابر تھی۔ پس جب اس کا سایہ ایک ذراع کے برابر ہو جاتا تو آپ نمازِ ظہر پڑھتے تھے اور جب اس کا سایہ دو ذراع کے برابر ہو جاتا تو پھر آپؐ نمازِ عصر پڑھتے تھے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ ایک ذراع یا دو ذراع کو کیوں قرار دیا گیا تھا؟

میں نے عرض کیا: معلوم نہیں۔

آپؑ نے فرمایا: نماز واجب کے لیے قرار دیا تھا۔

جب وقت ایک ذراع یا دو ذراع سایہ کے برابر کا وقت ہو جائے تو نماز واجب کو شروع کیا جائے گا تو نوافل کو ترک کر دیا جائے گا۔

{حدیث نمبر 30/993} عنه عن الحسن بن عديس عن اسحاق بن عمار عن اسماعيل الجعفي عن أبي جعفر عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله إذا كان الفيء في الجدار ذراعاً صلى الظهر وإذا كان ذراعين صلى العصر، قلت: الجدران تختلف منها قصير ومنها طويل؟ قال: ان جدار مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله كان يومئذ قامة، وانما جعل الذراع والذراعان لئلا يكون تطوع في وقت فريضة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل الجعفی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب دیوار کا سایہ ایک ذراع کے برابر ہوجاتا تو آپؐ نمازِ ظہر پڑھتے تھے اور جب سایہ دو ذراع کے برابر ہوجاتا تو آپؐ نمازِ عصر پڑھا کرتے تھے۔

راوی: میں نے عرض کیا: دیواریں مختلف ہوتی ہیں۔ کوئی بڑی اور کوئی چھوٹی؟

آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد کی دیوار اس دور میں ایک انسانی قامت کے برابر تھی اور ایک ذراع یا دو ذراع اس لیے قرار دیے گئے تھے تاکہ فریضہ کے وقت میں نوافل کو ادا نہ کیا جائے۔

{حدیث نمبر 31/994} عنه عن عبيس عن حماد عن محمد بن حكيم قال: سمعت العبد الصالح عليه السلام وهو يقول: ان أول وقت الظهر زوال الشمس وآخر وقتها قامة من الزوال، وأول وقت العصر قامة وآخر وقتها قامتان، قلت: في الشتاء والصيف سواء؟ قال نعم. وقد بينا فيما مضى أن القامة والذراع عبارة عن شيء واحد، ويؤكد ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن حکیم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد صالح امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ ظہر کا اوّل وقت زوالِ آفتاب سے ہے اور آخری وقت زوال سے ایک قامت کے برابر سایہ ہونا ہے۔ اور نمازِ عصر کا اوّل وقت سایہ کا ایک قامت کے برابر ہونا ہے اور آخری وقت دو قامت کے برابر سایہ ہونا ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا کہ گرمیوں اور سردیوں میں برابر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

جناب الشیخ الطوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اس روایت میں قامت کا لفظ ذکر ہوا ہے اور باقیوں میں ذراع تو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ دونوں ایک چیز کا نام ہے، دونوں سے ایک ہی مراد ہے اور اس کی تائید ذیل والی روایت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 32/995﴾ الحسن بن محمد عن محمد بن زياد عن خليل العبدي عن زياد بن عيسى عن علي بن حنظلة قال قال أبو عبد الله عليه السلام : في كتاب علي عليه السلام القامة ذراع والقامتان ذراعان.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب علی بن حنظلہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: حضرت علی علیہ السلام کی کتاب میں ہے کہ قامت سے مراد ذراع اور قامتان سے مراد دو ذراع ہیں۔

﴿حدیث نمبر 33/996﴾ عنه عن محمد بن أبي حمزة وحسين بن هاشم وعلي بن رباط وصفوان بن يحيى عن يعقوب بن شعيب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن صلاة الظهر فقال: إذا كان الفيء ذراعا، قلت: ذراعا، من أي شيء؟ قال: ذراعا من فيئك. قلت: فالعصر؟ قال: الشطر من ذلك. قلت: هذا شبر! قال: شبر أو ليس شبر كثيرا!! فان قيل: نراكم قد رتبتم الاوقات بعضها على بعض وجعلتم لبعضها فضلا على بعض، وقد روي ان ذلك كله سواء.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب یعقوب بن شعیب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز ظہر کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: جب سایہ ایک ذراع ہو جائے۔

راوی: میں نے عرض کیا: کس چیز کا سایہ؟

آپؑ نے فرمایا: جب تیرا سایہ ایک ہاتھ ہو جائے۔

پھر میں نے عرض کیا: وقت عصر کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس سے آدھا ہاتھ اور زیادہ ہو جائے۔

میں نے عرض کیا: یہ ایک بالش؟

آپؑ نے فرمایا: ایک بالش یا اس سے زیادہ ہو جائے۔

﴿حدیث نمبر 34/997﴾ روى الحسن بن محمد بن سماعة عن علي بن شجرة عن عبيد بن زرارة عن أبي عبدالله عليه السلام قال قلت له: يكون أصحابنا في المكان مجتمعين فيقوم بعضهم يصلي الظهر وبعضهم يصلي العصر قال: كل ذلك واسع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبید بن زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ہمارے ساتھی ایک مقام پر جمع تھے تو ان میں سے بعض کھڑے ہوئے اور انھوں نے نمازِ ظہر پڑھی اور بعض نے اس وقت میں نمازِ عصر پڑھی؟

آپؑ نے فرمایا: ہر ایک وسعت میں ہے۔

﴿حدیث نمبر 35/998﴾ عنه عن أحمد بن أبي بشير عن حماد بن ابي طلحة قال: حدثني زرارة بن أعين قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: الرجلان يصليان في وقت واحد وأحدهما يعجل العصر والآخر يؤخر الظهر قال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ بن اعین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ دو بندے ہیں جو دونوں ایک وقت میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ ایک نے ظہر کو مؤخر کیا اور دوسرے نے عصر کو مقدم کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 36/999﴾ عنه عن ابن رباط عن ابن أذينة عن محمد بن مسلم قال: ربما دخلت على أبي جعفر عليه السلام وقد صليت الظهر والعصر فيقول: صليت الظهر؟ فأقول: نعم والعصر فيقول: ما صليت الظهر فيقوم مترسلا غير مستعجل فيغتسل أو يتوضأ ثم يصلي الظهر ثم يصلي العصر، وربما دخلت عليه ولم اصل الظهر فيقول: قد صليت الظهر؟ فاقول: لا، فيقول: قد صليت الظهر والعصر.

قيل له: ليس في هذه الاخبار ما ينافي ما قدمناه لان قوله عليه السلام كل ذلك واسع محمول على أن ذلك كله جائز قد سوغته الشريعة وإن كان لبعضها فضل على بعض، وليس في الخبر أن ذلك كله واسع متساو في الفضل، ويجوز أن يكون سوغ ذلك

https://www.shiabookspdf.com

لهم لضرب من التقية والاستصلاح، يدل على ذلك ما رواه.
جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے کہ میں امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے نماز ظہر اور عصر کو پڑھ لیا ہوتا تو آپؑ مجھے فرماتے: کیا تو نے نماز ظہر پڑھ لی ہے؟

میں عرض کرتا: ہاں اور عصر بھی پڑھ لی ہے۔
آپؑ فرماتے کہ میں نے تو ابھی ظہر بھی نہیں پڑھی۔ پھر وہ سکون سے اٹھتے اور بغیر جلدی کیے ہوئے غسل کرتے یا وضو کرتے اور پھر نماز ظہر پڑھتے اور اس کے بعد نماز عصر پڑھتے۔ اور بعض اوقات میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپؑ فرماتے: کیا تو نے نماز ظہر پڑھ لی ہے؟
میں عرض کرتا کہ نہیں۔
آپؑ فرماتے کہ میں نے تو ظہر اور عصر دونوں پڑھ لی ہیں۔
جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان روایات کا گذشتہ روایات کے ساتھ کوئی تضاد و تنافی نہیں کیونکہ ان میں امام علیہ السلام نے فرمایا: کل ذلك واسع۔ اس کو ہم حمل کریں کہ یہ سب جائز ہے کہ اس کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے اگرچہ بعض کو بعض پر فضیلت حاصل ہے اور جو روایت میں آیا ہے کہ سب میں وسعت پائی جاتی ہے۔ اس سے مراد یہ نہیں کہ فضیلت میں سب مساوی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ جواز تقیہ کی بناء پر ہو اور طلب اصلاح کے لیے ہو اور اس تاویل پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 37/1000﴾ محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن عبد الرحمن بن أبي هاشم البجلي عن سالم أبي خديجة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سأل انسان وأنا حاضر فقال: ربما دخلت المسجد وبعض أصحابنا يصلي العصر وبعضهم يصلي الظهر فقال: انا أمرتهم بهذا لو صلوا على وقت واحد لعرفوا فأخذوا برقابهم.
جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سالم ابوخدیجہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک شخص نے آپؑ سے سوال کیا اور عرض کیا کہ میں بعض اوقات مسجد میں جاتا ہوں تو ہمارے بعض ساتھی نماز عصر پڑھ رہے ہوتے ہیں اور بعض نماز ظہر؟
آپؑ نے فرمایا: میں نے ان کو ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اگر سارے ایک وقت میں پڑھیں گے تو ان کی

شناخت ہو جائے گی اور ان کو گردنوں سے پکڑ لیا جائے گا (یعنی قتل کر دیا جائے گا)۔

﴿حدیث نمبر 38/1001﴾ فأما ما رواه الحسن بن محمد عن محمد بن أبي حمزة عن معاوية بن وهب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: أتى جبرئيل عليه السلام رسول الله صلى الله عليه وآله بمواقيت الصلاة فأتاه حين زالت الشمس فأمره فصلى الظهر، ثم أتاه حين زاد الظل قامة فأمره فصلى العصر، ثم أتاه حين غربت الشمس فأمره فصلى المغرب، ثم أتاه حين سقط الشفق فأمره فصلى العشاء، ثم أتاه حين طلع الفجر فأمره فصلى الصبح، ثم أتاه من الغد حين زاد في الظل قامة فأمره فصلى الظهر، ثم أتاه حين زاد في الظل قامتان فأمره فصلى العصر، ثم أتاه حين غربت الشمس فأمره فصلى المغرب، ثم أتاه حين ذهب ثلث الليل فأمره فصلى العشاء، ثم أتاه حين نور الصبح فأمره فصلى الصبح ثم قال: ما بينهما وقت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور وہ روایت جو معاویہ بن وہب نے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کی ہے جس میں امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس نمازوں کے اوقات لے کر آئے تھے۔ پس وہ آپؐ کے پاس زوالِ آفتاب کے وقت آئے اور آپؐ کو نماز کا حکم دیا تو آپؐ نے نمازِ ظہر پڑھی۔ پھر وہ اس وقت آئے جب سایہ ایک قامت کے برابر ہو چکا تھا اور پھر اس نے آپؐ کو نماز کا حکم دیا تو آپؐ نے نمازِ عصر پڑھی۔ پھر وہ آپؐ کے پاس اس وقت آئے جب غروبِ آفتاب ہو چکا تھا اور انھوں نے آپؐ کو نماز کا حکم دیا تو آپؐ نے نمازِ مغرب پڑھی۔ پھر وہ آپؐ کے پاس اس وقت آئے جب مغرب کی جانب سے اُفق سے سرخی زائل ہو چکی تھی۔ پھر انھوں نے آپ کو نماز کا حکم دیا۔ تو آپؐ نے نمازِ عشاء پڑھی۔ پھر اس وقت آئے جب فجر طلوع ہو رہی تھی تو پھر انھوں نے آپؐ کو نماز کا حکم دیا تو آپؐ نے نمازِ فجر پڑھی۔

پھر دوسرے دن جنابِ جبرئیلؑ آپؐ کے پاس اُس وقت آئے جب زوال کے بعد سایہ ایک اقامت کے برابر ہو چکا تھا اور پھر انھوں نے آپؐ کو نماز کا حکم دیا تو آپؐ نے نمازِ ظہر پڑھی۔ پھر وہ آپؐ کے پاس اس وقت آئے جب سایہ دو قامت کے برابر ہو چکا تھا تو انھوں نے آپؐ کو نماز کا حکم دیا اور آپؐ نے نمازِ عصر پڑھی۔ پھر وہ آپؐ کے پاس اس وقت آئے جب سورج غروب ہو چکا تھا۔ پھر انھوں نے آپ کو نماز کا حکم دیا تو آپؐ نے

نمازِ مغرب پڑھی۔ پھر اس وقت آئے جب رات کا ایک ثلث گزر چکا تھا تو پھر آپؐ کو نماز کا حکم دیا اور آپؐ نے نمازِ عشاء پڑھی۔ پھر اس وقت آئے جب صبح کا نور پھیل چکا تھا اور نماز کا حکم دیا تو آپؐ نے نمازِ فجر پڑھی۔ (آپؑ نے رسولِ خدا کے لیے اوّل وقت اور آخر وقت کو بیان کیا) اور دونوں کے درمیان دونوں مشترکہ وقت ہے۔

﴿حدیث نمبر 39/1002﴾ وعنه عن أحمد بن أبي بشير عن معاوية بن ميسرة عن أبي عبد الله عليه السلام قال أتى جبرئيل عليه السلام، وذكر مثل حديث أبي خديجة إلا أنه قال: بدل القامة والقامتين ذراع وذراعين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن میسرۃ سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حضرت جبرئیلؑ آئے۔ اس کے بعد گذشتہ حدیث جو ابوخدیجہ نے نقل کی ہے اس کو ذکر کیا ہے۔ صرف اس فرق کے ساتھ کہ ابوخدیجہ کی حدیث میں قامت اور قامتان کے الفاظ ہیں اور انھوں نے ذراع اور دراعین کے الفاظ ذکر کیے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 40/1003﴾ وروى الحسن بن محمد عن ابن رباط عن مفضل بن عمر قال قال أبو عبد الله عليه السلام: نزل جبرئيل عليه السلام على رسول الله صلى الله عليه وآله وساق الحديث مثل الاول وذكر بدل القامة والقامتين قدمين وأربعة اقدام. فليس لاحد أن يقول: ان هذه الاخبار تنبئ ان أول الوقت والآخر سواء لانه قال: ما بينهما وقت لانه لا يمتنع أن يجعل ما بين الوقتين وقتاً وان كان الاول أفضل منه، والذي يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جنابِ جبرئیلؑ آئے۔ اس کے بعد پہلے والی حدیث ابوخدیجہ والی کو ذکر کیا ہے اس فرق کے ساتھ کہ اس نے قامت یا قامتان کا ذکر کیا تھا اور جناب مفضل والی حدیث میں دوقدم اور چار قدموں کا ذکر ہوا ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ اوّل وقت اور آخری وقت برابر ہیں کیونکہ آپؑ نے فرمایا ہے کہ دونوں کے درمیان ایک وقت ہے۔ کیونکہ یہ ممنوع نہیں ہے کہ دونوں

وقتوں کے درمیان ایک قرار دیا جائے اگرچہ اوّل افضل ہو۔ اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 41/1004} الحسن بن محمد عن عبد الله بن جبلة عن ذريح عن أبي عبد الله عليه السلام قال: أتى جبرئيل عليه السلام رسول الله صلى الله عليه وآله فأعلمه مواقيت الصلاة فقال: صل الفجر حين ينشق الفجر، وصل الاولى إذا زالت الشمس، وصل العصر بعيدها، وصل المغرب إذا سقط القرص، وصل العتمة إذا غاب الشفق ثم أتاه من الغد فقال: أسفر بالفجر فأسفر، ثم أخر الظهر حتى كان الوقت الذي صلى فيه العصر وصلى العصر بعيدها وصلى المغرب قبل سقوط الشفق وصلى العتمة حين ذهب ثلث الليل، ثم قال: ما بين هذين الوقتين وقت وأفضل الوقت أوله، ثم قال عليه السلام: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: لولا اني أكره ان اشق على أمتي لاخرتها الى نصف الليل، وقال قلت له: ان اناسا من أصحاب أبي الخطاب يمسون بالمغرب حتى تشتبك النجوم قال فقال: أبرأ الى الله ممن يفعل هذا متعمدا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ذریح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جناب جبرئیلؑ تشریف لائے اور انھوں نے آپ کو نمازوں کے اوقات کے بارے بتایا۔ پس انھوں نے عرض کیا: جب فجر پھوٹ جائے تو اس وقت نماز پڑھو اور پہلی نماز اس وقت پڑھو جب زوالِ آفتاب ہوجائے اور اس کے بعد نمازِ عصر پڑھو اور نمازِ مغرب اس وقت پڑھیں جب سورج کی قرص غروب ہوجائے اور نمازِ عشاء اس وقت پڑھو جب مغرب کے اُفق سے سرخی غائب ہوجائے۔ پھر وہ آپؐ کے پاس دوسرے دن آئے اور کہا: یا رسولؐ اللہ! جب فجر روشن ہوجائے تو فجر پڑھو اور نمازِ ظہر کو اس وقت تک مؤخر کریں جس وقت میں آپؐ نے نمازِ مغرب کو مغرب کی طرف سے سرخی زائل ہونے سے قبل پڑھیں اور نمازِ عشاء اس وقت پڑھیں جب رات کا ایک ثلث چلا جائے۔

پھر آپؐ نے فرمایا کہ ان دونوں وقتوں کے درمیان ایک وقت ہے اور افضل وقت اوّل وقت ہے۔

پھر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے یہ پسند نہ ہوتا کہ یہ میری اُمت پر دشوار ہوگا

تو میں نمازِ عشاء کو نصف شب تک مؤخر کرتا۔

راوی: میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: ابوالخطاب کے اصحاب (ساتھیوں) میں سے کچھ لوگ نماز مغرب کو اس وقت پڑھتے ہیں جب ستارے بہت زیادہ ظاہر ہوجاتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اس کی عادت بنالے اس سے میں اللہ کی بارگاہ میں بری ہوں۔

وقت داخل ہونے سے قبل نماز کا حکم

﴿حدیث نمبر 42/1005﴾ الحسن بن محمد عن الميثمي عن معاوية بن وهب عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من صلى في غير وقت فلا صلاة له.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ وقت داخل ہونے سے قبل نماز پڑھے گا تو اس کی کوئی نماز نہیں (یعنی وہ وقت ہونے کے بعد دوبارہ نماز پڑھے)۔

﴿حدیث نمبر 43/1006﴾ عنه عن محمد بن الحسن العطار عن أبيه عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لان أصلي الظهر في وقت العصر أحب إلي من ان صلي قبل أن تزول الشمس، فاني إذا صليت قبل أن تزول الشمس لم تحتسب لي وإذا صليت في وقت العصر حسبت لي.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الحسن العطار سے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ تحقیق نمازِ ظہر کو عصر کے وقت میں پڑھنا مجھے پسند ہے کہ میں نمازِ ظہر کو زوالِ آفتاب سے قبل پڑھوں کیونکہ اگر میں نمازِ ظہر کو زوالِ آفتاب سے قبل پڑھوں گا تو وہ میرے لیے کافی نہیں ہوگی۔ میرے لیے حساب نہیں ہوگی اور اگر میں نمازِ ظہر کو عصر کے وقت میں پڑھوں گا تو وہ میرے لیے کافی ہوگی اور وہ میرے حساب میں شمار ہوگی۔

﴿حدیث نمبر 44/1007﴾ عنه عن محمد بن الحسن العطار عن عبد الله بن سليمان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لان أصلي الظهر في وقت العصر أحب إلي من أن أصلي قبل أن تزول الشمس فاني إذا صليت قبل أن تزول الشمس لم تحسب لي،

https://www.shiabookspdf.com

وإذا صليت في وقت العصر حسبت لي.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن عبداللہ سے اور اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں: میرا نمازِ ظہر کا نمازِ عصر کے وقت پڑھنا مجھے پسند ہے اس سے کہ میں نمازِ ظہر کو زوال سے قبل پڑھوں وہ میرے لیے کافی نہیں ہے کیونکہ اگر میں زوال سے قبل پڑھوں گا وہ میرے لیے حساب نہیں ہوگی اور نمازِ عصر کے وقت میں پڑھوں گا تو وہ میرے لیے حساب ہوگی۔

﴿حدیث نمبر 45/1008﴾ علي بن مهزيار عن فضالة عن أبان عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام في رجل صلى الغداة بليل غره من ذلك القمر ونام حتى طلعت الشمس فأخبر انه صلى بليل قال: يعيد صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں عرض کیا گیا کہ جس نے نمازِ فجر رات کو پڑھی ہے اور اس کو چاند نے دھوکا دیا ہے تو وہ نماز پڑھ کر سو گیا اور سورج کے طلوع ہونے تک سویا رہا۔ پھر اس کی خبر ہوئی کہ اس نے نمازِ فجر رات کے وقت پڑھی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 46/1009﴾ محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال: سألته عن الصلاة بالليل والنهار إذا لم تر الشمس ولا القمر ولا النجوم قال: اجتهد رأيك وتعمد القبلة جهدك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعۃ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے دن و رات کی نماز کے بارے میں سوال کیا کہ جن کو سورج نظر نہیں آتا اور رات کو چاند و ستارے نظر نہیں آتے (بادل بہت زیادہ ہونے کی وجہ سے) تو وہ بندہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: جتنا ہو سکے وقت اور جہت قبلہ میں دقت کرے۔

﴿حدیث نمبر 47/1010﴾ علي عن أبيه عن ابن أبي عمير عن أبي عبد الله الفراء عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال له رجل من أصحابنا: ربما اشتبه الوقت علينا

فی یوم الغیم فقال: تعرف هذه الطیور التی عندکم بالعراق یقال لها الدیکة؛ قلت: نعم قال: إذا ارتفعت اصواتها وتجاوبت فقد زالت الشمس أو قال: فصله.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوعبداللہ الفراء سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ ہمارے دوستوں میں سے ایک بندے نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات بادلوں کی وجہ سے میرے لیے وقت کی شناخت مشکل ہو جاتی ہے تو اس کے لیے میں کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: تو اپنے عراق میں ان پرندوں کو جانتا ہے جن کو مرغا کہا جاتا ہے؟

اس نے کہا: جی ہاں۔

آپؑ نے فرمایا: جب وہ اپنی اذان کی آوازیں بلند کریں اور ایک دوسرے کو جواب دیں تو سمجھ لو زوالِ آفتاب ہو گیا ہے یا آپؑ نے فرمایا کہ اس وقت نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 48/1011﴾ سهل بن زیاد عن محمد بن ابراهیم عن النوفلی عن الحسین ابن المختار عن رجل قال قلت لابی عبد الله علیه السلام: إنی رجل مؤذن فإذا کان یوم الغیم لم أعرف الوقت قال: إذا صاح الدیك ثلاثة أصوات ولاء فقد زالت الشمس ودخل وقت الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حسین بن مختار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک بندے سے نقل کیا ہے کہ جو بیان کرتا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں مؤذن ہوں اور بعض اوقات بادل والے دن میں وقت کی شناخت و معرفت حاصل نہیں کر سکتا تو کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: جب مرغ تین بار پے درپے اذان کی آواز بلند کریں اس وقت زوالِ آفتاب ہو جاتا ہے اور نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 49/1012﴾ الحسین بن سعید عن حریز بن عبد الله عن الفضیل بن یسار وزرارة بن أعین وبکیر بن أعین ومحمد بن مسلم وبرید بن معاویة العجلی قال قال أبو جعفر وأبو عبد الله علیهما السلام: وقت الظهر بعد الزوال قدمان ووقت العصر بعد ذلك قدمان وهذا أول وقت الی أن یمضی أربعة أقدام للعصر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب برید بن معاویہ عجلی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر علیہ السلام اور امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: زوالِ آفتاب کے بعد دو قدم کے برابر سایہ، یہ ظہر کا وقت ہے اور عصر کا وقت اس سے دو قدم کا مزید اضافہ، یہ عصر کا وقت ہے اور اوّل وقت زوال سے لے کر چار قدم کا سایہ ہونے تک یہ عصر کا وقت ہے۔

﴿حدیث نمبر 50/1013﴾ الحسن بن محبوب عن علی بن رئاب عن زرارة قال: قلت لابی جعفر علیه السلام بین الظهر والعصر حد معروف؟ فقال: لا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ظہر اور عصر کے درمیان کوئی معروف حد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

﴿حدیث نمبر 51/1014﴾ محمد بن علی بن محبوب عن العبیدی عن سلیمان بن جعفر قال قال الفقیه علیه السلام: آخر وقت العصر ستة أقدام ونصف. وأما ما روى من الاخبار التی قدمناها من أن الوقت ممتد الی غروب الشمس فمحمول علی صاحب الاعذار ومن به ضرورة تمنعه من الصلاة علی ما بیناه، وعلی مثل ذلك یحمل ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن جعفر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ فقیہ اہل بیت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: نمازِ عصر کا آخری وقت سایہ کا ساڑھے چھ قدم ہو جانا ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: بہر حال وہ روایات جو کہ گزر چکی ہیں کہ جو بیان کرتی ہے کہ عصر کا وقت غروبِ آفتاب تک جاری رہتا ہے۔ ان روایات کو حمل کریں گے کہ وہ وقت ان لوگوں کے لیے جو کوئی عذر رکھتے ہیں یا کوئی ضرورت و کام کی وجہ سے وہ وقت پر نماز نہیں پڑھ سکے، ان کے لیے وہ وقت ہے اور اس کو ذیل کی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 52/1015﴾ محمد بن علی بن محبوب عن أحمد بن الحسن بن علی ابن فضال عن علی بن یعقوب الهاشمی عن مروان بن مسلم عن عبید بن زرارة عن أبی عبد الله علیه السلام قال: لا یفوت الصلاة من أراد الصلاة. لا یفوت صلاة النهار

حتى تغيب الشمس ولا صلاة الليل حتى يطلع الفجر ولا صلاة الفجر حتى تطلع الشمس. والذي يزيد ما ذكرناه بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نماز پڑھنے والا ہے اس کی نماز قضاء نہیں ہوتی۔ اس کی دن کی نماز قضا نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج غروب ہوجائے اور رات کی نماز قضا نہیں ہوگی یہاں تک کہ فجر طلوع کرجائے اور صبح کی نماز قضا نہیں ہوگی یہاں تک کہ سورج طلوع کرجائے۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو ہم نے ذکر کیا ہے اس کو مزید ذیل کی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 53/1016﴾ الحسن بن محمد بن سماعة عن ابن مسكان عن سليمان ابن خالد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: العصر على ذراعين فمن تركها حتى تصير على ستة أقدام فذلك المضيع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: نماز عصر کا وقت سایہ کا دو ذراع ہونے تک ہے۔ پس جو بندہ نماز کو ترک کرے یہاں تک کہ سایہ چھ قدم ہوجائے تو وہ نماز عصر کو ضائع کرنے والا ہے۔

﴿حدیث نمبر 54/1017﴾ عنه عن جعفر عن مثنى عن منصور بن حازم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: صل العصر على أربعة أقدام قال مثنى قال لي أبو بصير قال لي أبو عبد الله عليه السلام: صل العصر يوم الجمعة على ستة أقدام.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز عصر سایہ کے چار قدم ہونے تک پڑھو۔

جناب مثنیٰ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بیان کیا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے فرمایا کہ نماز عصر کو سایہ کے چھ قدم ہونے تک پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 55/1018﴾ عنه عن حسين بن هاشم عن ابن مسكان عن أبي بصير قال قال أبو عبد الله عليه السلام: ان الموتور أهله وماله من ضيع صلاة العصر،

قلت: وما الموتور؛ قال: لا یکون له أهل ولا مال فی الجنة، قلت: وما تضییعها؛ قال: یدعها حتی تصفر وتغیب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام نے فرمایا: مال اور اہل کا موتور وہ ہے جو نمازِ عصر کو ضائع کردے۔

راوی: میں نے عرض کیا کہ موتور سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ہے جس کے لیے جنت میں نہ کوئی اہل ہوگا اور نہ ہی کوئی مال ہوگا۔

راوی: میں نے عرض کیا: ضائع کرنے سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نماز کو ترک کر دیتا ہے یہاں تک کہ اُفق سرخ ہوجائے اور سورج غروب ہوجائے (یعنی سورج کے غروب ہونے تک نہ پڑھے)۔

{حدیث نمبر 56/1019} عنه عن سلیمان بن داود عن علی بن أبی حمزة عن أبی بصیر قال: ذکر أبو عبد الله علیه السلام أول الوقت وفضله فقلت: کیف اصنع بالثمانی رکعات؛ قال: خفف ما استطعت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے اوّل وقت اور فضیلت کے وقت کا ذکر کیا۔

میں نے عرض کیا: پھر نمازِ ظہر کی آٹھ رکعات کا کیا کروں گا؟

آپؑ نے فرمایا: جتنا ممکن ہوسکے ان میں تخفیف کرو۔

{حدیث نمبر 57/1020} عنه عن صالح بن خالد عن صفوان الجمال عن أبی عبد الله علیه السلام قال قلت: العصر متی أصلیها إذا کنت فی غیر سفر؛ قال: علی قدر ثلثی قدم بعد الظهر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان الجمال سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں سفر کے علاوہ نمازِ عصر کب پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: جب نمازِ ظہر کے بعد ایک قدم کے دو ثلث گزر جائیں تو نمازِ عصر پڑھو۔

نمازِ مغرب کا وقت

{حدیث نمبر 58/1021} الحسن بن محمد بن سماعة عن ابن فضال عن القاسم بن عروة عن بريد عن أحدهما عليهما السلام قال: إذا غابت الحمرة من المشرق فقد غابت الشمس من شرق الارض وغربها

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب برید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب مشرق کی جانب سے سرخی زائل ہوجائے تو مشرق و مغرب سے سورج غروب ہوجاتا ہے۔

{حدیث نمبر 59/1022} عنه عن عبد الله بن جبلة عن ذريح عن أبي عبد الله عليه السلام ان جبرئيل عليه السلام أتى النبي صلى الله عليه وآله في الوقت الثاني في المغرب قبل سقوط الشفق.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ذریح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق حضرت جبرائیلؑ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مغرب کا دوسرا وقت لے کر آئے کہ مغرب کی طرف سے شفق (سرخی) کے زائل ہونے سے قبل وقت مغرب ہے۔

{حدیث نمبر 60/1023} عنه عن محمد بن زياد عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: وقت المغرب من حين تغيب الشمس إلى ان تشتبك النجوم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: مغرب کا وقت غروبِ آفتاب سے لے کر ستاروں کے جال بچھ جانے تک رہتا ہے۔

{حدیث نمبر 61/1024} عنه عن عبد الله بن جبلة عن علي بن الحرث عن بكار عن محمد بن شريح عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن وقت المغرب فقال: إذا تغيرت الحمرة في الافق وذهبت الصفرة وقبل أن تشتبك النجوم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن شریح سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام

https://www.shiabookspdf.com

ابوعبداللہ علیہ السلام سے نمازِ مغرب کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: جب افق سے سرخی بکھر جائے اور زردی ختم ہوجائے اور ستاروں کے جال بچھنے سے قبل تک ہے۔

﴿حدیث نمبر 62/1025﴾ عنه عن الميثمي عن أبان عن اسماعيل بن الفضل الهاشمي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يصلي المغرب حين تغيب الشمس حيث يغيب حاجبها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن الفضل الہاشمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمازِ مغرب اس وقت پڑھا کرتے تھے جب سورج غروب ہوجاتا اور اس کے حاجب یعنی اس کی شعاعیں بھی ختم ہوجاتیں۔

﴿حدیث نمبر 63/1026﴾ عنه عن سليمان بن داود عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: وقت المغرب حين تغيب الشمس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ مغرب اس وقت ہے جب سورج غروب ہوجائے۔

﴿حدیث نمبر 64/1027﴾ عنه عن جعفر بن سماعة عن ابراهيم بن عبد الحميد عن الصباح بن سيابة وأبي اسامة قالا: سألوا الشيخ عن المغرب فقال بعضهم: جعلني الله فداك ننتظر حتى يطلع كوكب؟ فقال: خطابية؟! إن جبرئيل عليه السلام نزل بها على محمد صلى الله عليه وآله حين سقط القرص.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الصباح بن سیابہ اور ابواسامہ سے نقل کیا ہے یہ دونوں فرماتے ہیں: شیخ الائمۃ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کچھ لوگوں نے نمازِ مغرب کے بارے میں سوال کیا۔ بعض نے کہا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں ہم انتظار کرتے ہیں یہاں تک کہ ستارے طلوع کر جائیں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ خطابیہ ہے؟

حضرت جبرئیلؑ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت نازل ہوئے جب سورج کی ٹکی غروب ہوچکی تھی (یعنی حضرت جبرئیلؑ نمازِ مغرب کا یہ وقت لے کر نازل ہوئے تھے)۔

﴿حدیث نمبر 65/1028﴾ عنه عن حسين بن حماد بن عديس عن اسحاق بن عمار عن القاسم بن سالم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ذكر أبو الخطاب فلعنه ثم قال: انه لم يكن يحفظ شيئاً!! حدثته ان رسول صلى الله عليه وآله غابت له الشمس في مكان كذا و كذا وصلى المغرب بالشجرة وبينهما ستة أميال فاخبرته بذلك في السفر فوضعه في الحضر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب القاسم بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کے سامنے ابوالخطاب کا ذکر کیا گیا تو آپؑ نے اس پر لعنت کی اور پھر فرمایا: وہ کچھ بھی یاد نہیں رکھتا تھا (یعنی کند ذہن تھا)۔ میں نے اس کو ایک دفعہ بیان کیا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فلاں مقام پر سورج غروب ہوا اور آپؐ نے نمازِ مغرب مسجد شجرہ میں پڑھی جبکہ دونوں کے درمیان چھ میل کا فاصلہ تھا۔ پس میں نے اس کو خبر دی کہ آپؐ سفر میں تھے اور اس نے یہ وقت حضر میں قرار دیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 66/1029﴾ عنه عن صفوان بن يحيى عن اسماعيل بن جابر عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن وقت المغرب قال: ما بين غروب الشمس الى سقوط الشفق.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے نمازِ مغرب کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: سورج کے غروب ہونے مغرب کی جانب شفق (سرخی) کے سقوط کے درمیان کا وقت ہے۔

﴿حدیث نمبر 67/1030﴾ فأما ما رواه الحسن بن محمد بن سماعة عن صفوان بن يحيى عن يعقوب بن شعيب عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال لي: مسوا بالمغرب قليلا فإن الشمس تغيب من عندكم قبل أن تغيب من عندنا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یعقوب بن شعیب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے مجھے فرمایا: نمازِ مغرب کو کچھ تاخیر کر کے پڑھو کیونکہ سورج ہمارے ہاں کی نسبت تمھارے ہاں پہلے غروب ہو جاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 68/1031﴾ عنه عن سليمان بن داود عن عبد الله بن وضاح قال: كتبت الى العبد الصالح عليه السلام يتوارى القرص ويقبل الليل ثم يزيد الليل ارتفاعا وتستتر عنا الشمس و ترتفع فوق الجبل حمرة ويؤذن عندنا المؤذن فاصلى حينئذ وافطر إن كنت صائما، أو انتظر حتى تذهب الحمرة التي فوق الجبل؟ فكتب إلى أرى لك أن تنتظر حتى تذهب الحمرة وتأخذ بالحايطة لدينك. فلا تنافي بين هذين الخبرين وبين ما قدمناه من الاخبار لان قوله عليه السلام: في الخبر الاول مسوا بالمغرب معناه حتى تغيب الحمرة من ناحية المشرق و كذلك قوله في الخبر الثاني، وقد دللنا على ذلك بما تقدم من الاخبار، ويزيد ذلك بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے عبداللہ بن وضاح سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام عبد صالح موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں آپؑ سے عرض کیا گیا کہ سورج کی ٹکی غروب ہوجاتی ہے اور رات چھا جاتی ہے۔ پھر رات کی تاریکی زیادہ ہوجاتی ہے اور سورج ہم سے غائب ہوجاتا ہے۔ اس وقت پہاڑ کے اُوپر سرخی باقی ہوتی ہے اور ہمارے مؤذن اذان دے دیتے ہیں تو کیا میں اس وقت نماز پڑھ لوں اور اگر میرا روزہ ہو تو اس کو افطار کرلوں؟ یا انتظار کروں کہ پہاڑ کے اُوپر والی سرخی ختم ہوجائے؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: میں تیرے لیے دیکھتا ہوں کہ تم انتظار کرو کہ وہ سرخی زائل ہوجائے اور تم اپنے دین کے لیے دیوار کو اخذ کرو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایتیں ہماری گذشتہ بیان ہونے والی روایات کے ساتھ منافات نہیں رکھتیں۔ آپؑ نے پہلی روایت میں فرمایا: نماز کو تھوڑا سا مؤخر کرو۔ اس سے مراد ہے کہ مشرق کی طرف کی سرخی زائل ہوجائے۔ ایسے ہی دوسری روایت میں ہے اور اس چیز کو ہم نے پہلے بیان کردیا ہے اور مزید ذیل کی روایت بھی اس کو بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 69/1032﴾ الحسن بن محمد بن سماعة عن ابن رباط عن جارود أو اسماعيل بن أبي سمال عن محمد بن أبي حمزة عن جارود قال قال لي أبو عبد الله عليه السلام يا جارود: ينصحون فلا يقبلون وإذا سمعوا بشي نادوا به أو حدثوا بشي

اذاعوه!! قلت لهم مسوا بالمغرب قليلا فتركوها حتى اشتبكت النجوم ، فانا الآن اصليها إذا سقط القرص.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جارود سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے جارود! یہ لوگ عجیب ہیں جب ان کو نصیحت کی جاتی ہے تو یہ قبول نہیں کرتے اور جب کوئی بات سنتے ہیں تو اس کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور جب ان کو کوئی خاص چیز بیان کی جائے تو اس کو شائع اور عام کر دیتے ہیں۔

میں نے ان سے کہا تھا کہ نماز مغرب کو کچھ مؤخر کرو اور وہ نماز مغرب میں اس قدر تاخیر کرتے ہیں کہ ستاروں کا جھرمٹ بن جاتا ہے۔ پس میں اب بھی نماز اس وقت پڑھتا ہوں جب سورج غروب ہو جاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 70/1033﴾ محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن الحسن عن علي بن يعقوب عن مروان بن مسلم عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إنما أمرت أبا الخطاب أن يصلي المغرب حين زالت الحمرة فجعل هو الحمرة التي من قبل المغرب ، وكان يصلي حين يغيب الشفق. فأما عند الاعذار والموانع فانه يجوز تأخيرها الى ربع الليل على ما قدمنا الاخبار فيه. ويزيد ذلك وضوحا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں نے ابوالخطاب کو حکم دیا کہ وہ نماز اس وقت پڑھے جب سرخی زائل ہو جائے۔ اس نے اس سے مراد مغرب کی جانب کی سرخی قرار دیا ہے اور وہ اس وقت نماز پڑھتا ہے۔ جب مغرب کی جانب سے سرخی زائل ہو جاتی ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہرحال کسی عذر یا مانع کے وقت نماز مغرب کو چوتھائی رات تک مؤخر کرنا جائز ہے۔ ان روایات کی وجہ سے جو ہم نے پہلے ذکر کر دی ہیں اور اس کو مزید ذیل کی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 71/1034﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن عبد الحميد عن محمد ابن عمر بن يزيد عن محمد بن عذافر عن عمر بن يزيد قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن وقت المغرب فقال: إذا كان ارفق بك وأمكن لك في صلاتك و كنت في حوائجك فلك الى ربع الليل، قال: فقال لي وهو شاهد في بلده.

https://www.shiabookspdf.com

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نمازِ مغرب کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تیرے لیے آسان ہو اور ممکن ہو اور تو کسی ضرورت وحاجت میں ہے تو تیرے لیے رات کی چوتھائی تک نمازِ مغرب پڑھنا جائز ہے۔ پھر آپؑ نے فرمایا: جبکہ وہ اپنے شہر میں ہو یعنی مسافر نہ ہو۔

﴿حدیث نمبر 72/1035﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن أديم ابن الحر قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول ان جبرئيل عليه السلام أمر رسول الله صلى الله عليه وآله بالصلوات كلها فجعل لكل صلاة وقتين إلا المغرب فانه جعل لها وقتاً واحداً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ادیم بن الحر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جنابِ جبرئیلؑ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمازوں کا کہا اور پھر ہر نماز کے لیے دو وقت قرار دیے سوائے نمازِ مغرب کے۔ تحقیق اس کے لیے ایک ہی وقت قرار دیا۔

﴿حدیث نمبر 73/1036﴾ علي بن مهزيار عن حماد بن عيسى عن حريز عن زيد الشحام قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن وقت المغرب فقال: ان جبرئيل عليه السلام أتى النبي صلى الله عليه وآله لكل صلاة بوقتين غير صلاة المغرب فأن وقتها واحد، ووقتها وجوبها. قال محمد بن الحسن: لا تنافي بين هذين الخبرين وبين ما قدمناه من الاخبار من ان للمغرب وقتين واوله سقوط الشمس وآخره ذهاب الشفق أو اشتباك النجوم لان الانسان إذا صلى في وقت ذهاب الحمرة من ناحية المشرق وتأنى في صلاته فانه لا يفرغ من صلاة فريضة ونافلة إلا ويكون قد غاب الشفق وظهرت النجوم. والذي يزيد ما قدمناه وضوحاً من ان لهاتين الصلاتين وقتين وإنما نفي بالخبرين المتقدمين سعة الوقت ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زید الشحام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نمازِ مغرب کے وقت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: حضرت جبرئیلؑ رسولِ خدا ﷺ کے لیے ہر نماز کے دو وقت لے کر آئے سوائے نمازِ مغرب کے اور اس کے لیے ایک وقت ہے اور وہ اس کے وجوب کا وقت ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایتیں پہلی والی روایت کے ساتھ منافات نہیں رکھتیں۔ یہ دونوں بیان کرتی ہیں کہ نمازِ مغرب کا ایک وقت ہے جبکہ پہلے روایات ذکر ہوئی ہیں کہ جو بیان کرتی ہیں کہ نمازِ مغرب کے لیے دو وقت ہیں۔ اوّل وقت سورج کا غروب ہونا ہے اور آخری وقت مغرب کی طرف سے سرخی کا زائل ہونا اور ستاروں کا جال ظاہر ہو جائے۔ اور اس میں منافات نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب انسان نمازِ مغرب اس وقت پڑھتا ہے کہ جب مشرق کی طرف سے سرخی ختم ہو جائے اور وہ اپنی نماز میں ہی ہوتا ہے اور وہ نماز واجب و نوافل سے فارغ نہیں ہو پاتا کہ مغرب کی طرف سے سرخی ختم ہو جاتی ہے اور ستارے ظاہر ہو جاتے ہیں۔

اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس کو مزید واضح طور پر ذیل کی روایت بیان کرتی ہے کہ ان دونوں نمازوں (مغرب و عشاء) کے لیے دو وقت ہیں اور یہ دونوں روایتیں جس کی نفی کر رہی ہیں وہ ہے کہ نمازِ مغرب کے لیے وقت زیادہ وسیع نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 74/1037﴾ سهل بن زياد عن اسماعيل بن مهران قال: كتبت الى الرضا عليه السلام ذكر اصحابنا انه إذا زالت الشمس فقد دخل وقت الظهر والعصر، وإذا غربت دخل وقت المغرب والعشاء الآخرة إلا أن هذه قبل هذه فى السفر والحضر وأن وقت المغرب الى ربع الليل فكتب عليه السلام كذلك الوقت غير أن وقت المغرب ضيق وآخر وقتها ذهاب الحمرة ومصيرها إلى البياض فى أفق المغرب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن مہران سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا۔ اس میں لکھا ہے کہ ہمارے اصحاب بیان کرتے ہیں کہ جب زوالِ آفتاب ہو جائے تو نمازِ ظہر اور عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور جب غروبِ آفتاب ہو جائے تو نمازِ مغرب وعشاء کا وقت داخل ہو جاتا ہے۔ مگر یہ کہ نمازِ مغرب نمازِ عشاء سے قبل ہے، خواہ سفر ہو یا حضر اور نمازِ مغرب کا وقت ایک چوتھائی رات تک ہے؟

تو امام رضا علیہ السلام نے جواب میں تحریر فرمایا: دونوں نمازوں کا وقت ایسے ہی ہے مگر یہ کہ نمازِ مغرب کا وقت

http://www.shiabooks.ca

تنگ ہے اور اس کا آخری وقت سرخی کا چلے جانا ہے اور اس کا انتہاء مغرب کی طرف سے سرخی کا ختم ہونا ہے۔

﴿حدیث نمبر 75/1038﴾ سهل بن زياد عن علي بن الريان قال: كتبت إليه الرجل يكون في الدار تمنعه حيطانها النظر إلى حمرة المغرب ومعرفة مغيب الشفق ووقت صلاة العشاء الآخرة متى يصليها و كيف يصنع؛ فوقع عليه السلام: يصليها إذا كان على هذه الصفة عند قصر النجوم، والعشاء عند اشتباكها وبياض مغيب الشمس. قال محمد بن الحسن: معنى قصر النجوم بيانها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن الریان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام (علی نقی) علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں لکھا کہ ایک بندہ جو کسی گھر میں ہے اور اس گھر کی بلند دیواریں اس کے سورج کے غروب کو دیکھنے سے مانع ہیں۔ وہ مغرب کی سرخی کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ ہی شفق کے زائل ہونے کی معرفت حاصل کرسکتا ہے اور نماز عشاء کے وقت کی معرفت حاصل نہیں کرسکتا تو وہ کیا کرے اور کب نماز پڑھے؟

آپؑ نے اپنی توقیع میں لکھا کہ جب وہ ایسے گھر میں ہے تو نماز مغرب اس وقت پڑھے جب ستارے ظاہر ہوجائیں اور نماز عشاء اس وقت پڑھے جب ستاروں کا جال بن جائے۔

قصر النجوم کا معنی ہے ستاروں کا ظاہر ہونا۔

﴿حدیث نمبر 76/1039﴾ علي عن أبيه عن حماد عن حريز عن زرارة قال قال أبو جعفر عليه السلام: وقت المغرب إذا غاب القرص فان رأيته بعد ذلك وقد صليت أعدت الصلاة ومضى صومك وتكف عن الطعام ان كنت أصبت منه شيئاً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: نماز مغرب کا وقت ہے جب سورج غروب ہوجائے (غائب ہوجائے) اور اگر (تو اس گمان پر کہ سورج غروب ہوگیا ہے) اس کے بعد پھر تم سورج دیکھ لو تو نماز کو دوبارہ پڑھو اور اگر تو نے روزہ کھول لیا ہے تو تیرا روزہ ختم ہوجائے گا لیکن کھانے پینے سے پرہیز کرو۔ اگر افطار کے بعد سورج نظر آجائے۔

﴿حدیث نمبر 77/1040﴾ فأما ما رواه محمد بن علي بن محبوب عن يعقوب بن ابن يزيد عن ابن أبي عمير عن محمد بن حكيم عن شهاب بن عبد ربه قال قال أبو عبد

الله علیه السلام : یا شهاب إنی احب إذا صلیت المغرب ان اری فی السماء کوکبا.

قال محمد بن الحسن : وجه الاستحباب فی هذا الخبر أن یتأنی الانسان فی صلاته ویصلیها علی تؤدة فانه إذا فعل کذلك یکون فراغه منها عند ظهور الکواکب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہرحال وہ روایت جو جناب شہاب بن عبد ربہ نے نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اے شہاب! میں پسند کرتا ہوں کہ نماز مغرب اس وقت پڑھوں جب میں آسمان پر ستاروں کو دیکھوں۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس روایت میں جو استحباب بیان ہورہا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان نماز کو اس انداز سے پڑھے کہ جب وہ نماز سے فارغ ہو تو اس وقت ستارے ظاہر ہو چکے ہوں، یعنی جلدی جلدی نہ پڑھے، آرام وسکون سے پڑھے۔

نمازِ عشاء کا وقت

﴿حدیث نمبر 78/1041﴾ الحسن بن محمد بن سماعة عن محمد بن زیاد عن هارون ابن خارجة عن أبی بصیر عن أبی جعفر علیه السلام قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله: لولا انی أخاف ان اشق علی امتی لاخرت العتمة الی ثلث اللیل، وأنت فی رخصة الی نصف اللیل وهو غسق اللیل فإذا مضی الغسق نادی ملکان من رقد عن صلاة المکتوبة بعد نصف اللیل فلا رقدت عیناه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر مجھے خوف نہ ہو کہ میری اُمت پر یہ گراں گزرے گی تو میں نمازِ عشاء کو ثلث اللیل تک مؤخر کرتا اور آدھی رات تک نمازِ عشاء پڑھنے میں تیرے لیے اجازت ہے اور یہ ہی غسق اللیل کا وقت ہے۔ اور جب آدھی رات ہوجاتی ہے تو دو فرشتے آواز دیتے ہیں کہ جو بندہ نمازِ واجب کو آدھی رات کے بعد پڑھے تو اس کی دونوں آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں گی۔

﴿حدیث نمبر 79/1042﴾ عنه عن صفوان عن معلی أبی عثمان عن معلی بن خنیس عن أبی عبد الله علیه السلام قال: آخر وقت العتمة نصف اللیل.

https://www.shiabookspdf.com

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معلّٰی بن خنیس سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ عشاء کا آخری وقت نصف شب ہے۔

﴿حدیث نمبر 80/1043﴾ عنه عن الحسين بن هاشم عن ابن مسكان عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: العتمة الى ثلث الليل أو الى نصف الليل وذٰلك التضييع.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نمازِ عشاء کا وقت رات کے ایک ثلث ہونے تک ہے اور نصف شب تک مؤخر کرنا یہ نماز کو ضائع کرنا ہے۔

نمازِ فجر کا وقت

﴿حدیث نمبر 81/1044﴾ محمد بن علي بن محبوب عن علي بن خالد عن محمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل إذا غلبته عينه أو عاقه أمر أن يصلي الفجر ما بين أن يطلع الفجر الى أن تطلع الشمس وذٰلك في المكتوبة خاصة، فان صلى ركعة من الغداة ثم طلعت الشمس فليتم الصلاة وقد جازت صلاته، و إن طلعت الشمس قبل أن يصلي ركعة فليقطع الصلاة، ولا يصلي حتى تطلع الشمس ويذهب شعاعها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جس پر نیند غالب آجائے یا کوئی کام اس پر غالب ہوجائے وہ طلوعِ فجر کے وقت نماز نہ پڑھ سکے یہاں تک کہ طلوعِ شمس قریب ہوجائے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ طلوعِ آفتاب سے قبل واجب نمازوں کی ایک رکعت پڑھ چکا ہے تو پھر سورج طلوع کرجائے تو وہ اپنی نماز کو تمام کرے اور اس کی وہ نماز مجزی وکافی ہے اور اگر اس کی پہلی رکعت تمام ہونے سے قبل سورج طلوع کرجائے تو پھر وہ نماز کو چھوڑ دے اور نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ سورج کامل طور پر طلوع کرجائے اور اس کی روشنی وشعاعیں پھیل جائیں (طلوعِ آفتاب کے وقت نماز نہ پڑھے)۔

﴿حدیث نمبر 82/1045﴾ الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن موسى بن بكر عن زرارة قال: سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول: كان رسول الله صلى الله عليه وآله لا يصلي من النهار شيئاً حتى تزول الشمس فإذا زال النهار قدر نصف اصبع صلى ثمان ركعات، فإذا فاء الفيء ذراعاً صلى الظهر ثم صلى بعد الظهر ركعتين ويصلي قبل وقت العصر ركعتين، فإذا فاء الفيء ذراعين صلى العصر، وصلى المغرب حين تغيب الشمس، فإذا غاب الشفق دخل وقت العشاء، وآخر وقت المغرب إياب الشفق فإذا آب الشفق دخل وقت العشاء، وآخر وقت العشاء ثلث الليل، وكان لا يصلي بعد العشاء حتى ينتصف الليل ثم يصلي ثلاثة عشر ركعة منها الوتر ومنها ركعتا الفجر قبل الغداة، فإذا طلع الفجر وأضاء صلى الغداة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن میں کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے جب تک کہ زوالِ آفتاب نہ ہوجاتا۔ پس جب زوالِ آفتاب آدھی انگلی کے برابر ہوجاتا تو آپ آٹھ رکعات نمازِ نوافل پڑھتے تھے۔ پھر جب سایہ ایک ذراع (ہاتھ) ہوجاتا تو آپ نمازِ ظہر پڑھتے تھے۔ پھر نمازِ ظہر کے بعد آپ دو رکعت نماز (نوافل) پڑھتے تھے اور پھر نمازِ عصر سے قبل دو رکعت نماز (نوافل) پڑھتے تھے۔ پھر جب سایہ دو ذراع ہوجاتا تو آپ نمازِ عصر پڑھتے تھے۔ اور نمازِ مغرب اس وقت پڑھتے جب سورج غائب ہوجاتا تھا۔ پھر جب اُفق سے شفق (سرخی) غائب ہوجاتی تو آپ نمازِ عشاء پڑھا کرتے تھے اور نمازِ مغرب کا آخری وقت شفق کا زائل ہوجانا ہے۔ پھر جب شفق زائل ہوجائے تو نمازِ عشاء کا وقت داخل ہوجاتا ہے اور نمازِ عشاء کا آخری وقت رات کا ایک ثلث ہوجانا ہے۔ اور آپ نمازِ عشاء کے بعد نصف شب ہونے تک کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے۔ پھر نصف شب کے بعد آپ تیرہ رکعت نماز پڑھتے تھے اور ان میں سے نمازِ وتر اور فجر کے دو نوافل بھی ہیں اور یہ نمازِ صبح سے قبل پڑھا کرتے تھے۔ پھر جب طلوعِ فجر ہوجاتی تو پھر آپ نمازِ صبح واجب پڑھتے تھے۔

دو نمازوں کو جمع کرنا

﴿حدیث نمبر 83/1046﴾ أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن عبد الله بن بكير

عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: صلى رسول الله صلى الله عليه وآله بالناس الظهر والعصر حين زالت الشمس في جماعة من غير علة، وصلى بهم المغرب والعشاء الآخرة قبل الشفق من غير علة في جماعة، وإنما فعل ذلك رسول الله صلى الله عليه وآله ليتسع الوقت على أمته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے ہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کے ساتھ باجماعت نمازِ ظہر اور نمازِ عصر کو زوالِ آفتاب کے وقت بغیر کسی علت و وجہ کے جمع کر کے پڑھا اور نمازِ مغرب اور عشاء کو شفق کے زائل ہونے سے قبل باجماعت بغیر کسی علت وسبب کے پڑھا۔

اور یہ کام رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقط وفقط اس لیے کیا تا کہ ان کی اُمت وقت نماز میں وسعت میں رہے۔

﴿حدیث نمبر 84/1047﴾ سعد بن عبد الله عن محمد بن الحسين عن موسى بن عمر عن عبد الله بن المغيرة عن اسحاق بن عمار قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: نجمع بين المغرب والعشاء في الحضر قبل أن تغيب الشمس من غير علة؛ قال: لا بأس

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا وطن میں بغیر کسی علت و وجہ کے نمازِ مغرب اور عشاء کو شفق کے زائل ہونے سے قبل پڑھا جاسکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 85/1048﴾ محمد بن يعقوب عن علي عن الفضل بن محمد عن يحيى ابن أبي زكريا عن الوليد بن أبان عن صفوان الجمال قال: صلى بنا أبو عبد الله عليه السلام الظهر والعصر عندما زالت الشمس بأذان واقامتين ثم قال اني على حاجة فتنفلوا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان الجمال سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے زوالِ آفتاب کے وقت نمازِ ظہر اور عصر کو ہمارے ساتھ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ جمع کر کے پڑھیں۔ پھر فرمایا: میں کسی ضروری کام سے جارہا ہوں تم نوافل پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 86/1049﴾ محمد بن أحمد عن عباس الناقد قال: تفرق ما كان

فی یدی وتفرق عنی حرفائی فشکوت ذلك الی أبی عبد الله علیه السلام فقال لی: اجمع بین الصلاتین الظهر والعصر تری ما تحب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عباس الناقد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس جو پیسہ تھا وہ ضائع ہوگیا اور جو لوگ میرے ساتھ شریک کار تھے وہ متفرق اور جدا ہوگئے۔ میں نے اس کے بارے میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے شکایت کی۔

آپؑ نے فرمایا: نماز ظہر اور عصر کو جمع کر کے پڑھو۔ پھر جو تو چاہتا ہے وہ پائے گا۔

﴿حدیث نمبر 87/1050﴾ محمد بن یحیی عن سلمة بن الخطاب عن الحسین بن سیف عن حماد بن عثمان عن محمد بن حکیم عن أبی الحسن علیه السلام قال: سمعته یقول: إذا جمعت بین الصلاتین فلا تطوع بینهما.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن حکیم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب دو نمازوں کو جمع کر کے پڑھا جائے تو ان کے درمیان نوافل نہیں ہوں گے۔

﴿حدیث نمبر 88/1051﴾ محمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن عثمان بن عیسی عن سماعة قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن الرجل یأتی المسجد وقد صلی أهله أیبتدیء بالمکتوبة أو یتطوع؟ فقال: ان کان فی وقت حسن فلا بأس بالتطوع قبل الفریضة، وان کان خاف الفوت من أجل ما مضی من الوقت فلیبدأ بالفریضة وهو حق الله ثم لیتطوع ماشاء، الامر موسع أن یصلی الانسان فی أول وقت الفریضة والفضل إذا صلی الانسان وحده أن یبدأ بالفریضة إذا دخل وقتها لیکون فضل الوقت للفریضة ولیس بمحظور علیه أن یصلی النوافل من أول الوقت الی قریب من آخر الوقت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو مسجد میں داخل ہوجاتا ہے اہل مسجد نماز پڑھ رہے ہیں تو وہ بندہ واجب نماز شروع کرے یا مستحب؟

آپؑ نے فرمایا: اگر نماز واجب کا اوّل وقت ہو تو نوافل کو شروع کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر اس کو نوافل کے شروع کرنے سے واجب کے فوت (قضاء) ہونے کا خوف ہے تو پھر وہ فریضہ کو شروع کرے کیونکہ فریضہ نماز اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ اس کو ادا کرنے کے بعد پھر جتنے چاہے نوافل پڑھے اور اوّل وقت میں انسان کو اختیار ہے کہ نوافل پڑھے اور نماز باجماعت کا انتظار کرے اور اگر وہ تنہا ہے تو پھر فضیلت اس میں ہے کہ اوّل وقت میں فریضہ کو ادا کرے تاکہ اوّل وقت میں فریضہ پڑھنے کا شرف حاصل کرے۔ اگرچہ اس سنت کا ترک کرنا حرام نہیں ہے اور اس کے لیے ممنوع نہیں ہے کہ وہ اوّل وقت میں نوافل پڑھے یہاں تک کہ وہ وقت آخر وقت کے قریب ہوجائے۔

﴿حدیث نمبر 89/1052﴾ محمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن اسحاق بن عمار قال قلت: اصلي في وقت فريضة نافلة؛ قال: نعم في أول الوقت إذا كنت مع امام تقتدي به فإذا كنت وحدك فابدأ بالمكتوبة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ نماز فریضہ کے وقت میں کیا میں نوافل پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اوّل وقت میں نوافل پڑھ سکتے ہو جب تم امام جماعت کی اقتداء کرنا چاہو۔ پس اگر تم اکیلے ہو یعنی فرداً نماز پڑھنا ہے تو پھر واجب نماز کو شروع کرو۔

﴿حدیث نمبر 90/1053﴾ سعد عن أحمد عن الحسين بن سعيد عن حماد بن عيسى عن حريز عن أبي اسامة أو غيره قال: صعدت مرة جبل أبي قبيس والناس يصلون المغرب فرأيت الشمس لم تغب إنما توارت خلف الجبل عن الناس فلقيت أبا عبد الله عليه السلام فأخبرته بذلك فقال لي: ولم فعلت ذلك؟! بئس ما صنعت إنما تصليها إذا لم ترها خلف جبل غابت أو غارت مالم يجللها سحاب أو ظلم تظلها فإنما عليك مشرقك ومغربك وليس على الناس أن يبحثوا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابواسامہ سے یا کسی دوسرے مرد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن ابوقبیس پہاڑ پر چڑھا۔ لوگ نماز مغرب پڑھ رہے تھے۔ میں نے سورج کو دیکھا کہ وہ ابھی غروب نہیں ہوا تھا

https://www.shiabookspdf.com

صرف پہاڑ کے پیچھے والوں کے لیے غروب ہوتا (لیکن اصل میں غروب نہیں ہوا تھا)۔ پھر میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کے بارے میں بتایا تو آپؑ نے مجھے فرمایا: تُو نے ایسا کیوں کیا اور جو تُو نے کیا وہ برا کام تھا۔ فقط وفقط تم نے اس وقت نماز پڑھنی ہے جب سورج پہاڑ کے پیچھے تمھیں نظر نہ آئے، خواب غروب ہوجائے یا صرف چھپ جائے مگر یہ کہ بادل یا تاریکی چھا جائے۔ تم پر اپنے مشرق ومغرب کی پابندی کرنا لازم ہے۔ لوگوں پر واجب نہیں ہے کہ اس کے بارے میں جستجو کریں (کہ آیا غروب ہوا ہے یا نہیں، یعنی پہاڑ پر چڑھ کر جستجو کرنا واجب نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 91/1054﴾ عنه عن موسى بن الحسن عن أحمد بن هلال عن محمد ابن أبي عمير عن جعفر بن عثمان عن سماعة بن مهران قال قلت: لابي عبد الله عليه السلام في المغرب انا ربما صلينا ونحن نخاف ان تكون الشمس خلف الجبل أو قد سترنا منها الجبل قال فقال: ليس عليك صعود الجبل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ بن مہران سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ بعض اوقات ہم نماز مغرب پڑھتے ہیں اور ہمیں خوف ہوتا ہے کہ شاید سورج غروب نہیں ہوا۔ وہ پہاڑ کے پیچھے چلا گیا ہے یا ہم سے پہاڑ کی وجہ سے پوشیدہ ہوگیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: تم پر پہاڑ پر چڑھ کر تحقیق کرنا واجب نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 92/1055﴾ عنه عن أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو ابن سعيد المدائني عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن صلاة المغرب إذا حضرت هل يجوز أن تؤخر ساعة؟ قال: لا بأس ان كان صائما افطر ثم صلى وان كانت له حاجة قضاها ثم صلى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: جب نماز مغرب کا وقت داخل ہوجائے تو کیا ہم نماز کو موخر کرسکتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر روزہ دار ہے تو پہلے روزہ افطار کرے اور بعد میں نماز پڑھ لے یا اگر کوئی ضروری کام ہے تو اس کو انجام دے، بعد میں نماز پڑھ لے۔

﴿حدیث نمبر 93/1056﴾ سعد عن محمد بن الحسين عن صفوان بن يحيى عن يعقوب ابن شعيب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل ينام عن الغداة حتى تبزغ الشمس أيصلي حين يستيقظ أو ينتظر حتى تنبسط الشمس؛ فقال: يصلي حين يستيقظ قلت: يوتر أو يصلي الركعتين؛ قال: لا بل يبدأ بالفريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یعقوب ابن شعیب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندہ نماز صبح کے وقت سویا رہ گیا اور وہ اس وقت اُٹھا ہے کہ جب سورج طلوع کر رہا ہے کیا وہ جس وقت بیدار ہوا ہے اسی وقت نماز صبح پڑھے یا انتظار کرے کہ سورج مکمل طلوع کرے اور پھر نماز پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: جس وقت بیدار ہوا ہے اسی وقت نماز صبح کو پڑھے۔

میں نے پھر عرض کیا: کیا وہ نماز وتر اور پھر نوافل پھر فریضہ پڑھے یا فریضہ سے شروع کرے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ نماز واجب کو شروع کرے۔

﴿حدیث نمبر 94/1057﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن حسين بن عثمان عن سماعة عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن رجل نام عن الغداة حتى طلعت الشمس فقال: يصلي الركعتين ثم يصلي الغداة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور وہ روایت جو جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز فجر کے وقت سویا ہوا ہے اور وہ اس وقت بیدار ہوا ہے جب سورج طلوع کر چکا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ پہلے دو رکعت نماز پڑھے اور بعد میں نماز صبح واجب پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 95/1058﴾ وعنه عن النضر بن سويد عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول ان رسول الله صلى الله عليه وآله رقد فغلبته عيناه فلم يستيقظ حتى آذاه حر الشمس ثم استيقظ فعاد ناديه ساعة وركع ركعتين ثم صلى الصبح وقال يا بلال مالك؟! فقال: بلال أرقدني الذي أرقدك يا رسول الله، قال: وكره المقام وقال: نمتم بوادي الشيطان. فهذان الخبران المعنى

فيهما انه إنما يجوز التطوع ركعتين ليجتمع الناس الذين فاتهم الصلاة ليصلوا جماعة كما فعل النبي صلى الله عليه وآله فأما إذا كان الانسان وحده فلا يجوز له أن يبدأ بشيء من التطوع أصلا على ما قدمناه، ويزيده بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دفعہ لیٹے اور ان پر نیند غالب آ گئی اور آپؐ نمازِ فجر کے لیے بیدار نہ ہوئے یہاں تک کہ سورج کی حرارت نے آپؐ کو اذیت دی تو آپؐ بیدار ہوئے۔ پھر آپؐ نے اذان دی اور پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اس کے بعد آپؐ نے نمازِ صبح (فریضہ) پڑھی۔

آپؐ نے حضرت بلالؓ سے فرمایا: اے بلالؓ! تجھے کیا ہو گیا تھا؟

تو جناب بلالؓ نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! وہ ذات جس نے آپؐ کو سلائے رکھا اس نے مجھے بھی سلائے رکھا۔

آپؐ نے اس مقام کو پسند نہ فرمایا اور اس وادی کا نام وادی شیطان رکھا۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایات جو بیان کر رہی ہیں کہ اس وقت دو رکعت مستحب پڑھنا جائز ہے کہ جب ان لوگوں نے جماعت میں شرکت کرنا ہو جن کی نماز قضا ہوئی ہو تا کہ سب مل کر باجماعت نماز پڑھیں جیسا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا تھا لیکن اگر اکیلا بندہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس کے لیے واجب نماز کی قضا پڑھنے سے قبل نوافل پڑھنا جائز نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اس کے بارے میں بیان کیا ہے۔ مزید بعد والی روایت اس کو بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 96/1059﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام انه سئل عن رجل صلى بغير طهور أو نسي صلوات لم يصلها أو نام عنها فقال: يقضيها إذا ذكرها في أي ساعة ذكرها من ليل أو نهار فإذا دخل وقت صلاة ولم يتم ما قد فاته فليقض ما لم يتخوف أن يذهب وقت هذه الصلاة التي قد حضرت وهذه أحق بوقتها فليصلها فإذا قضاها فليصل ما قد فاته مما قد مضى ولا يتطوع بركعة حتى يقضي الفريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابو جعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

آپؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک بندہ چند نمازیں بغیر طہارت (وضو یا غسل کے بغیر) پڑھ چکا ہے یا بھول گیا ہے اور اس نے نمازیں نہیں پڑھیں یا سونے کی وجہ سے اس سے نمازیں قضا ہوگئی ہیں تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: دن و رات کے جس وقت بھی اسے یاد آجائے وہ ان رہ جانے والی نمازوں کی قضاء کرے اور اگر دوسری نماز کا وقت داخل ہو جائے اور اس کی ابھی قضا پوری نہ ہوئی ہو تو وہ قضاء نمازوں کو جاری رکھے سوائے اس صورت کے جو موجودہ وقت والی نماز کا وقت تنگ ہو رہا ہو تو پھر موجودہ وقت والی نماز کو پڑھے کیونکہ جس نماز کا وقت ہو وہ زیادہ حق رکھتی ہے کہ اس کو اس کے وقت میں پڑھا جائے اور اس کو پڑھنے کے بعد دوبارہ فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرے اور جس شخص کے ذمہ فریضہ نماز کی قضاء ہو اس کے لیے نماز نوافل پڑھنا جائز نہیں ہے یہاں تک کہ وہ واجب نمازوں کی قضاء پوری کرے۔ (یعنی بعد میں وہ نوافل پڑھ سکتا ہے)۔

﴿حدیث نمبر 97/1060﴾ علی بن ابراهیم عن أبیه عن ابن أبي عمیر عن عمر بن اذینة عن عدة من أصحابنا انهم سمعوا أبا جعفر علیه السلام یقول : کان أمیر المؤمنین علیه السلام لا یصلی من النهار حتی تزول الشمس ولا من اللیل بعد ما یصلی العشاء حتی ینتصف اللیل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے عمر بن اذینہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے چند اصحاب سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امیرالمومنین علی علیہ السلام دن کے وقت میں کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ زوال آفتاب ہو جاتا اور ایسے ہی نماز عشاء کے بعد کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ نصف شب ہو جاتی۔

﴿حدیث نمبر 98/1061﴾ محمد بن علی بن محبوب عن علی بن السندی عن محمد بن أبي عمیر عن جمیل بن دراج عن زرارة عن أبي جعفر علیه السلام قال: کان علی علیه السلام لا یصلی من اللیل شیئاً إذا صلی العتمة حتی ینتصف اللیل ولا یصلی من النهار حتی تزول الشمس. قال محمد بن الحسن : الذی اعمل علیه ما تضمنه هذا الحدیث والذی قبله من أنه لا یجوز تقدیم شئ من نوافل الزوال قبل الزوال، وقد روی رخصة فی جواز تقدیمها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امیر المومنین علی علیہ السلام نمازِ عشاء پڑھنے کے بعد کوئی نماز رات کو نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ نصف شب ہوجاتی (یعنی نصف شب کے بعد نوافل پڑھتے) اور طلوعِ آفتاب کے بعد دن میں کوئی نماز نہیں پڑھتے تھے یہاں تک کہ زوالِ آفتاب ہوجاتا۔

جناب الشیخ محمد بن حسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت جو بیان کرتی ہے میں اس پر عمل کرتا ہوں اور جو اس سے پہلے ذکر ہوا ہے کہ نوافل زوال کو زوال سے قبل پڑھنا اور زوال سے مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔ حالانکہ اس کے مقدم کرنے میں اجازت بھی روایت ہوئی ہے۔

﴿حدیث نمبر 99/1062﴾ روى أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن الحكم عن أبي أيوب عن اسماعيل بن جابر قال قلت لابي عبد الله عليه السلام : إني اشتغل قال: فاصنع كما نصنع صل ست ركعات إذا كانت الشمس في مثل موضعها صلاة العصر يعني ارتفاع الضحى الاكبر واعتد بها من الزوال.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن جابر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں مصروف رہتا ہوں میں (نوافل) میں کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: جو ہم کرتے ہیں تم بھی وہی کروں۔ جب زوالِ آفتاب کے بعد سایہ وہاں پہنچ جائے کہ جہاں نمازِ عصر کے وقت ہوتا ہے اس وقت چھ نوافل پڑھو (یعنی سورج بڑی دوپہر تک بلند ہوجائے)۔

﴿حدیث نمبر 100/1063﴾ عنه عن عمار بن المبارك عن ظريف بن ناصح عن القاسم بن الوليد الغساني عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له : جعلت فداك صلاة النهار صلاة النوافل في كم هي؟ قال: ست عشرة أي ساعات النهار شئت تصليها صليتها إلا انك إذا صليتها في مواقيتها أفضل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ قاسم بن الولید الغسانی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں کہ دن کے نوافل کتنے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: سولہ رکعت نوافل ہیں جن کو دن کے وقت جس گھڑی پڑھنا چاہو پڑھو لیکن اگر ان کو ان کے

اوقات میں پڑھو تو افضل ہے۔

﴿حدیث نمبر 101/1064﴾ عنه عن علي بن الحكم عن بعض أصحابه عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال لي: صلاة النهار ست عشرة ركعة أي النهار شئت ان شئت في أوله وإن شئت في وسطه وإن شئت في آخره.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن الحکم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے اصحاب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دن کے نوافل سولہ رکعات ہیں۔ تم دن کے جس وقت میں پڑھنا چاہو خواہ اس کے شروع میں یا اس کے وسط میں یا اس کے آخری حصّہ میں پڑھنا چاہو تو پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 102/1065﴾ عنه عن علي بن الحكم عن سيف عن عبد الاعلى قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن نافلة النهار قال: ست عشرة ركعة متى ما نشطت إن علي بن الحسين عليه السلام كانت له ساعات من النهار يصلي فيها فإذا شغله ضيعة أو سلطان قضاها إنما النافلة مثل الهدية متى ما أتي بها قبلت.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالاعلیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے دن کے نوافل کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: سولہ رکعات ہیں، جب تم پڑھنا چاہو۔ تحقیق امام علی بن حسین علیہ السلام نوافل کو دن کے وقتوں میں پڑھا کرتے تھے۔ جب کسی ضروری کام میں مشغول ہو جاتے یا کسی سلطان و بادشاہ کے پاس جاتے تو وہ نوافل کی قضاء کرتے۔ نوافل ایک ہدیہ کی مانند ہے۔ وہ جب بھی دیا جائے وہ قبول ہو جاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 103/1066﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن ابراهيم بن هاشم عن عمرو ابن عثمان عن محمد بن عذافر قال قال أبو عبد الله عليه السلام: صلاة التطوع بمنزلة الهدية متى ما اتي بها قبلت فقدم منها ما شئت وأخر منها ما شئت. قال محمد بن الحسن: الوجه في هذه الاخبار انها رخصة لمن علم من حاله انه ان لم يقدمها اشتغل عنها ولم يتمكن من قضائها، فاما مع ارتفاع الاعذار فلا يجوز تقديمها على ما بيناه يدل على ما قلناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن عذافر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: نوافل ہدیہ کی مانند ہیں جب بھی ادا کیے جائیں وہ قبول ہوجاتے ہیں۔ ان میں جو مقدم کرنا چاہو اس کو مقدم کرو اور جو مؤخر کرنا چاہو ان کو مؤخر کرو۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان روایات میں جو بیان کیا گیا ہے کہ نوافل میں رخصت و اجازت ہے۔ یہ اس بندے کے لیے ہے جو جانتا ہے کہ اگر میں ان کو مقدم نہ کروں گا تو پھر مصروف ہوجاؤں گا اور نہیں پڑھ سکوں گا اور پھر ان کی قضاء بھی ممکن نہیں رہے گی۔

لیکن جس بندے کے پاس کوئی عذر نہ ہو اس کے لیے نوافل کو وقت سے مقدم کرنا جائز نہیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور جو ہم نے بیان کیا ہے اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 104/1067﴾ الحسین بن محمد عن عبد الله بن عامر عن علی بن مهزیار عن الحسین بن سعید عن حماد بن عیسی عن یزید بن ضمرة اللیثی عن محمد بن مسلم قال سألت أبا جعفر علیه السلام عن رجل یشتغل عن الزوال ایتعجل من أول النهار؟ فقال: نعم إذا علم انه یشتغل فیعجلها فی صدر النهار کلها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ زوال کے وقت مصروف ہوتا ہے تو کیا وہ نوافل کو پہلے پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! اگر وہ جانتا ہے کہ وہ زوالِ آفتاب کے وقت مصروف ہوگا تو وہ دن کے نوافل کو دن کے شروع میں بھی پڑھ سکتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 105/1068﴾ علی بن محمد عن أبیه رفعه قال: قال رجل لابی عبد الله علیه السلام: إن الشمس تطلع بین قرنی الشیطان؟! قال: نعم ان ابلیس اتخذ عرشا بین السماء والارض فإذا طلعت الشمس وسجد فی ذلك الوقت الناس قال ابلیس لشیاطینه: ان بنی آدم یصلون لی.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن محمد سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ذریعے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک بندے نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا سورج شیطان کے دونوں

سینگوں کے درمیان سے طلوع ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! تحقیق شیطان نے عرش کو آسمان و زمین کے درمیان پکڑا ہوا ہوتا ہے۔ جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس وقت جو لوگ سجدہ کرتے ہیں تو ابلیس اپنے شیطانوں سے کہتا ہے کہ اولادِ آدم میری نماز پڑھتے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 106/1069﴾ سهل بن زياد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن أبي بصير قال: سألته عن رجل نسي الظهر حتى دخل وقت العصر قال: يبدأ بالمكتوبة و كذلك الصلوات وتبدأ بالتي نسيت إلا أن تخاف أن يخرج وقت الصلاة فتبدأ بالتي أنت في وقتها ثم تقضي التي نسيت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو نمازِ ظہر بھول گیا ہے اور نمازِ عصر کا وقت داخل ہو گیا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ واجب کو شروع کرے اور ایسے ہی دوسری نمازوں کے بارے ہے۔ وہ بھولی ہوئی نماز کو شروع کرے، اس کو پہلے پڑھے سوائے اس صورت کے جس نماز کا وقت ہے اس کے فوت ہونے کا خطرہ ہو تو پھر پہلے اس کو پڑھے اور بعد میں اس نماز کو پڑھے جو بھول گیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 107/1070﴾ الحسين بن سعيد عن القاسم بن عروة عن عبيد بن زرارة عن أبيه عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا فاتتك صلاة فذكرتها في وقت اخرى فان كنت تعلم أنك إذا صليت التي قد فاتتك كنت من الاخرى في وقت فابدأ بالتي فاتتك فان الله عز وجل يقول: (وأقم الصلاة لذكرى) وإن كنت تعلم إذا صليت التي فاتتك فاتتك التي بعدها فابدأ بالتي انت في وقتها وأقم الاخرى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تجھ سے نماز رہ جائے اور دوسری نماز کے وقت یاد آئے۔ پس اگر تو جانتا ہے کہ اگر تو رہ جانے والی نماز کو پڑھے گا تو اس کے بعد وہ نماز جس کا وقت ہے وہ بھی اپنے وقت میں پڑھی جاسکے گی۔ تو پھر پہلے اس نماز کو پڑھو جو تجھ سے رہ گئی تھی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: واقم الصلاۃ لذکری

"جب یاد آجائے اس وقت پڑھو"۔

اور اگر تُو جانتا ہے کہ اگر تُو نے رہ جانے والی نماز کو پہلے پڑھا ہے تو بعد میں وہ نماز جس کا وقت ہے وہ وقت میں نہیں پڑھی جائے گی تو پھر پہلے اس نماز کو پڑھو جس کا وقت ہے اور بعد میں فوت شدہ (رہ جانے والی) نماز کو پڑھو۔

{حدیث نمبر 108/1071} الحسين بن محمد عن المعلى بن محمد عن الوشا عن أبان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن رجل نسي صلاة حتى دخل وقت صلاة اخرى فقال: إذا نسي الصلاة أو نام عنها صلى حين يذكرها فان ذكرها وهو في صلاة بدأ بالتي نسي، وإن ذكرها وهو مع امام في صلاة المغرب أتمها بركعة ثم صلى المغرب ثم صلى العتمة بعد فان كان صلى العتمة وحده فصلى منها ركعتين ثم ذكر أنه نسي المغرب أتمها بركعة فتكون صلاة المغرب ثلاث ركعات ثم يصلي العتمة بعد ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندہ ایک نماز بھول جاتا ہے اور پھر دوسری نماز کا وقت ہوجاتا ہے (تو وہ کیا کرے؟)

آپؑ نے فرمایا: اگر بندہ نماز بھول جائے یا وہ سویا رہ جائے تو جس وقت اسے یاد آئے وہ اس کو پڑھے اور اگر دورانِ نماز اسے یاد آجائے کہ میں نے پہلے والی نماز نہیں پڑھی تو اسی سے ابتداء کرے (یعنی پہلے فراموش شدہ کو پڑھے اور اگر وہ باجماعت امام کی اقتداء میں نمازِ مغرب پڑھ رہا ہے (تو اسے یاد آجائے کہ اس نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اسی وقت نیت تبدیل کرے) اور مغرب کی نماز کے ساتھ ایک رکعت اور اضافہ کرے اور پھر اس کے بعد نمازِ مغرب پڑھے اور اس کے بعد نمازِ عشاء کو پڑھے۔ اور اگر وہ اکیلا نمازِ عشاء پڑھ رہا ہے اور اسے دو رکعت کے بعد یاد آگیا کہ نمازِ مغرب نہیں پڑھی تو پھر ایک رکعت اور پڑھے اور نمازِ مغرب کو پورا کرے تا کہ نمازِ مغرب کی تین رکعات ہوجائیں اور اس کے بعد نمازِ عشاء کو پڑھے۔

{حدیث نمبر 109/1072} علي عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن رجل أم قوما في العصر فذكر وهو يصلي أنه لم

يكن صلى الاولى قال: فليجعلها الاولى التي فاتته ويستأنف بعد صلاة العصر وقد قضى القوم صلاتهم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ ایک قوم کو نماز عصر کی جماعت کروا رہا ہے اور اسے دوران نماز میں یاد آیا ہے کہ اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ دوران نماز اپنی نیت ظہر کی طرف تبدیل کرے اور نماز کو مکمل کرے اور بعد میں نماز عصر پڑھے، البتہ دوسرے لوگوں کی نماز عصر ہو جائے گی۔

﴿حدیث نمبر 110/1073﴾ محمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان عن صفوان عن أبي الحسن عليه السلام قال: سألته عن رجل نسي الظهر حتى غربت الشمس وقد كان صلى العصر فقال: كان أبو جعفر عليه السلام أو كان أبي عليهما السلام يقول: إذا أمكنه أن يصليها قبل أن تفوته المغرب بدأ بها وإلا صلى المغرب ثم صلاها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے صفوان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے سوال کیا ایک بندہ نماز ظہر بھول گیا ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا ہے حالانکہ اس نے نماز عصر پڑھی ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام اور میرے والد ماجد فرماتے ہیں کہ اگر نماز مغرب سے قبل اس کے لیے رہ جانے والی نماز کا پڑھنا ممکن ہو تو وہ اس کو پہلے پڑھے ورنہ وہ نماز مغرب پڑھے اور پھر وہ بھولی ہوئی نماز کو پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 111/1074﴾ الحسين بن سعيد عن ابن سنان عن ابن مسكان عن الحلبي قال: سألته عن رجل نسي أن يصلي الاولى حتى صلى العصر قال: فليجعل صلاته التي صلى الاولى ثم ليستأنف العصر، قال قلت: فإن نسي الاولى والعصر جميعاً ثم ذكر ذلك عند غروب الشمس؛ فقال: ان كان في وقت لا يخاف فوت احداهما فليصل الظهر ثم ليصل العصر، وان هو خاف ان يفوته فليبدأ بالعصر ولا يؤخرها فتفوته فيكون قد فاتتاه جميعا ولكن يصلي العصر فيما قد بقي من وقتها ثم ليصل الاولى بعد

ذٰلك على أثرها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک نمازِ ظہر پڑھنا بھول گیا ہے اور اس نے نمازِ عصر پڑھ لی ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: جو نماز وہ پڑھ چکا ہے اس کو نمازِ ظہر قرار دے اور نمازِ عصر کو دوبارہ پڑھے۔

راوی: میں نے پھر عرض کیا: اگر کوئی بندہ نمازِ ظہر اور عصر دونوں فراموش کر چکا تھا تو پھر اس کو غروبِ آفتاب کے قریب یاد آیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو دونوں میں کسی ایک کے فوت (رہ جانے) ہوجانے کا خوف نہ ہو تو پھر وہ پہلے ظہر پڑھے اور بعد میں عصر پڑھے اور اگر اس کو ایک نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو تو پھر وہ نمازِ عصر کو پڑھے۔ اس کو مؤخر نہ کرے کہ وہ رہ جائے۔ اس سے دونوں فوت ہوئی تھیں لیکن اس نے نمازِ عصر کو پڑھ لیا ہے کیونکہ اس کا وقت باقی ہے۔ پھر اس کے فوراً بعد پہلی نماز (ظہر) کو پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 112/1075﴾ عنه عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن الحسن بن زياد الصيقل قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل نسي الاولى حتى صلى ركعتين من العصر قال: فليجعلها الاولى وليستأنف العصر، قلت: فإنه نسي المغرب حتى صلى ركعتين من العشاء ثم ذكر؛ قال: فليتم صلاته ثم ليقض بعد المغرب، قال قلت له: جعلت فداك قلت حين نسي الظهر ثم ذكر وهو في العصر يجعلها الاولى ثم ليستأنف، وقلت لهذا يتم صلاته ثم ليقض بعد المغرب؟! فقال: ليس هذا مثل هذا إن العصر ليس بعدها صلاة والعشاء بعدها صلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن زیاد الصیقل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ نمازِ ظہر بھول گیا ہے اور اسے اس وقت یاد آیا ہے کہ جب وہ نمازِ عصر کی دو رکعت پڑھ چکا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اس نماز کو نمازِ ظہر قرار دے اور پھر نمازِ عصر کو بعد میں اَز سرِ نو پڑھے۔

راوی: میں نے پھر عرض کیا: اگر وہ نمازِ مغرب بھول گیا ہے اور اسے اس وقت یاد آیا ہے کہ جب وہ نمازِ عشاء

کی دو رکعت پڑھ چکا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نمازِ عشاء کو پورا کرے اور بعد میں نمازِ مغرب کی قضاء کرے۔

راوی: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپؑ نے فرمایا کہ وہ نمازِ عصر کو نمازِ ظہر قرار دے اور پورا کرے اور بعد میں نمازِ عصر کو اَز سرِ نو پڑھے اور یہاں آپؑ فرما رہے ہیں کہ وہ نمازِ عشاء کو پورا کرے اور بعد میں نمازِ مغرب کی قضاء کرے (اس میں فرق کیوں ہے؟)

آپؑ نے فرمایا: یہ نماز اس نماز کی مانند نہیں ہے کیونکہ نمازِ عصر کے بعد کوئی دوسری نماز (جو دن کی ہو) نہیں ہے۔ نمازِ عصر دن کی آخری نماز ہے اور نمازِ عشاء کے بعد اور نماز ہے۔

﴿حدیث نمبر 113/1076﴾ عنه عن فضالة عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن نام رجل أو نسي أن يصلي المغرب والعشاء الآخرة فإن استيقظ قبل الفجر قدر ما يصليهما كلتيهما فليصلهما وإن خاف ان تفوته احداهما فليبدأ بالعشاء، وإن استيقظ بعد الفجر فليصل الصبح ثم المغرب ثم العشاء قبل طلوع الشمس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر بندہ سو جائے یا وہ نمازِ مغرب وعشاء دونوں کو پڑھنا بھول جائے۔ اگر وہ اس طلوعِ فجر سے پہلے اس وقت بیدار ہوا ہے کہ وہ طلوعِ فجر سے قبل دونوں نمازوں کو پڑھ سکتا ہے تو پھر وہ دونوں کو پڑھے اور اگر اس کو خوف ہو کہ ان میں سے ایک رہ جائے گی تو پھر وہ نمازِ عشاء کو پڑھے اور بعد میں نمازِ مغرب کی قضاء کرے اور اگر وہ طلوعِ فجر کے بعد بیدار ہوا ہے تو پھر وہ پہلے نمازِ فجر پڑھے اور بعد میں مغرب اور پھر عشاء کی نماز طلوعِ آفتاب سے قبل پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 114/1077﴾ عنه عن حماد عن شعيب عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن نام رجل ولم يصل صلاة المغرب والعشاء الآخرة أو نسي فإن استيقظ قبل الفجر قدر ما يصليهما كلتيهما فليصلهما، وان خشي ان تفوته احداهما فليبدأ بالعشاء الآخرة، وان استيقظ بعد الفجر فليبدأ فليصل الفجر ثم المغرب ثم العشاء الآخرة قبل طلوع الشمس فإن خاف أن تطلع الشمس فتفوته

احدی الصلاتين فليصل المغرب ويدع العشاء الآخرة حتى تطلع الشمس ويذهب شعاعها ثم ليصلها. قال محمد بن الحسن: ما تضمن هذا الخبر من تأخير القضاء الى بعد طلوع الشمس محمول على التقية لانه مذهب بعض العامة والذى نعمل عليه ما قدمناه من انه يقضى الفرض أي وقت كان من ليل أو نهار.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر بندہ سو جائے اور نماز مغرب وعشاء نہ پڑھے یا بھول جائے۔ پس اگر وہ طلوع فجر سے قبل بیدار ہو جائے اور اتنا وقت ہو کہ وہ طلوع فجر سے قبل دونوں نمازیں پڑھ سکتا ہے تو دونوں کو پڑھے اور اگر (وقت تنگ ہو) ایک نماز کے فوت ہونے کا خوف ہو تو پھر وہ نماز عشاء کو شروع کرے (اور مغرب کو بعد میں قضاء کرے) اور اگر وہ طلوع فجر کے بعد بیدار ہو تو پھر وہ پہلے نماز فجر پڑھے اور بعد میں نماز مغرب اور پھر نماز عشاء طلوع آفتاب سے قبل پڑھے اور اگر مغرب وعشاء دونوں کے لیے وقت کافی ہو تو پھر وہ طلوع آفتاب سے قبل نماز مغرب کو پڑھے اور سورج کے طلوع ہونے اور اس کی شعاعوں کے پھیلنے تک نماز عشاء کو چھوڑ دے اور اس کے بعد نماز عشاء کو پڑھے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت جو بیان کر رہی ہے کہ نماز عشاء کی قضاء کو اتنا مؤخر کرے کہ سورج طلوع کر جائے اور شعاعیں پھیل جائیں۔ اس روایت کو تقیہ پر حمل کریں گے کیونکہ عامہ کا مذہب ہے۔ اور وہ جس پر ہم عمل کرتے ہیں وہ روایات ہیں جو گزر چکی ہیں کہ جن میں ذکر ہوا ہے کہ جس وقت یاد آئے اسی وقت واجب کی قضاء کی جائے۔

﴿حدیث نمبر 115/1078﴾ سعد عن أبي جعفر عن علی بن حديد عن جميل بن دراج عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام في رجل دخل مع قوم ولم يكن صلى هو الظهر والقوم يصلون العصر يصلى معهم؟ قال: يجعل صلاته التي صلى معهم الظهر ويصلي هو بعد العصر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ بندہ ایک جماعت میں شریک ہوا ہے اور اس نے نماز ظہر نہیں پڑھی جبکہ لوگ نماز عصر پڑھ رہے ہیں تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ان کے ساتھ نماز ظہر کو پڑھے اور اس کے بعد وہ نماز عصر کو پڑھے۔

{حدیث نمبر 116/1079} سعد بن عبد الله عن أحمد بن الحسن بن علی بن فضال عن عمرو بن سعید عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطی عن أبی عبد الله علیه السلام قال: سألته عن الرجل یفوته المغرب حتى تحضر العتمة فقال: ان حضرت العتمة وذكر أن علیه صلاة المغرب فان أحب ان یبدأ بالمغرب بدأ وإن احب بدأ بالعتمة ثم صلى المغرب بعد. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر شاذ والاصل ما قدمناه من أنه إذا كان الوقت واسعا ینبغی أن یبدأ بالفائتة، وان كان الوقت مضیقا بدأ بالحاضرة ولیس ههنا وقت یكون الانسان فیه مخیرا، فأما ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندے کی نماز مغرب رہ گئی ہے یہاں تک کہ نماز عشاء کا وقت ہوگیا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر نماز عشاء کا وقت داخل ہوگیا ہے اور اسے یاد آگیا ہے کہ اس کے ذمہ نماز مغرب بھی ہے تو اگر وہ چاہے تو نماز مغرب کو شروع کرے اور اگر وہ چاہے تو نماز عشاء کو پڑھے اور بعد میں نماز مغرب کو پڑھے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت شاذ ہے۔ اصل وہی ہے جو ہم نے بیان کی ہے کہ اگر وقت وسیع ہے جو پھر پہلے رہ جانے والی نماز پڑھی جائے گی اور پھر وہ نماز پڑھی جائے گی جس کا وقت ہے اور اگر وقت تنگ ہے تو پھر وہ نماز پہلے پڑھی جائے جس کا وقت ہے اور بعد میں رہ جانے والی نماز پڑھی جائے گی۔ ایسا وقت یہاں نہیں کہ جس میں بندہ مختار ہو۔

{حدیث نمبر 117/1080} محمد بن علی بن محبوب عن العباس عن اسماعیل بن همام عن أبی الحسن علیه السلام انه قال: فی الرجل یؤخر الظهر حتى یدخل وقت العصر انه یبدأ بالعصر ثم یصلی الظهر. فالوجه فی هذا الخبر هو أنه إذا تضیق وقت العصر بدأ به ثم صلى بعده الظهر على ما فصلناه فیما تقدم، فأما ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جس کو جناب اسماعیل بن ہمام نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے عرض کیا گیا کہ ایک بندہ نماز ظہر کو اتنا مؤخر کرتا ہے کہ نماز عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ پہلے نماز عصر پڑھے اور بعد میں نماز ظہر کو پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کی یہ وجہ ہو سکتی ہے کہ جب نمازِ عصر کا وقت تنگ ہو جائے تو پہلے وہ نمازِ عصر پڑھے اور بعد میں نمازِ ظہر پڑھے گا جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور وہ روایت جو ذیل میں نقل ہو رہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 118/1081﴾ محمد بن علي بن محبوب عن علي بن خالد عن أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد المدائني عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل ينام عن الفجر حتى تطلع الشمس وهو في سفر كيف يصنع أيجوز له أن يقضي بالنهار؟ قال: لا يقضي صلاة نافلة ولا فريضة بالنهار، ولا يجوز له ولا يثبت له، ولكن يؤخرها فيقضيها بالليل.

فهذا خبر شاذ لا يعارض به الاخبار التي قدمناها مع مطابقتها لظاهر القرآن.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندہ فجر کے وقت سویا ہوا تھا اور وہ طلوعِ آفتاب کے بعد بیدار ہوا ہے اور وہ حالتِ سفر میں تھا تو وہ کیا کرے؟ کیا وہ دن کے وقت اپنی نمازِ فجر کی قضاء کر سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، دن کے وقت نہ نوافل اور نہ فریضہ کی قضاء کر سکتا ہے بلکہ وہ اس نماز کی قضاء کو موخر کرے اور رات کے وقت اس کی قضاء کرے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت شاذ ہے اور یہ ان روایات کا مقابلہ نہیں کر سکتی جو پہلے بیان ہو چکی ہیں اور وہ قرآن کے ظاہر کے مطابق بھی ہیں۔

﴿حدیث نمبر 119/1082﴾ أحمد عن البرقي عن سعد بن سعد قال قال الرضا عليه السلام: يا فلان إذا دخل الوقت عليك فصلهما فانك لا تدري ما يكون.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن سعد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا:

اے فلاں! جب نماز کا وقت داخل ہو جائے تو نماز کو پڑھو کیونکہ تو نہیں جانتا کہ کیا ہو جائے۔

﴿حدیث نمبر 120/1083﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن محمد ابن يحيى بن حبيب قال: كتبت الى أبي الحسن الرضا عليه السلام تكون على الصلاة

النافلة معی أقضيها، فكتب في أی ساعة شئت من ليل أو نهار.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب محمد بن یحییٰ بن حبیب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے ذمہ نوافل نمازیں ہیں۔ ان کو کس وقت قضاء کروں؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: دن و رات کے جس وقت میں چاہو۔

﴿حديث نمبر 121/1084﴾ أحمد بن محمد عن علی بن سيف عن حسان بن مهران قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن قضاء النوافل قال: ما بين طلوع الشمس الى غروبها.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب حسان بن مہران سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز نافلہ کی قضاء کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: طلوعِ آفتاب سے لے کر غروبِ آفتاب کے درمیان۔

﴿حديث نمبر 122/1085﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن عيسى عن علی بن الحكم عن زرعة عن مفضل بن عمر قال قلت لابي عبد الله عليه السلام جعلت فداك: تفوتنی صلاة الليل فأصلی الفجر فلی ان أصلی بعد صلاة الفجر ما فاتنی من صلاة الليل وانا فی مصلای قبل طلوع الشمس، فقال: نعم ولكن لا تعلم به اهلك فيتخذونه سنة.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں مجھ سے نمازِ شب رہ گئی ہے۔ پھر میں نے نمازِ فجر پڑھ لی ہے تو کیا میں نمازِ فجر کے بعد نمازِ شب جو مجھ سے رہ گئی ہے وہ پڑھ سکتا ہوں جبکہ میں سورج کے طلوع کرنے سے قبل تک مصلّی پر ہوتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، لیکن اس کے بارے میں اپنے گھر والوں کا علم نہ ہونے دو (کہ تم سے نمازِ شب قضاء ہوگئی ہے) تاکہ وہ اس کو اپنی عادت و روش نہ قرار دیں۔

﴿حديث نمبر 123/1086﴾ عنه عن أحمد بن الحسن بن علی بن فضال عن عمرو ابن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطی عن أبی عبد الله عليه

السلام قال: لكل صلاة مكتوبة لها نافلة ركعتين الا العصر فانه تقدم نافلتها فيصيران قبلها وهي الركعتان اللتان تمت بهما الثماني بعد الظهر، فإذا أردت أن تقضي شيئًا من الصلاة مكتوبة أو غيرها فلا تصل شيئًا حتى تبدأ فتصلي قبل الفريضة التي حضرت ركعتين نافلة لها ثم اقض ما شئت وأبدأ من صلاة الليل بالآيات تقرأ (ان في خلق السموات والارض) الى (إنك لا تخلف الميعاد) ويوم الجمعة تبدأ بالآيات قبل الركعتين اللتين قبل الزوال، وقال: وقت صلاة الجمعة إذا زالت الشمس شراك أو نصف وقال: للرجل أن يصلي الزوال ما بين زوال الشمس الى أن يمضي قدمان فان كان قد بقي من لزوال ركعة واحدة أو قبل أن يمضي قدمان اتم الصلاة حتى يصلي تمام الركعات وان مضى قدمان قبل أن يصلي ركعة بدأ بالاولى ولم يصل الزوال إلا بعد ذلك، وللرجل أن يصلي من نوافل الاولى ما بين الاولى الى أن يمضي اربعة أقدام، فان مضت الاربعة أقدام ولم يصل من النوافل شيئًا فلا يصلي النوافل، وان كان قدّ صلى ركعة فليتم النوافل حتى يفرغ منها ثم يصلي العصر، وقال: للرجل أن يصلي ان بقي عليه شيء من صلاة الزوال الى أن يمضي بعد حضور الاولى نصف قدم وللرجل إذا كان قد صلى من نوافل الاولى شيئًا قبل أن يحضر العصر فله أن يتم نوافل الاولى الى أن يمضي بعد حضور العصر قدم، وقال: القدم بعد حضور العصر مثل نصف قدم بعد حضور الاولى في الوقت سواء، وعن الرجل تكون عليه صلاة ليال كثيرة هل يجوز له ان يقضي صلاة ليال كثيرة بأوتارها يتبع بعضها بعضاً؛ قال: نعم كذلك له في أول الليل، وأما إذا انتصف الى ان يطلع الفجر فليس للرجل ولا للمرأة أن يوتر إلا وتر صلاة تلك الليلة، فان أحب أن يقضي صلاة عليه صلى ثماني ركعات من صلاة تلك الليلة وأخر الوتر ثم يقضي ما بدا له بلا وتر ثم يوتر الوتر الذي لتلك الليلة خاصة، وعن الرجل يكون عليه صلاة في الحضر هل يقضيها وهو مسافر؛ قال: نعم يقضيها بالليل على الارض فأما على الظهر فلا ويصلي

كما يصلى فى الحضر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر نمازِ واجب کے لیے دو رکعت نافلہ ہیں سوائے نمازِ عصر کے۔ کیونکہ اس کے نافلہ اس سے پہلے ہیں اور یہ وہی دو رکعت ہیں جن کے ذریعے نمازِ ظہر کے بعد کی آٹھ رکعت نوافلہ کی تکمیل ہوتی ہے۔ پس جب تو نمازِ واجب یا نوافلہ کی قضاء کا ارادہ کرے تو پہلے جس نماز کا وقت ہے اس کی دو رکعت نوافلہ پڑھو۔ پھر اس کے بعد جس نماز کی قضاء کرنا چاہتے ہو، اس کو شروع کرو اور نمازِ شب کو شروع کرو اور ان آیات کی تلاوت کے ساتھ:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهٗ ۖ وَمَا لِلظّٰلِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ اٰمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۚ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۗ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ ۝ (سورۃ آل عمران: آیت ۱۹۰ تا ۱۹۴)

اور جمعہ کے دن وہ دو رکعات جو زوال سے قبل پڑھی جاتی ہیں ان سے قبل ان آیات کی تلاوت کرو۔ (سورۃ آل عمران: آیت ۱۹۰ تا ۱۹۳)

آپؑ نے فرمایا: نمازِ جمعہ کا وقت جب زوالِ آفتاب ہو جائے تو سایہ کا ایک قدم اور نصف قدم ہے۔

آپؑ نے فرمایا: بندے کے لیے جائز ہے کہ وہ زوال کے نوافل (نمازِ ظہر کے نوافل) کو زوال سے لے کر سائے کے دو قدم ہونے تک پڑھے۔ پس اگر زوال سے ایک رکعت کا وقت باقی بچ جائے یا دو قدم سایہ ہونے سے ایک رکعت کا وقت بچ جائے تو وہ زوال کے نافلہ کو پورا کرے۔

اور اگر زوال کے نوافل کی ایک رکعت پوری کرنے سے قبل سایہ دو قدم ہو جائے تو پھر وہ نمازِ ظہر کو شروع کرے (نوافل نہ پڑھے) اور زوال کے نوافل کو نمازِ ظہر کے بعد پڑھے۔

بندے کے لیے جائز ہے کہ نمازِ ظہر کے نوافل کو چار قدم سایہ ہونے تک پڑھے۔ پس اگر چار قدم سایہ

https://www.shiabookspdf.com

ہوجائے اور اس نے ابھی تک نوافل میں سے کوئی چیز نہ پڑھی ہو تو پھر وہ نوافل نہ پڑھے۔

اور اگر چار قدم سایہ ہونے سے قبل اس نے ایک رکعت پڑھ لی ہے تو پھر وہ نوافل کو پورا کرے۔ جب وہ نوافل سے فارغ ہوجائے تو پھر نمازِ عصر کو پڑھے۔

آپؑ نے فرمایا: اگر بندے کے ذمہ نمازِ زوال میں سے کوئی چیز باقی ہے تو وہ اس کو زوال کے بعد سایہ کا نصف قدم ہونے تک پڑھے اور اگر کوئی نمازِ عصر کے وقت کے داخل ہونے سے قبل نمازِ ظہر کے نوافل سے کوئی ایک رکعت پڑھ چکا ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ ظہر کے نوافل کو پورا کرے۔ بعد اس کے کہ سایہ ایک قدم ہوجائے۔

آپؑ نے فرمایا: نمازِ عصر کے وقت کے داخل ہونے کے بعد ایک قدم کی مثال اس نصف قدم کی ہے جو نمازِ ظہر کے وقت داخل ہونے کے برابر ہے، دونوں برابر ہیں۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: بندہ جس کے ذمہ بہت زیادہ نمازِ شب ہیں تو کیا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ ان زیادہ نمازِ شب کی قضا وتر نمازوں کی پے در پے قضا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، ایسا ہی اس کے لیے اوّل شب میں بھی ہے لیکن اگر نصف شب ہوجائے تو طلوعِ فجر تک مرد اور عورت کے لیے جائز نہیں کہ وہ کوئی نمازِ وتر پڑھے سوائے اس شب کی نمازِ وتر کے۔ پس اگر وہ چاہتا ہے کہ وہ کسی نماز کی قضاء کرے جو اس کے ذمہ ہے تو وہ اس رات کی نمازِ شب کی آٹھ رکعات پڑھے اور پھر نمازِ وتر کو موخر کردے اور پھر وہ جس کی قضاء کرنا چاہتا ہے اس کو بغیر وتر کے شروع کرے۔ پھر آخر میں اس رات کی نمازِ وتر پڑھے جس میں وہ ہے۔

آپؑ سے عرض کیا گیا: وہ بندہ جس کے ذمہ حضر کی نماز ہے وہ اس کو سفر میں قضاء کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اس کو زمین پر قضاء کرسکتا ہے لیکن سواری پر نہیں اور اس کو ویسے ہی پڑھے گا جیسے اس نے حضر میں پڑھنی تھی (یعنی وطن میں جس طرح پڑھنی تھی ویسے ہی پڑھے گا)۔

ایک رات میں ایک وتر

﴿حدیث نمبر 124/1087﴾ علی عن أبیه عن حماد بن عیسٰی عن حریز عن زرارة عن أبي جعفر علیه السلام قال: إذا اجتمع علیك وتران أو ثلاثة أو أكثر من ذلك فاقض ذلك كما فاتك تفصل بین كل وترین بصلاة لا تقدمن شیئاً قبل أوله، الاول

فالاول تبدأ إذا أنت قضيت صلاة ليلتك ثم الوتر ، قال وقال أبو جعفر عليه السلام: لا وتران في ليلة إلا واحدهما قضاء، وقال: إن أوترت من اول الليل وقمت في آخر الليل فوترك الاول قضاء وما صليت من صلاة في ليلتك كلها فليكن قضاء الى آخر صلاتك فانها لليلتك وليكن آخر صلاتك وتر ليلتك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تیرے ذمہ دو نماز وتر ہوں یا تین یا ان سے زیادہ ہوں تو ان کی قضاء اسی طرح کرو جیسے وہ فوت ہوئے ہیں اور دو وتروں کے درمیان ایک نماز اور بطور فاصل قرار دو اور اس سے پہلے کوئی اور چیز نہ قرار دو۔ پس پہلے وہ پڑھو جو پہلے قضا ہوئی ہے اور پھر بعد والی۔ پس اگر تو نماز شب قضاء پڑھنا چاہتا ہے تو پہلے وہ پڑھو پھر وتر۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: ایک رات میں دو وتر نہیں مگر یہ ایک قضاء ہو۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تو رات کے اوّل حصے میں نماز وتر پڑھے اور آخری حصہ میں نماز شب (کے آٹھ نوافل) پڑھے تو تیرا پہلا وتر قضاء شمار ہوگا اور جو نماز شب تُو نے اس رات پڑھی ہے وہ ساری۔ پس اس کو چاہیے کہ اس آخری نماز کو قضاء قرار دے کیونکہ وہ تیری رات کی نماز ہے۔ پس تیری نماز کا آخر تیری رات کا وتر ہوگا۔

﴿حدیث نمبر 125/1088﴾ محمد بن علي بن محبوب عن العباس عن حماد بن عيسى عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: لا تقض وتر ليلتك إن كان فاتك حتى تصلي الزوال في يوم العيدين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تجھ سے نماز وتر چھوٹ جائے تو اس کی قضاء نہ کرو مگر یہ کہ تم زوال کے وقت (نماز ظہر) کے نوافل پڑھ لو۔ یہ دونوں عیدوں کے دنوں میں ہے۔

﴿حدیث نمبر 126/1089﴾ عنه عن العباس عن عبد الله بن المغيرة عن حريز عن عيسى بن عبد الله القمي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان أبو جعفر عليه السلام يقضي عشرين وترا في ليلة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیسیٰ بن عبداللہ القمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا

ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام ایک رات میں بیس وتر کی قضاء کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 127/1090﴾ عنه عن علي بن خالد عن أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد المدائني عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي ركعتين من الوتر وينسى الثالثة حتى يصبح قال: يوتر إذا أصبح بركعة من ساعته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک نماز وتر کی دو رکعتیں پڑھ چکا ہے اور تیسری رکعت پڑھنا بھول گیا ہے یہاں تک کہ صبح طلوع کر چکی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ صبح میں داخل ہو تو پھر وہ ایک رکعت وتر کو پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 128/1091﴾ سعد عن موسى بن جعفر بن أبي جعفر عن محمد بن عبد الجبار عن ميمون عن محمد بن الفرج قال: كتبت الى العبد الصالح عليه السلام اسأله عن مسائل فكتب إلي: وصل بعد العصر من النوافل ما شئت وصل بعد الغداة من النوافل ما شئت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الفرج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد صالح امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں چند مسائل لکھ کر روانہ کیے۔

آپؑ نے ان کا جواب دیتے ہوئے لکھا: نماز عصر کے بعد جس قدر چاہو نوافل پڑھو اور نماز فجر کے بعد بھی جس قدر چاہو نوافل پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 129/1092﴾ فأما ما رواه أحمد بن محمد عن سعد بن إسماعيل عن أبيه اسماعيل بن عيسى قال سألت الرضا عليه السلام عن الرجل يصلي الاولى ثم يتنفل فيدركه وقت العصر من قبل أن يفرغ من نافلته فيبطئ بالعصر يقضي نافلته أو يصليها بعد العصر أو يؤخرها حتى يصليها في وقت آخر؟ قال: يصلي العصر ويقضي نافلته في يوم آخر. فالوجه في هذا الخبر انه إذا صلى في آخر وقت فيكون قد

قارب غيبوبة الشمس وذلك وقت يكره فيه الصلاة على ما بيناه في أكثر الروايات فالافضل أن يؤخرها فيقضيها في وقت آخر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور وہ روایت جو جناب سعد بن اسماعیل سے اور انھوں نے اپنے والد اسماعیل بن عیسیٰ سے نقل کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام الرضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندہ نماز ظہر پڑھنے کے بعد نوافل پڑھتا ہے۔ اس کے نوافل سے فارغ ہونے سے قبل نماز عصر کا وقت داخل ہوجاتا ہے تو کیا وہ نماز عصر کو پڑھے اور نوافل کی قضاء کرے یا ان کو نماز عصر کے بعد پڑھ لے یا وہ نوافل مکمل کرے اور نماز عصر کو آخر وقت تک مؤخر کردے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز عصر پڑھے اور نوافل کی دوسرے دن قضاء کرے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ جب وہ نماز کو آخر وقت میں اور وہ وقت غروبِ آفتاب کے قریب کا وقت ہے اور یہ وہ وقت ہے جس کے بارے میں اکثر روایات میں ذکر ہوا ہے کہ اس میں نماز مکروہ ہے۔ پس افضل ہے کہ وہ ان کو مؤخر کرے اور آخر وقت میں نوافل کی قضاء کرے۔

﴿حدیث نمبر 130/1093﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن إسماعيل عن علي بن الحكم عن منصور بن يونس عن عنبسة العابد قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن قول الله عزوجل: (وهو الذي جعل الليل والنهار خلفة لمن أراد أن يذكر أو أراد شكورا) قال: قضاء صلاة الليل بالنهار وقضاء صلاة النهار بالليل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عنبسہ العابد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا (سورۂ فرقان: آیت ۶۲) (وہی اللہ ہے جس نے دن و رات کو ایک دوسرے کا جانشین قرار دیا ہے اس بندے کے لیے جو اس کا ذکر کرنا چاہتا ہے اور جو اس کا شکر ادا کرنا چاہتا ہے) کے بارے میں سوال کیا کہ اس سے کیا مراد ہے؟

آپؑ نے فرمایا: رات کی نماز کی قضاء دن کے وقت اور دن کی نماز کی قضاء رات کو کرنا مراد ہے۔

﴿حدیث نمبر 131/1094﴾ عنه عن محمد بن يحيى عن معاوية بن حكيم عن علي ابن الحسن بن رباط عن إسماعيل بن جابر عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته

عن الصلاة تجتمع علی قال: تحر واقضها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن جابر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس نماز کے بارے میں سوال کیا جو میرے اُوپر جمع ہو جائیں تو کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ احراز کرے (ظن غالب حاصل کرے کہ کتنی جمع ہیں) تو پھر ان کی قضاء کرے۔

﴿حدیث نمبر 132/1095﴾ عنه عن علی بن الحسن بن رباط عن ابن مسکان قال: حدثنی من سأل أبا عبد الله علیه السلام عن الرجل یجتمع علیه الصلاة قال: القها واستأنف. قال محمد بن الحسن: لا تنافی بین الخبرین لانه یحتمل أن یکون الخبر الاول مخصوصاً بالفرائض فیجب أن یتحری ویقضی ویکون الخبر الثانی مخصوصاً بالنوافل فیجوز له ترکها، ولو حملناهما جمیعا علی النوافل لجاز أن یحمل الخبر الاول علی الاستحباب والثانی علی الجواز.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن مسکان سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے اس بندے نے بیان کیا ہے جس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جس پر نمازیں جمع ہو گئی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: ان کو رہنے دو اور از سر نو شروع کرے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں روایتوں کے درمیان کوئی تنافی و اختلاف نہیں پایا جاتا کیونکہ پہلی روایت میں احتمال ہے کہ اس کو فرائض پر حمل کیا جائے کہ جب بندے پر چند واجب نمازیں جمع ہو جائیں تو وہ ان کی تعداد کے بارے میں اوّلاً اس کی تعداد کا تعیین کرے اور بعد میں ان کی قضاء کرے یا کہ مافی الذمہ سے بری ہونے کا ظن غالب حاصل ہو جائے اور دوسری روایت میں احتمال ہے کہ اس کو نوافل پر حمل کیا جائے کہ جن کو ترک کرنا جائز ہے۔ اور اگر دونوں کو نوافل پر حمل کیا جائے تب بھی جائز ہے کہ پہلی روایت کو استحباب پر حمل کریں کہ مستحب ہے کہ ان کا احراز کرے، ان کی قضاء کرے اور دوسری روایت کو جواز پر حمل کیا جائے۔

﴿حدیث نمبر 133/1096﴾ وروی عبد الله بن سنان عن أبی عبد الله علیه السلام انه قال: تزول الشمس فی النصف من حزیران علی نصف قدم، وفی النصف

من تموز علی قدم ونصف، وفی النصف من آب علی قدمین ونصف، وفی النصف من ایلول علی ثلاثة أقدام ونصف، وفی النصف من تشرین الاول علی خمسة ونصف وفی النصف من تشرین الآخر علی سبعة ونصف، وفی النصف من کانون الاول علی تسعة ونصف، وفی النصف من کانون الآخر علی سبعة ونصف، وفی النصف من شباط علی خمسة ونصف، وفی النصف من آذار علی ثلاثة ونصف، وفی النصف من نیسان علی قدمین ونصف وفی النصف من أیار علی قدم ونصف، وفی النصف من حزیران علی نصف قدم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نصف جون سے نصف جولائی تک (نوافل ظہر کا وقت) زوال سے سایہ نصف قدم ہوجائے (تو نوافل کا وقت ہے) اور نصف جولائی سے نصف اگست تک نصف قدم اور پورا قدم اور نصف اگست سے نصف ستمبر تک دو قدم اور آدھا قدم اور نصف ستمبر سے نصف اکتوبر تک تین قدم اور نصف قدم اور نصف اکتوبر سے نصف نومبر تک سایہ پانچ قدم اور نصف قدم ہے اور نصف نومبر سے نصف دسمبر تک سات قدم اور آدھا قدم ہے اور نصف دسمبر سے لے کر نصف جنوری تک سایہ سات قدم اور آدھا قدم ہے اور نصف جنوری سے نصف فروری تک سایہ پانچ قدم اور آدھا قدم اور نصف فروری سے نصف مارچ تک سایہ تین قدم اور آدھا قدم۔ نصف مارچ سے نصف اپریل تک سایہ دو قدم اور آدھا قدم اور نصف اپریل سے نصف مئی تک سایہ ایک قدم اور آدھا قدم اور نصف مئی سے نصف جون تک سایہ نصف قدم ہے۔

﴿حدیث نمبر 134/1097﴾ محمد بن علی بن محبوب عن العباس عن عبد اللہ بن المغیرة عن ابن مسکان رفعه الی أبی عبد اللہ علیه السلام قال: من نام قبل أن یصلی العتمة فلم یستیقظ حتی یمضی نصف اللیل فلیقض صلاته ولیستغفر اللہ.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن مسکان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے سند مرفوعہ کے ساتھ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نماز عشاء پڑھنے سے قبل سو جائے اور وہ بیدار نہ ہو یہاں تک کہ آدھی رات ہوجائے تو وہ اپنی نماز عشاء کی قضاء کرے اور اللہ سے طلب مغفرت کرے۔

﴿حدیث نمبر 135/1098﴾ علی عن أبیه عن حماد عن حریز عن زرارة والفضیل عن أبي جعفر علیه السلام انه قال: متی ما استیقنت أو شککت في وقت صلاة انك لم تصلها أو في وقت فوتها صلیتها فان شککت بعدما خرج وقت الفوت فقد دخل حائل فلا إعادة علیك من شك حتی تستیقن ، فان استیقنت فعلیك اعادة ان تصلیها في أي حال کنت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ اور فضیل سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تمھیں نماز کے وقت کا یقین حاصل ہوجائے کہ تُو نے نماز نہیں پڑھی یا شک کرے کہ تُو نے نماز پڑھی ہے یا نہیں، یا تجھے شک ہے کہ تُو نے وقت ختم ہونے کے بعد نماز پڑھی ہے۔

اگر تجھے وقت کے خارج ہونے کے بعد شک ہوا ہے کہ نماز نہیں پڑھی یا دوسری نماز میں داخل ہوگیا ہے اور پھر شک کرے کہ نماز پڑھی ہے کہ نہیں تو شک کی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا واجب نہیں۔ ہاں اگر یقین حاصل ہوجائے۔ اور اگر تجھے یقین حاصل ہوجائے کہ تُو نے نماز نہیں پڑھی تو ہر حالت میں نماز کا پڑھنا واجب ہے۔

https://www.shianeali.pdf

باب نمبر 14

الاذان و اقامۃ کا باب

حدیث نمبر 1/1099 علی بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن منصور عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لما هبط جبرئيل عليه السلام بالاذان على رسول الله صلى الله عليه وآله كان رأسه في حجر علي عليه السلام فأذن جبرئيل عليه السلام وأقام فلما انتبه رسول الله صلى الله عليه وآله قال: يا علي سمعت؟ قال: نعم قال: حفظت؟ قال: نعم قال: ادع بلالا فعلمه فدعا علي عليه السلام بلالا فعلمه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب منصور سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب حضرت جبرئیلؑ اذان لے کر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو آپؐ اس وقت لیٹے ہوئے تھے اور آپؐ کا سر مبارک حضرت علی علیہ السلام کی گود میں تھا تو جنابِ جبرئیلؑ نے اذان و اقامت پڑھی۔ جب رسولِ خدا اُٹھے تو آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! کیا تُو نے بھی سنا ہے؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: جی ہاں یارسولؐ اللہ!

آپؐ نے فرمایا: اے علیؑ! کیا تُو نے اس کو یاد کرلیا ہے؟

حضرت علیؑ نے عرض کیا: جی ہاں یارسولؐ اللہ!

رسولِ خدا نے فرمایا: اے علیؑ! بلالؓ کو بلاؤ اور اس کو اذان و اقامت کی تعلیم دو تو حضرت علیؑ نے جنابِ بلالؓ کو بلایا اور ان کو اذان و اقامت کی تعلیم دی۔

حدیث نمبر 2/1100 علي عن أبيه عن خالد بن سعيد عن يونس عن ابن مسكان عن أبي بصير قال: سألته عن الرجل ينتهي إلى الامام حين يسلم فقال: ليس عليه أن يعيد الاذان فليدخل معهم في أذانهم فإن وجدهم قد تفرقوا أعاد الاذان.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ بندہ اس وقت مسجد میں داخل ہوتا ہے جب امام جماعت سلام پڑھ رہا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی نماز کے لیے اذان نہ کہے۔ وہ ان کی اذان کے ساتھ ہی نماز کو شروع کرے۔ اور اگر وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے اور نمازیوں کو دیکھتا ہے کہ وہ متفرق ہو چکے ہیں (یعنی صف ٹوٹ چکی ہے) تو پھر وہ اپنی نماز کے لیے اذان کہے۔

{حدیث نمبر 3/1101} محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن الحسن بن علي عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سئل عن الاذان هل يجوز أن يكون من غير عارف؛ قال: لا يستقيم الاذان ولا يجوز أن يؤذن به الا رجل مسلم عارف فان علم الاذان فأذن به ولم يكن عارفا لم يجز اذانه ولا اقامته ولا يقتدى به، وسئل عن الرجل يؤذن ويقيم ليصلي وحده فيجيئ رجل آخر فيقول له تصلي جماعة هل يجوز أن يصليا بذلك الاذان والاقامة؛

قال: لا ولكن يؤذن ويقيم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اذان کے بارے میں سوال کیا گیا: کیا جائز ہے کہ مؤذن غیر عارف ہو؟ (وہ بندہ جو وقت شناس نہ ہو)۔

آپؑ نے فرمایا: اس بندے کو اذان کے لیے کھڑا نہ کیا جائے اور جائز نہیں کہ اذان دے مگر وہ بندہ جو مسلمان ور وقت شناس ہو۔ پس اگر وہ اذان جانتا ہے اور وہ وقت شناس و عارف نہیں تو اس کے لیے اذان و اقامت کہنا جائز نہیں اور اس کی اذان و اقامت کے ساتھ جماعت بھی جائز نہیں۔

پھر آپؑ سے سوال کیا گیا کہ ایک بندہ اذان و اقامت کہتا ہے تا کہ وہ اکیلا نماز پڑھے تو پھر ایک بندہ اور آتا ہے اور وہ اس بندے سے کہتا ہے کہ تم جماعت نماز پڑھاؤ تو کیا اس بندے کے لیے اسی اذان و اقامت کے ساتھ جماعت کروانا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ دوبارہ اذان و اقامت کہے۔

{حدیث نمبر 4/1102} محمد بن إسماعيل عن الفضل بن شاذان عن صفوان

عن العلا بن رزین عن محمد بن مسلم عن أبي عبد الله علیه السلام قال: فی الرجل ینسی الاذان والاقامة حتی یدخل فی الصلاة قال: ان کان ذکر قبل ان یقرأ فلیصل علی النبی صلی الله علیه وآله ولیقم، وان کان قد قرء فلیتم صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس بندے کے بارے میں عرض کیا جو اذان و اقامت کہنا بھول جاتا ہے اور نماز شروع کر دیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو قرأت سے قبل یاد آ گیا ہے تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے اور اقامت کہے۔ اور اگر اس کو قرأت کے دوران یاد آیا ہے تو وہ اپنی نماز کو جاری رکھے اور کامل کرے۔

﴿حدیث نمبر 5/1103﴾ أحمد بن محمد عن علی بن النعمان عن سعید الاعرج وابن أبي عمیر عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله علیه السلام قال: إذا افتتحت الصلاة فنسیت أن تؤذن وتقیم ثم ذکرت قبل أن ترکع فانصرف فأذن وأقم واستفتح الصلاة وإن کنت قد رکعت فأتم علی صلاتك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تو اذان و اقامت کو بھول جائے اور نماز کو شروع کرلے اور پھر تجھے رکوع میں جانے سے قبل یاد آجائے تو نماز کو چھوڑ دو اور اذان و اقامت کہو۔ اور پھر نماز کو از سر نو شروع کرو۔ اور اگر تو رکوع میں چلا گیا ہے اور پھر یاد آیا ہے تو پھر اپنی نماز کو پورا کرو۔

﴿حدیث نمبر 6/1104﴾ محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن الحسین عن اسحاق ابن آدم عن أبي العباس المفضل بن حسان الدالانی عن زکریا بن آدم قال قلت لابی الحسن الرضا علیه السلام: جعلت فداك کنت فی صلاتی فذکرت فی الرکعة الثانیة وانا فی القراءة انی لم اقم فکیف اصنع؟ قال: اسکت موضع قراءتك وقل قد قامت الصلاة قد قامت الصلاة ثم امض فی قراءتك وصلاتك وقد تمت صلاتك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زکریا بن آدم علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں میں نماز میں تھا اور دوسری رکعت کی قرأت کے

دوران مجھے یاد آیا ہے کہ میں نے اقامت نہیں پڑھی تو میرے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اپنی قرأت کو اسی جگہ روکو اور قد قامت الصلوٰۃ وقد قامت الصلوٰۃ (دو بار کہو) اور پھر اسی جگہ سے قرأت کو جاری کرو اور نماز کو جاری رکھو اور اپنی نماز کو مکمل کرو۔

﴿حدیث نمبر 7/1105﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن صفوان عن حسين بن أبي العلا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يستفتح صلاة المكتوبة ثم يذكر انه لم يقم قال: فان ذكر أنه لم يقم قبل أن يقرأ فليسلم على النبي صلى الله عليه وآله ثم يقيم ويصلي، وإن ذكر بعد ما قرأ بعض السورة فليتم على صلاته.

قال محمد بن الحسن: هذه الاخبار كلها محمولة على الاستحباب لانه إذا استفتح الصلاة فالاصل انه يجوز له المضي فيها وليس عليه الانصراف، والذي يبين ما ذكرناه ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حسین بن ابی العلاء سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندہ نماز واجب شروع کر چکا ہے پھر اسے یاد آیا ہے کہ اس نے اقامت نہیں پڑھی؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو قرأت سے قبل یاد آیا ہے کہ اس نے اقامت نہیں کہی تو وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھے اور پھر اقامت پڑھے اور پھر نماز پڑھے۔ اور اگر اس قرأت میں سے کچھ پڑھنے کے بعد یاد آیا ہے تو وہ اپنی نماز مکمل کرے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان تمام روایات کو استحباب پر حمل کیا جائے گا (مستحب ہے) کیونکہ جب نماز شروع کردی جائے تو اصل یہ ہے کہ نماز کو جاری رکھا جائے (توڑا نہ جائے) اس سے انصراف نہ کیا جائے اور جو ہم نے ذکر کیا ہے اس کو وہ ذیل کی روایت بیان کر رہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 8/1106﴾ محمد بن علي بن محبوب عن سلمة بن الخطاب عن ابن جبلة عن ابن بكير عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: رجل ينسى الاذان والاقامة حتى يكبر قال: يمضي على صلاته ولا يعيد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بندہ اذان و اقامت بھول گیا ہے اور اس نے نماز کی تکبیرۃ الاحرام کہہ دی ہے تو اس وقت وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز جاری رکھے۔ وہ نماز کا اعادہ نہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 9/1107﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن نعمان الرازي قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام وسأله أبو عبيدة الحذاء عن حديث رجل نسي أن يؤذن ويقيم حتى كبر ودخل في الصلاة قال: ان كان دخل المسجد ومن نيته أن يؤذن ويقيم فليمض في صلاته ولا ينصرف.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب نعمان الرازی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ سے ابوعبیدۃ الحذاء سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو اذان واقامت کہنا بھول گیا ہے اور وہ تکبیرۃ الاحرام کہہ کر نماز میں داخل ہو گیا ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ مسجد میں داخل ہوا تھا اور اس کی نیت میں تھا (ذہن میں تھا) کہ وہ اذان واقامت کہے گا تو پھر وہ نماز کو جاری رکھے اور نماز سے انصراف نہ کرے (اس کو ثواب مل جائے گا)۔

﴿حدیث نمبر 10/1108﴾ الحسين بن سعيد عن محمد بن الفضيل عن أبي الصباح عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن رجل نسي الاذان حتى صلى قال: لا يعيد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالصباح سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ اذان کہنا بھول گیا ہے اور اس نے نماز پڑھ لی ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کا اعادہ نہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 11/1109﴾ عنه عن علي بن السندي عن حماد بن عيسى عن شعيب ابن يعقوب عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن رجل نسي أن يقيم الصلاة حتى انصرف يعيد صلاته؟ قال: لا يعيدها ولا يعود لمثلها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ اقامت کہنا بھول گیا ہے اور اس نے نماز پڑھ لی اور چلا گیا تو کیا وہ نماز دوبارہ پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو دوبارہ نہ پڑھے اور دوبارہ اس طرح نہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 12/1110﴾ فأما ما رواه أحمد بن محمد عن الحسن بن علي بن يقطين عن أخيه الحسين عن علي بن يقطين قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن الرجل ينسى أن يقيم الصلاة وقد افتتح الصلاة قال: ان كان قد فرغ من صلاته فقد تمت صلاته، وإن لم يكن فرغ من صلاته فليعد. قال محمد بن الحسن: وهذا الخبر أيضاً محمول على الاستحباب بدلالة ما قدمناه من الاخبار.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور وہ روایت جو جناب علی بن یقطین نے جناب امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے نقل کی ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: ایک بندہ اقامت کہنا بھول گیا ہے اور اس نے نماز شروع کر دی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ نماز سے فارغ ہو گیا ہے تو اس کی نماز پوری ہے اور اگر ابھی وہ نماز سے فارغ نہیں ہوا (دوران نماز) اسے یاد آ گیا ہے تو وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو بھی استحباب پر حمل کیا جائے گا۔ اس پر دلیل گذشتہ روایات ہیں جو ہم نے بیان کی ہیں۔

اذان و اقامت کے جملے دو دو بار کہے جائیں

﴿حدیث نمبر 13/1111﴾ محمد بن علي بن محبوب عن يعقوب عن أبي همام عن أبي الحسن عليه السلام قال: الاذان والاقامة مثنى مثنى، وقال: إذا أقام مثنى مثنى ولم يؤذن أجزأه في الصلاة المكتوبة، ومن أقام الصلاة واحدة واحدة ولم يؤذن لم يجزه إلا بأذان.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوہمام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اذان و اقامت کے جملے دو دو بار کہیں او فرمایا: جو بندہ اذان نہ کہے اور اقامت کے جملے دو دو بار کہے تو وہ

اس کے لیے مجزی وکافی ہے۔ اور اگر وہ اذان نہ کہے اور پھر اقامت کے جملے ایک ایک بار کہے تو وہ اس کے لیے مجزی وکافی نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 14/1112﴾ عنه عن العباس بن معروف عن عبد الله بن المغيرة عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا أذن مؤذن فنقص الاذان وأنت تريد أن تصلي بأذانه فأتم ما نقص هو من أذانه، ولا بأس أن يؤذن الغلام الذي لم يحتلم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر موذن اذان میں کمی کردے اور اگر تو اسی کی اذان پر نماز پڑھنا چاہتا ہے تو جو اس نے کمی کی ہے اس کو پورا کرو، پھر نماز پڑھو۔

پھر فرمایا: نابالغ بچے کا اذان دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 15/1113﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن محمد بن إسماعيل عن صالح بن عقبة عن أبي مريم الانصاري قال: صلى بنا أبو جعفر عليه السلام في قميص بلا ازار ولا رداء ولا أذان ولا إقامة، فلما انصرف قلت له: عافاك الله صليت بنا في قميص بلا ازار ولا رداء ولا أذان ولا اقامة فقال: ان قميصي كثيف فهو يجزي أن لا يكون علي ازار ولا رداء، واني مررت بجعفر وهو يؤذن ويقيم فلم اتكلم فأجزأني ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابومریم الانصاری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے ہمارے ساتھ ایک قمیص میں نماز پڑھی۔ آپؑ نے چادر نہیں باندھی تھی اور آپؑ پر عبا بھی نہیں تھی اور آپؑ نے اذان واقامت بھی نہ کہی۔ جب آپؑ نے نماز کو مکمل کرلیا تو میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: اللہ تعالیٰ آپ کو عافیت عطا فرمائے۔ آپؑ نے ہمارے ساتھ ایک قمیص کے ساتھ نماز پڑھی ہے، نہ آپؑ نے چادر باندھی اور نہ آپؑ پر ردا ہے اور آپؑ نے اذان واقامت بھی نہیں کہی؟

آپؑ نے فرمایا: میری قمیص موٹی ہے۔ پس وہ کافی ہے اور چادر اور ردا کی ضرورت نہیں اور میں جعفر کے پاس سے گزرا اور وہ اذان واقامت کہہ رہے تھے اور میں نے کوئی کلام بھی نہیں کی۔ پس وہ ہی ہمارے لیے کافی تھی۔

﴿حدیث نمبر 16/1114﴾ عنه عن أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد عن مصدق ابن صدقة عن عمار الساباطي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : أو سمعته يقول: إذا نسي الرجل حرفا من الاذان حتى يأخذ في الاقامة فليمض في الاقامة فليس عليه شيء، فإن نسي حرفا من الاقامة عاد الى الحرف الذي نسيه ثم يقول من ذلك الموضع الى آخر الاقامة، وعن الرجل ينسى أن يفصل بين الاذان والاقامة بشيء حتى أخذ في الصلاة أو أقام الصلاة قال: ليس عليه شيء وليس له أن يدع ذلك عمدا، ثم سئل ما الذي يجزي من التسبيح بين الاذان والاقامة؛ قال: يقول الحمد لله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا یا میں نے ان سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر بندہ اذان کا کوئی جملہ بھول جائے اور اقامت میں وہ جملہ کہہ دے تو اپنی اقامت کو جاری رکھے تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔ اور اگر وہ اقامت کا جملہ بھول جائے تو پھر وہ دوبارہ اس جملے کو کہے اور اس کے بعد پھر وہی سے آگے اقامت کو جاری رکھے جہاں سے وہ رُکا تھا اور کوئی بندہ اذان و اقامت کے درمیان فاصلہ کرنا بھول جائے اور نماز شروع کردے یا نماز اقامت شروع کردے تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے اور اس کے لیے مناسب نہیں کہ وہ جان بوجھ کر دونوں کے درمیان فاصلہ ترک کرے۔

پھر آپؑ سے سوال کیا گیا کہ اذان و اقامت کے درمیان کون سی تسبیح مجزی اور کافی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ الحمد للہ کہے۔

﴿حدیث نمبر 17/1115﴾ أحمد بن محمد عن حماد عن حريز عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من سها في الاذان فقدم أو أخر أعاد على الاول الذي أخره حتى يمضي على آخره.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ اذان میں تقدم و تاخر کردے تو وہ اوّل جملے کا اعادہ کرے جس کو اس نے موخر کیا تھا۔ پھر آخر تک اذان کا جاری رکھے۔

﴿حدیث نمبر 18/1116﴾ علي بن مهزيار عن ابن أبي عمير عن أبي أيوب عن معاذ

بن كثير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا دخل الرجل المسجد وهو لا يأتم بصاحبه وقد بقي على الامام آية أو آيتان فخشي إن هو أذن وأقام أن يركع فليقل قد قامت الصلاة قد قامت الصلاة الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله وليدخل في الصلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاذ بن کثیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر بندہ مسجد میں داخل ہو اور امام نے ابھی نماز تمام نہیں کی اور امام کی ایک آیت یا دو آیتیں باقی ہیں اور اس کو خوف ہے کہ اگر وہ اذان و اقامت کہے گا تو امام رکوع میں چلا جائے گا تو اس کو چاہیے کہ وہ فقط قد قامت الصلوٰۃ قد قامت الصلوٰۃ، اللہ اکبر، اللہ اکبر، لا الٰہ الّا اللہ کہے اور نماز میں شامل ہو جائے۔

﴿حدیث نمبر 19/1117﴾ عنه عن بعض أصحابنا عن إسماعيل بن جابر إن أبا عبد الله عليه السلام كان يؤذن ويقيم غيره وكان يقيم وقد أذن غيره.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن جابر سے نقل کیا ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام کبھی اذان کہتے تھے اور کوئی دوسرا اقامت کہتا اور کبھی کوئی دوسرا اذان دیتا اور آپؑ اقامت کہتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 20/1118﴾ أحمد بن محمد عن البرقي عن النوفلي عن السكوني عن جعفر عن أبيه عن آبائه عن علي عليهم السلام ان النبي صلى الله عليه وآله كان إذا دخل المسجد وبلال يقيم الصلاة جلس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب السکونی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر الصادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ و دادا بزرگوارؑ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو نماز کے لیے اقامت بلالؓ کہتے اور بیٹھ جاتے۔

﴿حدیث نمبر 21/1119﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن الحسن ابن علي عن الحسين بن علوان عن عمرو بن خالد عن زيد بن علي عن آبائه عن علي عليهم السلام قال: دخل رجلان المسجد وقد صلى الناس فقال لهما علي عليه السلام: إن شئتما فليؤم احدكما صاحبه ولا يؤذن ولا يقيم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زید بن علی سے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ دو بندے مسجد میں اس وقت داخل ہوئے جب لوگ باجماعت نماز پڑھ چکے تھے تو حضرت علی علیہ السلام نے ان دونوں بندوں سے فرمایا: اگر تم چاہو تو ایک دوسرے کو بغیر اذان و اقامت کے جماعت کروا سکتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 22/1120﴾ أحمد بن محمد عن علی بن الحكم عن أبان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت الرجل يدخل المسجد وقد صلى القوم أيؤذن ويقيم؟ قال: إن كان دخل ولم يتفرق الصف صلى بأذانهم وإقامتهم ، و إن كان تفرق الصف أذن وأقام.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بندہ مسجد میں اس وقت داخل ہوتا ہے کہ لوگ باجماعت نماز پڑھ چکے ہیں۔ کیا وہ اذان و اقامت کہے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ مسجد میں داخل ہوا ہے اور لوگ متفرق نہیں ہوئے اور وہ صف میں ہیں تو ان کی اذان و اقامت پر ہی نماز پڑھے اور اگر لوگ متفرق ہو چکے ہیں تو پھر وہ اذان و اقامت کہے۔

﴿حدیث نمبر 23/1121﴾ محمد عن محمد بن الحسين عن محمد بن عبد الله بن زرارة عن عيسى بن عبد الله الهاشمي عن أبيه عن جده عن علي عليه السلام قال: المؤذن مؤتمن والامام ضامن.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیسیٰ بن عبداللہ الہاشمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد اور دادا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: موذن امین اور امام (امام جماعت) ضامن ہوتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 24/1122﴾ عنه عن محمد بن الحسين بن عبد الله بن المغيرة عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: السنة فى الاذان يوم عرفة ان يؤذن ويقيم الظهر ثم يصلى ثم يقوم فيقيم للعصر بغير اذان وكذلك فى المغرب والعشاء بمزدلفة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: عرفہ کے دن اذان میں سنت یہ ہے کہ اذان دی جائے اور پھر ظہر کے لیے اقامت کہی جائے اور نمازِ ظہر پڑھی جائے اور پھر کھڑے ہو کر بغیر اذان کے اقامت کہی جائے اور نمازِ عصر پڑھی جائے اور ایسے ہی مزدلفہ میں نمازِ مغرب وعشاء کے لیے بھی ہے۔

مریض بھی اذان واقامت کہے

{حدیث نمبر 25/1123} محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن الحسن بن علي عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي قال سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: لا بد للمريض أن يؤذن ويقيم إذا أراد الصلاة ولو في نفسه إن لم يقدر على أن يتكلم به، سئل فإن كان شديد الوجع؟ قال: لا بد من أن يؤذن ويقيم لأنه لا صلاة إلا بأذان وإقامة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا ہے: مریض کے لیے بھی ضروری ہے کہ جب وہ نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو وہ اذان واقامت کہے اور اگر وہ بول کر کہنے پر قدرت نہیں رکھتا تو بھی کہے خواہ دل میں ہی کہے۔

آپؑ سے سوال کیا گیا: اگرچہ اس کی بیماری شدید ہو؟

آپؑ نے فرمایا: ضروری ہے کہ وہ اذان واقامت کہے کیونکہ بغیر اذان واقامت کے نماز نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 26/1124} عنه عن محمد بن الحسين عن موسى بن عيسى قال: كتبت إليه رجل تجب عليه إعادة الصلاة أيعيدها بأذان وإقامة، فكتب: يعيدها بإقامة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب موسیٰ بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ ایک بندہ چاہتا ہے کہ اپنی نماز کو دوبارہ پڑھے تو کیا وہ اذان واقامت کا بھی اعادہ کرے؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: وہ اپنی نماز کو اقامت کے ساتھ دوبارہ پڑھے۔

https://www.shiabookspdf.com

﴿حدیث نمبر 27/1125﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن محمد بن إسماعيل عن صالح بن عقبة عن يونس الشيباني عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: اؤذن وانا راكب؟ قال: نعم قلت: فأقيم وأنا راكب؟ قال: لا قلت: واقيم ورجلي في الركاب؟ قال: لا قلت: فأقيم وانا قاعد؟ قال: لا قلت: فأقيم وأنا ماش؟ قال: نعم ماش الى الصلاة قال: ثم قال: إذا أقمت الصلاة فأقم مترسلا فانك في الصلاة، قال قلت: قد سألتك أقيم وأنا ماش قلت لي نعم فيجوز أن أمشي في الصلاة؟ قال: نعم إذا دخلت من باب المسجد فكبرت وأنت مع إمام عادل ثم مشيت الى الصلاة اجزأك ذلك، وإذا كان الامام كبر للركوع كنت معه في الركعة، لانه ان ادركته وهو راكع لم تدرك التكبير لم تكن معه في الركوع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس الشیبانی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا میں سواری کی حالت میں اذان کہہ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

پھر میں نے سوال کیا: کیا میں سواری کی حالت میں اقامت کہہ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: کیا میں اپنا پاؤں رکاب میں رکھے ہوئے ہوں تو پھر میں اقامت کہہ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: کیا میں بیٹھ کر اقامت کہہ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: کیا میں چلتے ہوئے اقامت کہہ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، نماز کی طرف چلتے ہوئے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: جب بھی تو اقامت کہے تو ہاتھوں کو چھوڑ کر اقامت کہو کیونکہ گویا نماز میں کھڑا ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: میں نے آپؑ سے سوال کیا: کیا میں چلتے ہوئے اقامت کہہ سکتا ہوں؟

تو آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

میں نے عرض کیا: میں نماز میں چل سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، جب تو مسجد میں داخل ہو اور تو امام عادل کے ساتھ نماز پڑھنا چاہتا ہے اور امام رکوع کے لیے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا جائے تو تُو تکبیر کہہ دے تو اس کے ساتھ رکوع میں چلے جاؤ۔ تو اس کے ساتھ رکوع میں ہے کیونکہ تُو نے اس کو رکوع میں پالیا ہے اور اگر تُو تکبیر نہ کہتا تو تو اس کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں تھا۔

اذان دینے کا اجر وثواب

﴿حدیث نمبر 28/1126﴾ عنه عن يعقوب بن يزيد عن ابن أبي عمير عن معاوية ابن وهب عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من أذن في مصر من أمصار المسلمين سنة وجبت له الجنة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن وہب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ مسلمانوں کے شہروں میں سے کسی شہر میں ایک سال اذان کہے تو اس کے لیے جنت واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر 29/1127﴾ عنه عن أحمد بن محمد عن أبيه عن ابن أبي عمير عن زكريا صاحب السابري عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ثلاثة في الجنة على المسك الاذفر: مؤذن اذن احتساباً، وأمام أم قوما وهم به راضون ومملوك يطيع الله ويطيع مواليه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زکریا صاحب سابری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تین بندے سبز کستوری پر ہوں گے:

① وہ مؤذن جو خدا کی خوشنودی کے لیے اذان دے۔

② وہ امام جماعت جو کسی قوم کو نماز کی امامت کرواتا ہے اور وہ لوگ اس سے راضی ہوں۔

③ وہ غلام اللہ کی اطاعت کرے اور اپنے مالکوں کی اطاعت کرے۔

https://www.shiabookspdf.com

﴿حدیث نمبر 30/1128﴾ عنه عن العباس عن عبد الله بن المغيرة عن بكر بن سالم عن سعد الاسكاف قال: سمعت أبا جعفر عليه السلام يقول: من أذن سبع سنين احتساباً جاء يوم القيامة ولا ذنب له.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سعد الاسکاف سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سات سال خدا کے قرب و خوشنودی کے لیے اذان دے گا وہ قیامت والے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے ذمہ کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

﴿حدیث نمبر 31/1129﴾ أحمد عن البرقي عن النوفلي عن السكوني عن جعفر عن أبيه عن علي عليه السلام قال: آخر ما فارقت عليه حبيب قلبي ان قال يا علي إذا صليت فصل صلاة أضعف من خلفك، ولا تتخذن مؤذنا يأخذ على أذانه أجرا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب السکونی سے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میرے حبیبؐ نے مجھ سے جدا ہوتے ہوئے جو آخری بات فرمائی وہ یہ تھی: اے علیؑ! جب تم نماز پڑھاؤ تو اپنے پیچھے مقتدیوں میں سے کمزور کا خیال رکھنا اور جو اذان پر اجر طلب کرے اس کو مؤذن نہ قرار دینا۔

﴿حدیث نمبر 32/1130﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن محمد بن حسان عن عيسى بن عبد الله عن أبيه عن جده عن علي عليه السلام قال قال: رسول الله صلى الله عليه وآله: للمؤذن فيما بين الاذان والاقامة مثل اجر الشهيد المتشحط بدمه في سبيل الله، قال قلت يا رسول الله: انهم يجتلدون على الاذان قال: كلا انه يأتي على الناس زمان يطرحون الاذان على ضعفائهم وتلك لحوم حرمها الله على النار.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عیسیٰ بن عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے والد (یعنی اس کے دادا) سے نقل کیا اور انھوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ مؤذن جو اذان و اقامت کے درمیان فاصلہ قرار دیتا ہے تو اس کے لیے اس شہید راہِ خدا کے برابر اجر و ثواب ہے جو اپنے خون میں لت پت ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا کہ میں نے رسولؐ خدا کی خدمت میں عرض کیا: یارسولؐ اللہ! اس طرح تو لوگ اذان و اقامت کہنے پر جھگڑا کریں گے؟

رسولؐ خدا نے فرمایا: ایسا نہیں ہوگا کیونکہ ایک دور آئے گا جب اذان کو غریب لوگوں کے لیے قرار دیں گے اور خود اذان کو ترک کردیں گے۔ غریب مؤذنوں کا گوشت اللہ جہنم پر حرام قرار دے گا۔

﴿حدیث نمبر 33/1131﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن محمد بن علي عن مصعب ابن سلام التميمي عن سعد بن طريف عن أبي جعفر عليه السلام قال: من اذن عشر سنين محتسباً يغفر الله له مد بصره وصوته في السماء ويصدقه كل رطب ويابس سمعه وله من كل من يصلي معه في مسجده سهم وله من كل من يصلي بصوته حسنة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن ظریف سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ خدا کی خوشنودی اور اس کے تقرب کے لیے دس سال اذان دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ تا حد نظر اس کے گناہوں کو بخش دیتا ہے اور اس کی آواز آسمانوں کی طرف بلند ہوتی ہے اور کائنات کا ہر خشک وتری کی مخلوق اس کی تصدیق کرتی ہے اور جو جو مسجد میں اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے تو اس کے برابر اس کو اجر وثواب کا حصہ ملتا ہے اور جو جو اس کی اذان پر نماز پڑھتا ہے تو ان کے برابر اللہ تعالیٰ اس کو نیکیاں عطا کرتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 34/1132﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن العرزمي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ان من اطول الناس اعناقا يوم القيامة المؤذنين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب العرزمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قیامت کے دن مؤذنوں کا سر سب سے بلند ہوگا۔

﴿حدیث نمبر 35/1133﴾ عنه عن معاوية بن حكيم عن سليمان بن جعفر عن أبيه قال دخل رجل من أهل الشام على أبي عبد الله عليه السلام فقال له: إن أول من سبق الى الجنة بلال قال: ولم؟ قال: لانه أول من أذن.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن جعفر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اہل شام سے ایک بندہ

امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے اس سے فرمایا: سب سے پہلے اس اُمت سے جناب بلالؓ جنت کی طرف جائیں گے۔

اس بندے نے عرض کیا: وہ کیوں؟

آپؑ نے فرمایا: کیونکہ وہ وہ ہے جس نے سب سے پہلے اذان دی۔

﴿حدیث نمبر 36/1134﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن علي ابن أسباط عن علي ابن جعفر قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن الاذان في المنارة أسنة هو؛ فقال: إنما كان يؤذن للنبي صلى الله عليه وآله في الارض ولم تكن يومئذ منارة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن اسباط سے اور انھوں نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: منارہ پر جا کر اذان دینا کیا یہ سنت رسولؐ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے زمین پر کھڑے ہو کر اذان دی جاتی تھی۔ اس دور میں منارہ نہیں ہوتا تھا۔

﴿حدیث نمبر 37/1135﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن الحسن ابن السري عن أبي عبد الله عليه السلام قال: السنة ان تضع اصبعيك في اذنيك في الاذان.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسن بن السری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اذان میں تیرا اپنے کانوں میں انگلیاں قرار دینا یہ سنت ہے۔

﴿حدیث نمبر 38/1136﴾ سعد عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن ذريح المحاربي قال قال لي أبو عبد الله عليه السلام: صل الجمعة بأذان هؤلاء فانهم اشد شيء مواظبة على الوقت.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ذریح المحاربی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: ان لوگوں کی اذان پر نماز جمعہ پڑھو کیونکہ یہ لوگ وقت پر بہت سختی سے پابندی کرتے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 39/1137﴾ أحمد بن محمد عن علي بن الحكم والحسين بن سعيد عن محمد بن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن محمد بن خالد القسري قال قلت: لابي عبد الله

عليه السلام أخاف ان نصلي يوم الجمعة قبل أن تزول الشمس فقال: إنما ذاك على المؤذنين.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن خالد القسری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے خوف ہوتا ہے کہ میں نماز جمعہ کو زوالِ آفتاب سے قبل نماز نہ پڑھ لوں؟

آپؑ نے فرمایا: یہ مؤذنوں پر ہے۔

﴿حدیث نمبر 40/1138﴾ سعد عن الحسين بن عمر بن يزيد عن يونس بن عبد الرحمن عن عبد الله بن مسكان قال: رأيت أبا عبد الله عليه السلام أذن وأقام من غير أن يفصل بينهما بجلوس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن مسکان سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نے اذان اور اقامت کہی اور ان کے درمیان بیٹھنے کے ساتھ فاصلہ بھی نہ کیا۔

﴿حدیث نمبر 41/1139﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن حماد بن عثمان عن عبيد بن زرارة عن أبيه قال سألت أبا جعفر عليه السلام: عن رجل نسي الاذان والاقامة حتى دخل في الصلاة قال: فليمض في صلاته فانما الاذان سنة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جنابِ زرارہ سے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو اذان و اقامت بھول کر ترک کر دیتا ہے اور نماز میں داخل ہو جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی نماز کو جاری رکھے، اذان فقط و فقط سنت ہے۔

﴿حدیث نمبر 42/1140﴾ عنه عن أحمد بن محمد عن أحمد بن محمد بن أبي نصر عن داود بن سرحان عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل نسي الاذان والاقامة حتى دخل في الصلاة قال: ليس عليه شيء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب داؤد بن سرحان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ اذان و اقامت بھول گیا ہے اور اس نے نماز شروع کر دی ہے؟

http://www.shiabookspdf.com

آپؑ نے فرمایا: اس پر کوئی چیز (گناہ) نہیں۔

{حدیث نمبر 43/1141} عنه عن أبي الجوزاء المنبه بن عبد الله عن الحسين بن علوان عن عمرو بن خالد عن أبي جعفر عليه السلام قال: كنا معه فسمع اقامة جار له بالصلاة فقال: قوموا فقمنا فصلينا معه بغير اذان ولا اقامة قال: يجزيكم اذان جاركم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا۔ پس آپؑ نے اپنے ہمسائے کی اذان سنی جو اس نے نماز کے لیے کہی تھی۔ آپؑ نے ہمیں فرمایا: اٹھو! پس ہم سب کھڑے ہو گئے تو ہم نے آپؑ کے ساتھ بغیر اذان و اقامت کے نماز پڑھی۔ پھر آپؑ نے فرمایا: تمھارے ہمسائے کی اذان تمھارے لیے مجزی ہے۔

{حدیث نمبر 44/1142} الحسين بن سعيد عن فضالة عن حماد بن عثمان عن عمران الحلبي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الاذان في الفجر قبل الركعتين أو بعدهما؟ فقال: إذا كنت إماما تنتظر جماعة فالاذان قبلهما، وإن كنت وحدك فلا يضرك أقبلهما اذنت أو بعدهما.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمران الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: صبح کی اذان دو رکعت نوافل سے قبل دینی چاہیے یا بعد میں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تو امامِ جماعت ہے جو جماعت کا انتظار کرتا ہے تو پھر دو رکعت نوافل سے قبل اذان کہو۔ اور اگر تم اکیلے نماز پڑھنے والے ہو تو تیرے لیے کوئی ضرر و نقصان نہیں ہے کہ خواہ پہلے اذان کہو یا نوافل کے بعد۔

{حدیث نمبر 45/1143} أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن أبي الوليد حفص ابن سالم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: إذا قال المؤذن قد قامت الصلاة أيقوم القوم على أرجلهم أو يجلسون حتى يجيئ امامهم؟ قال: لا بل يقومون على ارجلهم فان جاء إمامهم وإلا فليؤخذ بيد رجل من القوم فيقدم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالولید حفص بن سالم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: جب مؤذن اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کہہ دے تو کیا لوگ اپنے قدموں پر کھڑے ہوجائیں یا بیٹھے رہیں یہاں تک کہ امام جماعت آجائے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ کھڑے ہوجائیں۔ اگر ان کا امام آجائے تو ٹھیک ورنہ ان لوگوں میں سے کسی کا ہاتھ پکڑ کر اس کو آگے کر دیا جائے۔

﴿حدیث نمبر 46/1144﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن يعقوب بن يزيد عن ابن أبي عمير عن أبي علي صاحب الانماط عن أبي عبد الله عليه السلام أو أبي الحسن عليه السلام قال قال: يؤذن للظهر على ست ركعات، ويؤذن للعصر على ست ركعات بعد الظهر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب صاحب الانماط ابوعلی سے نقل کیا ہے، انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام یا امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مؤذن ظہر کے نوافل میں سے چھ رکعات پڑھنے کے بعد اذان دے اور پھر نماز ظہر کے بعد چھ رکعات پڑھنے کے بعد عصر کی اذان دے۔

http://www.shiabookspdf.com

﴿باب نمبر 15﴾

نماز کی کیفیت اور اس کے اوصاف و واجبات اور مستحبات

﴿حدیث نمبر 1/1145﴾ محمد بن إسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عيسى عن ربعي بن عبد الله عن الفضيل بن يسار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان علي ابن الحسين عليه السلام إذا قام في الصلاة تغير لونه فإذا سجد لم يرفع رأسه حتى يرفض عرقاً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام علی بن الحسین علیہما السلام جب نماز میں کھڑے ہوتے تو آپؑ کا رنگ تبدیل ہو جاتا اور جب سجدے میں جاتے تو اس وقت تک سر نہیں اُٹھاتے یہاں تک کہ آپؑ پسینے سے شرابور ہوجاتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 2/1146﴾ علي بن إبراهيم عن أبيه عن حماد عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا استقبلت القبلة بوجهك فلا تقلب وجهك عن القبلة لتفسد صلاتك فان الله تعالى قال لنبيه في الفريضة: (فول وجهك شطر المسجد الحرام وحيثما كنتم فولوا وجوهكم شطره) وأخشع بصرك ولا ترفعه الى السماء وليكن حذاء وجهك في موضع سجودك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو (نماز میں) اپنا چہرہ قبلہ کی طرف کرے تو اپنے چہرے کو قبلہ سے نہ موڑو ورنہ تمھاری نماز فاسد ہوجائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فریضہ نماز میں فرمایا تھا: فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ ط (سورۂ بقرہ: آیت ۱۴۴) اپنی آنکھوں کو خشوع کی خاطر جھکا کر رکھو، ان کو آسمان کی طرف بلند نہ کرو لیکن چہرے کو مقامِ سجدہ کے برابر قرار دو۔

﴿حدیث نمبر 3/1147﴾ أحمد بن محمد عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال قال أبو عبد الله عليه السلام : ينبغي لمن قرأ القرآن إذا مر بآية من القرآن فيها مسألة أو تخويف أن يسئل عند ذلك خير ما يرجو ويسأل العافية من النار ومن العذاب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ قرآن کی تلاوت کرے اس کے لیے سزاوار ہے کہ جب وہ قرآن کی ایسی تلاوت سے گزرے (یعنی تلاوت کرے) جس کو مسألة ہو یا ڈرانے والی ہو تو اس کو چاہیے خیر والی آیت کی تلاوت کے وقت ملنے کی اُمید رکھے اور اس کا سوال کرے اور خوف والی آیت کے وقت اللہ سے سوال کہ وہ اس کو آگِ جہنم سے اور عذاب سے عافیت عطا فرمائے۔

﴿حدیث نمبر 4/1148﴾ الحسين بن محمد عن معلى عن الوشا عن حماد بن عثمان عن سعيد بياع السابري قال قلت لابي عبد الله عليه السلام : أيتباكى الرجل فى الصلاة؟ فقال: بخ بخ ولو مثل رأس الذباب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعید بن بیاع سابری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا نماز میں رونا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: مبارک مبارک ہے، خواہ مکھی کے پَر کے برابر ہی آنسو آجائے۔

نماز کے وقت کی دُعا

﴿حدیث نمبر 5/1149﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن أبان ومعاوية بن وهب قالا : قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا قمت الى الصلاة فقل: (اللهم إنى اقدم اليك محمدا بين يدى حاجتى واتوجه به اليك فاجعلنى به وجيها عندك فى الدنيا والآخرة ومن المقربين اجعل صلاتى مقبولة وذنبى مغفورا ودعائى به مستجابا انك أنت الغفور الرحيم).

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان اور معاویہ بن وہب سے نقل کیا ہے اور وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب تم نماز کے لیے کھڑے ہوجاؤ تو یوں دُعا کرو:

اللهم إنی اقدم اليك محمدا بين يدی حاجتی واتوجه به اليك فاجعلنی به وجيها عندك فی الدنيا والآخرة ومن المقربين اجعل صلاتی مقبولة وذنبی مغفورا ودعائی به مستجابا انك أنت الغفور الرحيم

"اے میرے اللہ! میں اپنی حاجت کے لیے محمدؐ کو تیری بارگاہ میں پیش کرتا ہوں (اس کو وسیلہ قرار دیتا ہوں) اور ان کے ذریعے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس کو میرے لیے اپنی بارگاہ میں دُنیا و آخرت میں شافع قرار دے اور مجھے مقربین میں سے قرار دے اور میری نماز قبول فرما اور میرے گناہ بخش دے اور میری دُعاؤں کو قبول فرما کیونکہ تو غفور و رحیم ہے"۔

﴿حديث نمبر 6/1150﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن ابن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الامام يجزيه تكبيرة واحدة ويجزيك ثلاث مترسلا إذا كنت وحدك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام کے لیے ایک تکبیر مجزی ہے اور اگر تو اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو پھر آہستہ آہستہ تین تکبیر کہو۔

﴿حديث نمبر 7/1151﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن أبي عمير عن حماد عن الحلبي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن أخف ما يكون من التكبير في الصلاة قال: ثلاث تكبيرات فان كانت قراءة قرأت بقل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون، وإذا كنت إماما فانه يجزيك أن تكبر واحدة تجهر فيها وتسر ستا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز کے شروع میں کم از کم تکبیرات کتنی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: (اگر تو خود قرأت کرنے والا ہے) تو تین تکبیرات ہیں اور اگر تو امام جماعت ہے تو پھر تیرے لیے کہ پہلی چھ تکبیرات کو آہستہ کہو اور ایک آخری تکبیر کو بلند آواز سے کہو یہ تیرے لیے مجزی ہے۔ اور تو قرأت کرے تو سورہ قل ھو اللہ احد یا سورہ قل یاایھا الکافرون کی تلاوت کرو۔

﴿حديث نمبر 8/1152﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن صفوان

عن ابن بكير عن زرارة قال: رأيت أبا جعفر عليه السلام أو قال سمعته استفتح الصلاة بسبع تكبيرات ولاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نے نماز کو پے در پے سات تکبیرات سے نماز کو شروع کیا۔

﴿حدیث نمبر 9/1153﴾ سعد عن أبي جعفر عن موسى بن القاسم البجلي وأبي قتادة عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال قال: على الامام أن يرفع يده في الصلاة ليس على غيره أن يرفع يده في الصلاة. قال محمد بن الحسن: المعنى في هذا الخبر ان فعل الامام أكثر فضلا وأشد تأكيدا من فعل المأموم، وإن كان فعل المأموم أيضا فيه فضل على ما بيناه فيما مضى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں: میرے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام نے فرمایا: امام جماعت کے لیے ہے وہ نماز میں تکبیرات کے وقت ہاتھوں کو اُٹھائے۔ امام کے علاوہ دوسروں کے لیے ہاتھوں کو اُٹھانا ضروری نہیں ہے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت سے مراد ہے کہ امام جماعت کے فعل میں فضیلت زیادہ ہے اور اس فعل ماموم کے فعل کی نسبت زیادہ فضیلت و تاکید پائی جاتی ہے اگرچہ ماموم کے فعل کی فضیلت و عظمت ہے لیکن امام کے فعل کو زیادہ فضیلت حاصل ہے۔

﴿حدیث نمبر 10/1154﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن صفوان عن عبد الله بن بكير عن مسمع البصري قال: صليت مع أبي عبد الله عليه السلام فقرأ بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله رب العالمين ثم قرأ السورة التي بعد الحمد ولم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم ثم قام في الثانية فقرأ الحمد ولم يقرأ بسم الله الرحمن الرحيم ثم قرأ بسورة أخرى. قال محمد بن الحسن: لا ينافي هذا الخبر ما قدمناه من تأكيد الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم لانه يتضمن حكاية فعل ويجوز أن يكون مسمع لم يسمع أبا عبد الله عليه السلام يقرأ ببسم الله الرحمن الرحيم لبعد

کان بینہ وبینہ. والذی یکشف عما ذکرناہ ما رواہ.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن بکر سے اور انھوں نے جناب مسمع البصری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپؑ نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، الحمدللہ ربّ العٰلمین (سورۂ حمد کو پڑھا) اور الحمد کے بعد دوسری سورہ پڑھی اور سورہ سے قبل بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ پڑھی۔ پھر دوسری رکعت میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد سورۂ حمد پڑھی اور اس کے بغیر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے دوسری سورہ کی قرأت کی۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت گذشتہ روایات ہم نے بیان کی تھیں۔ ان کے ساتھ منافات نہیں رکھتی کہ جن روایات میں تاکید کی گئی ہے کہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو نماز میں بالجہر (بلند آواز) سے پڑھو اور منافات نہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ امام کے فعل کی حکایت کر رہی ہے، ممکن ہے کہ مسمع نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہ سنی ہو جب کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے پڑھی ہو اور ممکن ہے کہ امامؑ اور اس کے درمیان فاصلہ زیادہ ہو جس کی وجہ سے مسمع نہ سن سکا ہو۔

﴿حدیث نمبر 11/1155﴾ محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن الحسین عن محمد ابن حماد بن زید عن عبداللہ بن یحیی الکاهلی قال: صلی بنا أبو عبداللہ علیه السلام فی مسجد بنی کاهل فجهر مرتین ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم وقنت فی الفجر وسلم واحدة مما یلی القبلة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مسجد بنی کاہل میں ہمارے ساتھ دو دفعہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بالجہر پڑھنے کے ساتھ نماز پڑھی اور نمازِ فجر میں قنوت بھی پڑھی اور ایک سلام پڑھا۔

﴿حدیث نمبر 12/1156﴾ فأما ما رواہ محمد بن علی بن محبوب عن علی بن السندی عن حماد عن حریز عن محمد مسلم قال سألت أبا عبداللہ علیه السلام: عن الرجل یکون إماما یستفتح بالحمد ولا یقول بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قال: لا یضرہ ولا بأس بذلك. فالوجه فی ... الخبر حال التقية علی ما بيناہ لان مع التقية

يجوز اخفاته على ما قدمنا القول فيه، ويجوز أن يكون الخبر تناول من لم يقل ذلك ناسيا دون أن يكون ذلك منه على جهة العمد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور وہ روایت جو جناب محمد بن مسلم نے بیان کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو امام جماعت ہے اس نے سورۃ الحمد کو شروع کیا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم نہیں پڑھی؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی ضرر نہیں اور اس کی وجہ سے کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ہم تقیہ پر عمل کریں گے کیونکہ تقیہ کی وجہ سے بسم اللہ الرحمن الرحیم کو اخفات کے ساتھ پڑھنا جائز ہے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ روایت اس فرد کو شامل ہو جس نے بھول کر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی قرأت نہ کی ہو، نا کہ اس شخص کو جو عمداً اور جان بوجھ کر بسم اللہ الرحمن الرحیم کی قرأت نہ کرے۔

﴿حديث نمبر 13/1157﴾ محمد بن علي بن محبوب عن العباس عن محمد بن أبي عمير عن أبي أيوب عن محمد بن مسلم قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن السبع المثاني والقرآن العظيم هي الفاتحة؛ قال: نعم قلت: بسم الله الرحمن الرحيم من السبع؛ قال: نعم هي أفضلهن.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے السبع المثانی والقرآن العظیم کے بارے میں سوال کیا کہ کیا سبع مثانی سے مراد سورۂ فاتحہ ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

پھر میں نے عرض کیا: بسم اللہ الرحمن الرحیم کیا سبع مثانی سے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، یہ ان مثانی کی باقی آیات سے افضل ہے۔

﴿حديث نمبر 14/1158﴾ عنه عن عبد الصمد بن محمد عن حنان بن سدير قال: صليت خلف أبي عبد الله عليه السلام فتعوذ باجهار ثم جهر ببسم الله الرحمن الرحيم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حنان بن سدیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام

ابوعبداللہ علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھی۔ آپؑ نے تعوذ (اعوذ باللہ من الشیطان الرحیم) اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو بلند آواز سے پڑھا۔

{حدیث نمبر 15/1159} عنه عن محمد بن الحسين عن محمد بن حماد بن زيد عن عبد الله بن يحيى الكاهلي عن أبي عبد الله عليه السلام عن أبيه قال: بسم الله الرحمٰن الرحيم اقرب الى اسم الله الاعظم من ناظر العين الى بياضها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن یحییٰ الکاہلی سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اسم اعظم کے اتنا زیادہ قریب ہے جیسے دیکھنے والی آنکھ کے سفیدی قریب ہے۔

{حدیث نمبر 16/1160} عنه عن علي بن السندي عن عثمان بن عيسى عن سماعة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل هل يجهر بقراءته في التطوع بالنهار؟ قال: نعم. قال محمد بن الحسن: هذه الرواية رخصة والافضل أن لايقرأ شيء في صلوات النهار جهرا ولا يخفي شيء من صلوات الليل، يدل على ذلك:

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا بندہ دن کے نوافل میں قرأت بالجہر کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں رخصت دی گئی ہے کہ جائز ہے کہ دن کے نوافل میں قرأت بالجہر کی جاسکتی ہے لیکن افضل یہ ہے کہ دن کی کسی نماز میں بالجہر قرأت نہ کی جائے اور رات کی نمازوں میں قرأت بالجہر کی جائے، اخفات نہ کیا جائے اور اس پر دلیل ذیل کی روایت ہے۔

{حدیث نمبر 17/1161} ما رواه محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن الحسن بن علي بن فضال عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: السنة في صلاة النهار بالاخفات، والسنة في صلاة الليل بالاجهار.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسن بن علی بن فضال سے اور انھوں نے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے اور انھوں

نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دن کی نمازوں (خواہ واجب ہوں یا نوافل) اخفات سنت ہے اور رات کی نمازوں میں جہر (بلند آواز) سنت ہے۔

﴿حدیث نمبر 18/1162﴾ احمد بن محمد عن ابن أبي نجران عن صباح الحذاء عن رجل عن أبي حمزة قال قال علي بن الحسين عليهما السلام : يا ثمالي ان الصلاة إذا أقيمت جاء الشيطان الى قرين الامام فيقول هل ذكر ربه؛ فان قال نعم ذهب وان قال لا ركب على كتفيه فكان إمام القوم حتى ينصرفوا . قال: فقلت جعلت فداك : أليس يقرؤن القرآن؛! قال: بلى ليس حيث تذهب يا ثمالي إنما هو الجهر ببسم الله الرحمن الرحيم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام نے مجھے فرمایا: اے ثمالی! جب نماز باجماعت کھڑی ہوتی ہے تو شیطان امام جماعت کے کان کے قریب آتا ہے پھر اس سے کہتا ہے: کیا تُو نے اپنے رب کا ذکر کیا ہے؟

اگر امام جماعت کہہ دے کہ ہاں تو پھر وہ چلا جاتا ہے اور اگر وہ کہہ دے کہ نہیں تو پھر وہ امام کے دونوں کندھوں پر سوار ہوجاتا ہے جب تک نماز مکمل نہ ہو وہ سوار ہی رہتا ہے اور وہ قوم کا امام رہتا ہے یہاں تک لوگ منتفرق ہوجائیں اور چلے جائیں۔

راوی: میں نے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں، کیا امام قرآن کی قرأت نہیں کرتا؟

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں شیطان دُور نہیں ہوتا اور اس ذکر سے بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھنا مراد ہے۔

نماز میں قرأت

﴿حدیث نمبر 19/1163﴾ سهل بن زياد عن محمد بن عبدوس عن محمد بن زادويه عن ابن راشد قال قلت لابي الحسن عليه السلام : جعلت فداك انك كتبت الى محمد بن الفرج تعلمه ان افضل ما يقرأ في الفرائض انا انزلناه وقل هو الله أحد وان صدري ليضيق بقرائتهما في الفجر فقال عليه السلام : لا يضيقن صدرك بهما فان

الفضل والله فيهما.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن راشد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں آپؑ نے محمد بن الفرج کی طرف لکھا ہے اور اس کو تعلیم دیا ہے کہ فرائض میں افضل قرأت (سورۂ حمد کے بعد) سورۃ القدر (انا انزلنه) اور سورۂ توحید (قل هو الله احد) ہے۔ لیکن ان دونوں سورتوں کو نمازِ فجر میں پڑھنے سے میرا دل تنگ پڑتا ہے۔

تو آپؑ نے فرمایا: ان دونوں سورتوں سے تیرا دل تنگ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ خدا کی قسم! ان دونوں میں فضیلت ہے۔

﴿حدیث نمبر 20/1164﴾ احمد بن محمد عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال: سألته عن قول الله عز وجل (ولا تجهر بصلاتك ولا تخافت بها) قال: المخافتة ما دون سمعك والجهر أن ترفع صوتك شديداً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول: وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا (سورۂ بنی اسرائیل: آیت ۱۱۰) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: تخافت سے مراد ہے کہ اپنی نماز اتنی آہستہ بھی نہ پڑھو کہ جو تجھے خود بھی نہ سنائی دے اور بالجہر سے مراد ہے کہ بہت بلند آواز سے بھی نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 21/1165﴾ علي بن ابراهيم عن أبيه عن النوفلي عن السكوني عن أبي عبد الله عليه السلام انه قال في الرجل يصلي في موضع ثم يريد أن يتقدم قال: يكف عن القراءة في مشيه حتى يتقدم الى الموضع الذي يريد ثم يقرأ.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب السکونی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ بندہ جو ایک مقام پر نماز پڑھ رہا ہے پھر وہ چاہتا ہے کہ کچھ آگے جائے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ قرأت کو روک دے اور جس مقام پر جانا چاہتا ہے وہاں چلا جائے اور پھر قرأت کرے۔

﴿حدیث نمبر 22/1166﴾ الحسين بن محمد عن عبد الله بن عامر عن علي بن مهزيار عن فضالة بن أيوب عن الحسين بن عثمان عن عمرو بن أبي نصر قال قلت لابي

عبد الله علیه السلام: الرجل یقوم فی الصلاة فیرید أن یقرأ سورة فیقرأ قل هو الله أحد وقل یا أیها الکافرون فقال: یرجع من کل سورة إلا من قل هو الله أحد وقل یا أیها الکافرون.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک بندہ نماز میں ہے اور وہ (الحمد کے بعد) کوئی اور سورہ پڑھنا چاہتا ہے اور وہ سورہ قل ھو اللہ احد یا سورہ قل یایھا الکافرون شروع کر چکا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ہر سورہ کو چھوڑ سکتا ہے سوائے ان دونوں کے (ان دونوں کو شروع کرے تو اس کو نہیں چھوڑ سکتا)۔

نماز میں سجدے والی سورتوں کے پڑھنے کا حکم

{حدیث نمبر 23/1167} علی بن ابراهیم عن أبیه عن ابن أبی عمیر عن حماد عن الحلبی عن أبی عبد الله علیه السلام انه سئل عن الرجل یقرأ بالسجدة فی آخر السورة، قال: یسجد ثم یقوم ویقرأ فاتحة الکتاب ثم یرکع ویسجد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ بندہ نماز میں دوسری سورہ سجدہ والی پڑھتا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سجدہ کرے اور پھر کھڑا ہو جائے اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرے اور پھر رکوع میں جائے اور پھر سجدہ میں جائے۔

{حدیث نمبر 24/1168} الحسین بن سعید عن فضالة بن أیوب عن الحسین بن عثمان عن سماعة عن أبی بصیر عن أبی عبد الله علیه السلام قال: ان صلیت مع قوم فقرأ الامام إقرأ باسم ربك الذی خلق أو شیئاً من العزایم وفرغ من قراءته ولم یسجد فأوم ایماءا، والحائض تسجد إذا سمعت السجدة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

آپؑ نے فرمایا: اگر تم کسی قوم کے ساتھ نماز باجماعت پڑھ رہے ہو اور امام نے سورۂ اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ۱ (سورۂ علق) یا دوسری سورہ کہ جس میں سجدہ ہے وہ پڑھی ہے اور وہ قرأت سے فارغ ہوگیا اور اس نے سجدہ نہیں کیا تو تم سجدے کے لیے اشارہ کرو۔

پھر فرمایا: حائض عورت بھی اگر آیت سجدہ سنے تو سجدہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 25/1169﴾ علی بن ابراهیم عن محمد بن عیسٰی عن یونس بن عبد الرحمن عن عبد الله بن سنان قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن رجل سمع السجدة تقرأ قال: لا یسجد إلا أن یکون منصتاً للقرائة مستمعاً لها أو یصلی بصلاته، فاما أن یکون یصلی فی ناحیة وانت فی ناحیة اخری فلا تسجد لما سمعت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے آیت سجدہ سنی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سجدہ نہ کرے سوائے اس صورت کے جو وہ خاموش ہو کر اس کو غور سے سن رہا ہے یا اس کی نماز کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے لیکن وہ مسجد کی ایک جانب نماز پڑھ رہا ہے اور وہ قرأت کرنے والا دوسری جانب ہے تو جو اس نے سنا ہے اس کی وجہ سے سجدہ نہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 26/1170﴾ الحسین بن سعید عن النضر عن عبد الله بن سنان عن أبی عبد الله علیه السلام قال: إذا قرأت شیئاً من العزایم التی یسجد فیها فلا تکبر قبل سجودك ولکن تکبر حین ترفع رأسك والعزایم: أربعة حم السجدة والم تنزیل والنجم واقرأ باسم ربك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تم سجدے والی سورتوں میں کوئی سورۃ پڑھو تو سجدے میں جاتے وقت تکبیر نہ کہو لیکن جب سجدے سے سر اٹھاؤ تو تکبیر کہو اور وہ سورتیں جن میں سجدہ واجب ہے (عزائم) وہ چار ہیں: (۱) سورۃ حم السجدہ (۲) الم تنزیل (۳) سورۂ نجم اور (۴) سورۂ علق (اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ)۔

﴿حدیث نمبر 27/1171﴾ عنه عن القاسم بن محمد عن علی بن أبی حمزة عن أبی

بصیر قال قال: إذا قرء شيء من العزايم الاربعة فسمعتها فاسجد وان كنت على غير وضوء، وإن كنت جنبا، وان كانت المرأة لا تصلى، وساير القرآن انت فيه بالخيار ان شئت سجدت وان شئت لم تسجد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جب عزائم اربعہ میں سے کسی سورۃ کو پڑھا جائے اور تُو نے ان کو سنا ہے تو سجدہ کرو خواہ تم بغیر وضو کے ہو یا مجنب ہو یا عورت حائض ہے کہ جس نے نماز نہیں پڑھنی اور ان چار کے علاوہ قرآن کے باقی سجدوں میں تجھے اختیار ہے کہ خواہ سجدہ کرو یا نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 28/1172﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن فضالة عن ابان بن عثمان عن عبد الرحمن بن ابي عبد الله عن ابي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الحائض هل تقرأ القرآن وتسجد سجدة إذا سمعت السجدة قال: تقرأ ولا تسجد. فلا ينافي الخبر الاول لان الخبر الاول محمول على الاستحباب وهذا الخبر محمول على جواز تركه ولا تنافي بينهما، واما ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں لیکن وہ روایت جس کو جناب عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: کیا حائض عورت قرآن کی تلاوت کرسکتی ہے اور جب وہ سجدہ والی آیت سنے تو کیا وہ سجدہ کرے گی؟

آپؑ نے فرمایا: قرآن پڑھ سکتی ہے لیکن سجدہ نہ کرے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کا پہلی والی روایات کے ساتھ کوئی منافات نہیں۔ اس لیے پہلی والی روایت کو استحباب پر حمل کیا جائے گا اور اس روایت کو ترکِ سجدہ کے جواز پر حمل کیا جائے گا، لہٰذا دونوں کے درمیان کوئی منافات نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 29/1173﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن خالد عن أبي البختري وهب ابن وهب عن أبي عبد الله عليه السلام عن أبيه عن علي عليهما السلام انه قال: إذا كان اخر السورة السجدة اجزأك ان تركع بها. فلا ينافي خبر الحلبي المقدم ذكره لان

هذا الخبر نحمله على من يصلي مع قوم لا يمكنه أن يسجد ويقوم ويقرأ الحمد فانه لا بأس أن يركع معهم، وخبر الحلبي وغيره ممن روى ذلك محمول على من تمكن من ذلك بأن يكون منفردا يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب وہب بن وہب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب نماز میں دوسری سورہ سجدہ ہو تو تیرا رکوع کرنا ہی تیرے لیے مجزی و کافی ہے (یعنی سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے)۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس روایت سے منافات نہیں رکھتی جو جناب الحلبی نے امامؑ سے نقل کیا کیونکہ اس روایت کو اس پر حمل کیا جائے گا کہ وہ بندہ دوسروں کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اس کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ سجدہ کرے اور اُٹھے اور پھر سورۂ فاتحہ پڑھے تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ان کے ساتھ رکوع کرے اور جناب حلبی اور دوسروں کی روایات کو اس پر حمل کیا جائے گا کہ جب اس کے لیے ممکن ہو تو وہ یوں کرے اور وہ اس وقت ہوگا جب وہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہو۔ اس پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 30/1174﴾ الحسين بن سعيد عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال من قرأ إقرأ باسم ربك فإذا ختمها فليسجد فإذا قام فليقرأ فاتحة الكتاب وليركع قال: وإن ابتليت بها مع امام لا يسجد فيجزيك الايماء والركوع، ولا تقرأ في الفريضة إقرأ في التطوع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نماز میں سورۂ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ...... کی قرأت کرے پس وہ اس کو پورا کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ سجدہ کرے۔ پھر جب وہ سجدے سے کھڑا ہو تو پھر سے سورۂ فاتحہ پڑھے اور پھر وہ رکوع کرے اور اگر وہ اس سورہ کی قرأت میں امام جماعت کے ساتھ مبتلا ہوا ہے (یعنی امام جماعت نے اس کی قرأت کی ہے) اور امام نے سجدہ نہیں کیا تو اس کے لیے سجدہ کا اشارہ کرنا اور رکوع میں چلے جانا ہی مجزی ہے اور نماز واجب میں ان سورتوں کو کہ جن میں سجدہ واجب ہے نہ پڑھے، نوافل میں پڑھ سکتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 31/1175﴾ عنه عن الحسن عن زرعة عن سماعة قال قال أبو عبد

الله علیه السلام: إذا قرأت السجدة فاسجد ولا تكبر حتى ترفع رأسك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو سجدہ والی سورۃ کی قرأت کرے تو سجدہ کرو اور تکبیر نہ کہو یہاں تک کہ سجدے سے سر اٹھاتے وقت تکبیر کہو۔

﴿حدیث نمبر 32/1176﴾ عنه عن صفوان عن العلا عن محمد عن احدهما عليهما السلام قال: سألته عن الرجل يقرأ السجدة فينساها حتى يركع ويسجد قال: يسجد إذا ذكر إذا كانت من العزايم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ سے میں نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے نماز میں سجدے والی سورۃ کی قرأت کی ہے اور وہ سجدہ کرنا بھول گیا ہے اور رکوع میں چلا گیا یا سجدے میں چلا گیا ہے۔ پھر اسے یاد آیا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اسے جب بھی یاد آئے تو اس وقت سجدہ کرے اگر وہ ان چار سورتوں میں سے ہو جن میں سجدہ واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر 33/1177﴾ سعد عن أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو ابن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يسمع السجدة في الساعة التي لا يستقيم الصلاة فيها قبل غروب الشمس وبعد صلاة الفجر فقال: لا يسجد، وعن الرجل يقرأ في المكتوبة سورة فيها سجدة من العزايم؟ فقال: إذا بلغ موضع السجدة فلا يقرأها وان احب أن يرجع فيقرأ سورة غيرها ويدع التي فيها السجدة فيرجع إلى غيرها، وعن الرجل يصلي مع قوم لا يقتدي بهم فيصلي لنفسه وربما قرأوا آية من العزايم فلا يسجدون فيها فكيف يصنع؟ قال: لا يسجد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں عرض کیا گیا جس نے آیت سجدہ اس وقت سنی ہے جس وقت نماز نہیں پڑھی

چاہیے۔ غروبِ آفتاب سے پہلے (جب سورج غروب ہو رہا ہو) یا نمازِ فجر کے بعد تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سجدہ نہ کرے۔

پھر آپؑ سے عرض کیا گیا کہ ایک بندہ نماز واجب میں وہ سورۃ پڑھتا ہے جس میں سجدہ واجب ہے۔

آپؑ نے فرمایا: جب وہ اس آیت پر آئے کہ جس میں سجدہ واجب ہے تو اس کو ترک کردے، اس کو نہ پڑھے اور اگر چاہے تو اس سورہ کو چھوڑ کر دوسری سورہ شروع کرے اور سجدے والی سورۃ کو چھوڑ دے تو وہ دوسری سورۃ کی طرف جاسکتا ہے۔

پھر آپؑ سے اس بندے کے بارے میں عرض کیا گیا کہ جو کسی جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے لیکن امام جماعت کی اقتداء نہیں کر رہا بلکہ اپنی نماز پڑھ رہا ہے۔ بعض اوقات امام جماعت سجدے والی آیت کی تلاوت کرتا ہے اور وہ اور اس کی جماعت والے سجدہ نہیں کرتے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سجدہ نہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 34/1178﴾ احمد بن محمد عن موسیٰ بن القاسم عن علی بن جعفر عن اخیه موسیٰ بن جعفر علیهما السلام قال: سألته عن امام قرأ السجدة فاحدث قبل ان یسجد کیف یصنع؛ قال: یقدم غیره فیتشهد ویسجد وینصرف هو وقد تمت صلاتهم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا: امام جماعت نے سجدے والی سورۃ کی تلاوت کی ہے، قبل اس کے کہ وہ سجدہ کرے اس کو حدث عارض ہو گیا ہے (یعنی وضو باطل ہو گیا ہے) تو پھر کیا کیا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: دوسرا کوئی شخص آگے بڑھے اور تشہد پڑھے اور بعد میں سجدہ کرے اور منصرف ہو جائے (نماز ختم کرے) تو ان کی نماز تمام ہوگی۔

﴿حدیث نمبر 35/1179﴾ عنه عن الحسن بن محبوب عن العلا بن رزین عن محمد ابن مسلم عن أبي جعفر علیه السلام قال: سألته عن الرجل یعلم السورة من العزایم فتعاد علیه مرارا فی المقعد الواحد قال: علیه أن یسجد کلما سمعها وعلی

https://www.shiabooks...com

الذی یعلمه ایضاً ان یسجد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ سجدے والی سورہ یاد کر رہا ہے اور وہ ایک جگہ بیٹھے ہوئے کئی بار اس کا تکرار کرتا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ہر بار سجدہ کرے اور جو اس کو سن رہا ہے وہ بھی ہر بار سجدہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 36/1180﴾ الحسین بن سعید عن محمد بن أبي عمير عن عبد الله بن بكير عن عبيد بن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يريد أن يقرأ السورة فيقرأ غيرها فقال: له ان يرجع ما بينه وبين ان يقرأ ثلثيها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایسے بندے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جو کوئی سورۃ پڑھنا چاہتا تھا پھر وہ کوئی اور سورہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو سورہ کے دو ثلث پڑھنے تک اختیار ہے کہ وہ اس کو ترک کر کے دوسری سورہ کی طرف رجوع کرے۔

اگر بندہ نماز میں سورہ کی آیت بھول جائے

﴿حدیث نمبر 37/1181﴾ عنه عن حماد بن عيسى عن حريز بن عبد الله عن زرارة قال قلت لابي جعفر عليه السلام: رجل قرأ سورة في ركعة فغلط أيدع المكان الذي غلط فيه ويمضي في قراءته أو يدع تلك السورة ويتحول منها الى غيرها؛ فقال: كل ذلك لا بأس به وان قرأ آية واحدة فشاء ان يركع بها ركع. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر محمول على النافلة لانا قد بينا ان الفريضة لا يجوز فيها أقل من سورة مع الحمد، واما ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بندہ نماز کی رکعت میں کوئی سورہ پڑھ رہا ہے اور اسے ایک آیت بھول گئی (یا غلط ہو گئی) کیا وہ اس آیت کو چھوڑ کر آگے چلا جائے اور بقیہ سورہ کی تلاوت کو جاری رکھے؟ یا وہ اس کو چھوڑ کر کوئی دوسری سورہ

کی طرف چلا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ان میں سے جو کرنا چاہے کرے کوئی حرج نہیں ہے۔ اور اگر وہ ایک آیت پڑھنے کے بعد وہ چاہے کہ رکوع کرے تو رکوع کرے (کوئی حرج نہیں ہے)۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو نماز نافلہ پر حمل کیا جائے کہ اس میں یہ جائز ہے نا کہ واجب نماز میں کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ نماز واجب میں سورۂ حمد کے بعد ایک پوری سورہ سے کم پڑھنا جائز نہیں ہے۔ لیکن ذیل کی روایت کہ جس کو جناب ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 38/1182﴾ سعد عن محمد بن عیسٰی عن یاسین البصری عن حریز بن عبد الله عن أبی بصیر عن أبی عبد الله علیه السلام انه سئل عن السورة ایصلی الرجل بها فی الرکعتین من الفریضة؛ فقال: نعم إذا کانت ست آیات قرأ بالنصف منها فی الرکعة الاولی والنصف الآخر فی الرکعة الثانیة. فهذا الخبر محمول علی ضرب من التقیة لانه موافق لمذهب العامة، والذی یدل علی ذلک ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابو بصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے سوال کیا گیا کہ کیا بندہ نماز واجب میں ایک سورہ دو رکعتوں میں پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! اگر اس کی چھ آیات ہیں تو آدھی سورہ رکعت اوّل میں اور باقی آدھی دوسری رکعت میں پڑھ سکتا ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو تقیہ پر حمل کیا جائے کہ امام علیہ السلام نے تقیہ کے تحت یوں فرمایا کیونکہ یہ عامہ کے مذہب کے موافق ہے اور اس پر ذیل والی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 39/1183﴾ الحسین بن سعید عن محمد بن أبی عمیر عن أبان بن عثمان عن اسماعیل بن الفضل قال: صلی بنا أبو عبد الله علیه السلام وابو جعفر علیه السلام فقرأ بفاتحة الکتاب وآخر سورة المائدة فلما سلم التفت الینا فقال: اما انی انما أردت أن اعلمکم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن الفضل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ امام

https://www.shiabooksdo.com

ابوعبداللہ علیہ السلام اور امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے نماز پڑھی۔ آپؑ نے سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ مائدہ کی آخری آیات کی تلاوت کی اور جب آپؑ نے سلام پڑھا تو آپؑ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: میں فقط و فقط یہ چاہتا تھا کہ تمہیں اس کی تعلیم دوں۔

﴿حدیث نمبر 40/1184﴾ احمد بن محمد بن عیسٰی عن العباس بن معروف عن علی بن مهزيار عن فضالة بن أيوب عن أبان بن عثمان عن الحسن بن زياد الصيقل قال قلت لابی عبد الله علیه السلام : ما تقول فی الرجل يصلی وهو ينظر فی المصحف يقرأ فيه يضع السراج قريبا منه؛ فقال: لا بأس بذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن زیاد الصیقل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: آپ اس بندے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو نماز پڑھ رہا ہے اور وہ قرآن سے دیکھ کر قرأت کرتا ہے اور اس کے قریب چراغ بھی رکھا ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 41/1185﴾ علی بن مهزيار عن النضر بن سويد عن محمد بن أبي حمزة عن معاوية بن عمار قال: سألت ابا عبد الله عليه السلام عن القراءة خلف الامام فی الركعتين الاخيرتين فقال: الامام يقرأ فاتحة الكتاب ومن خلفه يسبح، فإذا كنت وحدك فاقرأ فيهما وإن شئت فسبح.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ جو بندہ امام جماعت کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے وہ آخری رکعتوں میں کیا پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: امام سورۂ فاتحہ پڑھے اور جو اس کا مقتدی ہے وہ تسبیحاتِ اربعہ پڑھے۔ اور اگر تو اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو پھر آخری دو رکعتوں میں جو قرأت کرو (سورۂ حمد پڑھو) یا چاہو تو تسبیحاتِ اربعہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 42/1186﴾ محمد بن علی بن محبوب عن علی بن السندی عن ابن أبي عمير عن جميل بن دراج قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عما يقرأ الامام فی الركعتين فی آخر الصلاة؛ فقال: بفاتحة الكتاب ولا يقرأ الذين خلفه، ويقرأ الرجل

فيهما إذا صلى وحده بفاتحة الكتاب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ امام جماعت نماز کی آخری دو رکعتوں میں کیا پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: امام سورۂ فاتحہ پڑھے اور اس کا مقتدی سورۂ فاتحہ نہ پڑھے اور اگر بندہ اکیلا نماز پڑھ رہا ہے تو پھر وہ دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 43/1187﴾ عنه عن يعقوب بن يزيد عن ابن أبي عمير عن معاوية ابن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: من غلط في سورة فليقرأ قل هو الله احد ثم ليركع.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ ابن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ سورہ پڑھنے میں غلطی کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ سورہ قل هو الله احد پڑھے اور رکوع میں چلا جائے۔

﴿حدیث نمبر 44/1188﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن الحسن بن علي عن حماد ابن عثمان قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: قد يشتد علي القيام في الصلاة فقال: إذا أردت ان تدرك صلاة القائم فاقرأ وانت جالس فإذا بقي من السورة آيتان فقم فأتم ما بقي واركع واسجد فذلك صلاة القائم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حماد ابن عثمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: بعض اوقات کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مشکل و سخت ہو جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تو چاہتا ہے کہ قائم کی نماز کو پائے تو بیٹھ کر قرأت کرو اور جب دوسری سورہ کی آخری ایک یا دو آیات رہ جائیں تو کھڑے ہو جاؤ اور ان کو کھڑے ہو کر پڑھو اور پھر رکوع کرو اور سجدہ کرو۔ یوں تم نے قائم کی نماز کو پالیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 45/1189﴾ احمد بن محمد عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن عامر بن عبد الله قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: من قرأ شيئًا من

الحواميم في صلاة الفجر فاته الوقت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عامر بن عبداللہ سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نماز فجر میں الحوامیم (وہ سورتیں جو حم سے شروع ہوتی ہیں) سے کوئی سورہ پڑھے گا تو اس کی نماز کا وقت فوت ہو جائے گا۔

﴿حدیث نمبر 46/1190﴾ عنه عن إسماعيل بن عبد الخالق عن محمد بن أبي طلحة عن عبد الخالق عن أبي عبد الله عليه السلام انه كان يقرأ في الركعتين بعد العتمة بالواقعة وقل هو الله أحد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالخالق سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نماز عشاء کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔ جس کی رکعت اوّل میں الحمد کے بعد سورۂ واقعہ اور دوسری رکعت میں الحمد کے بعد سورہ قل ھو اللہ احد کی تلاوت فرماتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 47/1191﴾ عنه عن البرقي عن سعد بن سعد الاشعري عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: سألته عن الرجل قرأ في ركعة الحمد ونصف سورة هل يجزيه في الثانية أن لا يقرأ الحمد ويقرأ ما بقي من السورة؛ فقال: يقرأ الحمد ثم يقرأ ما بقي من السورة. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر محمول على صلاة النوافل لانا قد بينا ان الفريضة لا يقرأ فيها بأقل من سورة مع الحمد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن سعد الاشعری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو ایک رکعت میں حمد کے بعد آدھی سورہ پڑھتا ہے تو کیا دوسری رکعت میں وہ سورۂ حمد نہ پڑھے اور بقیہ سورہ کی تلاوت کرے تو کیا یہ اس کے لیے مجزی و کافی ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سورۃ الحمد پڑھے اور بعد میں بقیہ نصف سورہ کی تلاوت کرے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو نمازِ نوافل پر حمل کیا جائے گا کہ نمازِ نوافل میں یوں جائز ہے کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ واجب نماز میں سورۃ الحمد کے بعد ایک کامل و پوری سورہ سے کم پڑھنا جائز نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 48/1192} عنه عن الحسن بن علی بن يقطين عن أخيه الحسين بن علی عن أبيه علی بن يقطين قال سألت أبا الحسن عليه السلام : عن القرآن بين السورتين فی المكتوبة والنافلة قال: لا بأس، وعن تبعيض السورة؛ قال: اكره ذٰلك ولا بأس به فی النافلة، وعن الركعتين اللتين يصمت فيهما الامام ايقرأ فيهما بالحمد وهو امام يقتدى به؛ قال: ان قرأت فلا بأس وان سكت فلا بأس. قال محمد بن الحسن: قوله عليه السلام لا بأس بالقران بين السورتين فی المكتوبة محمول علی انه اذا كان احدی السورتين الحمد وليس فی الظاهر انه لا بأس بقرائتهما بعد قراءة الحمد واذا لم يكن ذٰلك فی ظاهره حملناه علی ما قلناه لئلا ينافی ما قدمناه من الاخبار.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے نمازِ واجب یا نوافل میں دو سورتوں کی قرأت کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

پھر میں نے آدھی یا بعض سورۃ کی قرأت کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: میں اس کو پسند نہیں کرتا، نوافل میں کوئی حرج نہیں ہے۔

پھر میں نے سوال کیا: وہ دو رکعتیں جن میں امام خاموش رہتا ہے کیا وہ ان میں سورۃ الحمد کی قرأت کرسکتا ہے جبکہ وہ امامِ جماعت ہے اور اس کی اقتداء کی جارہی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر قرأت کرو تو کوئی حرج نہیں اور اگر خاموش رہو تو بھی کوئی حرج نہیں۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں آپؑ نے دو سورتوں کو نمازِ واجب میں پڑھنے کے بارے میں فرمایا ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے تو اس کو اس پر حمل کریں گے۔ جب دو میں سے ایک سورۃ الحمد ہو کیونکہ روایت میں یہ نہیں ہے کہ سورۃ الحمد کے بعد دو سورتوں کی قرأت میں کوئی حرج نہیں اور اس کے ظاہر روایت میں یہ نہیں تو پھر جو ہم نے ذکر کیا ہے اس پر اس کو حمل کرنے میں کوئی حرج نہیں تاکہ گذشتہ روایات سے منافات نہ رہے۔

{حدیث نمبر 49/1193} محمد بن أحمد بن يحيى عن العمركی عن علی بن جعفر عن

أخيه موسٰى عليه السلام قال: سألته عن الرجل يقرأ فى الفريضة بفاتحة الكتاب وسورة اخرى فى النفس الواحد؟ قال: ان شاء قرأ فى نفس وان شاء فى غيره.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے بھائی امام ابوالحسن کاظم علیہ السلام سے سوال کیا: بندہ نماز واجب میں سورۃ الحمد اور دوسری سورہ کو ایک سانس میں پڑھتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ چاہے تو ایک سانس میں پڑھے اور چاہے تو اس کے علاوہ میں پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 50/1194﴾ وعنه عن أبى اسحاق عن عمرو بن عثمان عن محمد بن عذافر عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن دخولى مع من اقرأ خلفه فى الركعة الثانية فيركع عند فراغى من قرائة أم الكتاب فقال: تقرأ فى الاخراوين كى تكون قد قرأت فى ركعتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عذافر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں ایک بندے کے ساتھ نماز میں داخل ہوا اور میں دوسری رکعت میں قرأت کر رہا تھا تو ابھی میری سورۂ فاتحہ (اُم الکتاب) ختم ہوئی تھی کہ وہ رکوع میں چلا گیا؟

آپؑ نے فرمایا: تم آخری دونوں رکعتوں میں قرأت کرو (سورۂ حمد پڑھو) تاکہ تم دونوں رکعتوں میں قرأت کرنے والے ہوجاؤ۔

﴿حدیث نمبر 51/1195﴾ عنه عن احمد بن الحسين عن عمرو بن سعيد عن مصدق ابن صدقة عن عمار بن موسٰى عن أبي عبد الله عليه السلام فى الرجل ينسى حرفا من القرآن فذكر وهو راكع هل يجوز له أن يقرأه؟ قال: لا ولكن إذا سجد فليقرأه وقال: الرجل إذا قرأ والشمس وضحاها فيختمها أن يقول صدق الله وصدق رسوله، والرجل إذا قرأ (ءالله خير أما يشركون) أن يقول الله خير الله خير الله اكبر، وإذا قرأ (ثم الذين كفروا بربهم يعدلون) أن يقول كذب العادلون بالله، والرجل إذا قرأ (الحمد لله الذى لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك فى الملك ولم يكن له ولى من الذل وكبره تكبيرا) أن يقول الله اكبر الله اكبر الله اكبر، قلت فان لم يقل الرجل شيئا من

http://www.shiabookspdf.com

هذا إذا قرأ قال: ليس عليه شيء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا گیا کہ ایک بندہ قرأت سے کوئی کلمہ بھول گیا ہے اور اس کو رکوع میں جا کر یاد آیا ہے تو کیا اس کے لیے اس بھولے ہوئے کلمہ کو پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، لیکن جب وہ سجدہ کرے تو اس کی قرأت کرے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: بندہ جب سورۃ الشمس والضحیٰ کی تلاوت کرے تو جب اس کو پورا کرے تو یوں کہے: صدق الله وصدق رسوله اور جب اس کی تلاوت کرے: الله خير اما يشركون تو بعد میں کہے: الله خير الله خير الله اكبر۔

پھر فرمایا: جب بندہ یہ پڑھے: ثُمَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ يَعْدِلُونَ اس کے بعد یہ فقرہ کہے: اللہ سے عدول کرنے والے جھوٹے ہیں۔

اور جب بندہ یہ پڑھے: الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَلَمْ يَكُن لَّهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُن لَّهُ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا تو اس کے بعد یوں کہے: الله اكبر، الله اكبر، الله اكبر!

راوی: میں نے عرض کیا: اگر کوئی بندہ ان میں کسی چیز کی تلاوت کرے اور بعد میں کچھ بھی نہ کہے تو؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی چیز اس پر نہیں ہے (اس نے کوئی گناہ نہیں کیا)۔

﴿حدیث نمبر 52/1196﴾ عنه عن الحسن بن موسى الخشاب عن غياث بن كلوب عن اسحاق بن عمار عن جعفر عن أبيه عليهما السلام ان رجلين من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله اختلفا في صلاة رسول الله صلى الله عليه وآله فكتبا الى أبي بن كعب كم كانت لرسول الله صلى الله عليه وآله من سكتة؛ قال: كانت له سكتتان إذا فرغ من أم القران وإذا فرغ من السورة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب میں سے کچھ بندوں نے رسولؐ خدا کی نماز میں اختلاف کیا تو ان دونوں نے ابی بن کعب کو خط لکھا کہ رسولؐ خدا نماز میں کتنے سکتے کرتے تھے؟ (سکتة یعنی

رُکنا) تو اس نے جواب میں لکھا کہ رسولِ خدا ﷺ دو سکتہ کرتے تھے۔ سورۂ فاتحہ سے فارغ ہونے کے بعد اور دوسری سورہ سے فارغ ہونے کے بعد۔

﴿حدیث نمبر 53/1197﴾ علی بن ابراهیم عن أبیه عن حماد بن عیسٰی عن حریز عن زرارة قال قال أبو جعفر علیه السلام: إذا أردت أن ترکع وتسجد فارفع یدیك ثم ارکع واسجد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: جب تو رکوع وسجدہ کرنے کا ارادہ کرے تو اپنے ہاتھوں کو اُٹھاؤ (یعنی تکبیر کے وقت ہاتھوں کو اُٹھاؤ) پھر رکوع کرو اور سجدہ کرو (یعنی رفع الیدین کرو)۔

سجدے کے احکام

﴿حدیث نمبر 54/1198﴾ محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن الحسین عن موسٰی ابن یسار المنقری عن علی بن جعفر السکونی عن اسماعیل بن مسلم الشعیری عن ابی عبد الله عن أبیه عن آبائه علیهم السلام ان النبی صلی الله علیه وآله قال: ضعوا الیدین حیث تضعون الوجه فأنهما یسجدان کما یسجد الوجه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل بن مسلم الشعیری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے اپنے آباء کرام علیہم السلام سے نقل کیا ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا: اپنے ہاتھوں کو اس جگہ رکھو جہاں تم اپنے چہرے کو رکھتے ہو۔ تحقیق یہ دونوں بھی ویسے ہی سجدہ کرتے ہیں جیسے چہرہ سجدہ کرتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 55/1199﴾ عنه عن موسٰی بن عمر عن الحسن بن فضال عن ابن بکیر وثعلبة عن برید عن أبی جعفر علیه السلام قال: الجبهة الی الانف أی ذٰلك اصبت به الارض فی السجود اجزأك والسجود علیه کله أفضل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب برید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ

نے فرمایا: سجدے میں پیشانی سے ناک تک جو بھی زمین پر لگ جائے وہی تیرے لیے کافی ہے اور سارے پر سجدہ کرنا افضل ہے (یعنی پیشانی اور خاک دونوں کو سجدے میں زمین پر رکھنا افضل ہے)۔

{حدیث نمبر 56/1200} احمد بن محمد بن عیسیٰ عن أبي عبد الله البرقي عن محمد ابن مصادف قال: سمعت أبا عبد الله علیه السلام یقول: إنما السجود على الجبهة وليس على الانف سجود.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مصادف سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: سجدہ پیشانی پر ہے، ناک پر سجدہ نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 57/1201} عنه عن الحسن بن علي بن فضال عن مروان بن مسلم وعمار الساباطي قال: ما بين قصاص الشعر الى طرف الانف مسجد أى ذلك اصبت به الارض اجزأك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پیشانی بالوں سے لے کر ناک کی نوک تک ساری سجدہ ہے (سجدہ کے اعضاء میں سے ہے) اس میں سے جو بھی سجدہ کرتے وقت زمین پر لگ جائے وہ مجزی ہے۔

{حدیث نمبر 58/1202} فأما ما رواه أحمد بن محمد عن محمد بن يحيى عن عمار عن جعفر عن أبيه عليه السلام قال قال علي عليه السلام: لا تجزى صلاة لا يصيب الانف ما يصيب الجبين. فهذه الرواية محمولة على ضرب من الكراهية دون الفرض لان الفرض هو السجود على الجبهة والارغام بالانف سنة على ما بيناه، والذى يدل على كراهيته أيضا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور وہ روایت جس کو جناب عمار سے نقل کیا اور انھوں نے امام صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: وہ نماز مجزی نہیں کہ ناک اس جگہ پر نہ رکھی جائے جس پر پیشانی کو رکھا گیا ہو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو کراہت پر حمل کیا جائے یعنی سجدے میں ناک کا سجدہ گاہ

پر نہ رکھنا مکروہ ہے نا کہ واجب ہے۔ کیونکہ واجب فقط پیشانی پر سجدہ کرنا ہے اور ناک کا جائے سجدہ پر رکھنا یہ سنت ہے جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے اور اس کراہت پر ذیل کی روایت بھی دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 59/1203﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن يحيى عن طلحة بن زيد عن جعفر عن أبيه عليه السلام قال: ان علياً عليه السلام كره تنظيم الحصى في الصلاة وكان يكره ان يصلي على قصاص شعره حتى يرسله ارسالا. وقد بينا في رواية محمد بن مصادف وغيره انه ليس على الانف سجود، ويدل على ذلك أيضا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب طلحہ بن زید سے اور انھوں نے امام صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق حضرت علی علیہ السلام نماز میں کنکریاں جمع کرنے کو مکروہ جانتے تھے اور مکروہ جانتے تھے کہ نماز میں جہاں سے بال اُگتے ہیں وہاں سجدہ کیا جائے یہاں تک کہ وہ اس کو کھلا چھوڑ دیتے تھے۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ محمد بن مصادف وغیرہ کی روایت میں ذکر ہوا ہے کہ ناک پر سجدہ نہیں ہے اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 60/1204﴾ محمد بن علي بن محبوب عن احمد بن محمد عن ابن أبي نجران عن حماد بن عيسى عن حريز عن زرارة قال قال أبو جعفر عليه السلام: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: السجود على سبعة أعظم الجبهة واليدين والركبتين والابهامين وترغم بأنفك ارغاما. فاما الفرض فهذه السبعة وأما الارغام بالانف فسنة من النبي صلى الله عليه وآله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جنابِ زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سجدہ سات ہڈیوں پر ہے: پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں کے انگوٹھے اور ناک کو بھی زمین پر رکھا جائے۔ بہرحال فرض فقط سات اعضاء ہیں۔ بہرحال ناک کا زمین (سجدہ گاہ) پر رکھنا یہ رسولؐ خدا کی سنت ہے۔

﴿حدیث نمبر 61/1205﴾ احمد بن محمد عن أحمد بن عمر الحلبي عن أبان بن تغلب قال: دخلت على أبي عبد الله عليه السلام وهو يصلي فعددت له في الركوع والسجود

ستین تسبیحة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابان بن تغلب سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جو اس وقت نماز پڑھ رہے تھے تو میں نے ان کے رکوع و سجود کی تسبیح کو ساٹھ تک شمار کیا۔

﴿حدیث نمبر 62/1206﴾ الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن عبد اللہ بن سنان قال: سألت أبا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یذکر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وهو فی الصلاة المکتوبة اما راکعا واما ساجدا فیصلی علیه وهو علی تلک الحال؟ فقال: نعم ان الصلاة علی نبی اللہ صلی اللہ علیه وآلہ کهیئة التکبیر والتسبیح وهی عشر حسنات یبتدرها ثمانیة عشر ملکا أیهم یبلغها ایاه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ نماز واجب پڑھ رہا ہے اور رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہوتا ہے، وہ خواہ رکوع میں ہو یا سجدے میں جس حالت میں بھی ہو کیا وہ آپؐ پر درود پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود تکبیر و تسبیح کی مانند ہے اور یہ دس نیکیاں ہیں۔ اٹھارہ فرشتے اس کو لینے کے لیے جلدی کرتے ہیں کہ ان میں سے کون اس تک پہنچتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 63/1207﴾ عنه عن فضالة عن أبان عن عبد الرحمن بن سیابة قال قلت: لابی عبد اللہ علیه السلام ادعو اللہ وانا ساجد؛ فقال: نعم فادع للدنیا والآخرة فانه رب الدنیا والآخرة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن سیابہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا میں سجدے کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرسکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں دُنیا و آخرت دونوں کے لیے دُعا کرو کیونکہ وہ دُنیا و آخرت دونوں کا ربّ ہے۔

﴿حدیث نمبر 64/1208﴾ أحمد بن محمد عن ابن أبی عمیر عن هشام بن سالم عن محمد بن مسلم قال: صلی بنا أبو بصیر فی طریق مکة فقال: وهو ساجد. وقد کانت ضاعت ناقة لهم. اللهم رد علی فلان ناقته قال محمد: فدخلت علی أبی عبد اللہ علیه

السلام فاخبرته فقال: وفعل؟! فقلت نعم قال فسكت قلت افاعيد الصلاة؟ قال: لا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مکہ کے راستے میں جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔قافلہ والوں کی ایک اُونٹنی گم ہو چکی تھی تو آپ نے سجدے کی حالت میں یہ دُعا کی: اللهم رد على فلان ناقته، ”اے اللہ فلاں کی اُونٹنی واپس پلٹا دے“۔

میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؑ کو اس کے بارے میں خبر دی تو آپؑ نے فرمایا: اس نے ایسا کیا ہے؟

میں نے عرض کیا: جی ہاں۔پھر آپؑ خاموش ہو گئے۔

میں نے عرض کیا: کیا وہ نماز دوبارہ پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

﴿حدیث نمبر 65/1209﴾ عنه عن ابن محبوب عن أبي جرير الرواسي قال: سمعت أبا الحسن عليه السلام وهو يقول: (اللهم إني اسئلك الراحة عند الموت والعفو عند الحساب) يرددها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوجریر الرواسی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے سنا کہ آپؑ یوں دُعا فرما رہے تھے: اللهم إني اسئلك الراحة عند الموت والعفو عند الحساب۔اور آپؑ اس دُعا کو بار بار دُہرا رہے تھے۔

﴿حدیث نمبر 66/1210﴾ أحمد بن محمد عن ابن فضال عن ابن بكير عن حمزة ابن حمران والحسن بن زياد قالا دخلنا على أبي عبد الله عليه السلام وعنده قوم فصلى بهم العصر وقد كنا صلينا فعددنا له في ركوعه سبحان ربي العظيم اربعاً أو ثلاثاً وثلاثين مرة. وقال احدهما في حديثه: وبحمده في الركوع والسجود. قال محمد بن الحسن: الاصل في صلاة الجماعة التخفيف وهذه الرواية يمكن أن يكون الوجه فيها ان القوم الذين صلى بهم كانوا مطيقين للاطالة واقوياء عليه فلاجل ذلك فعل عليه السلام ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمزہ ابن حمران اور الحسن بن زیاد دونوں سے نقل کیا، دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم

امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپؑ کے پاس قوم (افراد) تھے۔ پس آپؑ نے ان کے ساتھ نمازِ عصر پڑھی۔ ہم نماز پڑھ چکے تھے۔ ہم نے آپؑ کے رکوع کے ذکر کو شمار کیا تو آپؑ نے رکوع میں، سبحان ربی العظیم کو تینتیس یا چونتیس بار کہا۔

ان دونوں میں سے ایک نے اپنی حدیث میں بیان کیا کہ آپؑ نے رکوع وسجود میں وبحمدہ بھی کہا تھا۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: نماز باجماعت میں اصل یہ ہے کہ اس میں تخفیف کی جائے، طویل نہ پڑھی جائے۔ اس روایت میں جو ذکر ہوا ہے اس میں یہ بھی امکان ہے کہ سب نمازیوں نے اس کا اقتضاء کیا ہو اور وہ سارے قوی جسم ہوں اور وہ لمبی طویل نماز کو چاہتے ہوں۔ ممکن ہے اسی وجہ سے آپؑ نے ایسا کیا ہو۔

﴿حدیث نمبر 67/1211﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن أبان بن عثمان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل إذا ركع ثم رفع رأسه أيبدأ فيضع يديه على الارض أم ركبتيه؛ قال: لا يضره بأي ذلك بدأ هو مقبول منه. قال محمد بن الحسن: قوله عليه السلام لا يضره ذلك بايهما بدأ معناه انه لا يبطل صلاته وان كان الافضل ما قدمناه من انه ينبغي ان يتلقى الارض بيديه الا عند الضرورة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمٰن بن ابی عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: بندہ جب رکوع کرنے کے بعد سر اُٹھائے تو سجدے میں جانے کے لیے کیا پہلے ہاتھ زمین پر رکھے یا گھٹنے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں جس کو پہلے رکھ لے گا وہ اس سے قبول ہوگا۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں جو ذکر ہوا ہے کہ امامؑ نے فرمایا: ان دونوں میں سے جو پہلے زمین پر رکھے تو کوئی حرج ونقصان نہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ نماز باطل نہیں ہوگی اگرچہ افضل یہ ہے جیسا کہ ہم نے پہلے اس کو بیان کیا ہے۔ سزاوار ہے کہ سجدہ میں جاتے ہوئے پہلے ہاتھ زمین پر رکھے سوائے کسی مجبوری وضرورت کے۔

﴿حدیث نمبر 68/1212﴾ أحمد بن محمد عن محمد عن ابن أبي عمير عن حماد بن

عثمان عن عبيد الله الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس بالاقعاء في الصلاة فيما بين السجدتين. قال محمد بن الحسن: هذه الرواية رخصة والافضل ما قدمناه من انه لا يقعي بين السجدتين، ويؤكد ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبید اللہ الحلبی سے نقل کیا ہے اور امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دو سجدوں کے درمیان بطور اقعاء بیٹھنے (چار زانو بیٹھنا) میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت بیان کرتی ہے کہ اس انداز سے بیٹھنے میں رخصتؔ و جواز ہے۔ اگرچہ افضل وہی ہے جو ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ اس انداز میں نہ بیٹھا جائے۔ اس کی تاکید ذیل کی روایت بھی کرتی ہے۔

﴿حديث نمبر 69/1213﴾ أحمد بن محمد عن الحسين بن سعيد عن فضالة عن الحسين بن عثمان عن سماعة عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا تقع بين السجدتين اقعاءا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دو سجدوں کے درمیان اقعاء کی شکل واقع نہ ہو۔

﴿حديث نمبر 70/1214﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن اسماعيل بن بزيع عن أبي اسماعيل السراج عن هارون بن خارجة قال: رأيت أبا عبد الله عليه السلام وهو ساجد وقد رفع قدميه من الارض واحدى قدميه على الاخرى. قال محمد بن الحسن: يجوز أن يكون عليه السلام إنما فعل ذلك لضرورة لان الافضل ما قدمناه من وضع الابهامين على الارض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہارون بن خارجہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ سجدے میں تھے اور آپؑ کے دو قدم زمین سے اُٹھے ہوئے تھے اور ایک قدم دوسرے پر تھا۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ممکن ہے کہ امام علیہ السلام نے یہ کام کسی ضرورت و مجبوری کی وجہ

سے کیا ہو کیونکہ ہم گذشتہ روایات میں بیان کرتے ہیں کہ افضل یہ ہے کہ سجدہ کی حالت میں پاؤں کے دونوں انگوٹھے زمین پر لگے ہوئے ہوں۔

﴿حدیث نمبر 71/1215﴾ أحمد بن محمد عن الحسن بن علي بن فضال عن يونس ابن يعقوب قال: رأيت أبا عبد الله عليه السلام يسوي الحصى في موضع سجوده بين السجدتين.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب یونس بن یعقوب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ دونوں سجدوں کے درمیان جائے سجدہ کی کنکریوں کو درست کر رہے تھے۔

﴿حدیث نمبر 72/1216﴾ عنه عن ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن عبيد الله الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته أيمسح الرجل جبهته في الصلاة إذا لصق بها تراب؛ فقال: نعم قد كان أبو جعفر عليه السلام يمسح جبهته في الصلاة إذا لصق بها التراب.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب عبیداللہ الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا نماز کے دوران بندہ کی پیشانی پر خاک لگ جائے تو اس کو صاف کر سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔ امام ابوجعفر الباقرؑ کی پیشانی پر دورانِ نماز خاک لگ جاتی تھی تو وہ صاف کر لیتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 73/1217﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن هشام بن الحكم عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: يجزي أن أقول مكان التسبيح في الركوع والسجود لا إله إلا الله والحمد لله والله أكبر؛ فقال: نعم كل هذا ذكر الله.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب ہشام بن الحکم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا رکوع وسجود کی تسبیح کی جگہ لا الہ الا اللہ والحمد للہ واللہ اکبر پڑھا جا سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، یہ سب اللہ کا ذکر ہے۔

﴿حدیث نمبر 74/1218﴾ سعد عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب عن جعفر بن بشير عن حماد بن عثمان عن هشام بن سالم عن أبي عبد الله عليه السلام مثله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جناب ہشام بن سالم نے بھی امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 75/1219﴾ أحمد بن محمد عن معاوية بن حكيم عن أبي مالك الحضرمي عن الحسين بن حماد قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: اسجد فتقع جبهتي على الموضع المرتفع قال: ارفع رأسك ثم ضعه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن حماد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: (بعض اوقات) میں سجدہ کرتا ہوں اور میری پیشانی بلند جگہ پر واقع ہوجاتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پیشانی کو اُٹھا کر دوبارہ (مناسب جگہ پر) رکھو۔

﴿حدیث نمبر 76/1220﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان عن اسحاق بن عمار عن رجل من بني عجل قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن المكان يكون فيه الغبار فانفخه إذا أردت السجود؛ فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق بن عمار سے اور انہوں نے بنی عجل کے ایک بندے سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس جگہ کے بارے میں سوال کیا کہ جس پر گردوغبار ہے تو جب میں اس جگہ سجدہ کرنا چاہوں تو کیا میں اس جگہ پر پھونک مار سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 77/1221﴾ محمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان عن صفوان بن يحيى عن معاوية بن عمار قال قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا وضعت جبهتك على نبكة فلا ترفعها ولكن جرها على الارض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب تو سجدہ کرے اور تیری پیشانی ناہموار جگہ پر رکھی جائے تو اپنی پیشانی کو اُٹھاؤ مت بلکہ اس کو زمین پر کھینچ کر دوسری جگہ کردو۔

﴿حدیث نمبر 78/1222﴾ محمد عن الفضل عن حماد بن عيسى عن حريز عن محمد ابن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: الرجل ينفخ في الصلاة

http://www.shiabookspdf.com

موضع جبهته؟ فقال: لا. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر محمول على الكراهية بدلالة ما قدمناه من الاخبار.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: نماز کے دوران جس جگہ پر (دورانِ سجدہ) پیشانی کو رکھا جائے گا اس پر پھونک ماری جا سکتی ہے؟ آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو کراہت پر حمل کیا جائے گا۔ گذشتہ اخبار کی وجہ سے کہ جو بیان کرتی ہیں کہ جائز ہے۔

﴿حدیث نمبر 79/1223﴾ علي عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا سجد الرجل ثم أراد أن ينهض فلا يعجن بيديه في الارض ولكن يبسط كفيه من غير أن يضع مقعدته في الارض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ سجدے کے بعد (دوسری رکعت کے لیے) کھڑا ہونا چاہے تو اپنے دونوں ہاتھوں پر ٹیک لگا کر نہ اُٹھے (یعنی ہاتھوں کو بلند کر کے زمین پر رکھ کر نہ اُٹھے) بلکہ دونوں ہتھیلیوں کو کھلا کر کے زمین پر رکھے اور اس کے سہارے زمین سے اُٹھے اور اپنی سرین بھی زمین پر نہ رکھے۔

﴿حدیث نمبر 80/1224﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن النضر عن محمد بن أبي حمزة عن معاوية بن عمار قال: سأل المعلى بن خنيس أبا عبد الله عليه السلام وانا عنده عن السجود على القفر وعلى القير فقال لا بأس به. فانه محمول على حال الضرورة أو التقية ولا يجوز ذلك مع الاختيار، والذي يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جو جناب معاویہ بن عمار سے نقل ہوئی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ معلی بن خنیس نے آپؑ سے قفر (روئی) اور تارکوں پر سجدہ کرنے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو تقیہ پر حمل کیا جائے یا مجبوری وضرورت پر حالت اختیاری میں ان دونوں چیزوں پر سجدہ کرنا جائز نہیں ہے اور اس پر ذیل کی حدیث دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 81/1225﴾ احمد بن محمد عن محمد بن خالد عن القاسم بن عروة عن أبي العباس الفضل بن عبد الملك قال قال أبو عبد الله عليه السلام: لا تسجد إلا على الارض أو ما أنبتت الارض إلا القطن والكتان.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالعباس بن فضل بن عبدالملک سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: تم سجدہ نہ کرو مگر زمین پر یا اس چیز پر جو زمین سے اُگتی ہے سوائے روئی اور کتان کے (ان پر سجدہ جائز نہیں ہے)۔

﴿حدیث نمبر 82/1226﴾ علي عن أبيه عن حماد بن عيسى عن حريز عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال قلت له أسجد على الزفت؟ يعني القير. فقال: لا ولا على الثوب الكرسف ولا على الصوف ولا على شيء من الحيوان ولا على طعام ولا على شيء من ثمار الارض ولا على شيء من الرياش.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں: میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا میں تارکول پر سجدہ کرسکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں اور نہ ہی روئی سے بنے ہوئے کپڑے پر اور نہ ہی پشم پر اور نہ ہی جانوروں کی کسی چیز پر اور نہ ہی کھانے پر اور نہ ہی زمین کے پھلوں پر اور نہ ہی پرندوں کے پروں میں سے کسی چیز پر۔

﴿حدیث نمبر 83/1227﴾ أحمد بن محمد عن الحسن بن محبوب قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن الجص يوقد عليه بالعذرة وعظام الموتى ويجصص به المسجد أيسجد عليه؛ فكتب إلي بخطه ان الماء والنار قد طهراه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن محبوب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا: وہ گچ جس پر پاخانہ اور مُردوں کی ہڈیاں جلائی جاتی ہیں پھر اس سے مسجد پر سفیدی کرنے کے لیے لگایا جائے تو کیا اس پر سجدہ کرنا جائز ہے؟

آپؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھا کہ آگ اور پانی دونوں پاک کرنے والے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 84/1228﴾ عنه عن علي بن اسماعيل عن محمد بن عمرو بن سعيد عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: لا تسجد على القفر ولا على القير ولا على الصاروج.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمرو بن سعید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قفر اور تارکول اور نورہ پر سجدہ نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 85/1229﴾ سهل بن زياد عن محمد بن الوليد عن يونس بن يعقوب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا تسجد على الذهب ولا على الفضة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یونس بن یعقوب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: سونے اور چاندی پر سجدہ نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 86/1230﴾ محمد بن يحيى عن العمركي عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي على الرطبة النابتة قال فقال: إذا الصق جبهته بالارض فلا بأس، وعلى الحشيش النابت الثيل وهو يصيب ارضا جددا قال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: ایک بندہ تازہ اُگی نرم و ملائم سبز گھاس پر نماز پڑھ رہا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کی پیشانی زمین سے مل رہی ہے تو کوئی حرج نہیں۔

پھر میں نے سوال کیا کہ وہ گھاس جو زمین پر پھیلی ہوئی ہے اس پر؟

آپؑ نے فرمایا: اس پر بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 87/1231﴾ محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين أن بعض أصحابنا كتب الى أبي الحسن الماضي عليه السلام يسأله عن الصلاة على الزجاج قال: فلما نفذ كتابي إليه تفكرت وقلت هو مما انبتت الارض وما كان لي ان اسأل عنه فكتب

إليه : لا تصل على الزجاج وان حدثتك نفسك انه مما انبتت الارض ولكنه من الملح والرمل وهما ممسوخان.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن الحسین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بعض ساتھیوں نے امام ابوالحسن نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور آپؑ سے شیشہ پر نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ جب میں آپؑ کی طرف خط روانہ کر چکا تو میں نے غور وفکر کیا اور اپنے دل میں کہا کہ شیشہ ان چیزوں میں سے ہے جو زمین سے نکلتی ہے لیکن نمک اور ریت یہ دونوں مسخ شدہ ہیں (اور شیشہ ان سے بنتا ہے)۔

﴿حدیث نمبر 88/1232﴾ الحسین بن سعید عن فضالة عن جمیل بن دراج عن أبي عبد الله علیه السلام انه کره أن یسجد علی قرطاس علیه کتابة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ اس کاغذ پر سجدہ کرنا ناپسند کرتے تھے جس پر لکھا ہوتا تھا۔

﴿حدیث نمبر 89/1233﴾ علی بن ابراهیم عن أبیه عن محمد بن یحیی عن غیاث ابن ابراهیم عن جعفر عن ابیه عن علی علیه السلام انه قال: لا یسجد الرجل علی شئ لیس علیه سائر جسده. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر موافق لبعض العامة ولیس علیه العمل لانه یجوز أن یقف الانسان علی مالم یسجد علیه، والذی یدل علی ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب غیاث بن ابراہیم سے نقل کیا ہے کہ انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور انھوں نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بندہ اس چیز پر سجدہ نہ کرے جس پر اس کا بقیہ جسم نہ ہو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت عامہ کے موافق ہے۔ اس پر عمل نہیں کیا گیا کیونکہ انسان کے لیے ممکن و جائز ہے کہ وہ ایسی چیز پر کھڑا ہو کہ جس پر سجدہ کرنا جائز نہیں اور وہ سجدہ اس چیز پر کر رہا ہے جس پر سجدہ جائز ہے (مثلاً اس پر سجدہ گاہ رکھا ہوا ہے)۔

﴿حدیث نمبر 90/1234﴾ ما رواه الحسین بن سعید عن فضالة عن جمیل بن دراج عن أبان عن عبد الرحمن بن أبي عقبة عن حمران عن احدهما علیه السلام قال:

كأن أبي يصلي على الخمرة يجعلها على الطنفسة ويسجد عليها فإذا لم تكن خمرة جعل حصى على الطنفسة حيث يسجد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمران سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میرے والد ماجدؑ ایک خمرہ (چٹائی) پر نماز پڑھتے تھے۔ اس کو کپڑے پر قرار دیتے اور اس پر سجدہ کرتے تھے اور اگر وہ چٹائی نہ ہوتی تو پھر آپؑ کپڑے پر کنکریاں رکھتے اور اس پر سجدہ کرتے تھے۔ (خمرہ اس چھوٹی چٹائی کو کہا جاتا ہے جو کھجور کے پتوں سے بنائی جاتی ہے)۔

﴿حدیث نمبر 91/1235﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن سنان عن ابن مسكان عن الحلبي قال قال أبو عبد الله عليه السلام: دعا أبي بخمرة فابطأت عليه فاخذ كفا من حصى فجعله على البساط ثم سجد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد ماجدؑ نے چٹائی منگوائی تو میں نے اس کے لانے میں تاخیر کی تو آپؑ نے بساط (کپڑے کی چٹائی) پر کنکریاں رکھی اور ان پر سجدہ کرلیا۔

﴿حدیث نمبر 92/1236﴾ علي بن ابراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن الفضيل بن يسار وبريد بن معاوية عن أحدهما عليه السلام قال: لا بأس بالقيام على المصلى من الشعر والصوف إذا كان يسجد على الارض، فأن كان من نبات الارض فلا بأس بالقيام عليه والسجود عليه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب برید بن معاویہ سے نقل کیا ہے اور اس نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ مصلیٰ جو بالوں سے یا پشم سے بنا ہوا ہو اس پر کھڑے ہوکر نماز پڑھنا بلکہ سجدہ زمین پر ہو تو کوئی حرج نہیں اور وہ مصلیٰ اس چیز سے بنا ہے جو زمین سے اُگتی ہے تو اس پر کھڑا ہونا اور اس پر سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 93/1237﴾ احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن الجص يوقد عليه بالعذرة وعظام الموتى ويجصص به المسجد

يسجد عليه؛ فكتب إلى بخطه: إن الماء والنار قد طهراه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن محبوب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس گچ کے بارے میں سوال کیا جس کے پکانے میں پاخانہ یا مُردہ کی ہڈیاں جلائی گئی ہیں۔ اس کے ذریعے مسجد کو گچ کیا گیا ہے۔ کیا اس پر سجدہ کرنا جائز ہے؟

آپؑ نے اپنے ہاتھ سے تحریر فرمایا: تحقیق، پانی اور آگ دونوں پاک کرنے والی ہیں۔

﴿حديث نمبر 94/1238﴾ علي بن محمد عن علي بن الريان قال: كتب بعض أصحابنا بيد ابراهيم بن عقبة إليه يعني أبا جعفر عليه السلام. يسأله عن الصلاة على الخمرة المدنية فكتب: صل فيها ما كان معمولاً بخيوطة، ولا تصل على ما كان بسيورة. قال فتوقف اصحابنا فانشدهم بيت شعر لتابط شرا الفهمي. (كأنها خيوطة مارى تغار وتفتل). ومارى رجل حبال يفتل الخيوط.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن ریان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے بعض دوستوں نے ابراہیم بن عقبہ کے ہاتھ امام ابوجعفر علیہ السلام کی طرف روانہ کیا اس میں انھوں نے آپ سے خمرہ مدینہ کے بارے میں سوال کیا تو آپؑ نے جواب میں لکھا: اگر وہ کھجور کے دھاگے سے بنائی گئی ہے تو اس پر نماز پڑھو اور اگر اس کی شاخوں سے بنی ہے تو پھر نہ پڑھو۔

﴿حديث نمبر 95/1239﴾ احمد بن محمد عن احمد بن محمد بن أبي نصر عن المثنى الحناط عن عيينة بياع القصب قال قلت لأبي عبد الله عليه السلام: ادخل المسجد في اليوم الشديد الحر فاكره أن اصلي على الحصى فابسط ثوبي فاسجد عليه؛ فقال: نعم ليس به بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیینہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں سخت گرم دن میں مسجد میں جاتا ہوں اور میں پسند نہیں کرتا کہ میں کنکریوں پر سجدہ کروں تو کیا میں اپنا کپڑا بچھا کر اس پر سجدہ کر سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اس میں کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 96/1240﴾ الحسين بن سعيد عن القاسم بن محمد عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير عن أبي جعفر عليه السلام قال قلت له : أكون في السفر فتحضر الصلاة وأخاف الرمضاء على وجهي كيف أصنع؛ قال: تسجد على بعض ثوبك، قلت : ليس علي ثوب يمكنني ان اسجد على طرفه ولا ذيله قال: اسجد على ظهر كفك فانها احدى المساجد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں سفر میں ہوتا ہوں اور نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔ مجھے شدتِ گرمی سے چہرے کے جھلس جانے کا خوف ہوتا ہے (اگر میں زمین پر سجدہ کروں) تو میں کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: اپنے کپڑے کا بعض حصہ بچھا لیا کرو اور اس پر سجدہ کرو۔

میں نے عرض کیا: اگر میرے پاس ایسا کپڑا نہیں اور میرے لیے ممکن نہیں کہ میں اس کے بعض یا ایک طرف سجدہ کرسکوں تو کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: اپنے ہاتھ کی پشت پر سجدہ کرو کیونکہ وہ بھی اعضائے سجدہ میں سے ایک ہے۔

﴿حدیث نمبر 97/1241﴾ أحمد بن محمد عن أبي طالب بن الصلت عن القاسم بن الفضيل قال قلت للرضا عليه السلام : جعلت فداك الرجل يسجد على كمه من اذى الحر والبرد؛ قال: لا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب قاسم بن فضیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت اَقدس میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں کیا ایک بندہ سردی یا گرمی کی اذیت سے بچنے کے لیے آستین پر سجدہ کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 98/1242﴾ عنه عن عباد بن سليمان عن سعد بن سعد عن محمد بن القاسم بن الفضيل عن أحمد بن عمر قال سألت أبا الحسن عليه السلام : عن الرجل يسجد على كم قميصه من أذى الحر والبرد أو على ردائه إذا كان تحته مسح أو غيره مما لا

https://www.shiabookspdf.com

يسجد عليه؛ فقال: لا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن عمر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو سردی یا گرمی کی اذیت سے بچنے کے لیے اپنی آستین پر یا اپنی چادر پر جب اس کے نیچے کوئی چادر وغیرہ ہو کہ جس پر نماز جائز نہیں کیا اس پر سجدہ کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 99/1243﴾ عنه عن عباد بن سليمان عن سعد بن سعد عن محمد بن القاسم بن الفضيل بن يسار قال: كتب رجل الى أبي الحسن عليه السلام هل يسجد الرجل على الثوب يتقي به وجهه من الحر والبرد ومن الشيء يكره السجود عليه؛ فقال: نعم لا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب قاسم بن فضل بن یسار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک بندے نے امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ کیا ایک بندہ اپنے چہرے کو گرمی یا سردی سے بچانے کے لیے کپڑے پر یا اس چیز پر کہ جس پر سجدہ کرنا مکروہ ہے سجدہ کرسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 100/1244﴾ سعد عن محمد بن الحسين بن أبي الخطاب عن وهيب ابن حفص عن أبي بصير قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يسجد على المسح فقال: إذا كان في تقية فلا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو کپڑے پر سجدہ کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر مقامِ تقیہ ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 101/1245﴾ أحمد بن محمد عن الحسن بن علي بن يقطين عن أخيه الحسين بن علي عن أبيه علي بن يقطين قال سألت أبا الحسن الماضي عليه السلام: عن الرجل يسجد على المسح والبساط فقال: لا بأس إذا كان في حال تقية.

https://www.shiabookspdf.com

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو کپڑے یا چٹائی پر سجدہ کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ حالت تقیہ میں ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 102/1246﴾ فأما ما رواه سعد بن عبد الله عن أحمد بن محمد عن داود الصرمي قال سألت أبا الحسن الثالث عليه السلام: فقلت هل يجوز السجود على الكتان والقطن من غير تقية؛ فقال: جائز. فالوجه في هذا الخبر انه يجوز السجود على هذين الشيئين وان لم يكن هناك تقية إذا كان هناك ضرورة اخرى من حر أو برد وما يجري مجراهما. والذي يبين ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب داؤد الصرمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن نقی علیہ السلام سے سوال کیا: کیا پٹ سن (کتان) اور روئی پر سجدہ کرنا بغیر تقیہ کے جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جائز ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں ایک وجہ یہ ہے کہ ان دونوں چیزوں پر بغیر تقیہ کے سجدہ اس وقت جائز ہے جب کوئی دوسری ضرورت مثلاً سردی یا گرمی سے بچنے کے لیے یا جو ان دونوں کی مانند ہو تو پھر جائز ہے۔ اس کو ذیل کی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 103/1247﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن عبد الحميد عن سيف ابن عميرة عن منصور بن حازم عن غير واحد من اصحابنا قال قلت: لابي جعفر عليه السلام انا نكون بارض باردة يكون فيها الثلج افنسجد عليه؛ فقال: لا ولكن اجعل بينك وبينه شيئاً قطناً أو كتاناً. ولا ينافي هذا التأويل ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور اس نے اپنے ایک سے زیادہ دوستوں سے نقل کیا اور وہ عرض کرتے ہیں: میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں ٹھنڈے علاقے میں ہوں۔ اس زمین پر برف ہے تو کیا میں اس برف پر سجدہ کرسکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ برف پر روئی یا پٹ سن کو قرار دو۔

جناب شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ تاویل اس ذیل کی روایت کے ساتھ منافات نہیں رکھتی۔

{حدیث نمبر 104/1248} سعد عن عبد الله بن جعفر عن الحسين بن علي بن كيسان الصنعاني قال: كتبت الى أبي الحسن الثالث عليه السلام اسأله عن السجود على القطن والكتان من غير تقية ولا ضرورة فكتب إلي: ذلك جائز. لانه يجوز أن يكون إنما اجاز مع نفي ضرورة تبلغ هلاك النفس، وان كان هناك ضرورة دون ذلك من حر أو برد وما اشبه ذلك على ما بيناه. فاما ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن علی بن کیسان الصنعانی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن الثالث علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور میں نے آپؑ سے سوال کیا: کیا روئی اور پٹ سن پر بغیر تقیہ اور ضرورت کے سجدہ کرنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جائز ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جواز اس وجہ سے ہوسکتا ہے ممکن ہے ضرورت کے نہ ہونے کے باوجود جائز ہو وہ ہلاکت جان کا خطرہ ہو اگرچہ یہاں ضرورت ہے جو سردی اور گرمی کے علاوہ ہے یا جو ان کے مثل ہے تو بھی جائز ہے لیکن ذیل کی روایت۔

{حدیث نمبر 105/1249} أحمد بن محمد عن أحمد بن اسحاق عن ياسر الخادم قال مر بي أبو الحسن عليه السلام وانا اصلي على الطبري وقد القيت عليه شيئاً اسجد عليه فقال لي مالك لا تسجد عليه؟ أليس هو من نبات الارض؟ فهذا الخبر محمول على حال التقية.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یاسر خادم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں طبری (طبرستان کی پٹ سن سے تیار چٹائی) پر نماز پڑھ رہا تھا اور میں نے اس پر کوئی چیز رکھی ہوئی تھی جس پر میں سجدہ کر رہا تھا۔ میرے قریب سے امام ابوالحسن علیہ السلام کا گزر ہوا۔ آپؑ نے مجھے فرمایا: مجھے کیا ہوا ہے کہ تم اس طبری پر سجدہ نہیں کرتے کیا یہ بھی زمین کی نباتات میں سے نہیں ہے؟

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت تقیہ پر حمل کی جائے گی۔

https://www.shialibrarypdf.com

﴿حدیث نمبر 106/1250﴾ احمد بن محمد عن علی بن مهزیار قال: سأل داود بن یزید أبا الحسن علیه السلام عن القراطیس والکواغذ المکتوبة علیها هل یجوز السجود علیها ام لا؛ فکتب: یجوز. قال محمد بن الحسن: لا تنافی بین هذا الخبر وبین خبر جمیل بن دراج عن أبی عبد الله علیه السلام لان ذلك الخبر محمول علی الکراهیة وهو صریح فیها ولیس فیه شیء من الفاظ الحظر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن مہزیار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب داؤد بن یزید نے امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام نے ان کاغذوں کے بارے میں سوال کیا جن پر لکھا ہوا ہو کہ کیا ان پر سجدہ جائز ہے یا نہیں؟ آپؑ نے جواب میں لکھا: جائز ہے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کا پہلے والی روایت جس کو جمیل بن دراج نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، اس کے ساتھ کوئی منافات نہیں ہے کیونکہ جناب جمیل والی روایت کو کراہت پر حمل کیا جائے اس میں یہ صراحت پائی جاتی ہے اور اس روایت میں کوئی منع کا لفظ نہیں پایا جاتا۔

﴿حدیث نمبر 107/1251﴾ أحمد بن محمد عن عبد الرحمن بن أبی نجران عن صفوان الجمال قال: رأیت أبا عبد الله علیه السلام فی المحمل یسجد علی قرطاس واکثر ذلك یومی ایماءا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب صفوان الجمال سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو محمل میں دیکھا کہ آپؑ کاغذ پر سجدہ کر رہے تھے اور اکثر اشارہ کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 108/1252﴾ محمد بن علی بن محبوب عن أحمد عن الحسین بن سعید عن فضالة عن حسین بن عثمان عن ابن مسکان عن محمد بن مضارب عن أبی عبد الله علیه السلام قال: سألته عن کدس حنطة مطین أصلی فوقه؛ فقال: لا تصل فوقه قلت: فانه مثل السطح مستو فقال: لا تصل علیه. ولا ینافی هذا الخبر ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مضارب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا میں گندم کے ڈھیر پر نماز پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: اس کے اُوپر نماز نہ پڑھو۔
میں نے عرض کیا: وہ چھت کی مانند برابر ہے؟
آپؑ نے دوبارہ فرمایا: اس پر نماز نہ پڑھو۔
جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ذیل کی روایت کے ساتھ منافات نہیں رکھتی۔

﴿حدیث نمبر 109/1253﴾ أحمد بن محمد عن الحسن بن علي الوشا عن أحمد ابن عائذ عن عمر بن حنظلة قال قلت: لابي عبد الله عليه السلام يكون الكدس من الطعام مطيناً مثل السطح قال: صل عليه. لان الخبر الاول محمول على الكراهية دون الحظر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن حنظلہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: گندم کا ڈھیر زمین پر مثل چھت برابر ہے؟
آپؑ نے فرمایا: اس پر نماز پڑھ لو۔
جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلی روایت کو کراہت پر حمل کیا جائے گا نہ کہ حرمت پر۔

﴿حدیث نمبر 110/1254﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن سنان عن أبي خالد عن أبي حمزة قال قال أبو جعفر عليه السلام: لا بأس أن تسجد وبين كفيك وبين الارض ثوبك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: تیرے سجدہ کرنے میں کوئی حرج نہیں حالانکہ تیری ہتھیلیوں اور زمین کے درمیان چادر ہو (یعنی چادر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے)۔

﴿حدیث نمبر 111/1255﴾ عنه عن محمد بن يحيى عن طلحة بن زيد عن جعفر عن أبيه عن علي عليهم السلام انه كان لا يسجد على الكمين ولا على العمامة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب طلحہ بن زید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام آستین اور عمامہ پر سجدہ نہیں فرماتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 112/1256﴾ احمد بن محمد عن داود الصرمي قال سألت أبا الحسن عليه السلام: قلت له إني اخرج في هذا الوجه وربما لم يكن موضع اصلي فيه من الثلج فكيف اصنع؛ فقال: ان امكنك ان لا تسجد على الثلج فلا تسجد عليه وان لم يمكنك فسوه واسجد عليه. ولا ينافي هذا الخبر ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب داؤد الصرمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا: میں مسافرت پر نکلتا ہوں اور بعض اوقات میں ایسے مقام پر ہوتا ہوں کہ جو برف سے خالی نہیں ہوتا (وہاں برف ہی برف ہوتی ہے) تو اس مقام پر میں کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تیرے لیے برف پر سجدہ نہ کرنا ممکن ہے تو پھر برف پر سجدہ نہ کرو اور اگر ممکن نہیں تو اس کو برابر کرو۔ پھر اس پر سجدہ کرو۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت ذیل والی روایت سے منافات نہیں رکھتی۔

﴿حدیث نمبر 113/1257﴾ احمد بن محمد عن معمر بن خلاد قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن السجود على الثلج فقال: لا تسجد في السبخة ولا على الثلج. لان هذا الخبر محمول على حال الاختيار أو مع وجود شئ يستر به الثلج ويسجد عليه على ما بيناه في خبر منصور بن حازم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معمر بن خلاد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے برف پر سجدہ کرنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: نہ شور والی زمین پر سجدہ جائز ہے اور نہ برف پر سجدہ کرنا جائز ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پہلی والی روایت اور اس کے درمیان کوئی منافات نہیں کیونکہ اس روایت کو حالتِ اختیار پر حمل کیا جائے گا، یعنی اختیاری حالت میں ان چیزوں پر سجدہ جائز نہیں یا جب کوئی اور چیز موجود ہو جس سے برف کو ڈھانپا جاسکتا ہے تو اس چیز پر سجدہ کرو جیسا کہ ہم نے منصور بن حازم کی روایت میں بیان کیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 114/1258﴾ أحمد بن محمد عن علي بن أحمد بن اشيم عن محمد بن

ابراهيم الحضيني قال: سألته عن الرجل يصلى على السرير وهو يقدر على الارض فكتب: لا بأس صل فيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن ابراہیم الحضینی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو تخت پر نماز پڑھ رہا ہے حالانکہ وہ زمین پر نماز پڑھنے کی قدرت و طاقت رکھتا ہے؟

آپؑ نے لکھا: اس میں کوئی حرج نہیں، تخت پر نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 115/1259﴾ عنه عن ابراهيم بن أبي محمود قال قلت للرضا عليه السلام: الرجل يصلى على سرير من ساج ويسجد على الساج، قال: نعم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابراہیم بن ابی محمود سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بندہ لکڑی کے بنے ہوئے تخت پر نماز پڑھتا ہے کیا وہ لکڑی پر سجدہ کر سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 116/1260﴾ المفضل بن صالح عن الحسين بن حماد قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يسجد على الحصى قال: يرفع رأسه حتى يستمكن.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حسین بن حماد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو کنکریوں پر سجدہ کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سر اُٹھائے یہاں تک کہ سکون حاصل کرے۔

﴿حدیث نمبر 117/1261﴾ أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن الحسين بن أبي العلا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ذكر ان رجلا أتى أبا جعفر عليه السلام وسأله عن السجود على البوريا والخصفة والنبات قال: نعم..

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ابی العلا سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ ایک بندہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کے پاس آیا اور اس نے آپؑ سے بوریا، نباتات اور کھجور کی چٹائی پر سجدہ کرنے کے بارے میں سوال کیا کہ کیا ان پر سجدہ کرنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 118/1262﴾ عنه عن إبراهيم الخزاز عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: لا بأس بالصلاة على البوريا والخصفة وكل نبات إلا الثمرة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بوریا اور کھجور کی چٹائی پر اور تمام نباتات پر سوائے پھلوں کے سب پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 119/1263﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن عمر بن أذينة عن اسحاق بن الفضل انه سأل أبا عبد الله عليه السلام عن السجود على الحصر والبواري فقال: لا بأس وإن يسجد على الارض أحب إلي فان رسول الله صلى الله عليه وآله كان يحب ذلك ان يمكن جبهته من الارض، فأنا أحب لك ما كان رسول الله صلى الله عليه وآله يحبه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسحاق بن الفضل سے نقل کیا ہے انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے چٹائی اور بوریا پر سجدہ کرنے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں، اور زمین پر سجدہ کرنا مجھے زیادہ محبوب ہے۔ تحقیق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پسند کرتے تھے کہ وہ سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھیں پس میں تیرے لیے وہی پسند کرتا ہوں جو رسولؐ خدا پسند کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 120/1264﴾ محمد بن علي بن محبوب عن ابن أبي عمير عن عمر بن أذينة عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن المريض فقال: يسجد على الارض أو على المروحة أو على سواك يرفعه هو أفضل من الايماء انما كره من كره السجود على المروحة من أجل الاوثان التي كانت تعبد من دون الله، وأنا لم نعبد غير الله قط فاسجد على المروحة أو على عود أو على سواك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے مریض کے بارے میں سوال کیا۔

https://www.shiabooks.com

آپؑ نے فرمایا: وہ زمین پر سجدہ کرے یا پنکھے پر یا مسواک پر، جس کو وہ بلند کرے اور یہ اشارہ سے سجدہ کرنے سے افضل ہے۔ پنکھے پر سجدہ کرنا فقط بتوں کی وجہ سے مکروہ قرار دیا گیا ہے کہ جن کی لوگ خدا کے علاوہ عبادت کرتے تھے اور ہم تو بتوں کی عبادت نہیں کرتے۔ ہم تو فقط اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔ پس تم پنکھے یا لکڑی یا مسواک پر سجدہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 121/1265﴾ عنه عن أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد عن مصدق ابن صدقة عن عمار الساباطي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يومي في المكتوبة والنوافل إذا لم يجد ما يسجد عليه ولم يكن له موضع يسجد فيه قال: إذا كان هكذا فليوم في الصلاة كلها.

جناب الشیخؒ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ نماز واجب یا نوافل میں جب کوئی ایسی چیز نہ پائے کہ جس پر سجدہ ہو سکے اور اس کو کوئی جگہ بھی میسر نہ ہو جس میں سجدہ ہو سکے تو کیا وہ اس صورت میں سجدہ کے لیے اشارہ کرلے؟

آپؑ نے فرمایا: جب ایسی صورتِ حال ہو تو وہ تمام نمازوں خواہ واجب ہوں یا مستحب اشارہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 122/1266﴾ وعنه بهذا الاسناد قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يصلي على الثلج؟ قال: لا فإن لم يقدر على الارض بسط ثوبه وصلى عليه وعن الرجل يصيبه مطر وهو في موضع لا يقدر أن يسجد فيه من الطين ولا يجد موضعاً جافاً قال: يفتتح الصلاة فإذا ركع فليركع كما ركع إذا صلى فإذا رفع رأسه من الركوع فليوم بالسجود ايماءا وهو قائم يفعل ذلك حتى يفرغ من الصلاة ويتشهد وهو قائم ثم يسلم.

جناب الشیخؒ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا بندہ برف پر نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں اور اگر اس کے لیے زمین پر نماز پڑھنا مقدور نہ ہو تو وہ برف پر چادر بچھائے اور اس پر

نماز پڑھے۔

پھر میں نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جس پر بارش ہوگئی ہے اور وہ ایسے مقام پر ہے کہ جہاں وہ مٹی پر سجدہ نہیں کرسکتا اور وہ کوئی خشک زمین کا ٹکڑا بھی نہیں پاتا تو اس وقت وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز شروع کرے۔ پس جب وہ رکوع کرنا چاہے تو عادی طریقہ سے رکوع کرے اور جب رکوع سے سر اُٹھائے تو پھر سجدہ کے لیے کھڑے ہوکر ہی اشارہ کرے۔ وہ ایسے ہی کرے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوجائے۔ تشہد کے لیے بھی کھڑے ہوکر تشہد وسلام پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 123/1267﴾ وبهذا الاسناد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن حد الطين الذي لا يسجد عليه ما هو؛ قال: إذا غرقت الجبهة فيه ولم تثبت على الارض.

اسی سند کے ساتھ پھر جناب عمار الساباطی سے نقل ہوا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے مٹی کی حد کے بارے میں سوال کیا کہ کب اس پر سجدہ نہیں ہوسکتا؟

آپؑ نے فرمایا: جب پیشانی کو زمین پر رکھا جائے اور اس پر ثابت نہ رہے، استقرار حاصل نہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 124/1268﴾ محمد بن علي بن محبوب عن العباس عن عبد الله بن المغيرة عن علا عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: لا بأس بأن تصلي على المثال إذا جعلته تحتك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تصویر پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ جب تو اس کو اپنے قدموں کے نیچے قرار دے۔

﴿حدیث نمبر 125/1269﴾ عنه عن أحمد عن أبيه عن عبد الله بن المغيرة عن ابن مسكان عن حسين بن حماد عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: اضع وجهي للسجود فيقع وجهي على حجر أو على شيء مرتفع احول وجهي الى مكان مستو؛ قال: نعم جر وجهك على الارض من غير أن ترفعه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حسین بن حماد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com

سے عرض کیا: میں سجدہ کے لیے پیشانی رکھتا ہوں۔ پس وہ کسی پتھر پر کسی ایسی چیز پر کہ جو بلند ہے اس پر رکھی جاتی ہے کہ جو ناہموار ہے تو کیا میں اس کو کسی برابر جگہ کی طرف تبدیل کرسکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اپنی پیشانی کو اُٹھائے بغیر زمین پر کھینچتے ہوئے تبدیل کرسکتے ہو۔

﴿حدیث نمبر 126/1270﴾ عنه عن أحمد عن موسى بن القاسم وأبي قتادة جميعا عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل يسجد على الحصى ولا يمكن جبهته من الارض قال: يحرك جبهته حتى يتمكن فينحي الحصى عن جبهته ولا يرفع رأسه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا: بندہ کنکریوں پر سجدہ کرتا ہے۔ اس کی پیشانی زمین پر استقرار حاصل نہیں کرتی۔

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی پیشانی کو حرکت دے تاکہ وہ استقرار حاصل کرے اور وہ کنکریاں اس کی پیشانی کی جگہ سے ہٹ جائیں۔ وہ سر کو نہ اُٹھائے۔

﴿حدیث نمبر 127/1271﴾ عنه عن النهدي عن ابن أبي عمير عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن السجود على الارض المرتفعة فقال: إذا كان موضع جبهتك مرتفعا عن موضع بدنك قدر لبنة فلا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے بلند زمین پر سجدہ کرنے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر آپ پیشانی رکھنے کی جگہ تیرے باقی جسم سے ایک اینٹ کے برابر بلند ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

تشہد ورکوع وسجود وقنوت بالجہر یا بالاخفاء

﴿حدیث نمبر 128/1272﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن العمركي عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل له أن يجهر بالتشهد والقول في الركوع والسجود والقنوت؟ قال: إن شاء جهر وإن شاء لم يجهر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا: تشہد اور رکوع وسجود کا ذکر اور قنوت بندہ بالجہر (بلند آواز سے) پڑھ سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اس میں اس کو اختیار ہے چاہے تو بلند آواز سے پڑھے خواہ بلند آواز سے نہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 129/1273﴾ عنه عن يوسف بن الحرث عن عبد الله بن يزيد المنقري عن موسى بن أيوب الغافقي عن عمه اياس بن عامر الغافقي عن عقبة بن عامر الجهني انه قال: لما نزلت (فسبح باسم ربك العظيم) قال لنا رسول الله صلى الله عليه وآله: اجعلوها في ركوعكم فلما نزلت (سبح اسم ربك الاعلى) قال لنا رسول الله صلى الله عليه وآله: اجعلوها في سجودكم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عقبہ بن عامر الغافقی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جب فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيمِ ۝ نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا: اس کو تم اپنے رکوع میں قرار دو اور جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ نازل ہوئی تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرمایا: اس کو تم اپنے سجود میں قرار دو۔

﴿حدیث نمبر 130/1274﴾ عنه عن العباس بن معروف عن محمد بن يحيى الصيرفي عن حماد بن عثمان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول: السجود على ما انبتت الارض إلا ما أكل أو لبس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو چیز زمین سے اُگتی ہے اس پر سجدہ جائز ہے سوائے اس چیز کے جو کھائی جاتی ہے یا لباس میں آتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 131/1275﴾ عنه عن محمد بن حسان عن أبي محمد الرازي عن النوفلي عن السكوني عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال لي علي عليه السلام: إني لا كره للرجل ان ارى جبهته جلحاء ليس فيها أثر السجود.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب السکونی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ تمھاری پیشانیوں پر سجدوں کے آثار نہ ہوں۔

{حدیث نمبر 132/1276} عنه عن العمركي عن علي بن جعفر عن أخيه موسى ابن جعفر عليه السلام قال: سألته عن المرأة تطول قصتها فإذا سجدت وقع بعض جبهتها على الارض وبعض يغطيه الشعر هل يجوز ذلك؟ قال: لا حتى تضع جبهتها على الارض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا کہ اس کے ماتھے کے اُوپر کے بال لمبے ہیں۔ جب وہ سجدہ کرتی ہے تو اس کی پیشانی کا بعض حصّہ زمین پر لگتا ہے اور بعض حصّہ کو بالوں نے چھپایا ہوا ہوتا ہے تو کیا یہ اس کے لیے جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، یہاں تک کہ وہ پوری پیشانی زمین پر رکھے۔

{حدیث نمبر 133/1277} عنه عن يعقوب بن يزيد عن محمد بن الحسن بن زياد عن محمد بن أبي حمزة عن علي بن الحزور عن الاصبغ بن نباتة قال: كان أمير المؤمنين عليه السلام إذا رفع رأسه من السجود قعد حتى يطمئن ثم يقوم فقيل له يا أمير المؤمنين كان من قبلك أبو بكر وعمر إذا رفعوا رؤوسهم عن السجود نهضوا على صدور اقدامهم كما تنهض الابل فقال أمير المؤمنين عليه السلام: إنما يفعل ذلك أهل الجفا من الناس إن هذا من توقير الصلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الاصبغ بن نباتہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین علی علیہ السلام جب سجدے سے سر اُٹھاتے تو اطمینان کے ساتھ بیٹھتے اور پھر کھڑے ہوتے۔ آپؑ سے عرض کیا گیا: یا امیر المومنینؑ! آپؑ سے قبل ابوبکر وعمر گزرے ہیں وہ جب سجود سے سر اُٹھاتے تو اپنے قدموں پر ہی کھڑے ہوجاتے جیسا کہ اُونٹ کھڑا ہوتا ہے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا: وہ فقط اہل جور و جفا کرتے ہیں اور یہ نماز کی عزت وعظمت ہے۔

{حدیث نمبر 134/1278} محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن صفوان عن ابن بكير عن عبيد بن زرارة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن ذكر

السورة من الكتاب يدعو بها في الصلاة مثل قل هو الله أحد فقال: إذا كنت تدعوا بها فلا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے قرآن کی ان سورتوں کے بارے میں سوال کیا جن کے ساتھ نماز میں پکارا جاتا ہے، مثلاً قل ھو اللہ احدٌ۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تم بھی ان کے ساتھ پکارو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 135/1279﴾ الحسين بن سعيد عن النضر عن يحيى الحلبي عن اسحاق بن عمار عن أبي بصير قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أصلي على النبي صلى الله عليه وآله وأنا ساجد؟ فقال: نعم هو مثل سبحان الله والله أكبر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: کیا میں سجدے میں رسولؐ خدا پر درود پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں یہ سبحان اللہ واللہ اکبر کی مانند ہے۔

﴿حدیث نمبر 136/1280﴾ محمد بن علي بن محبوب عن علي بن الريان عن الحسين ابن راشد عن بعض أصحابه عن مسمع عن أبي عبد الله عليه السلام عن أمير المؤمنين عليه السلام أن النبي صلى الله عليه وآله نهى أن يغمض الرجل عينيه في الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب مسمع سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز میں مرد کو آنکھیں بند کرنے سے منع فرمایا ہے۔

قنوت کے بارے میں

﴿حدیث نمبر 137/1281﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن أبان عن إسماعيل بن الفضل قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن القنوت وما يقال فيه فقال: ما قضى الله على لسانك ولا أعلم فيه شيئاً موقتاً.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل بن فضل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے قنوت اور اس میں جو دُعا کی جائے کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جو دُعا خدا تیری زبان پر جاری کردے میں اس کے بارے میں کوئی معین دُعا نہیں جانتا (یعنی کوئی خاص ومخصوص دُعا کوئی نہیں ہے)۔

﴿حدیث نمبر 138/1282﴾ عنه عن القاسم بن محمد عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن ادنى القنوت فقال: خمس تسبيحات.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے کم از کم قنوت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: پانچ مرتبہ سبحان اللہ کہنا کافی ہے۔

﴿حدیث نمبر 139/1283﴾ محمد بن إسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عيسى عن حريز عن زرارة قال قلت لابي جعفر عليه السلام: رجل نسي القنوت وهو في بعض الطريق فقال: يستقبل القبلة ثم ليقله، ثم قال: إني لاكره للرجل أن يرغب عن سنة رسول الله صلى الله عليه وآله أو يدعها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: بندہ نماز میں دُعائے قنوت بھول گیا ہے اور اسے (نماز سے فارغ ہو کر جاتے ہوئے) راستے میں یاد آیا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اسی وقت قبلہ رُخ ہو کر قنوت پڑھے۔ پھر فرمایا: میں پسند نہیں کرتا کہ بندہ سنتِ رسولؐ خدا سے رُوگردانی کرے یا اس کو ترک کردے۔

﴿حدیث نمبر 140/1284﴾ محمد بن علي بن محبوب عن الحسين بن علي الكوفي عن أبي داود سليمان بن سفيان عن عمرو بن حريث قال قال لي أبو عبد الله عليه السلام: قل في الركعتين الاولتين بعد التشهد قبل أن تنهض سبحان الله سبحان الله سبع مرات.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمرو بن حریث سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: دوسری رکعت کے تشہد کے بعد اُٹھنے سے قبل سات مرتبہ سبحان اللہ، سبحان اللہ کہو۔

﴿حدیث نمبر 141/1285﴾ أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن نسي الرجل القنوت في شيء من الصلاة حتى يركع فقد جازت صلاته وليس عليه شيء وليس له أن يدعه متعمداً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر بندہ نماز میں قنوت بھول جائے اور اس کو رکوع میں جھک جانے کے بعد یاد آئے تو اس کی نماز صحیح ہے اس پر کوئی چیز نہیں۔ اس کے لیے جان بوجھ کر قنوت کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

﴿حدیث نمبر 142/1286﴾ محمد بن علي بن محبوب عن علي بن محمد بن سليمان قال: كتبت الى الفقيه عليه السلام أسأله عن القنوت فكتب إلي: إذا كانت ضرورة شديدة فلا ترفع اليدين وقل ثلاث مرات بسم الله الرحمن الرحيم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن محمد بن سلیمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے فقیہ اہل بیتؑ (امام رضا علیہ السلام) کی خدمت میں خط لکھا اور آپؑ سے قنوت کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے مجھے جواب میں لکھا: جب کوئی سخت ضرورت ہو تو اس وقت قنوت کے لیے ہاتھوں کو نہ اٹھاؤ اور تین مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہو۔

﴿حدیث نمبر 143/1287﴾ سعد عن محمد بن الوليد الخزاز عن أبان بن عثمان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يدخل في الركعة الاخيرة من الغداة مع الامام فيقنت الامام أيقنت معه؟ قال: نعم ويجزيه من القنوت لنفسه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے ایک ایسے بندے کے بارے میں عرض کیا گیا جو نماز فجر کی دوسری رکعت میں جماعت میں شامل ہوا ہے۔ امام اُس وقت قنوت پڑھ رہا ہو تو کیا یہ بھی امام کے ساتھ قنوت پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اور یہ اس کے لیے کافی ہے (دوبارہ قنوت کی ضرورت نہیں)۔

https://www.shiabooks...

﴿حدیث نمبر 144/1288﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن علي بن اسباط عن الحكم ابن مسكين عن عمار الساباطي قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أخاف أن اقنت وخلفي مخالفون فقال: رفعك يديك يجزي، يعني رفعهما كأنك تركع.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اگر میں قنوت پڑھتا ہوں تو مجھے خوف ہے کیونکہ میرے پیچھے مخالف ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: تیرا ہاتھوں کو فقط ایسے اُٹھانا جیسے تم رکوع میں جانے کے لیے اُٹھاتے ہو یہی مجزی ہے۔

تشہد کا ذکر

﴿حدیث نمبر 145/1289﴾ أحمد بن محمد عن أبيه عن عبد الله بن المغيرة عن عبد الله ابن بكير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: التشهد في النافلة بعض تشهد الفريضة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن بکیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نوافل کا تشہد فرائض کے تشہد کے بعض ہے (یعنی ان سے مختصر ہے)۔

﴿حدیث نمبر 146/1290﴾ عنه عن ابن أبي نصر عن ثعلبة بن ميمون عن ميسر عن أبي جعفر عليه السلام قال: شيئان يفسد الناس بهما صلاتهم قول الرجل (تبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك) وإنما هو شئ قالته الجن بجهالة فحكى الله عزوجل عنهم، وقول الرجل (السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب میسر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دو چیزوں کی وجہ سے لوگ اپنی نمازوں کو فاسد کر لیتے ہیں:

[۱] بندے کا تشہد میں یہ کہنا: تبارك اسمك وتعالى جدك ولا اله غيرك، یہ وہ قول ہے جس کو جنوں نے اپنی جہالت کی وجہ سے کہا تھا اور اللہ نے ان کے قول کی حکایت کی ہے۔

[۲] دوسرا بندے کا تشہد میں یوں کہنا: السلام علينا وعلى عباد الله الصالحون (یعنی پہلی تشہد میں یوں کہنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے)۔

﴿حدیث نمبر 147/1291﴾ محمد بن علی بن محبوب عن العباس عن أبي شعيب عن أبي جميلة عن عبد الرحمن بن عبد الله قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: ما معنى قول الرجل (التحيات لله) قال (الملك لله).

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبدالرحمن بن عبداللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: التحيات لله کا معنی کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: الملك لله، یعنی ملک وحکومت اللہ کے لیے ہے۔

﴿حدیث نمبر 148/1292﴾ عنه عن أحمد بن الحسن بن علي بن فضال عن علي ابن يعقوب الهاشمي عن مروان بن مسلم عن أبي كهمس عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الركعتين الاولتين إذا جلست فيهما للتشهد فقلت: وانا جالس السلام عليك أيها النبي ورحمة الله وبركاته انصرافا هو؟ قال: لا ولكن إذا قلت السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين فهو الانصراف.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوکہمس سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے پہلی دو رکعتوں کے بارے میں سوال کیا: جب میں پہلی دو رکعتوں کے بعد تشہد میں بیٹھوں اور اسی تشہد کی حالت میں میں یہ کہتا ہوں: السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين، یہ نماز سے فراغت ہے یعنی اب نماز ختم ہوگئی۔

﴿حدیث نمبر 149/1293﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة بن أيوب عن الحسين بن عثمان عن الحلبي قال قال أبو عبد الله عليه السلام: كلما ذكرت الله عزوجل به والنبي صلى الله عليه وآله فهو من الصلاة وإن قلت: السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين فقد انصرفت.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب تم اللہ اور اُس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کرتے ہو تو یہ نماز میں سے ہے، یعنی نماز کا حصہ ہے اور اگر تم کہتے ہو السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين تو تم نماز سے فارغ ہوگئے ہو۔

﴿حدیث نمبر 150/1294﴾ احمد بن محمد عن عثمان بن عيسى عن سماعة عن أبي

عبد الله عليه السلام قال: إذا انصرفت عن الصلاة فانصرف عن يمينك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب نماز سے فارغ ہوجاؤ تو دائیں جانب مڑ جاؤ۔

﴿حدیث نمبر 151/1295﴾ محمد بن علي بن محبوب عن علي بن محمد عن القاسم ابن محمد عن سليمان بن داود عن النعمان بن عبد السلام عن أبي حنيفة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن البكاء في الصلاة أيقطع الصلاة؟ قال: ان بكى لذكر جنة أو نار فذلك هو أفضل الأعمال في الصلاة، وإن كان ذكر ميتاله فصلاته فاسدة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا نماز میں رونے سے نماز ٹوٹ (باطل) ہوجاتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر رونا جنّت کو یا جہنم کو یاد کرکے ہے تو یہ نماز میں سب سے افضل عمل ہے اور اگر اپنے مُردے کو یاد کرکے روتا ہے تو یہ نماز باطل کردے گا۔

﴿حدیث نمبر 152/1296﴾ أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن التسليم ما هو؟ فقال: هو إذن.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے تسلیم (سلام) کے بارے میں سوال کیا کہ یہ کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: (نماز ختم کرنے کا) اذن ہے۔

﴿حدیث نمبر 153/1297﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن أحمد عن العمركي عن علي بن جعفر عليه السلام قال: رأيت اخوتي موسى واسحاق ومحمدا بني جعفر عليه السلام يسلمون في الصلاة عن اليمين والشمال السلام عليكم ورحمة الله السلام عليكم ورحمة الله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائیوں موسیٰ،

اسحاق ومحمد جو اولادِ جعفر ہیں ان کو دیکھا ہے کہ وہ نماز میں سلام دائیں و بائیں پھرتے ہوئے کہتے تھے: السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔

﴿حدیث نمبر 154/1298﴾ عنه عن يعقوب بن يزيد عن ابن أبي عمير عن عمر ابن اذينة عن الفضيل وزرارة ومحمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا فرغ رجل من الشهادتين فقد مضت صلاته فان كان مستعجلا فى أمر يخاف أن يفوته فسلم وانصرف اجزأه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ تشہد میں دونوں شہادتوں سے فارغ ہوجائے تو اس کی نماز پوری ہوگئی ہے۔ اگر اسے کسی کام کی جلدی ہو تو کہیں وہ ضائع نہ ہوجائے تو وہ سلام پڑھے اور چلا جائے، اس کے لیے کافی ہے۔

﴿حدیث نمبر 155/1299﴾ أحمد بن محمد عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام فى الرجل يكون خلف الامام فيطيل الامام التشهد قال: يسلم من خلفه ويمضى فى حاجته ان أحب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک بندہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہے اور امام تشہد کو لمبا کر دیتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سلام پڑھے۔ اگر چاہتا ہے تو اپنے کام کو چلا جائے۔

﴿حدیث نمبر 156/1300﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن صفوان عن عبد الله بن بكير عن زرارة قال: قلت لابي عبد الله عليه السلام الرجل يحدث بعدما يرفع رأسه من السجود الاخير فقال: تمت صلاته وإنما التشهد سنة فى الصلاة فيتوضأ ويجلس مكانه أو مكانا نظيفا فيتشهد. قال محمد بن الحسن: يحتمل أن يكون إنما سأل عمن أحدث بعد الشهادتين وإن لم يستوف باقى تشهده فلاجل ذلك قال: تمت صلاته، ولو كان قبل ذلك لكان يجب عليه اعادة الصلاة على ما بيناه، وأما قوله: وإنما التشهد سنة معناه ما زاد على الشهادتين على ما بيناه فيما مضى ويكون

https://www.shiabookspdf.com

ما أمره به من اعادته بعد أن يتوضأ محمولا على الاستحباب. فأما ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک بندے نے آخری سجدے سے سر اُٹھایا ہے اور اس سے حدث صادر ہوگیا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز پوری تمام ہے، تشہد نماز میں فقط سنت ہے۔ پس وہ وضو کرے اور اسی مقام پر یا کسی دوسرے پاک مقام پر بیٹھے اور تشہد پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت میں یہ احتمال ہے کہ یہ سوال اس بندے کے بارے میں کیا ہو کہ جس سے شہادتین کے بعد اور بقیہ تشہد پورا کرنے سے قبل حدث صادر ہوا ہو۔ اسی وجہ سے امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی نماز پوری ہے کیونکہ اگر شہادتین سے قبل حدث صادر ہو تو پر نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور امام علیہ السلام کا یہ فرمان کہ تشہد نماز میں فقط سنت ہے اس سے مراد شہادتین کے بعد اضافہ وہ سنت ہے جیسا کہ بیان ہو چکا ہے اور پھر آپؑ کا حکم دینا کہ وہ وضو کرے اور بعد میں تشہد کو پڑھے تو استحباب پر حمل کیا جائے گا۔

﴿حديث نمبر 157/1301﴾ سعد عن أبي جعفر عن أبيه عن محمد بن عيسى والحسين ابن سعيد ومحمد بن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام في الرجل يحدث بعد أن يرفع رأسه في السجدة الاخيرة وقبل أن يتشهد قال: ينصرف فيتوضأ فان شاء رجع الى المسجد وان شاء ففي بيته وإن شاء حيث شاء قعد فتشهد ثم يسلم، وإن كان الحدث بعد الشهادتين فقد مضت صلاته. فالوجه في هذا الخبر ان نحمله على من دخل في صلاته بتيمم ثم أحدث ناسيا قبل الشهادتين فانه يتوضأ إذا كان قد وجد الماء ويتمم الصلاة بالشهادتين وليس عليه اعادتها كما أن عليه اتمامها لو أحدث قبل ذلك على ما بيناه في كتاب الطهارة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جنابِ زرارہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے کہا گیا: ایک بندہ نے آخری سجدے سے سر اُٹھایا ہے۔ تشہد پڑھنے سے قبل اس کو حدث صادر ہوگیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز سے نکلے دوبارہ وضو کرے۔ اگر چاہے تو مسجد واپس آئے اور چاہے اپنے گھر یا جس

جگہ چاہے بیٹھ جائے پھر تشہد پڑھے اور سلام پڑھے۔

اور اگر حدث شہادتین کے بعد صادر ہوا ہے تو پھر اس کی نماز پوری ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس روایت میں یہ احتمال ہے کہ ہم حمل کریں اس بندے پر جو تیمم کرکے نماز میں داخل ہوا ہے۔ پھر شہادتین پڑھنے سے قبل بھول کر حدث صادر کر بیٹھا ہے وہ اگر اسے پانی میسر ہے تو وضو کرے، نہیں تو تیمم کرے اور نماز کو کامل کرے۔ اس پر نماز کا اعادہ واجب نہیں اور اگر شہادتین سے قبل اس سے حدث صادر ہوا ہے جیسا کہ کتاب طہارت میں ہم بیان کرچکے ہیں تو پھر وہ نماز کا اعادہ کرے گا۔

﴿حدیث نمبر 158/1302﴾ سعد بن عبد الله عن موسى بن الحسن عن السندي ابن محمد عن العلا بن رزين عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل يأخذه الرعاف أو القيئ في الصلاة كيف يصنع؛ قال: ينفتل فيغسل انفه ويعود في الصلاة فإن تكلم فليعد الصلاة.

جناب الشیخ رضی اللہ عنہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندے کو نماز کے دوران نکسیر پھوٹ پڑے یا قے آجائے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا کہ وہ نماز سے ہٹ جائے اور اپنے ناک کو پاک کرے اور واپس نماز میں آجائے اور اگر اس نے اس دوران بات کی ہے تو پھر نماز کو دوبارہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 159/1303﴾ محمد بن علي بن محبوب عن علي بن خالد عن أحمد ابن الحسن بن علي بن فضال عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إن نسي الرجل التشهد في الصلاة فذكر انه قال: بسم الله فقط فقد جازت صلاته، و إن لم يذكر شيئًا من التشهد اعاد الصلاة. قال محمد بن الحسن: الوجه في هذا الخبر انه إذا ذكر انه قال: بسم الله فقد تمت صلاته ويتمم الشهادتين على جهة القضاء ولا يعيد الصلاة، وإذا لم يذكر شيئًا من التشهد اعاد الصلاة إذا كان تركه له متعمدا، وليس في الخبر أنه إذا لم يذكره ناسيا أو متعمدا، ولو تركه ناسيا ثم ذكر كان يجب عليه قضاء التشهد على ما بيناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر بندہ نماز میں تشہد بھول جائے اور پھر اسے یاد آجائے کہ اس نے اتنا کہا تھا: بسم اللہ فقط تو اس کی نماز درست و جائز ہے اور اگر اس کو تشہد کی کوئی چیز یاد نہ آئے تو پھر وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کی یہ وجہ ہے کہ اس میں ذکر ہوا ہے کہ اگر اس کو یاد آجائے کہ اس نے فقط بسم اللہ کہا تھا۔ اس کی نماز کامل ہے۔ وہ پھر شہادتین کی قضا کرے گا اور نماز کا اعادہ نہیں کرے گا۔

اور اگر اسے تشہد میں سے کوئی چیز یاد نہ آئے تو وہ نماز کا اعادہ کرے گا۔ نماز کا اعادہ اس صورت میں جب اس نے عمداً تشہد کو ترک کیا ہو۔ روایت میں یہ ذکر نہیں ہوا ہے کہ اس کو یاد نہ ہو، بھول کر یا عمداً۔

اگر اس نے بھول کر تشہد ترک کیا ہے تو اس پر واجب ہے کہ تشہد کی قضا کرے جیسا کہ ہم نے اس کو بیان کردیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 160/1304﴾ محمد بن علی بن محبوب عن الحسن بن علی الكوفی عن الحسن بن علی بن فضال عن غالب بن عثمان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي المكتوبة فتنقضي صلاته ويتشهد ثم ينام قبل أن يسلم قال: قد تمت صلاته وان كان رعافا غسله ثم رجع فسلم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب غالب بن عثمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو واجب نماز پڑھ رہا ہے۔ اس نے نماز کو پورا کرلیا ہے۔ آخری تشہد پڑھ لیا ہے اور سلام پڑھنے سے قبل سو گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز کامل و پوری ہے اور وہ دوبارہ وضو کرے اور نماز کا سلام پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 161/1305﴾ أحمد بن محمد عن ابن أبي عمير عن سعد بن بكر عن حبيب الخثعمي عن أبي جعفر عليه السلام قال سمعته يقول: إذا جلس الرجل للتشهد فحمد الله أجزأه. قال محمد بن الحسن: الوجه في هذا الخبر التقية لانه مذهب العامة ونحن قد بينا وجوب الشهادتين والصلاة على محمد وآله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حبیب الخثعمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ تشہد کے لیے بیٹھ جائے تو پھر الحمدللہ کہہ دے تو یہ ہی اس کے لیے مجزی وکافی ہے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت تقیہ پر حمل ہوگی کیونکہ یہ عامہ کا مذہب ہے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ شہادتین اور رسولؐ خدا اور ان کی آلؑ پر درود واجب ہے۔

{حدیث نمبر 162/1306} الحسین بن سعید عن فضالة عن أبان بن عثمان عن زرارة عن أبي جعفر علیه السلام قال: سألته عن الرجل یصلي ثم یجلس فیحدث قبل ان یسلم قال: قد تمت صلاته، وان کان مع امام فوجد في بطنه اذی فسلم في نفسه وقام فقد تمت صلاته. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر یدل علی ان التسلیم لیس بفرض لانه لو کان فرضا لکان یجب علیه اعادة الصلاة. فأما ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہے۔ پھر تشہد میں بیٹھ گیا ہے تو سلام پڑھنے سے قبل اس سے حدث صادر ہوگیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز پوری ہے اور اگر وہ امام جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہے اور اس کے شکم میں اذیت ہوگئی ہے اور وہ امام سے قبل سلام پڑھ کر کھڑا ہوگیا ہے۔ پس اس کی نماز پوری ہے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ سلام فرض نہیں ہے کیونکہ اگر سلام واجب وفرض ہوتا تو اس پر نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہوتا۔

{حدیث نمبر 163/1307} الحسین بن سعید عن عثمان بن عیسی عن سماعة عن أبي بصیر قال: سمعت أبا عبد الله علیه السلام یقول: في رجل صلی الصبح فلما جلس في الرکعتین قبل ان یتشهد رعف قال: فلیخرج فلیغسل أنفه ثم لیرجع فلیتم صلاته فان آخر الصلاة التسلیم. قوله علیه السلام: آخر الصلاة التسلیم محمول علی الافضل، واما اتمام الصلاة فلا بد منه لان من اتمامها الاتیان بالشهادتین علی

ما بيناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے ایک بندے کے بارے میں فرمایا جو نمازِ فجر پڑھتا ہے۔ پس جب وہ دوسری رکعت کے تشہد میں بیٹھتا ہے تو تشہد پڑھنے سے قبل اس کو نکسیر آ گئی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز سے نکلے اور ناک کو دھوئے۔ پھر واپس آئے۔ پھر نماز کو مکمل کرے کیونکہ نماز کا آخر سلام ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس روایت کو اس پر حمل کیا جائے کہ افضل ہے۔ بہر حال نماز کی تکمیل اس سے یقیناً ہو چکی ہے کیونکہ نماز کی تکمیل شہادتین پڑھنا ہے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے اور وہ بندہ کر چکا ہے۔

تعقیباتِ نماز

﴿حدیث نمبر 164/1308﴾ أحمد بن محمد عن العباس عن علي بن مهزيار عن أبي داود المسترق عن هشام قال قلت لأبي عبد الله عليه السلام: اني اخرج في الحاجة وأحب ان أكون معقبا فقال: إن كنت على وضوء فانت معقب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں نماز کے بعد کسی ضروری کام کے لیے نکلتا ہوں اور میں پسند کرتا ہوں کہ میں تعقیبات میں رہوں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تو باوضو ہے تو تُو تعقیبات میں ہے۔

﴿حدیث نمبر 165/1309﴾ محمد بن علي بن محبوب عن موسى بن عمر عن معمر ابن خلاد قال: ارسل إلي أبو الحسن الرضا عليه السلام في حاجة فدخلت عليه فقال: انصرف فإذا كان غدا فتعال ولا تجئ إلا بعد طلوع الشمس فاني أنام إذا صليت الفجر. قال محمد بن الحسن: هذه الرواية وردت رخصة والافضل ان لا ينام الانسان بعد الفجر الى طلوع الشمس، ويجوز أن يكون عليه السلام إنما نام لعذر كان به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معمر بن خلاد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام نے کسی کام کی وجہ سے پیغام بھیجا تو میں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: اب واپس چلے جاؤ اور کل

آتا اور طلوعِ آفتاب کے بعد آتا کیونکہ میں نمازِ فجر پڑھنے کے بعد سوتا ہوں۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نمازِ فجر کے بعد سونا جائز ہے تو یہ رخصت پر دلالت کرتی ہے ورنہ افضل وہی ہے کہ انسان نمازِ فجر کے بعد طلوع الشمس تک نہ سوئے اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام کا سونا کسی عذر کی وجہ سے ہو۔

{حدیث نمبر 166/1310} محمد بن علي بن محبوب عن احمد عن أبيه عن عبد الله ابن المغيرة عن السكوني عن أبي عبد الله عليه السلام عن أبيه عن الحسن بن علي عليهم السلام انه قال: من صلى فجلس في مصلاه الى طلوع الشمس كان له سترا من النار.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب السکونی سے نقل کیا ہے انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے امام الحسن بن علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نمازِ فجر پڑھنے کے بعد مصلّی پر ہی بیٹھا رہے (یعنی تعقیبات کے لیے) تو یہ اس کے لیے جہنم کے لیے پردہ ہو جائے گا۔

{حدیث نمبر 167/1311} عنه عن محمد بن الحسين عن عبد الرحمن بن أبي هاشم عن سالم بن أبي خديجة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سأله رجل وأنا اسمع فقال: إني اصلي الفجر ثم اذكر الله بكل ما أريد أن أذكره مما يجب علي فأريد أن أضع جنبي فانام قبل طلوع الشمس فاكره ذلك فقال: ولم؟ قال: اكره ان تطلع الشمس من غير مطلعها قال: ليس بذلك خفاء انظر من حيث يطلع الفجر فمن ثم تطلع الشمس وليس عليك من حرج ان تنام إذا كنت قد ذكرت الله عز وجل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سالم بن ابی خدیجہ سے نقل کیا ہے اور اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں سن رہا تھا کہ ایک بندے نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ میں نمازِ فجر پڑھتا ہوں اور اس کے بعد میں اللہ کا ذکر کرتا ہوں۔ جتنا میں چاہتا ہوں کہ میں اس کو یاد کروں کہ جو مجھ پر واجب ہے۔ پھر میں اپنا پہلو زمین پر رکھتا ہوں اور طلوعِ آفتاب سے قبل مجھے نیند آجاتی ہے اگرچہ میں اس وقت سونا پسند نہیں کرتا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا: کیوں پسند نہیں کرتے؟

اس نے عرض کیا: میں پسند نہیں کرتا کہ سورج کسی دوسری جگہ سے طلوع نہ کرے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ تحقیق نہیں دیکھو جس جگہ سے طلوعِ فجر ہوئی ہے اسی جگہ سے طلوعِ آفتاب ہوگا اور طلوعِ آفتاب سے قبل تیرے لیے سونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر چکا ہے۔

﴿حدیث نمبر 168/1312﴾ محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن الحسین عن محمد ابن سنان عن عمار بن مروان عن المنخل بن جمیل عن جابر عن أبي جعفر علیه السلام قال: إذا انحرفت عن صلاة مكتوبة فلا تنحرف إلا بانصراف لعن بني امية.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب نماز واجب پڑھ لو تو اپنی جگہ کو اس وقت تک نہ چھوڑو جب تک بنوامیہ پر لعنت نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 169/1313﴾ محمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن محمد بن اسماعیل ابن بزیع عن الحسین بن ثویر وأبي سلمة السراج قالا: سمعنا أبا عبد الله علیه السلام وهو يلعن في دبر كل مكتوبة أربعة من الرجال وأربعا من النساء التيمي والعدوي وفعلان ومعاوية ويسميهم وفلانة وفلانة وهند وام الحكم اخت معاوية.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ثویر اور ابوسلمہ سے سنا کہ آپؑ ہر نماز واجب کے بعد چار مردوں اور چار عورتوں پر لعنت کرتے تھے......

﴿حدیث نمبر 170/1314﴾ أحمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن النضر بن سوید عن هشام بن سالم عن سلیمان بن خالد قال قال أبو عبد الله علیه السلام: إذا انصرف الامام فلا يصلي في مقامه ركعتين حتى ينحرف عن مقامه ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب امام اپنی جگہ چھوڑ دے۔ پھر اپنے مقام پر دو رکعت نماز نہ پڑھے یہاں تک کہ وہ اپنے اس مقام سے منحرف ہوجائے۔

نماز کے بعد ہاتھ بلند کر کے دُعا کرنا

﴿حدیث نمبر 171/1315﴾ أحمد بن أبي عبد الله عن القاسم بن یحیی عن جده

الحسن بن راشد عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام عن آبائه عليهم السلام ان أمير المؤمنين عليه السلام قال: إذا فرغ أحدكم من الصلاة فليرفع يديه الى السماء ولينصب في الدعاء فقال ابن سبأ: يا أمير المؤمنين أليس الله في كل مكان؟ فقال: بلى قال فلم يرفع يديه الى السماء؟ قال: أما تقرأ في القرآن (وفي السماء رزقكم وما توعدون) فمن أين يطلب الرزق إلا من موضعه، وموضع الرزق وما وعد الله السماء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور اپنے اجدادؑ کے ذریعے امیر المومنین علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز سے فارغ ہوجائے تو پھر اس کو چاہیے کہ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرے تاکہ دُعا کرے۔

ابن سبا نے عرض کیا: اے امیر المومنینؑ! کیا اللہ ہر جگہ نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کیوں نہیں؟

اس نے عرض کیا: پھر ہاتھ آسمان کی طرف کیوں؟

آپؑ نے فرمایا: کیا تُو نے قرآن نہیں پڑھا۔ اللہ قرآن میں فرماتا ہے: وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ﴿۲۲﴾ (سورۃ ذاریات: آیت ۲۲) پھر رزق طلب نہیں کیا جائے گا مگر وہاں سے جو اس کا مقام ہے۔ اور جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے اس کا محل و مقام آسمان ہے۔

﴿حدیث نمبر 172/1316﴾ أحمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن معاوية بن وهب عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كان رسول الله صلى الله عليه وآله يجعل العنزة بين يديه إذا صلى.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھتے تھے تو اپنا عصا اپنے آگے رکھ لیتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 173/1317﴾ الحسين بن سعيد عن ابن سنان عن ابن مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله قال: كان طول رحل رسول الله صلى الله عليه وآله ذراعا، وكان إذا صلى وضعه بين يديه يستتر به ممن يمر بين يديه. قال محمد بن الحسن: هذه

الاخبار محمولة على الاستحباب لا ان من لم يفعله فسدت صلاته. والذي يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کجاوہ ایک ذراع لمبا تھا اور آپؐ جب نماز پڑھتے تھے تو اس کو اپنے سامنے رکھ لیتے تھے تا کہ ان کے اور چلنے والے کے درمیان پردہ ہو جائے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان اخبار کو استحباب پر حمل کیا جائے گا کہ مستحب ہے۔ یہ مراد نہیں کہ جو ایسا نہ کرے گا اس کی نماز فاسد و باطل ہو جائے گی اور اس پر دلیل ذیل کی روایت ہے۔

﴿حدیث نمبر 174/1318﴾ أحمد بن محمد عن عثمان بن عيسى عن ابن مسكان عن ابن أبي يعفور قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل هل يقطع صلاته شئ مما يمر به؛ فقال: لا يقطع صلاة المسلم شئ ولكن ادرؤا ما استطعتم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ نماز گزار کے آگے سے کوئی چیز گزر جائے تو کیا اس کی نماز باطل ہو جاتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں توڑ سکتی لیکن جہاں تک ہو سکے اس سے پرہیز کیا جائے۔

﴿حدیث نمبر 175/1319﴾ وروى ابن مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا يقطع الصلاة شئ كلب ولا حمار ولا امرأة ولكن استتروا بشئ فأن كان بين يديك قدر ذراع رافع من الارض فقد استترت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: نماز کو کوئی چیز نہیں قطع کرتی نہ کتا نہ گدھا اور نہ ہی عورت کے گزرنے سے۔ لیکن کسی چیز سے پردہ کر لیا کرو۔ پس اگر تمھارے سامنے ایک ہاتھ کے برابر زمین سے بلند کوئی چیز ہو تو اس سے تمھارا پردہ ہو جائے گا۔

﴿حدیث نمبر 176/1320﴾ أحمد بن محمد عن أبيه عن عبد الله بن المغيرة عن غياث عن أبي عبد الله عليه السلام ان النبي صلى الله عليه وآله وضع قلنسوة وصلى إليها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب غیاث سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

آپؑ نے فرمایا: رسول خدا ﷺ ٹوپی رکھتے اور اس کی طرف نماز پڑھتے تھے (یعنی سامنے ٹوپی رکھ لیتے تھے)۔

﴿حدیث نمبر 177/1321﴾ محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن الحسین عن عمرو ابن خالد عن سفیان بن خالد عن أبی عبد الله علیه السلام انه كان یصلی ذات یوم إذ مر رجل قدامه وابنه موسی علیه السلام جالس فلما انصرف قال له ابنه: یا أبه ما رأیت الرجل مر قدامك؛ فقال: یا بنی ان الذی أصلی له اقرب إلی من الذی مر قدامی.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سفیان بن خالد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے اور آپؑ کے سامنے سے ایک مرد گزر گیا۔ آپؑ کے فرزند امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام بیٹھے ہوئے تھے۔ جب آپؑ نے نماز تمام کی تو انھوں نے عرض کیا: اے بابا جانؑ! میں نے دیکھا ہے کہ آپؑ کے سامنے سے بندہ گزر گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اے میرے بیٹے! جس کی میں نماز پڑھ رہا تھا وہ اس گزرنے والے سے زیادہ میرے قریب ہے۔

﴿حدیث نمبر 178/1322﴾ علی بن إبراهیم عن أبیه عن ابن أبی عمیر عن حماد عن الحلبی عن أبی عبد الله علیه السلام قال: سألته عن الرجل أیقطع صلاته شیء مما یمر به بین یدیه؛ فقال: لا یقطع صلاة المسلم شیء ولكن ادرأ ما استطعت، قال: وسألته عن رجل رعف ولم یرق رعافه حتی دخل وقت الصلاة قال: یحشو انفه بشیء ثم یصلی ولا یطیل ان خشی ان یسبقه الدم، قال وقال: إذا التفت فی صلاة مكتوبة من غیر فراغ فاعد الصلاة إذا كان الالتفات فاحشا، وإن كنت قد تشهدت فلا تعد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: اگر بندے کے آگے سے کوئی چیز گزر جائے تو کیا اس کی نماز ٹوٹ جائے گی (باطل ہوجائے گی)؟

آپؑ نے فرمایا: مسلمان کی نماز کو کوئی چیز نہیں باطل کرسکتی لیکن جہاں تک ہوسکے اس سے پرہیز کیا جائے۔

راوی: میں نے پھر سوال کیا: اگر کسی بندے کی نکسیر پھوٹ پڑے اور وہ بند نہ ہو اور نماز کا وقت داخل ہوجائے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی ناک میں کوئی چیز ٹھونس لے۔ پھر نماز پڑھے اور اگر خون کے بہنے کا خوف ہو تو نماز کو لمبا نہ کرے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اگر تم نماز واجب میں نماز سے فارغ ہونے سے قبل دوسری طرف التفات کرو یعنی مڑ جائے۔ اگر تمہارا یہ التفات فاحش واضح ہو تو پھر نماز کا اعادہ کرو اور یہ التفاتِ تشہد پڑھنے کے بعد ہو تو پھر تم نماز کو دوبارہ نہ پڑھو۔

{حدیث نمبر 179/1323} الحسين بن محمد عن عبد الله بن عامر عن علي بن مهزيار عن فضالة عن العلا عن محمد بن مسلم قال سألت أبا جعفر عليه السلام: عن الرجل يأخذه الرعاف والقيء في الصلاة كيف يصنع؛ قال: ينفتل فيغسل انفه ويعود في صلاته وان تكلم فليعد صلاته وليس عليه وضوء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے سوال کیا: اگر بندے کی نماز میں نکسیر پھوٹ پڑے یا وہ قے کر دے تو وہ پھر کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ آرام سے جا کر ناک کو دھولے اور نماز میں واپس آجائے اور اگر اس نے کوئی کلام کی ہے تو پھر نماز کا اعادہ کرے۔

نماز میں قہقہہ لگا کر ہنسنا

{حدیث نمبر 180/1324} علي بن ابراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن جميل ابن دراج عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: القهقهة لا تنقض الوضوء، ولكن تنقض الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جنابِ زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: قہقہہ لگانے سے وضو باطل نہیں ہوتا لیکن نماز باطل ہو جاتی ہے۔

{حدیث نمبر 181/1325} الحسين بن سعيد عن الحسن عن أخيه عن زرعة عن سماعة قال: سألته عن الضحك هل يقطع الصلاة؛ قال: أما التبسم فلا يقطع الصلاة، وأما القهقهة فهي تقطع الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے سوال کیا: کیا ہنسنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: مسکرانے سے نماز باطل نہیں ہوتی لیکن قہقہہ لگا کر ہنسنا یہ نماز کو باطل کر دیتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 182/1326﴾ محمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن صفوان عن عبد الله بن الحجاج قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن الرجل يصيبه الغمز في بطنه وهو يستطيع أن يصبر عليه أيصلي على تلك الحال أو لا يصلي؟ قال فقال: إن احتمل الصبر ولم يخف اعجالا عن الصلاة فليصل وليصبر.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن الحجاج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا کہ اگر نماز کے دوران بندے کے شکم میں مروڑ پڑ جائے اور وہ صبر کرنے کی طاقت رکھتا ہے تو کیا وہ اسی حالت میں نماز پڑھتا رہے یا نماز کو ترک کر دے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر صبر کر سکتا ہے اور نماز کو جلدی جلدی کرنے کا خوف نہیں تو صبر کرے اور نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 183/1327﴾ علي بن إبراهيم عن محمد بن عيسى عن يونس عن العلا عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليه السلام في الرجل يمس انفه في الصلاة فيرى دما كيف يصنع أينصرف؟ فقال: ان كان يابسا فليرم به ولا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن علی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے اس بندے کے بارے میں جو نماز پڑھ رہا ہے اور اس نے دوران نماز ناک کو ہاتھ لگایا تو اس کو خون نظر آیا ہے تو وہ کیا کرے؟ کیا وہ نماز کو ترک کر دے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ خون خشک ہے تو اس کو پھینک دے کوئی حرج نہیں (یعنی نماز ٹھیک ہے جاری رکھے)۔

﴿حدیث نمبر 184/1328﴾ علي عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام انه سئل عن الرجل يريد الحاجة وهو في الصلاة فقال: يومي برأسه ويشير بيده، والمرأة إذا أرادت الحاجة وهي تصلي تصفق بيدها، قال: وسألته عن رجل يتثأب في الصلاة ويتمطى قال: هو من الشيطان ولن يملكه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندے کی کوئی ضروری حاجت و کام ہے اور وہ نماز پڑھ رہا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ سر سے اشارہ کرے یا ہاتھ سے اشارہ کرے اور اگر عورت کسی حاجت کی طرف متوجہ کرنا چاہتی ہے اور وہ نماز پڑھ رہی ہے تو وہ دوران نماز ہاتھوں سے تالی مارے۔

پھر میں نے آپؑ سے سوال کیا: اگر بندہ نماز کے دوران جمائی لے یا انگڑائی لے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ شیطان کی طرف سے ہے لیکن اس پر قابو بھی نہیں پایا جاسکتا۔

﴿حدیث نمبر 185/1329﴾ أحمد بن محمد عن ابن أبي نصر عن أبي الوليد قال: كنت جالسا عند أبي عبد الله عليه السلام فسأله ناجية أبو حبيب فقال له: جعلني الله فداك ان لي رحى اطحن فيها فربما قمت في ساعة من الليل فاعرف من الرحى ان الغلام قد نام فأضرب الحائط لاوقظه فقال: نعم انت في طاعة الله عز وجل تطلب رزقه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالولید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپؑ سے ابوحبیب ناجیہ نے آپؑ سے سوال کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہوجاؤں میری چکی ہے جس میں آٹا پیستا ہوتا ہوں۔ بعض اوقات میں رات کے وقت میں نماز میں ہوتا ہوں اور چکی کے بند ہونے سے مجھے معلوم ہوجاتا ہے کہ میرا غلام سو گیا ہے۔ پس میں اس کو بیدار کرنے کی خاطر دیوار پر ہاتھ مارتا ہوں کیا یہ میرے لیے جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، تو خدا کی اطاعت میں ہے اور اس کا رزق طلب کر رہا ہے۔

﴿حدیث نمبر 186/1330﴾ علي عن أبيه عن حماد بن عيسى عن بعض أصحابه عن أبي عبد الله عليه السلام انه قال: كلما كلمت الله به في صلاة الفريضة فلا بأس وليس بكلام.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عیسیٰ سے اور انھوں نے اپنے بعض ساتھیوں سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز واجب میں جو کلام بھی اللہ سے کیا جائے (یعنی دُعا کی جائے) اس سے کوئی حرج نہیں وہ کلام نہیں ہے (بلکہ وہ ذکر ہے)۔

﴿حدیث نمبر 187/1331﴾ علي بن مهزيار عن فضالة عن أبان عن سلمة عن أبي

حفص عن أبي عبد الله عليه السلام ان عليا عليه السلام كان يقول: لا يقطع الصلاة الرعاف ولا الدم ولا القئ فمن وجد أذى فليأخذ بيد رجل من القوم من الصف فليقدمه، يعني إذا كان اماما.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوحفص سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام فرماتے تھے کہ نکسیر اور خون اور قے ان میں سے کوئی بھی نماز کو باطل نہیں کرتا اور اگر امام جماعت کو ان میں سے کوئی ایک چیز عارض ہوجائے اور وہ اس سے اذیت محسوس کرے تو جماعت کے افراد میں سے کسی کا ہاتھ پکڑ کر اس کو آگے کرے اور خود نماز کو چھوڑ کر چلا جائے۔

﴿حدیث نمبر 188/1332﴾ أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن داود الخندقي عن أبي بصير قال قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا قمت في الصلاة فاعلم انك بين يدي الله فان كنت لا تراه فاعلم انه يراك فاقبل قبل صلاتك ولا تمتخط ولا تبزق ولا تنقض أصابعك ولا تورك فان قوما قد عذبوا بنقض الاصابع والتورك في الصلاة، فإذا رفعت رأسك من الركوع فأقم صلبك حتى ترجع مفاصلك، وإذا سجدت فافعل مثل ذلك، وإذا كنت في الركعة الاولى والثانية فرفعت رأسك من السجود فاستتم جالسا حتى ترجع مفاصلك فإذا نهضت فقل بحول الله وقوته أقوم وأقعد، فان عليا عليه السلام هكذا كان يفعل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو تو یہ جان لے کہ تو اللہ کے سامنے کھڑا ہے اگرچہ تو اس کو نہیں دیکھ رہا۔ یہ جان لے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اپنی نماز سے پہلے اپنے آپ کو اس کی طرف متوجہ کرو اور پوری طرح اس کی بارگاہ میں توجہ کرو، انگڑائیاں نہ لو اور نہ تھوکو اور نہ ہی انگلیوں سے آواز نکالو اور سرین کے کسی سے سہارا نہ لو۔

تحقیق ایک قوم کو نماز میں انگلیوں سے آواز نکالنے اور سرین کے ذریعے سہارا لینے کی وجہ سے عذاب ہوا تھا۔
پس جب تم رکوع سے سر اُٹھاؤ تو اپنی کمر کو سیدھا کرو تا کہ جوڑ اپنی جگہ چلے جائیں اور جب سجدے سے سر اُٹھاؤ تب بھی ایسا ہی کرو۔ اور جب پہلی رکعت اور دوسری رکعت کے سجدہ سے سر اُٹھاؤ تو سیدھے ہو کر بیٹھ جاؤ تا کہ جوڑ اپنی جگہ

https://www.shiabooks.pdf.com

چلے جائیں اور جب کھڑے ہونے لگو تو یوں کہو: بحول الله وقوته واقوم واقعد۔ تحقیق حضرت علی علیہ السلام بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔

{حدیث نمبر 189/1333} عنه عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن أبي بكر الحضرمي عن أبيه عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ان رسول الله صلى الله عليه وآله قال: لا تصل وأنت تجد شيئاً من الاخبثين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبکر الحضرمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب تم دو خباثتوں میں سے ایک کو پاؤ تو نماز نہ پڑھو (یعنی پیشاب کا زور ہو یا پاخانے کا تو نماز نہ پڑھو، پہلے ان سے فارغ ہو جاؤ پھر نماز پڑھو)۔

{حدیث نمبر 190/1334} عنه عن محمد بن يحيى عن غياث بن ابراهيم عن جعفر عن أبيه عن علي عليه السلام قال: لا تجاوز بطرفك في الصلاة موضع سجودك. وقال: لا يصلي الرجل محلول الازرار إذا لم يكن عليه ازار. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر محمول علي الاستحباب، والذي يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب غیاث بن ابراہیم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز میں اپنی نظر کو سجدہ گاہ سے آگے نہ جانے دو اور جب تمھارے پاس اور چادر نہ ہو تو پھر کھلے بٹن نماز نہ پڑھو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو استحباب پر حمل کیا جائے گا اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 191/1335} أحمد بن محمد عن الحسن بن علي بن فضال عن رجل قال قلت: لابي عبد الله عليه السلام ان الناس يقولون: ان الرجل إذا صلى وازراره محلولة ويداه داخلة في القميص إنما يصلي عرياناً قال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن فضال سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک بندے سے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: لوگ کہتے ہیں کہ جب بندہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے بٹن کھلے

ہوئے ہیں اور اس کے دونوں ہاتھ قمیص کے اندر داخل کیے ہوئے ہیں تو گویا وہ ننگا نماز پڑھ رہا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: اس طرح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 192/1336﴾ عنه عن ابن أبي عمير قال: سمعت عبد الرحمن بن الحجاج يقول: رأيت أبا عبد الملك القمي يسأل أبا عبد الله عليه السلام عن ادخال يده في الثوب في الصلاة في السجود قال: ان شئت فعلت ليس من هذا أخاف عليكم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبدالرحمٰن بن الحجاج سے سنا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ابوعبدالملک القمی کو دیکھا کہ وہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کر رہا تھا کہ نماز میں سجود میں ہاتھوں کو کپڑے کے اندر داخل کرنے کے بارے میں۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو کرو یہ ان میں سے نہیں جس کے بارے میں مجھے تم سے خوف ہے۔

﴿حدیث نمبر 193/1337﴾ أحمد بن محمد عن علي بن مهزيار قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن الرجل يتكلم في صلاة الفريضة بكل شيء يناجي ربه؟ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن مہزیار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر سے سوال کیا: کیا بندہ نماز واجب میں ہر چیز کے بارے میں اللہ سے مناجات کر سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 194/1338﴾ عنه عن بكر بن محمد الازدي عن أبان بن عثمان عن الحلبي قال قلت: لابي عبد الله عليه السلام أسمي الائمة عليهم السلام في الصلاة؟ قال: اجملهم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: کیا میں نماز میں ائمہ معصومین علیہم السلام کے نام لے سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: اچھے و اجمل طریقہ سے۔

﴿حدیث نمبر 195/1339﴾ أحمد بن محمد عن موسى بن القاسم عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل هل يصلح له أن يستند

الی حائط المسجد وهو یصلی أو یضع یده علی الحائط وهو قائم من غیر مرض ولا علة فقال: لا بأس، وعن الرجل یکون فی صلاة فریضة فیقوم فی الرکعتین الاولیین هل یصلح له أن یتناول جانب المسجد فینهض یستعین به علی القیام من غیر ضعف ولا علة؛ قال: لا بأس به.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ نماز پڑھتے ہوئے مسجد کی دیوار کے ساتھ ٹیک لگا سکتا ہے؟ یا نماز میں کھڑا ہو اور بغیر کسی مرض و وجہ کے مسجد کی دیوار پر ہاتھ رکھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

پھر میں نے سوال کیا: ایک بندہ نماز میں کھڑے ہونے کے لیے بغیر کسی وجہ کے مسجد کی دیوار کا سہارا لے سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 196/1340﴾ سعد عن أحمد بن الحسن بن علی عن أبیه عن الحسین ابن الحسن بن الجهم عن الحسین بن موسی عن سعید بن یسار قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن التکاءة فی الصلاة علی الحائط یمیناً وشمالاً فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعید بن یسار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز میں مسجد کی دیوار کے ساتھ دائیں یا بائیں جانب ٹیک لگانے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 197/1341﴾ عنه عن أحمد بن محمد عن الحسن بن علی بن فضال عن عبد الله بن بکیر عن أبی عبد الله علیه السلام قال: سألته عن الرجل یصلی متوکئا علی عصا أو علی حائط فقال: لا بأس بالتوکی علی عصا والاتکاء علی الحائط.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن بکیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ نماز میں عصا پر ٹیک لگائے یا مسجد کی دیوار پر، اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: عصا پر ٹیک یا مسجد کی دیوار پر ٹیک لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 198/1342﴾ عنه عن أحمد عن الحسن بن محبوب عن علي بن الحسن ابن رباط عن محمد بن بجيل أخي علي بن بجيل قال: رأيت أبا عبد الله عليه السلام يصلي فمر به رجل وهو بين السجدتين فرماه أبو عبد الله عليه السلام بحصاة فأقبل إليه الرجل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن بجیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نماز پڑھ رہے تھے اور آپؑ دونوں سجدوں کے درمیان تھے کہ ایک بندہ آپؑ کے پاس سے گزرا تو آپؑ نے ایک کنکری اس کی طرف پھینکی تو وہ بندہ آپؑ کی طرف متوجہ ہوگیا۔

﴿حدیث نمبر 199/1343﴾ عنه عن محمد بن سنان عن أبي خالد عن أبي حمزة قال قال أبو جعفر عليه السلام: ان ادخلت يدك في أنفك وأنت تصلي فوجدت دما سائلا ليس برعاف ففته بيدك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تو نماز کے دوران اپنا ہاتھ ناک میں داخل کرے اور اس کو اس پر تازہ خون پائے تو وہ خون نکسیر کا نہیں تو اپنے ہاتھ کو صاف کرو۔

﴿حدیث نمبر 200/1344﴾ عنه عن ابن أبي نجران عن معاوية بن وهب البجلي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرعاف أينقض الوضوء؛ قال: لو ان رجلا رعف في صلاته وكان عنده ماء أو من يشير إليه بماء فينا وله فقال برأسه فغسله فليبن على صلاته ولا يقطعها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن وہب البجلی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کیا نکسیر سے وضوٹوٹ جاتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر نماز میں بندے کو نکسیر پھوٹ جائے اور اس کے پاس پانی ہو یا وہ کسی کو پانی کا اشارہ کرے اور وہ پانی پالے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنے سر کو دھوئے اور اپنی نماز کو جاری رکھے، اس کو قطع نہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 201/1345﴾ عنه عن علي بن الحكم عن إسماعيل بن عبد الخالق قال: سألته عن الرجل يكون في جماعة من القوم يصلي بهم المكتوبة فيعرض له رعاف كيف يصنع؛ قال: يخرج فإن وجد ماءا قبل أن يتكلم فليغسل الرعاف ثم ليعد فليبن على صلاته.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل بن عبدالخالق سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا تو جماعت میں لوگوں کے ساتھ نماز واجب پڑھ رہا ہے اور اس کی نکسیر پھوٹ گئی ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: نماز سے باہر آئے۔ پس اگر اس کو کوئی بات کرنے سے قبل پانی مل جائے تو نکسیر کو دھوئے۔ پھر نماز میں واپس آئے وہی سے بنا رکھے اور نماز کو پورے کرے۔

﴿حدیث نمبر 202/1346﴾ فأما ما رواه أحمد بن محمد عن الحسن بن علي بن يقطين عن أخيه الحسين بن علي بن يقطين قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن الرعاف والحجامة والقيء قال: لا ينقض هذا شيئاً من الوضوء ولكن ينقض الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بہرحال یہ روایت کہ جسے الحسین بن علی بن یقطین نے بیان کیا ہے کہ میں امام ابوالحسن علیہ السلام سے نکسیر اور قے اور حجامہ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: یہ چیزیں وضو باطل نہیں کرتی لیکن ناقض نماز ہیں۔

﴿حدیث نمبر 203/1347﴾ وما رواه أحمد بن محمد عن محمد بن سنان عن أبي خالد عن أبي حمزة عن أبي جعفر عليه السلام قال: لا يقطع الصلاة إلا رعاف وأز في البطن فبادروا بهن ما استطعتم. فالوجه في هذين الخبرين ان نحملهما على رعاف يحتاج صاحبهما الى الانصراف عن القبلة أو الى الكلام، فأما مع عدم ذلك فلا يقطع الصلاة على ما قدمناه في الاخبار المتقدمة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایسی ہی وہ روایت جسے جناب ابوحمزہ نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

آپؑ نے فرمایا: کوئی چیز نماز کو باطل نہیں کرتی مگر نکسیر یا شکم میں مروڑ۔ پس ان کے بارے میں اگر استطاعت رکھتے ہو تو جلدی کرو۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں خبروں کو اس پر حمل کریں گے کہ اگر نکسیر والے کو قبلہ سے انحراف کرنا پڑے یا کلام کرنا پڑے تو نماز باطل ہوگی ورنہ نہیں جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے۔

نماز میں سلام کا جواب دینا

﴿حدیث نمبر 204/1348﴾ أحمد بن محمد عن عثمان بن عيسى عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يسلم عليه وهو في الصلاة قال: يرد يقول سلام عليكم ولا يقول: عليكم السلام فإن رسول الله صلى الله عليه وآله كان قائما يصلي فمر به عمار بن ياسر فسلم عليه فرد عليه النبي صلى الله عليه وآله هكذا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عثمان بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو نماز پڑھ رہا ہے تو اس کو کسی نے سلام کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ یوں جواب دے گا: سلام علیکم نہ کہ وہ یہ کہے علیکم السلام۔ تحقیق رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں کھڑے تھے۔ آپؐ کے پاس سے عمار بن یاسرؓ کا گزر ہوا تو انھوں نے آپؐ کو سلام کیا تو رسولِ خدا نے اسی طرح اس کا جواب دیا۔

﴿حدیث نمبر 205/1348﴾ عنه عن محمد بن أبي عمير عن هشام بن سالم عن محمد ابن مسلم قال: دخلت على أبي جعفر عليه السلام وهو في الصلاة فقلت: السلام عليك فقال: السلام عليك قلت: كيف أصبحت؛ فسكت فلما انصرف قلت له: أيرد السلام وهو في الصلاة؛ فقال: نعم مثل ما قيل له.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں امام ابو جعفر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؑ نماز پڑھ رہے تھے۔ تو میں نے کہا: السلام علیک۔ تو آپؑ نے جواب میں بھی السلام علیک کہا۔ پھر میں نے کہا: کیف اصبحت؟ (آپؑ نے صبح کیسے کی؟)

آپؑ خاموش رہے اور کوئی جواب نہ دیا۔ پس جب آپؑ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: کیا نماز میں سلام کا جواب دیا جاسکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں جیسے اس کو کہا جائے۔

نماز میں بیوی یا کنیز کو اپنے ساتھ ملانا

{حدیث نمبر 206/1350} الحسین بن سعید عن ابن أبي عمیر عن مسمع قال سألت أبا الحسن علیه السلام: فقلت أکون أصلي فتمر بي جاریة فربما ضممتها إلي قال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب مسمع سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے عرض کیا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو میرے قریب سے میری کنیز گزری تو بعض اوقات میں اس کو پکڑ کر اپنے ساتھ ملا لیتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

{حدیث نمبر 207/1351} عنه عن أبي محمد الحجال عن أبي اسحاق عن أبي بکر الحضرمي عن أبي عبد الله علیه السلام قال: لا بأس بالنفخ في الصلاة في موضع السجود مالم یؤذ أحدا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبکر حضرمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز میں سجدہ والی جگہ پر پھونک مارنے میں کوئی حرج نہیں جب تک وہ کسی کو اذیت نہ دے۔

{حدیث نمبر 208/1352} عنه عن محمد بن سنان عن أبي خالد عن أبي حمزة قال: ان وجدت قملة وأنت في الصلاة فادفنها في الحصی.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تم نماز میں ہو اور تم جوں کو پاؤ تو اس کو کنکریوں میں دفن کردو۔

{حدیث نمبر 209/1353} عنه عن علي بن الحکم عن الحسین بن أبي العلا قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن رجل یقوم في الصلاة فیری القملة قال: فلیدفنها في الحصی فان علیا علیه السلام کان یقول: إذا رأیتها فادفنها في البطحاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن ابی العلا سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور اس نے جوں کو دیکھا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پس اس کو چاہیے کہ وہ اس کو کنکریوں میں دفن کردے۔

جناب علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب جوں کو دیکھو تو اس کو ریت میں دفن کردو۔

﴿حدیث نمبر 210/1354﴾ أحمد بن محمد عن الهيثم بن أبي مسروق النهدي عن محمد بن هيثم التميمي عن سعيد الاعرج قال قلت لابي عبد الله عليه السلام : إني أبيت وأريد الصوم فأكون في الوتر فاعطش فأكره ان اقطع الدعاء فاشرب واكره ان اصبح وأنا عطشان وامامي قلة بيني وبينها خطوتان أو ثلاثة قال: تسعى إليها وتشرب منها حاجتك وتعود في الدعاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعید الاعرج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں رات کو سوتا ہوں اور ارادہ رکھتا ہوں کہ میں صبح روزہ رکھوں گا۔ پھر میں نمازِ وتر پڑھ رہا ہوتا ہوں۔ پس مجھے پیاس لگ جاتی ہے۔ میں یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ دُعا کو چھوڑوں اور پانی پی لوں اور یہ بھی نہیں چاہتا کہ پیاسا رہو اور صبح کا روزہ رکھوں اور پیاسا رہوں۔ میرے سامنے دو یا تین قدم پر مٹکا پانی والا پڑا ہوا ہے میں کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی طرف جاؤ اور بقدر ضرورت پانی پیو اور اپنی دُعا (نماز) کی طرف پلٹ آؤ۔

﴿حدیث نمبر 211/1355﴾ عنه عن الحسن بن علي عن عمرو بن سعيد المدائني عن مصدق بن صدقة المدائني عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس ان تحمل المرأة صبيها وهي تصلي أو ترضعه وهي تتشهد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: عورت کے لیے کوئی حرج نہیں کہ نماز میں اپنے بچے کو اُٹھا یا حالت تشہد میں بچے کو دودھ پلائے۔

﴿حدیث نمبر 212/1356﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن يحيى عن طلحة بن زيد عن جعفر عن أبيه عن علي عليه السلام انه قال: من أن في صلاته فقد تكلم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب طلحہ بن زید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جو بندہ نماز میں چھینکا گویا اس نے نماز میں کلام کی ہے (اس کی نماز باطل ہے)۔

﴿حدیث نمبر 213/1357﴾ عنه عن علی بن الحکم عن الحسین بن أبی العلا قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن الرجل یری الحیة والعقرب وهو یصلی المکتوبة قال: یقتلهما.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسین بن ابی العلا سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ نماز واجب میں سانپ یا بچھو کو دیکھ لے؟

آپؑ نے فرمایا: ان کو مار دے۔

﴿حدیث نمبر 214/1358﴾ عنه عن حماد عن حریز عن محمد بن مسلم قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن الرجل یکون فی الصلاة فیری الحیة أو العقرب یقتلهما ان آذیاه؛ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ نماز میں ہے اور وہ سانپ یا بچھو دیکھتا ہے۔ اگر اس کو اذیت دیں تو ان کو مار سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 215/1359﴾ علی بن ابراهیم عن أبیه عن ابن ابی عمیر عن حماد عن الحلبی عن أبی عبد الله علیه السلام فی الرجل یقتل البقة والبرغوث والقملة والذباب فی الصلاة أینقض صلاته ووضوءه؛ قال: لا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جو نماز میں مچھر یا کھٹمل یا جوں یا مکھی کو مارے تو کیا اس کی نماز اور وضو ٹوٹ جائے گا؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

﴿حدیث نمبر 216/1360﴾ احمد بن محمد عن عثمان بن عیسی عن سماعة قال:

سألته عن الرجل يكون قائماً فی الصلاة الفريضة فينسى كيسه أو متاعاً له يتخوف ضيعته أو هلاكه قال: يقطع صلاته ويحرز متاعه ثم يستقبل الصلاة. قلت فيكون فی الصلاة الفريضة فتفلت دابته فيخاف أن تذهب أو يصيب منها عنتاً فقال: لا بأس بأن يقطع صلاته.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز واجب میں کھڑا ہے (اور اسے یاد آیا ہے) کہ وہ اپنے مال والی تھیلی یا کوئی مال متاع بھول گیا ہے اور اسے خوف ہے کہ وہ ضائع ہوجائے گا یا وہ مال تلف ہوجائے گا تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز قطع (توڑ) کرے اور اپنے مال کو تلف ہونے سے بچائے پھر نماز کو اَز سرِ نو پڑھے۔

راوی: میں نے عرض کیا: ایک بندہ واجب نماز پڑھ رہا ہے پس اس کا اپنا گھوڑا بھاگ گیا ہے اور اسے خوف ہے کہ وہ دُور چلا جائے گا یا اس سے اس کو پانے میں مشکل ہوگی تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں کہ وہ نماز کو قطع کردے۔

{حدیث نمبر 217/1361} محمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد عن حريز عمن اخبره عن ابي عبد الله عليه السلام قال: إذا كنت فی صلاة الفريضة فرأيت غلاما لك قد أبق أو غريما لك عليه مال أو حية تخافها على نفسك فاقطع الصلاة واتبع الغلام أو غريما لك واقتل الحية.

جناب الشیخ علیہ الرحمہ نے جناب حریز سے نقل کیا ہے اور اس نے اس بندے سے نقل کیا ہے جس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو واجب نماز پڑھ رہا ہے اور تو دیکھتا ہے اپنے غلام کو جو بھاگ گیا تھا یا اپنے مقروض کو دیکھتے ہو کہ جس کے ذمہ تمہارا مال ہے، یا تو سانپ کو دیکھتا ہے کہ جس سے تجھے خطرہ ہے تو تم نماز کو قطع کرو اور اس غلام کے پیچھے جاؤ یا اس مقروض کے پیچھے جاؤ اور اس سانپ کو مار دو۔

{حدیث نمبر 218/1362} احمد بن محمد عن محمد بن اسماعيل عن منصور بن يونس عن ابي بكر الحضرمی عن أبي جعفر وابي عبد الله عليهما السلام انهما قالا: لا يقطع الصلاة إلا اربع الخلاء والبول والريح والصوت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبکر الحضرمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام اور امام صادق علیہ السلام دونوں معصومینؑ سے نقل کیا ہے کہ دونوں معصومینؑ نے فرمایا: نماز کو نہیں توڑتی مگر چار چیزیں: پاخانہ، پیشاب، ہوا کا خارج ہونا اور کلام کرنا۔

﴿حدیث نمبر 219/1363﴾ عنه عن موسٰی بن القاسم عن علی بن جعفر عن أخيه موسٰی عليه السلام قال: سألته عن الرجل يكون فی صلاته فيستأذن انسان علی الباب فيسبح ويرفع صوته ويسمع جاريته فتأتيه فيريها بيده ان علی الباب انسان هل يقطع ذٰلك صلاته، وما عليه، فقال: لا بأس لا يقطع ذٰلك صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور دروازے پر کوئی انسان ہے جو گھر میں داخل ہونے کی اجازت واذن طلب کر رہا ہے۔ پس وہ تسبیح میں آواز کو بلند کرتا ہے اور اس کی کنیز سن لیتی ہے اور وہ اس کے پاس آتی ہے جب وہ اس کو دیکھتا ہے تو ہاتھ سے دروازے کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ دروازے پر کوئی انسان ہے تو کیا اس وجہ سے اس کی نماز باطل ہوجائے گی اور اس پر کوئی حکم ہوگا؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں اور اس کی نماز بھی باطل نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 220/1364﴾ سعد عن احمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطی قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يكون فی الصلاة فيری حية بحياله يجوز له أن يتناولها فيقتلها فقال: ان كان بينه وبينها خطوة واحدة فليخط وليقتلها والا فلا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا اس بندے کے بارے میں جو نماز پڑھ رہا ہے اور وہ اپنے سامنے سانپ کو دیکھتا ہے تو کیا اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اس کو پکڑ کر مارے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کے اور سانپ کے درمیان ایک قدم کا فاصلہ ہے تو پھر وہ قدم اٹھائے اور اس کو مارے۔ اگر زیادہ ہے تو پھر نہیں۔

﴿حدیث نمبر 221/1365﴾ وبهذا الاسناد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن المصلى فقال: إذا سلم عليك رجل من المسلمين وأنت في الصلاة فرد عليه فيما بينك وبين نفسك ولا ترفع صوتك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: اگر نمازی کو کوئی سلام کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تو نماز پڑھ رہا ہے اور کوئی مسلمان تجھے سلام کرے تو تُو اس کو آہستہ سے جواب دو، اپنی آواز کو بلند نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 222/1366﴾ سعد عن محمد بن عبد الحميد عن محمد بن اسماعيل بن بزيع عن علي بن النعمان عن منصور بن حازم عن ابي عبد الله عليه السلام قال: إذا سلم عليك الرجل وأنت تصلي قال: ترد عليه خفيا كما قال.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منصور بن حازم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم نماز پڑھ رہے ہو اور کوئی بندہ تجھے سلام کرے جو اس نے کہا: آہستہ سے ان الفاظ کو ردّ کرو۔

نماز میں چھینک مارنے پر الحمد للہ کہنا

﴿حدیث نمبر 223/1367﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن الحسين بن عثمان عن عبد الله بن مسكان عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا عطس الرجل في الصلاة فليقل الحمد لله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر بندہ نماز میں چھینک مارے تو اس کو چاہیے کہ الحمد للہ کہے۔

﴿حدیث نمبر 224/1368﴾ سعد عن محمد بن الحسين عن الحكم بن مسكين عن المعلى أبي عثمان عن أبي بصير قال قلت له: اسمع العطسة فأحمد الله واصلي على النبي صلى الله عليه وآله وانا في الصلاة؟ قال: نعم وإن كان بينك وبين صاحبك اليم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں نماز پڑھ رہا ہوں اور میں نے کسی کی چھینک کی آواز سنی اور میں نے اس پر الحمدللہ کہا اور کیا رسولؐ خدا پر درود پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! اگرچہ تیرے اور اس کے درمیان سمندر بھی حائل ہو۔

﴿حدیث نمبر 225/1369﴾ احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن علی بن الحسن الرباطی عن زکریا الاعور قال: رأیت أبا الحسن علیه السلام یصلی قائما والی جانبه رجل کبیر یرید أن یقوم ومعه عصا له فأراد أن یتناولها فانحط أبو الحسن علیه السلام وهو قائم فی صلاته فناول الرجل العصا ثم عاد الی صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زکریا الاعور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ امام ابوالحسن علیہ السلام کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے اور آپؑ کے ساتھ ایک بزرگ شخص تھا۔ وہ اُٹھنا چاہتا تھا۔ اس کے پاس عصا تھا۔ پس اس نے اس عصا کو پکڑنا چاہا تو وہ گر گیا تو امام ابوالحسنؑ نماز میں کھڑے تھے۔ آپؑ نے اس بزرگ کو عصا پکڑایا اور پھر نماز کی طرف واپس لوٹ گئے۔

﴿حدیث نمبر 226/1370﴾ علی بن مهزیار عن حماد بن عیسی عن حریز عن الفضیل ابن یسار قال قلت: لابی جعفر علیه السلام أکون فی الصلاة فأجد غمزا فی بطنی أو اذی أو ضربانا فقال: انصرف ثم توضأ وابن علی ما مضی من صلاتك ما لم تنقض الصلاة بالکلام متعمدا. فان تکلمت ناسیا فلا شیء علیك فهو بمنزلة من تکلم فی الصلاة ناسیا. قلت وإن قلب وجهه عن القبلة قال: نعم وإن قلب وجهه عن القبلة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الفضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نماز میں تھا اور میں نے اپنے شکم میں مروڑ یا اذیت یا کوئی درد محسوس کرتا ہوں تو اس وقت کیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: جاؤ (پہلے اپنی مشکل حل کرو) اور وضو کرو اور پھر جہاں سے نماز چھوڑ کر گئے تھے اسی پر بنا رکھو اور نماز کو جاری رکھو۔ اگر تم نے اس دوران جان بوجھ کر کوئی کلام نہ کی ہو۔ اور اگر بھول کر بات کی ہے تو

تیرے اُوپر کوئی چیز نہیں۔ یہ نماز میں بھولے سے کلام کرنے کی منزلت پر ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: اگر اس دوران میرا رُخ قبلہ سے مڑ جائے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اگرچہ آپ کا قبلہ سے چہرہ و رُخ مڑ جائے (تب بھی کوئی حرج نہیں)۔

﴿حدیث نمبر 227/1371﴾ أحمد بن محمد عن عثمان بن عيسى عن سماعة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل رعف فلم يزل يرعف حتى دخل وقت صلاة اخرى قال: يحشو انفه ثم يصلي ولا يطول ان خشي ان يسبقه الدم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ جس کی نکسیر پھوٹی ہے اور رُکی نہیں اور نماز کا وقت داخل ہوگیا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ناک میں کوئی چیز (روئی) ٹھونس دے اور نماز پڑھے اور اگر اس کو خون کے جاری ہونے کا خوف ہو تو وہ نماز کو طویل نہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 228/1372﴾ عنه عن البرقي عن ابن أبي عمير عن هشام بن الحكم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا صلاة لحاقن ولا لحاقنة وهو بمنزلة من هو في ثوبه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ہشام بن الحکم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: پیشاب روکنے والے مرد اور عورت کی کوئی نماز نہیں ہے۔ یہ اس بندے کی منزلت پر ہے کہ جس کے کپڑوں کو پیشاب لگا ہوا ہے۔

﴿حدیث نمبر 229/1373﴾ محمد بن علي بن محبوب عن العباس بن معروف عن عبد الله بن المغيرة قال: حدثني أبو القاسم معاوية بن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: الرجل يعبث بذكره في الصلاة المكتوبة؟ قال: وما له فعل؟ قلت عبث به حتى مسه بيده فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن مغیرہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے ابوالقاسم معاویہ بن عمار نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بندہ نماز واجب پڑھ رہا ہے اور وہ اپنے آلۂ تناسل کو ہاتھ لگا رہا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایسا کیوں کر رہا ہے؟

میں نے عرض کیا: وہ فقط عبث کام کر رہا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

{حدیث نمبر 230/1374} احمد بن محمد عن موسٰی بن القاسم وأبی قتادة عن علی ابن جعفر عن أخیه موسٰی علیه السلام قال: سألته عن الرجل یکون فی صلاته فیظن ان ثوبه قد انخرق أو أصابه شیء هل یصلح له ان ینظر فیه أو یمسه؟ قال: ان کان فی مقدم ثوبه أو جانبیه فلا بأس، وإن کان فی مؤخره فلا یلتفت فانه لا یصلح.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن جعفر سے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو نماز میں ہے اور اس نے گمان کیا ہے کہ اس کے کپڑے پھٹ گئے ہیں یا ان کو کوئی چیز لگ گئی ہے تو کیا اس کے لیے جائز و اصلاح ہے کہ وہ ان کو دیکھے یا ان کو ہاتھ سے چیک کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کے سامنے سے ہیں یا دائیں یا بائیں جانب سے تو کوئی حرج نہیں اور اگر اس کے عقب میں ہے تو پھر اس کی التفات نہ کرے کیونکہ اس کے لیے مڑنا جائز نہیں۔

{حدیث نمبر 231/1375} محمد بن علی بن محبوب عن العباس بن معروف عن الحسین بن یزید عن اسماعیل بن أبی زیاد عن جعفر عن أبیه عن علی علیه السلام انه قال: فی رجل یصلی ویری الصبی یحبو الی النار أو الشاة تدخل البیت لتفسد الشیء قال: فلینصرف ولیحرز ما یتخوف ویبنی علی صلاته مالم یتکلم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل بن ابی زیاد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے اور انھوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اس بندے کے بارے میں فرمایا: جو نماز پڑھ رہا ہے وہ دیکھتا ہے کہ بچہ آگ میں جھلس رہا ہے یا کوئی بکری گھر میں داخل ہوگئی ہے اور وہ کسی کو فاسد کر رہی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پس وہ نماز کو چھوڑے اور جس کا اس کو خوف ہے اس کو بچائے اور اگر اس نے اس دوران

کلام نہیں کی تو واپس نماز کو وہیں سے شروع کرے جہاں سے چھوڑ کر گیا تھا۔

{حدیث نمبر 232/1376} عنه عن محمد بن أحمد عن العمر کی عن علی بن جعفر عن أخيه موسٰى عليه السلام قال: سألته عن الرجل يكون فی صلاة فريضة فيقوم فی الركعتين الاولتين هل يصلح له أن يتناول جانب المسجد فينهض يستعين به على القيام من غير ضعف ولا علة؛ قال: لا بأس۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: ایک بندہ نماز واجب میں ہے۔ پس وہ پہلی دو رکعتوں میں ہے کیا اس کے لیے اصلاح ہے کہ وہ اُٹھنے کے لیے مسجد کی دیوار کو پکڑے اور اس کی مدد سے کھڑا ہو جائے۔ جب وہ مریض بھی نہیں اور کمزور بھی نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 233/1377} محمد بن علی بن محبوب عن العباس بن معروف عن عبد الله بن المغيرة عن معاوية بن وهب قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: وذكر صلاة النبي صلى الله عليه وآله قال: كان يؤتى بطهور فيخمر عند رأسه ويوضع سواكه تحت فراشه ثم ينام ماشاء الله فإذا استيقظ جلس ثم قلب بصره فی السماء ثم تلا الآيات من آل عمران (إن فی خلق السماوات والارض واختلاف الليل والنهار) الآية ثم يستن ويتطهر ثم يقوم الى المسجد فيركع أربع ركعات على قدر قرائته ركوعه، وسجوده على قدر ركوعه، يركع حتى يقال متى يرفع رأسه ويسجد حتى يقال متى يرفع رأسه، ثم يعود الى فراشه فينام ماشاء الله، ثم يستيقظ فيجلس فيتلوا الآيات من آل عمران ويقلب بصره فی السماء ثم يستن ويتطهر ويقوم الى المسجد فيصلی أربع ركعات كما ركع قبل ذلك، ثم يعود الى فراشه فينام ماشاء الله، ثم يستيقظ فيجلس فيتلو الآيات من آل عمران ويقلب بصره فی السماء ثم يستن ويتطهر ويقوم الى المسجد فيوتر ويصلی الركعتين ثم يخرج الى الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: رسولؐ خدا وضو کا پانی اپنے بستر کے پاس رکھتے، پھر آپؐ اپنی مسواک اپنے بستر کے نیچے رکھتے۔ پھر آپؐ سو جاتے جب تک خدا چاہتا۔ آپؐ سوتے رہتے اور جب بیدار ہوتے تو آپؐ بیٹھ جاتے اور اپنی نگاہ آسمان کی طرف کرتے۔ پھر سورۂ آلِ عمران کی ان آیات کی تلاوت کرتے:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۱۹۰﴾ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَیْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِیْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَاۤ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖۗ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّیْ لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ فَالَّذِیْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِیْ سَبِیْلِیْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾

پھر آپؐ مسواک کرتے اور وضو کرتے۔ پھر آپؐ اپنی جائے نماز کی طرف جاتے اور پھر چار رکعت نماز نوافل پڑھتے اور آپؐ کا رکوع قرأت کی مقدار کے برابر ہوتا اور سجود و رکوع کی مقدار کے برابر ہوتے۔ جب آپؐ رکوع میں جاتے تو کہا جاتا کہ کب آپؐ رکوع سے سر اُٹھائیں گے اور سجدے میں جاتے تو کہا جاتا کہ کب آپؐ سجدے سے سر اُٹھائیں گے (یعنی رکوع و سجود طویل انجام دیتے) جب چار رکعت سے فارغ ہوتے تو پھر آپؐ اپنے بستر پر واپس آتے اور سو جاتے۔ پس جب تک خدا چاہتا آپؐ سوتے پھر آپؐ بیدار ہوتے اور آپؐ بیٹھ جاتے اور پھر اپنی نگاہ آسمان کی طرف کرتے اور سورۂ آلِ عمران کی ان آیات کی تلاوت کرتے اور پھر مسواک کرتے اور پھر وضو کرتے۔ پھر اپنی جائے نماز کی طرف جاتے اور پھر چار رکعت نماز مثل گذشتہ کے پڑھتے۔ پھر آپؐ واپس اپنے بستر پر

آجاتے اور سو جاتے جب تک خدا چاہتا سوتے پھر بیدار ہوتے اور بستر پر بیٹھ جاتے اور اپنی نگاہ آسمانوں کی طرف کرتے اور سورۂ آل عمران کی وہی آیات کی تلاوت کرتے۔ پھر مسواک کرتے اور وضو کرتے اور اپنی جائے نماز پر کھڑے ہوتے پھر نماز وتر پڑھتے اور پھر دو رکعت نماز پڑھتے اور اس کے بعد واجب نماز کے لیے گھر سے نکلتے۔

﴿حدیث نمبر 234/1378﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن صفوان بن يحيى عن العلا عن محمد بن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام انه قال: ليس من عبد الا يوقظ فى كل ليلة مرة أو مرتين أو مرارا فان قام كان ذلك والا فحج الشيطان فبال فى اذنه أولا يرى أحدكم انه إذا قام ولم يكن ذلك منه قام وهو متخثر ثقيل كسلان.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی بندہ ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ وہ ہر رات ایک دفعہ یا دو دفعہ یا چند بار بیدار ہوتا ہے۔ پھر اگر وہ کھڑا ہو جائے (نماز پڑھ لے) تو وہ اس کے لیے اور اگر نہ کھڑا ہو تو شیطان اس کو اپنے دونوں قدموں میں لیتا ہے۔ پھر وہ ملعون اس کے کان میں پیشاب کر دیتا ہے۔ کیا تم میں کوئی نہیں دیکھتا کہ جب وہ اُٹھتا ہے، جب وہ نماز کے لیے کھڑا نہ ہوا ہو تو وہ مضطرب، بوجھل اور سست ہوتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 235/1379﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن صفوان عن ابن بكير عن محمد بن مسلم عن كامل عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا استفتحت صلاة الليل وفرغت من الاستفتاح فاقرأ آية الكرسي والمعوذتين ثم اقرأ فاتحة الكتاب وسورة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب کامل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابو جعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم نماز شب پڑھو تو اس سے جب فارغ ہو جاؤ تو آیت الکرسی، معوذتین (سورۂ فلق والناس) اور سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 236/1380﴾ محمد بن الحسين عن محمد بن اسماعيل عن منصور عن عمر بن اذينة عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن قول الله تعالى: (قم الليل الا قليلا) قال: امره الله ان يصلى كل ليلة إلا أن يأتى عليه ليلة

https://www.shianeali.com

من اللیالی لا یصلی فیھا شیئاً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے اس آیت: قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر رات نماز کا حکم دیا مگر یہ آپؑ پر ایک رات آئی کہ آپؑ نے اس میں کوئی نماز نہ پڑھی۔

{حدیث نمبر 237/1381} عنه عن الحكم بن مسكين عن عبد الله بن علي الزراد قال: سأل أبو كهمس أبا عبد الله عليه السلام فقال: يصلي الرجل نوافله في موضع أو يفرقها؛ قال: لا بل هٰهنا وهٰهنا فإنها تشهد له يوم القيامة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن الزراد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب ابوکہمس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ نوافل ایک جگہ ہی پڑھے یا جدا جدا کر کے پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ یہاں وہاں مختلف جگہوں پر کیونکہ یہ سارے مقامات قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دیں گے۔

{حدیث نمبر 238/1382} أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن هارون عن مرازم عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: متى اصلي صلاة الليل؛ فقال: صلها آخر الليل، قال فقلت: فاني لا استنبه فقال: تستنبه مرة فتصليها وتنام فتقضيها فإذا اهتممت بقضائها بالنهار استنبهت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مرازم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نمازِ شب کس وقت پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: نمازِ شب رات کے آخری حصے میں پڑھو۔

راوی: میں نے عرض کیا کہ اگر میں نیند سے بیدار نہ ہوسکوں؟

آپؑ نے فرمایا: ایک رات بیدار ہو کر پڑھو اور دوسری رات اگر بیدار نہ ہو سکو تو قضاء کر کے پڑھ لینا۔ اور اگر تو دن میں اس کی قضاء کی ہمت کرے گا تو رات کو بھی بیدار ہو جایا کرے گا۔

https://www.shiabookspdf.com

{حدیث نمبر 239/1383} محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن عیسٰی العبیدی عن علی واسحاق ابنی سلیمان بن داود ان ابراهیم بن محمد اخبرهما قال: کتبت الی الفقیه یا مولای نذرت ان یکون متی فاتتنی صلاة اللیل صمت فی صبیحتها ففاته ذٰلك كيف يصنع؛ فهل له من ذٰلك مخرج؛ وکم یجب علیه من الکفارة فی صوم کل یوم ترکه ان کفر ان اراد ذٰلك؛ فکتب: یفرق عن کل یوم بمد من طعام کفارة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن داؤد کے دونوں بیٹوں علی اور اسحاق نے خبر دی کہ جناب ابراہیم بن محمد نے ہمیں خبر دی ہے کہ میں نے فقیہ اہل بیت امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا: اے میرے مولا و آقا! میں نے منت مانی تھی جب بھی مجھ سے نماز شب رہ جائے گی تو میں اس صبح کو روزہ رکھوں گا۔ وہ مجھ سے رہ گئی ہے، اب میں کیا کروں؟ کیا میرے لیے روزے کے علاوہ کوئی اور حل ہے کہ اگر میں اس کا کفارہ دینا چاہوں۔ اگر میں روزہ نہ رکھوں تو ہر دن کا کتنا کفارہ دوں؟

آپؑ نے جواب میں تحریر فرمایا: ہر روز کے بدلے ایک مد طعام کفارہ دو۔

{حدیث نمبر 240/1384} عنه عن الحسن بن علی عن العباس بن عامر عن جابر عن أبي بصير عن أبي جعفر علیه السلام قال: كانوا قليلا من الليل ما يهجعون قال: كان القوم ينامون ولكن كلما انقلب أحدهم قال: الحمد لله ولا إله إلا الله والله أكبر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے اس آیت كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ (سورۂ ذاریات: آیت ۱۷) (وہ راتوں کو کم سوتے تھے) کے ذیل میں فرمایا: وہ قوم سو جاتی تھی لیکن ان میں سے جب بھی کوئی کروٹ لیتا تو وہ یوں کہتا: الحمد للہ ولا إله إلا اللہ واللہ اکبر۔

{حدیث نمبر 241/1385} أحمد بن محمد عن ابن أبي عمير عن هشام بن سالم عن أبي عبد الله علیه السلام فی قول الله عزوجل: (ان ناشئة الليل هي أشد وطئا وأقوم قيلا) قال: يعني بقوله وأقوم قيلا قيام الرجل عن فراشه يريد به الله عزوجل لا يريد به غيره.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّاَقْوَمُ قِيْلًا (سورۂ مزمل: آیت ۶) (رات کو اُٹھنا نفس کو پامال کرنے کے لیے سخت اور مناسب بات کے لیے بہتر ہے) کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: اَقْوَمُ قِيْلًا سے مراد ہے کہ بندہ رات کو اپنے بستر سے خدا کی خوشنودی کے لیے اور اس کے قرب کے لیے اُٹھے۔ اس کے علاوہ اس کا کوئی اور ارادہ نہ ہو۔

﴿حدیث نمبر 242/1386﴾ علی بن ابراهیم عن أبیه عن ابن أبي عمیر عن أبي أیوب الخزاز عن محمد بن مسلم قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن قول الله عز وجل (كانوا قليلا من الليل ما يهجعون) قال: كانوا اقل الليالي تفوتهم لا يقومون فيها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس آیت: كَانُوْا قَلِيْلًا مِّنَ الَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ (سورۂ ذاریات: آیت ۱۶) کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ لوگ تھے جن کی بہت کم راتوں میں نماز شب فوت ہوتیں کہ جن میں قیام نہ کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 243/1387﴾ علی بن ابراهیم عن أبیه عن عبد الله بن المغیرة عن ابن مسكان عن الحسن الصيقل عن أبي عبد الله علیه السلام قال قلت له: الرجل يصلي الركعتين من الوتر ثم يقوم فينسى التشهد حتى يركع فيذكر وهو راكع قال: يجلس من ركوعه ويتشهد ثم يقوم فيتم، قال قلت: أليس قلت في الفريضة إذا ذكره بعد ما ركع مضى ثم سجد سجدتي السهو بعد ما ينصرف يتشهد فيهما؛ قال: ليس النافلة مثل الفريضة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسن الصیقل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: ایک بندہ نماز وتر کی دو رکعتیں پڑھ رہا ہے اور تشہد بھول گیا ہے اور کھڑا ہو گیا ہے۔ اس کو رکوع میں جا کر یاد آیا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ وہیں بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اور بعد میں کھڑا ہو اور اپنی رکعت پوری کرے۔

میں نے عرض کیا: آپ نے فریضہ میں نہیں فرمایا تھا کہ اگر اس کو رکوع میں جھک جانے کے بعد یاد آیا ہے تو

وہ نماز کو جاری رکھے، سجدہ کرے۔ نماز کے بعد دو سجدۂ سہو کرے؟

آپؑ نے فرمایا: نوافل فرائض کی مثل نہیں ہیں (یعنی ان کے احکام جدا جدا ہیں)۔

﴿حدیث نمبر 244/1388﴾ علی بن مهزیار عن فضالة وحماد بن عیسیٰ عن معاویة ابن وهب قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن أفضل ساعات الوتر فقال: الفجر أول ذٰلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: نمازِ وتر کا افضل وقت کون سا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: طلوعِ فجر سے پہلے (یعنی طلوعِ فجر سے کچھ دیر پہلے)۔

نوافلِ فجر کا وقت

﴿حدیث نمبر 245/1389﴾ علی عن أبیه عن ابن أبی عمیر عن ابن اذینة عن زرارة قال قلت: لأبی جعفر علیه السلام الرکعتان اللتان قبل الغداة أین موضعهما؟ فقال: قبل طلوع الفجر فإذا طلع الفجر فقد دخل وقت الغداة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے عرض کیا: وہ دو رکعت نمازِ نوافل جو نمازِ صبح سے قبل پڑھے جاتے ہیں ان کا محل و وقت کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: طلوعِ فجر سے قبل پس جب طلوعِ فجر ہوجاتی ہے تو وہ نمازِ صبح واجب کا وقت شروع ہوجاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 246/1390﴾ الحسین عن النضر عن محمد بن أبی حمزة عن أبی الجارود عن أبی عبد الله علیه السلام قال: سمعته یقول: کان علی علیه السلام یوتر بتسع سور.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالجارود سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت علی علیہ السلام نمازِ وتر نو سورتوں کے ساتھ پڑھا کرتے تھے۔

﴿حدیث نمبر 247/1391﴾ الحسن بن محبوب عن معاویة بن وهب قال: سمعت

أبا عبد الله علیه السلام یقول: أما یرضی أحدکم ان یقوم قبل الصبح فیوتر ویصلی رکعتی الفجر ویکتب له بصلاة اللیل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کیا تم میں ہر ایک یہ پسند نہیں کرتا کہ وہ صبح سے قبل اُٹھے اور نمازِ وتر پڑھے اور بعد میں نمازِ فجر کی دو رکعت پڑھے اور اس کے لیے نمازِ شب لکھی جائے (یعنی اس کا اجر و ثواب لکھا جائے)۔

نمازِ شب کا وقت

{حدیث نمبر 248/1392} محمد بن علی بن محبوب عن ابراهیم بن مهزیار عن الحسین بن علی بن بلال قال: کتبت إلیه فی وقت صلاة اللیل فکتب علیه السلام: عند زوال اللیل وهو نصفه أفضل، فإن فات فأوله وآخره جائز.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن علی بن بلال سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور ان سے نمازِ شب کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے جواب میں لکھا: رات کے زوال کے وقت اور وہ نصف شب کا وقت ہے۔ پس اگر وہ وقت فوت (رہ) ہوجائے تو اوّل و آخر دونوں جائز ہیں۔

{حدیث نمبر 249/1393} عنه عن محمد بن عیسی قال: کتبت إلیه أسأله یاسیدی روی عن جدك انه قال: لا بأس بأن یصلی الرجل صلاة اللیل فی أول اللیل فکتب: فی أی وقت صلی فهو جائز إن شاء الله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن عیسٰی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی طرف لکھا: اے میرے سردار و آقا و مولا! آپؑ کی جدؑ کی طرف سے نقل ہوا ہے انھوں نے فرمایا کہ اگر بندہ نمازِ شب کو اوّل شب میں پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔

آپؑ نے جواب میں فرمایا: رات کے جس وقت میں بھی پڑھ لی جائے جائز (قبول) ہے۔ ان شاء اللہ!

{حدیث نمبر 250/1394} عنه عن محمد بن عیسی عن ابن أبی عمیر عن جعفر بن

عثمان عن سماعة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس بصلاة الليل من أول الليل الى آخره الا ان افضل ذلك إذا انتصف الليل. قال محمد بن الحسن: قد بينا الوجه في امثال هذه الاخبار، وجملته ان صلاة الليل وقتها بعد نصف الليل الى طلوع الفجر، فما روى من الرخصة في تقديمها في أول الليل فانما هو للمسافر والعليل ومن يعلم انه إن لم يصل في اول الليل شغل عنه ولم يتمكن من قضائه. فاما مع ارتفاع سائر الاعذار فلا يجوز على ما بيناه. والذي يؤكد ذلك ايضا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں کہ نمازِ شب اوّل شب سے آخر شب تک پڑھی جائے لیکن افضل وقت اس کا نصف شب کے بعد ہے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان روایات میں جو ذکر ہوا ہے نمازِ شب کا وقت نصف شب سے طلوعِ فجر تک ہے۔ پھر اس وقت سے مقدم کرنے کی رخصت و اجازت بھی نقل ہوئی ہے۔ یہ فقط مسافروں اور بیمار اور اس بندے کے لیے کہ وہ جانتا ہے کہ اگر اوّل شب میں نماز نہ پڑھی گئی تو وہ رہ جائے گی اور قضاء کرنا بھی مشکل ہو جائے گا۔

لیکن وہ بندہ جس کے لیے ان عذروں میں سے کوئی عذر نہیں ہے اس کے لیے بلاوجہ اوّل شب میں پڑھنا جائز نہیں جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور اس کی تائید یہ ذیل والی روایت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 251/1395} محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن صفوان عن العلا عن محمد عن أحدهما عليه السلام قال قلت له: الرجل من أمره القيام بالليل تمضي عليه الليلة والليلتان والثلاث لا يقوم فيقضي أحب اليك أم يعجل الوتر اول الليل؟ قال: لا بل يقضي وإن كان ثلاثين ليلة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بندہ نمازِ شب پڑھنے کا شوق رکھتا ہے لیکن کبھی ایک، دو یا تین راتیں گزر جاتی ہیں کہ وہ اُٹھ نہیں سکتا۔ پھر اس کی قضاء کرنا پڑتی ہے تو کیا قضاء کرنا آپ کو پسند ہے یا نمازِ شب کو اوّل شب

میں پڑھ لیا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ اگرتیس راتیں بھی ہوجائیں تو قضاء پڑھ لو۔

﴿حدیث نمبر 252/1396﴾ عنه عن يعقوب بن يزيد عن ابن أبي عمير عن ابراهيم ابن عبد الحميد عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام. واظنه اسحاق بن غالب. قال قال: إذا قام الرجل في الليل فظن ان الصبح قد أضاء فأوتر ثم نظر فرأى ان عليه ليلا قال: يضيف الى الوتر ركعة ثم يستقبل صلاة الليل ثم يوتر بعده.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابراہیم بن عبدالحمید سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے ایک ساتھی سے نقل کیا ہے (میرا گمان ہے کہ وہ اسحاق بن غالب ہے)۔ اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک بندہ اگر نمازِ شب کے لیے کھڑا ہوجائے تو پھر اس کا گمان ہو کہ طلوعِ فجر ہوگئی ہے تو وہ نمازِ وتر پڑھ لیتا ہے، پھر وہ غور وفکر کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ ابھی رات ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ نمازِ وتر کے ساتھ ایک رکعت کا اضافہ کرے اور پھر ازسرِنو نمازِ شب کو پڑھے اور پھر نمازِ وتر کو دوبارہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 253/1397﴾ عنه عن بنان بن محمد عن سعد بن السندي عن علي ابن عبد الله بن عمران عن الرضا عليه السلام قال قال الرضا عليه السلام: إذا كنت في صلاة الفجر فخرجت ورأيت الصبح فزد ركعة الى الركعتين اللتين صليتهما قبل واجعله وترا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن عمران سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا: جب تو نمازِ شب پڑھ رہا ہے اور پھر تم باہر آئے ہو اور آپ نے دیکھا کہ صبح طلوع ہوچکی ہے۔ ان دو رکعتوں کو جو وہ پہلے پڑھ چکا ہے اس پر ایک رکعت کا اور اضافہ کرو اور اس کو نمازِ وتر قرار دو۔ (عربی نسخہ میں نمازِ فجر کا ذکر ہوا ہے تو یہ درست ہے کہ فجر کی جگہ لیل کا لفظ ہے۔ اس وجہ سے میں نے ترجمہ نمازِ شب کا کیا ہے۔ مترجم)

﴿حدیث نمبر 254/1398﴾ عنه عن محمد بن عبد الحميد عن محمد بن عمر بن يزيد عن محمد بن عذافر عن عمر بن يزيد قال قال أبو عبد الله عليه السلام: ان خفت

الشهرة فی التکاءة فقد یجزیك أن تضع یدك علی الارض ولا تضطجع، وأومی بأطراف أصابعه من کفه الیمنی فوضعها فی الارض قلیلا، وحکی أبو جعفر ذٰلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمر بن یزید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: نوافل فجر پڑھنے کے بعد لازماً داہنے پہلو پر لیٹ جاؤ اور سورہ آل عمران کی آیات کی تلاوت کرو اور اگر تجھے اپنی شہرت کا خوف ہو تو پھر اتنا تیرے لیے کافی ہے کہ داہنے ہاتھ پر تکیہ کرو، لیٹو نہ۔
پھر امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے اپنے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کو زمین پر رکھا اور اس کی کیفیت کی حاضرین کے لیے تشریح کی اور راوی نے اس کی حکایت کی ہے۔

﴿حدیث نمبر 255/1399﴾ أحمد عن موسی بن القاسم وأبی قتادة عن علی بن جعفر عن أخیه موسی علیه السلام قال: سألته عن الرجل نسی أن یضطجع علی یمینه بعد رکعتی الفجر فذکر حین أخذ فی الاقامة کیف یصنع؟ قال: یقیم ویصلی ویدع ذٰلك فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ فجر کے نوافل کے بعد داہنے پہلو پر لیٹنا بھول جائے اور اس کو وقت یاد آئے جب وہ نماز فجر کے لیے اقامت شروع کر چکا ہے تو وہ کیا کرے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ اقامت کہے اور نماز پڑھے اور اس کو چھوڑ دے، اس پر کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 256/1400﴾ أحمد بن محمد عن علی بن الحکم عن عبد الله بن بکیر عن زرارة عن أبی جعفر علیه السلام قال: إنما علی أحدکم إذا انتصف اللیل أن یقوم فیصلی صلاته جملة واحدة ثلاث عشرة رکعة، ثم إن شاء جلس فدعا، وإن شاء نام، وإن شاء ذهب حیث شاء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: فقط تمھارے لیے کہ تم میں سے کوئی نصف شب کے وقت اُٹھے پھر ایک دفعہ نمازِ شب کی تیرہ رکعت پڑھے۔ اگر چاہے تو بیٹھ کر دُعا وغیرہ کرے۔ اگر چاہے تو سو جائے یا کسی کام کے لیے جانا چاہے تو چلا جائے۔

{حدیث نمبر 257/1401} أحمد بن محمد عن اسماعیل بن سعد الاشعری قال سألت أبا الحسن الرضا علیه السلام: عن ساعات الوتر قال: أحبها إلى الفجر الاول، وسألته عن أفضل ساعات اللیل قال: الثلث الباقی، وسألته عن الوتر بعد فجر الصبح قال: نعم قد کان أبی ربما أوتر بعد ما انفجر الصبح.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسماعیل بن سعد الاشعری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نماز وتر کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: میں پسند کرتا ہوں طلوعِ فجر اوّل کے وقت۔

پھر میں نے نمازِ شب کے وقت کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: جب رات ایک ثُلث باقی ہو۔

پھر میں نے فجر کے طلوع کے بعد وتر کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں! بعض اوقات میرے والد بھی فجر کے طلوع کے بعد وتر پڑھا کرتے تھے۔

{حدیث نمبر 258/1402} عنه عن علی بن الحکم عن زرعة عن المفضل بن عمر قال قلت لابی عبد الله علیه السلام: أقوم وانا أشك فی الفجر فقال: صل علی شکك فإذا طلع الفجر فأوتر وصل الرکعتین، وإذا أنت قمت وقد طلع الفجر فابدأ بالفریضة ولا تصل غیرها فإذا فرغت فاقض ما فاتك ولا تکون هذه عادة، وإیاك ان تطلع علی هذا أهلك فیصلون علی ذلك ولا یصلون باللیل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مفضل بن عمر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں (جب نیند سے بیدار ہوتا ہوں اور) نمازِ شب کے لیے کھڑا ہوتا ہوں اور اس حال میں مجھے شک ہوتا ہے کہ طلوعِ فجر ہوئی ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اسی شک میں ہی نماز پڑھو۔ پس اگر طلوع ہو گیا تو پھر نمازِ وتر پڑھو اور اس کے بعد دو رکعت اور پڑھو۔ اور اگر تو بیدار ہی اس وقت ہوتا ہے جب طلوعِ فجر ہو چکی ہے تو نمازِ واجب کے بعد جو نمازِ شب تجھ سے رہ گئی ہے اس کی قضاء کرو اور اس کو عادت نہ قرار دو۔ خبردار! تیرے گھر والوں کو اس کے بارے میں علم نہ ہو ورنہ

وہ بھی ایسے ہی کریں گے، رات کو نہیں پڑھا کریں گے۔

﴿حدیث نمبر 259/1403﴾ عنه عن البرقی عن صفوان عن أبی أیوب عن سلیمان ابن خالد قال قال لی أبو عبد الله علیه السلام ربما قمت وقد طلع الفجر فأصلی صلاة اللیل والوتر والرکعتین قبل الفجر ثم اصلی الفجر قال قلت: افعل أنا ذا؛ قال: نعم ولا یکون منك عادة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے مجھے فرمایا: بعض دفعہ میں اُٹھتا ہوں جبکہ طلوع فجر ہو چکی ہوتی ہے۔ پھر میں نماز شب پڑھتا ہوں اور نماز وتر پڑھتا ہوں اور پھر دو رکعت نوافل فجر پڑھتا ہوں اور آخر میں نماز واجب فجر پڑھتا ہوں۔

میں نے عرض کیا: میں بھی ایسے کر لیا کروں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں لیکن اس کو عادت نہ بنانا۔

﴿حدیث نمبر 260/1404﴾ وعنه عن البرقی عن سعد عن أبی الحسن الرضا علیه السلام قال: سألته عن الرجل یکون فی بیته وهو یصلی وهو یری أن علیه لیلا ثم یدخل علیه الآخر من الباب فقال: قد أصبحت هل یعید الوتر أم لا؛ أو یعید شیئًا من صلاته؛ قال: یعید ان صلاها مصبحا. قال محمد بن الحسن: إنما ینبغی له الاعادة إذا صلاها مصبحا لانه إذا أصبح فیکون قد تضیق وقت الفرض فلا یجوز له أن یصلی نافلة، فإذا صلاها کان علیه اعادتها لانه صلاها فی غیر وقتها، والذی یبین ما قدمناه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سعد سے نقل کیا ہے اور اس نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو اپنے گھر میں نماز پڑھ رہا ہے۔ وہ گمان کر رہا تھا کہ ابھی رات ہے۔ پھر ایک دوسرا بندہ دروازے سے داخل ہوا۔ اس نے بتایا کہ صبح ہو چکی ہے تو کیا وہ نماز وتر کا اعادہ کرے گا یا نہیں؟ یا وہ نماز جو پڑھ چکا ہے اس کا اعادہ کرے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ نماز اس نے صبح میں پڑھی ہے تو پھر اعادہ کرے گا۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر اس نے وہ نماز طلوع فجر کے بعد پڑھی ہے تو پھر سزاوار

ہے کہ وہ ان کو دوبارہ پڑھے کیونکہ جب صبح طلوع ہوجائے تو وہ وقت واجب نماز کا ہے اور واجب کا وقت تنگ ہے۔ اس میں نوافل کی اجازت نہیں ہوتی تو جب اس نے صبح میں پڑھی ہیں تو اس کو اس وقت میں پڑھا ہے جو ان کا نہیں تھا، یعنی غیر وقت میں پڑھی ہیں جو نماز غیر وقت میں پڑھی جائے اس کا اعادہ ضروری ہے۔ اس کو ذیل کی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 261/1405﴾ ما رواه أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن أبي بكر عن جعفر بن محمد عليه السلام قال: إذا دخل وقت صلاة مفروضة فلا تطوع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبکر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب واجب نماز کا وقت داخل ہوجائے تو اس وقت نوافل نہیں ہوں گے۔

﴿حدیث نمبر 262/1406﴾ أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن علي بن عبد العزيز قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أقوم وأنا أتخوف الفجر قال: فأوتر قلت: فانظر وإذا علي ليل قال: فصل صلاة الليل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن عبدالعزیز سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نماز شب کے لیے کھڑا ہوا تو مجھے خوف ہوا کہ فجر طلوع ہوگئی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نماز وتر پڑھو۔

پھر میں نے عرض کیا: میں نے دیکھا کہ ابھی تک رات باقی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: پھر نماز شب پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 263/1407﴾ عنه عن الحسن بن علي بن بنت الياس عن عبد الله بن سنان قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: إذا قمت وقد طلع الفجر فابدأ بالوتر ثم صل الركعتين ثم صل الركعات إذا أصبحت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو نماز کے لیے کھڑا ہو جبکہ طلوع فجر ہوگئی ہے تو پھر نماز وتر پڑھو۔

پھر دو رکعت نماز پڑھو۔ پھر اس کے بعد نماز شب قضا کر کے پڑھو جب صبح ہو جائے۔

﴿حدیث نمبر 264/1408﴾ وعنه عن محمد بن الحسن بن علان قال: حدثني اسحاق ابن عمار قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الركعتين اللتين قبل الفجر قال: قبيل الفجر ومعه وبعده، قلت: فمتى ادعها حتى أقضيها؟ قال قال: إذا قال المؤذن قد قامت الصلاة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا ہے وہ دو رکعت نماز جو نماز فجر واجب سے قبل پڑھی جاتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نماز فجر کے ساتھ یا بعد میں؟

میں نے عرض کیا: ان کو کب ترک کردوں۔

آپؑ نے فرمایا: جب مؤذن قد قامت الصلوٰۃ کہہ دے۔

﴿حدیث نمبر 265/1409﴾ عنه عن الحسن بن علي بن يقطين عن أخيه الحسين عن علي بن يقطين قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن الرجل لا يصلي الغداة حتى تسفر وتظهر الحمرة ولم يركع ركعتي الفجر أيركعهما أو يؤخرهما؟ قال: يؤخرهما.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندہ نے ابھی نماز صبح واجب نہیں پڑھی یہاں تک کہ آسمان روشن ہو گیا ہے اور مشرق کی جانب سے سرخی ظاہر ہو گئی ہے اور اس نے فجر کے نوافل بھی نہیں پڑھے تو کیا وہ نوافل پہلے پڑھے یا نوافل کو مؤخر کرے اور پہلے نماز واجب پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نوافل کو مؤخر کرے یعنی پہلے واجب پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 266/1410﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن محمد عن الحجال عن أبي عبد الله قال: كان أبو عبد الله عليه السلام يصلي ركعتين بعد العشاء يقرأ فيهما بمائة آية ولا يحتسب بهما، وركعتين وهو جالس يقرأ فيهما بقل هو الله أحد وقل يا أيها الكافرون فإن استيقظ من الليل صلى صلاة الليل وأوتر، وإن لم

يستيقظ حتى يطلع الفجر صلى ركعتين فصارت شفعاً واحتسب بالركعتين اللتين صلاهما بعد العشاء وترا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحجال سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام نماز عشاء کے بعد دو رکعت نماز پڑھتے تھے اور اس میں سو آیات قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور ان دونوں کو دن و رات کے نوافل میں سے حساب نہیں کرتے تھے اور ان کے بعد دو رکعت بیٹھ کر پڑھتے تھے جن میں سورہ قل ھو اللہ احد اور دوسری میں قل یاایہا الکافرون کی تلاوت کرتے۔ پھر اگر پچھلی رات جاگ جاتے تو نماز شب اور وتر پڑھتے تھے اور نہ جاگتے یہاں تک کہ طلوع فجر ہو جاتی۔

﴿حديث نمبر 267/1411﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن ابن محبوب عن معاوية ابن وهب قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: أما يرضى أحدكم أن يقوم قبيل الصبح ويوتر ويصلي ركعتي الفجر وتكتب له صلاة الليل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وھب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے بیان کیا ہے کہ تم میں سے کوئی اس بات پر راضی نہیں کہ وہ طلوع فجر سے کچھ دیر پہلے بیدار ہو اور نماز وتر پڑھے اور اس کے بعد فجر کے نوافل پڑھے اور اس کے لیے نماز شب لکھی جائے۔

﴿حديث نمبر 268/1412﴾ محمد بن أبي عمير عن حماد عن حريز عن زرارة قال قال أبو جعفر عليه السلام: من كان يؤمن بالله واليوم الآخر فلا يبيتن إلا بوتر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام نے فرمایا: جو بندہ اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے پس وہ حق نہیں رکھتا کہ وہ نماز وتر ترک کرے۔

﴿باب نمبر 16﴾

سہو کے احکام

﴿حديث نمبر 1/1413﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن هشام بن سالم عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: ان العبد ليرفع له من صلاته نصفها وثلثها وربعها وخمسها فما يرفع الا ما أقبل عليه منها بقلبه، و إنما امروا بألنوافل ليتمم لهم بها ما نقصوا من الفريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تحقیق بندے کی نماز کبھی آدھی اور ایک ثلث اور کبھی ربع اور کبھی ایک پنجم اُوپر بلند ہوتی کیونکہ اللہ کی بارگاہ میں فقط وہی نماز بلند ہوتی جس میں حضورِ قلب ہو اور نوافل کا حکم فقط اس لیے دیا گیا ہے کہ جو فرائض میں کمی رہ جائے اس کو نوافل کی وجہ سے پورا کیا جا سکے۔

﴿حديث نمبر 2/1414﴾ عنه عن فضالة عمن رواه عن أبي بصير قال قال أبو عبدالله عليه السلام: يرفع للرجل من الصلاة ربعها أو ثمنها أو نصفها أو أكثر بقدر ما سها ولكن الله تعالى يتم ذلك بألنوافل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بندے کی نماز کا کبھی ایک ربع اور کبھی آٹھواں اور کبھی آدھی بلند ہوتی ہے اور اکثر میں اس سے سہو ہوجاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نوافل کے ذریعے اس کو پورا کردیتا ہے۔

﴿حديث نمبر 3/1415﴾ عنه عن حماد بن عيسى قال حدثني بعض أصحابنا عن أبي حمزة الثمالي قال: رأيت علي بن الحسين عليهما السلام يصلي فسقط رداه عن منكبيه قال فلم يسوه حتى فرغ من صلاته قال: فسألته عن ذلك فقال: ويحك أتدري بين يدي من كنت؟ إن العبد لاتقبل منه صلاة إلا ما أقبل منها، فقلت

جعلت فداك هلكنا فقال: كلا إن الله تعالى يتمم ذلك بالنوافل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوحمزہ الثمالی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام کو دیکھا کہ آپؑ نماز پڑھ رہے تھے اور آپؑ کے کندھوں سے عبا گری ہوئی تھی اور آپؑ نے اس کو کندھوں پر ٹھیک و درست نہ کیا یہاں تک کہ آپ نماز سے فارغ ہو گئے۔

راوی: میں نے آپؑ سے اس کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: افسوس ہے تیرے لیے، کیا تو جانتا ہے میں کس کی بارگاہ میں تھا۔ تحقیق بندہ کی نماز قبول نہیں ہوتی مگر اس کی جس میں حضورِ قلب پایا جاتا ہو۔

راوی: میں نے عرض کیا: مولا! ہم تو پھر ہلاک ہو گئے؟

آپؑ نے فرمایا: ایسا نہیں، اللہ تعالیٰ اس کمی کو نوافل کے ذریعے پورا کر دے گا۔

﴿حدیث نمبر 4/1416﴾ عنه عن القاسم بن محمد عن علي بن أبي حمزة عن أبي بصير قال قال: رجل لابي عبد الله عليه السلام وانا اسمع جعلت فداك إني كثير السهو في الصلاة فقال وهل يسلم منه أحد؟ فقلت ما أظن أحدا أكثر سهوا مني؟ فقال أبوعبدالله عليه السلام يا أبا محمد إن العبد يرفع له ثلث صلاته ونصفها وثلاثة أرباعها وأقل وأكثر على قدر سهوه فيه ولكنه يتم له من النوافل. فقال له أبو بصير: ما ارى النوافل ينبغي أن تترك على حال؟ فقال أبو عبدالله عليه السلام: أجل لا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبصیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا ہے کہ ایک بندے نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں مجھے نماز میں بہت زیادہ سہو (شک) ہو جاتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کوئی ایک اس سے محفوظ نہیں ہے؟

ابوبصیرؒ: میں نے عرض کیا: میں گمان کرتا ہوں کہ شاید مجھ سے زیادہ کسی کو بھی سہو نہیں ہوتا ہوگا۔

امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: اے ابومحمد! تحقیق بندے کی نماز اس کے لیے نصف یا ثلث یا ربع یا اس سے کم یا اس سے زیادہ بلند ہوتی ہے اور یہ اس قدر ہے کہ جتنا تم اس میں سہو کرتے ہو لیکن تم اس کو نوافل کے ذریعے

کامل و تام کر سکتے ہو۔

ابو بصیرؒ: میں نے عرض کیا: پھر تو مناسب یہ ہے کہ ہمیں کسی حالت میں نوافل کو ترک نہیں کرنا چاہیے۔

پس امام ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، نہیں ترک کرنا چاہیے۔

﴿حدیث نمبر 5/1417﴾ محمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عيسى عن حريز عن الفضيل بن يسار عن أبي جعفر وأبي عبد الله عليهما السلام انهما قالا: إنما لك من صلاتك ما أقبلت عليه منها، فان أوهمها كلها أو غفل عن أدائها لفت فضرب بها وجه صاحبها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابو جعفر علیہ السلام اور امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور دونوں معصومینؑ نے فرمایا: فقط و فقط تیرے لیے تیری نماز فقط اتنی ہے جتنی تو دل و جان سے توجہ سے خدا کی بارگاہ کے حضور میں پڑھی ہے۔ اگر تُو نے ساری نماز میں سہو کیا یا اس کے آداب سے غافل رہا تو تُو نے خود اس کی بساط کو لپیٹ دیا ہے۔ ایسی نماز میں اس کے صاحب (نمازی) کے منہ پر ماردی جائے گی۔

﴿حدیث نمبر 6/1418﴾ علي بن إبراهيم عن أبيه عن عبد الله بن المغيرة قال في كتاب حريز انه قال: إني نسيت أني في صلاة فريضة حتى ركعت وأنا أنويها تطوعا قال فقال: هي التي قمت فيها. ان كنت قمت وأنت تنوي فريضة ثم دخلك الشك فانت في الفريضة، وإن كنت دخلت في نافلة فتنويها فريضة فانت في النافلة، وان كنت دخلت في فريضة ثم ذكرت نافلة كانت عليك فامض في الفريضة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن المغیرہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ حریز کی کتاب میں یہ تحریر ہے کہ وہ بیان کرتا ہے: میں بھول گیا کہ میں نماز واجب میں ہوں یہاں تک کہ میں نے ایک رکعت پڑھ لی حالانکہ میں نے نیت نوافل کی کی تھی۔

آپؑ نے فرمایا: یہ وہی نماز شمار ہوگی جس کی تُو نے نیت کی تھی۔ اگر نماز کے لیے کھڑے ہو اور تُو نے نیت فریضہ نماز کی ہے اور پھر درمیان میں تجھے شک نوافل کا ہو گیا ہے، تُو فریضہ میں ہی ہے اور اگر تُو نوافل کے لیے کھڑا ہوا ہے اور نیت نوافل کی ہے تو پھر درمیان میں شک فریضہ کا ہو گیا ہے تو وہ تیری نماز نافلہ ہی ہوگی۔ اور اگر تُو فریضہ کے لیے

کھڑا ہوا ہے اور نیت فریضہ کی ہے تو پھر نافلہ کا ذکر ہوگیا تو تیرے لیے لازم ہے کہ تُو نماز کو فریضہ میں جاری رکھے۔

﴿حدیث نمبر 7/1419﴾ محمد بن مسعود العياشي عن جعفر بن أحمد عن علي بن الحسن عن محمد بن عيسى عن يونس عن معاوية قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل قام في الصلاة المكتوبة فسها فظن انها نافلة، أو كان في النافلة فظن انها مكتوبة قال: هي ما أفتتح الصلاة عليه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس سے اور انھوں نے معاویہ سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں نقل ہوا ہے کہ جو نماز واجب کی نیت کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوا ہے اور بعد میں اس کو ظن وگمان ہوگیا ہے کہ شاید نافلہ ہے یا وہ نافلہ کی نیت سے اس نے نماز شروع کی ہے اور دوران نماز اس کو گمان ہوا کہ شاید واجب ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جو نماز اس نے شروع کی تھی وہی ہوگی۔

﴿حدیث نمبر 8/1420﴾ عنه عن حمدويه عن محمد بن الحسين عن الحسن بن محبوب عن عبد العزيز عن عبد الله بن أبي يعفور عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن رجل قام في صلاة فريضة فصلى ركعة وهو ينوي أنها نافلة قال: هي التي قمت فيها ولها، وقال إذا قمت وأنت تنوي الفريضة فدخلك الشك بعد فانت في الفريضة على الذي قمت له، وإن كنت دخلت فيها وأنت تنوي نافلة ثم انك تنويها بعد فريضة فانت في النافلة، وإنما يحسب للعبد من صلاته التي ابتدأ في أول صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن ابویعفور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندہ نماز واجب کے لیے کھڑا ہوا ہے اور اس نے واجب کی نیت سے نماز شروع کر دی ہے پھر اس کو توہم نافلہ کا ہوا ہے اور اس نے اس توہم میں ہی ایک رکعت پڑھ لی ہے بعد میں وہ متوجہ ہوا کہ میں تو نماز واجب پڑھ رہا تھا تو اس کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جس نیت سے تُو نے شروع کی تھی وہی تیرے لیے ہوگی۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اگر تُو کھڑا ہوا ہے اور تُو نے واجب کی نیت کی اور پھر تجھے نافلہ کا شک ہوگیا ہے تُو فریضہ پر

ہی ہے جس کی نیت کی تھی۔ اور اگر تُو نے نماز میں نافلہ کی نیت سے داخل ہوا تھا اور بعد میں فریضہ کا تجھے شک ہو گیا ہے تُو نافلہ پر ہی ہوگا۔ بندے کے لیے فقط وہی نماز شمار و حساب ہوگی جس کی نیت سے اس نے نماز کی ابتداء کی تھی۔

﴿حدیث نمبر 9/1421﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يريد أن يصلي ثماني ركعات فيصلي عشر ركعات أيحتسب بالركعتين من صلاة عليه؛ قال: لا لا أن يصليها عمداً فإن لم ينو ذلك فلا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں نقل کیا کہ جس نے آٹھ رکعت نماز پڑھنے کا ارادہ و نیت کی تھی لیکن وہ پڑھ دس رکعت گیا تو کیا وہ دو رکعت جو اس نے اضافی پڑھی ہیں وہ اس کی نماز میں شمار ہوں ہوں گی (اس کا اجر و ثواب ملے گا؟)

آپؑ نے فرمایا: نہیں، ہاں اگر اس نے جان بوجھ کر زیادہ پڑھی ہوتی تو حساب ہوتیں۔ اور اگر اس کا ارادہ و نیت نہیں تھی پھر اس کے لیے حساب نہیں ہوگی۔

﴿حدیث نمبر 10/1422﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة وصفوان عن العلاء عن محمد ابن مسلم عن أحدهما عليه السلام قال: سألته عن السهو في النافلة فقال: ليس عليك شيء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ نوافل میں سہو ہو جائے تو اس کا کوئی حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نافلہ میں سہو کی وجہ سے تیرے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 11/1423﴾ عنه عن فضالة عن ابن سنان عن غير واحد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا كثر عليك السهو فامض في صلاتك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ ابن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ایک سے زیادہ افراد کے ذریعے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تجھے سہو و شک زیادہ ہو تو (اپنے شک کی پروا نہ کرو)۔

پس نماز کو جاری رکھو (یعنی کثیر الشک کو اپنے شک کی پروا نہیں کرنی چاہیے)۔

﴿حدیث نمبر 12/1424﴾ عنه عن فضالة عن العلا عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: إذا كثر عليك السهو فامض على صلاتك فانه يوشك ان يدعك إنما هو من الشيطان.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تیرا شک زیادہ ہو جائے تو اپنی نماز کو جاری رکھو۔ اُمید ہے کہ وہ تجھے چھوڑ دے گا کیونکہ شک شیطان کی طرف سے ہے۔ (اور جب تو اس کی پروا نہ کرے گا تو وہ تجھ سے نا اُمید ہو کر تجھے چھوڑ دے گا۔ مترجم)

کثرتِ شک سے بچنے کے لیے عمل

﴿حدیث نمبر 13/1425﴾ أحمد بن محمد عن ابن بكير عن عبيد الله الحلبي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن السهو فانه يكثر علي فقال: ادرج صلاتك ادراجا، قلت وأي شيء الادراج؟ قال ثلاث تسبيحات في الركوع والسجود.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سہو کے بارے میں سوال کیا کہ مجھے شک بہت زیادہ ہوتا ہے (گویا میں کثیر الشک ہوگیا ہوں)۔

آپؑ نے فرمایا: تم نماز میں ادراج کرو۔

میں نے عرض کیا: یہ ادراج کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: رکوع و سجود کی تسبیحات تین تین بار کہو۔

﴿حدیث نمبر 14/1426﴾ الحسين بن سعيد عن صفوان عن ابن بكير عن محمد ابن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: كلما شككت فيه مما قد مضى فامضه كما هو.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بھی تم نماز کے اجزاء میں سے کسی جزء کے بارے میں شک کرو (کہ انجام دیا ہے یا نہیں؟) اور اس کا محل و موقع گزر گیا ہے (تم اس شک کی پروا نہ کرو) نماز کو جاری رکھو۔

﴿حدیث نمبر 15/1427﴾ عنه عن النضر عن محمد بن أبي حمزة عن عبد الرحمن

بن الحجاج، وعلی عن أبی إبراهیم علیه السلام فی السهو فی الصلاة فقال: تبنی علی الیقین وتأخذ بالجزم وتحتاط بالصلاة کلها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوابراہیم الکاظم علیہ السلام سے نماز میں سہو کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: یقین پر بنا رکھو اور جزم ویقین کو اخذ کرو اور نماز میں مکمل احتیاط کرو۔

﴿حدیث نمبر 16/1428﴾ علی عن أبیه عن ابن أبی عمیر عن حفص بن البختری عن أبی عبد الله علیه السلام قال: لیس علی الامام سهو، ولا علی من خلف الامام سهو، ولا علی السهو سهو، ولا علی الاعادة اعادة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حفص بن البختری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: امام جماعت پر سہو وشک کے احکام نہیں اور نہ ہی اس پر ہے جو امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہے اور نہ ہی سہو میں سہو ہے اور نہ ہی جو بندہ نماز کا اعادہ کر رہا ہے اس پر اعادہ ہے۔

دوسری رکعت کا تشہد بھول جائے

﴿حدیث نمبر 17/1429﴾ علی بن ابراهیم عن أبیه عن ابن أبی عمیر عن حماد ابن عثمان عن الحلبی عن أبی عبد الله علیه السلام قال: إذا قمت فی الرکعتین من الظهر أو غیرهما ولم تتشهد فیهما فذکرت ذلك فی الرکعة الثالثة قبل أن ترکع فاجلس فتشهد وقم فأتم صلاتك، وان انت لم تذکر حتی ترکع فامض فی صلاتك حتی تفرغ فإذا فرغت فاسجد سجدتی السهو بعد التسلیم قبل أن تتکلم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تو نماز ظہر یا کسی اور نماز کی پہلی دو رکعتوں میں ہے اور تشہد بھول گیا ہے اور تجھے تیسری رکعت میں رکوع میں جانے سے قبل یاد آ گیا ہے (کہ میں تشہد بھول گیا ہوں) بیٹھ جاؤ اور تشہد پڑھو اور پھر کھڑے ہو جاؤ اور نماز کو پورا کرو۔

اور اگر تجھے تیسری رکعت کے رکوع میں جانے کے بعد یاد آیا ہے تو پھر اپنی نماز کو جاری رکھو یہاں تک کہ نماز کو

مکمل کرو اور جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو سلام کے بعد بغیر کوئی بات کیے دو سجدۂ سہو بجا لاؤ (یعنی دو سجدۂ سہو کرو)۔

{حدیث نمبر 18/1430} الحسين بن سعيد عن القاسم بن محمد عن علي بن أبي حمزة قال قال أبو عبد الله عليه السلام: إذا قمت في الركعتين الاولتين ولم تتشهد فذكرت قبل أن تركع فاقعد فتشهد، وإن لم تذكر حتى تركع فامض في صلاتك كما أنت فإذا انصرفت سجدت سجدتين لا ركوع فيهما ثم تتشهد التشهد الذي فاتك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوحمزہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم پہلی دو رکعتوں میں کھڑے ہو اور تم نے تشہد (اوّل) نہیں پڑھا اور رکعت سوم میں رکوع سے قبل یاد آ گیا ہے تو بیٹھ جاؤ اور تشہد پڑھو اور اگر تجھے پہلے یاد نہیں آیا یہاں تک کہ تم رکوع میں چلے گئے ہو تو اپنی نماز کو جاری رکھو جیسا کہ تم پڑھ رہے تھے۔ پس جب نماز سے فارغ ہو جاؤ تو پھر دو سجدۂ سہو بجا لاؤ کہ جن سے قبل رکوع نہیں ہوگا۔ پھر ان کے بعد بھولا ہوا تشہد بجا لاؤ۔

{حدیث نمبر 19/1431} علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن عمر بن اذينة عن الفضيل بن يسار عن أبي جعفر عليه السلام في الرجل يصلي الركعتين من المكتوبة ثم ينسى فيقوم قبل أن يجلس بينهما قال: فليجلس ما لم يركع وقد تمت صلاته، وإن لم يذكر حتى يركع فليمض في صلاته فإذا سلم نقر ثنتين وهو جالس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ جس نے اپنی واجب نماز کی پہلی دو رکعتیں پڑھ لی ہیں اور وہ بھول گیا اور تشہد پڑھنے سے قبل کھڑا ہو گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ رکعت سوم کے رکوع میں نہیں گیا اور اسے یاد آ گیا ہے تو وہ بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے۔ اس کی نماز پوری ہے اور اگر اسے رکوع میں جانے کے بعد یاد آیا ہے، پھر وہ اپنی نماز کو اسی طرح آگے جاری رکھے۔ پس جب آخری سلام پڑھے تو پھر دو سجدۂ سہو بجا لائے اور بھولا ہوا تشہد بھی بجا لائے۔

{حدیث نمبر 20/1432} أحمد بن محمد البرقي عن منصور بن العباس عن عمرو بن سعيد عن الحسن بن صدقة قال قلت لابي الحسن الاول عليه السلام: أسلم

رسول الله صلى الله عليه وآله في الركعتين الاولتين؟ فقال: نعم قلت: وحاله حاله؟ قال: إنما أراد الله عزوجل أن يفقههم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن صدقہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن الکاظم علیہ السلام سے عرض کیا: کیا کبھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلی دو رکعتوں کے بعد بھی سلام پڑھا تھا؟ (یعنی سہو ہوا تھا)

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا رسولؐ خدا کے لیے بھی یہ حال ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ فقط اس وقت ہوتا جب اللہ تعالیٰ ان کو کچھ سمجھانا چاہتا تھا۔ (1)

﴿حدیث نمبر 21/1433﴾ أحمد بن محمد بن عيسى عن علي بن النعمان عن سعيد الاعرج قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: صلى رسول الله صلى الله عليه وآله ثم سلم في ركعتين فسأله من خلفه يا رسول الله أحدث في الصلاة شيء؟ قال: وما ذاك! قالوا إنما صليت ركعتين فقال: أكذاك يا ذا اليدين؟ وكان يدعى ذا الشمالين فقال: نعم، فبنى على صلاته فأتم الصلاة اربعا، وقال: ان الله عزوجل هو الذي أنساه رحمة للامة، ألا ترى لو أن رجلا صنع هذا لعير وقيل ما تقبل صلاتك فمن دخل عليه اليوم ذلك قال قد سن رسول الله صلى الله عليه وآله وصارت أسوة، وسجد سجدتين لمكان الكلام.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعید الاعرج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا نے نماز پڑھی تو آپؑ نے دو رکعتوں کے بعد سلام پڑھ دیا۔ جو رسولؐ خدا کے پیچھے بندہ تھا اس نے پوچھا: یا رسولؐ اللہ! کیا نماز میں کوئی نئی چیز ایجاد ہو گئی ہے؟ (یعنی کوئی نیا حکم آ گیا ہے)۔

آپؑ نے فرمایا: وہ کیوں؟

لوگوں نے عرض کیا: آپؑ نے فقط دو رکعتیں پڑھائی ہیں۔

---

(1) نوٹ: میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں میں کسی روایت کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ میں پوری ذمہ داری و دیانت داری کے ساتھ ترجمہ کرتا ہوں اگرچہ ہمارے علماء کا عقیدہ ہے کہ رسولؐ خدا اور آئمہ معصومینؑ سہو ونسیان سے پاک و مبرا ہیں اور میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔ لیکن کچھ روایات اس قسم کی موجود ہیں جو سہو نبی کو بیان کرتی ہیں جو قابلِ تاویل و توجیہ ہیں۔ (مترجم)

آپؐ نے فرمایا: اے دونوں اطراف والو! کیا ایسا ہی ہے؟
ذی شمالین نے جواب دیا اور کہا: جی ہاں۔
پھر رسولؐ خدا نے اسی پر بنا رکھتے ہوئے نماز کی چار رکعات کامل کی اور فرمایا: تحقیق وہی اللہ ہے جس نے آپؐ کو اُمت پر مہربانی کرتے ہوئے آپ کو بھلایا۔ کیا تو نہیں دیکھتا اگر کوئی بندہ یوں کرتا تو اس کی سرزنش ہوتی اور اس کو کہا جاتا تیری نماز قبول نہیں ہے۔
پس جو بندہ آج اس میں مبتلا ہوجائے گا وہ کہے گا: یہ سنت رسولؐ خدا ہے اور یہ آپؐ کا اسوہ بن گیا۔ پھر آپؐ نے بےجا کلام کرنے کی وجہ سے دو سجدۂ سہو ادا فرمائے۔

﴿حدیث نمبر 22/1434﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن جميل قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل صلى ركعتين ثم قام قال: يستقبل، قلت: فما يروي الناس؛ فذكر له حديث ذي الشمالين فقال: ان رسول الله صلى الله عليه وآله لم يبرح من مكانه ولو برح استقبل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جمیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے دو رکعتیں پڑھیں اور پھر کھڑا ہو گیا۔
آپؑ نے فرمایا: وہ اَز سرِ نو نماز پڑھے۔
راوی: میں نے عرض کیا: وہ حدیث جو لوگ روایت کرتے ہیں پس اس کے لیے حدیث ذی الشمالین کو ذکر کیا۔
تو آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی جگہ سے ہٹے نہیں تھے۔ اگر آپؐ بھی ہٹ جاتے تو آپؐ بھی اَز سرِ نو نماز پڑھتے۔

﴿حدیث نمبر 23/1435﴾ عنه عن فضالة عن الحسين بن عثمان عن سماعة عن أبي بصير قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل صلى ركعتين ثم قام فذهب في حاجته قال: يستقبل الصلاة، فقلت: ما بال رسول الله صلى الله عليه وآله لم يستقبل حين صلى ركعتين؛ فقال: إن رسول الله صلى الله عليه وآله لم ينفتل من موضعه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام

سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے دو رکعتیں نماز پڑھی ہے پھر وہ کھڑا ہوا اور اپنی کسی حاجت و ضرورت کے لیے چلا گیا (یعنی اس نے چار پڑھنا تھی اور دو پڑھ کر چلا گیا)۔

آپؑ نے فرمایا: وہ اَزسرِنو نماز پڑھے گا۔

میں نے عرض کیا: پھر کیا وجہ ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے دو رکعتیں پڑھی تھیں اور آپؑ نے اَزسرِنو نماز کیوں نہیں پڑھی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: تحقیق رسولِ خدا ﷺ اپنی جگہ و مقام سے ہٹے نہیں تھے۔

﴿حدیث نمبر 24/1436﴾ فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن صفوان عن العلا عن محمد عن أبي جعفر عليه السلام قال: سئل عن رجل دخل مع الامام في صلاته وقد سبقه بركعة فلما فرغ الامام خرج مع الناس ثم ذكر بعد ذلك انه فاتته ركعة قال: يعيدها ركعة واحدة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور وہ روایت جو جناب محمد نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کی ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ جو نماز باجماعت میں شریک ہوا جبکہ جماعت والے اس سے ایک رکعت آگے تھے۔ جب امام اور لوگوں نے نماز تمام کی تو اس نے بھی لوگوں کے ساتھ نماز ختم کر دی۔ پھر اسے یاد آیا کہ اس کی ایک رکعت رہ گئی ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ اس ایک رکعت کو دوبارہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 25/1437﴾ عنه عن ابن أبي عمير عن عبد الله بن بكير عن عبيد بن زرارة قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يصلي الغداة ركعة ويتشهد ثم ينصرف ويذهب ويجيء ثم يذكر بعد أنه إنما صلى ركعة قال: يضيف إليها ركعة.

فلا تنافي بين هذين الخبرين والخبر الاول الذي قدمناه عن عمار الساباطي وبين الاخبار الاولة لان الوجه في هذه الاخبار أن نحملها على انه إذا انصرف وذهب وجاء من غير أن يستدبر القبلة جاز له حينئذ البناء على ما مضى، والاخبار الاولة محمولة على انه إذا استدبر القبلة وجب عليه استيناف الصلاة فلا تنافي بينهما على حال،

والذی یزید ذلك بیاناً ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھی اور تشہد وسلام پڑھنے کے بعد نماز کو ختم کر دیا اور چلا گیا اور پھر اسے یاد آیا کہ اس نے صبح کی ایک رکعت پڑھی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایک رکعت کا اس کے ساتھ اضافہ کرے گا۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں خبروں کا پہلی والی روایات کے ساتھ تنافی وتضاد نہیں ہے۔ وہ خبراول جو عمار الساباطی سے ہے جو بیان ہو چکی ہے اور یہ روایات جو پہلے ذکر ہوئی ہیں ان سب کو ممکن ہے کہ اس پر حمل کیا جائے۔ وہ بندہ گیا اور واپس آیا لیکن اس نے قبلہ کی طرف پشت نہ کی ہو۔ اس کے لیے جائز ہے کہ وہ اسی پر بنا رکھے اور باقی ماندہ نماز کو پورا کرے۔ اور پہلے والی روایات میں احتمال ہے کہ اس سے پشت بقبلہ ہو گئی ہو تو اس پر واجب ہے کہ وہ از سر نو نماز پڑھے، لہٰذا ان کے درمیان منافات نہیں ہے اور مزید اس کو ذیل کی روایت بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 26/1438﴾ الحسین بن سعید عن الحسن عن زرعة عن سماعة عن أبي عبد الله علیه السلام قال: من حفظ سهوه فأتمه فليس عليه سجدتا السهو، فان رسول الله صلى الله عليه وآله صلى بالناس الظهر ركعتين ثم سها فقال له ذو الشمالين: يارسول الله أنزل في الصلاة شيء؟ فقال: وما ذاك؟ قال: إنما صليت ركعتين فقال رسول الله صلى الله عليه وآله: أتقولون مثل قوله؟ قالوا: نعم، فقام فأتم بهم الصلاة وسجد سجدتي السهو، قال قلت: أرأيت من صلى ركعتين وظن انها أربع فسلم وانصرف ثم ذكر بعدما ذهب أنه إنما صلى ركعتين؟ قال: يستقبل الصلاة من أولها قال قلت: فما بال الرسول صلى الله عليه وآله لم يستقبل الصلاة وإنما أتم ما بقي من صلاته؟ فقال: إن رسول صلى الله عليه وآله لم يبرح من مجلسه فان كان لم يبرح من مجلسه فليتم ما نقص من صلاته إذا كان قد حفظ الركعتين الاولتين.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ نے فرمایا:

جس کو اپنا سہو یاد آجائے وہ اس کو پورا کرے۔ اس پر دو سجدۂ سہو واجب نہیں ہیں۔ تحقیق رسولِ خدا ﷺ نے لوگوں کے ساتھ نمازِ ظہر کی دو رکعتیں پڑھیں اور پھر آپ کو سہو ہو گیا۔

ذی شمالین نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا نماز کے بارے میں کوئی نئی چیز نازل ہوئی ہے۔

آپؐ نے فرمایا: وہ کیوں؟

اس نے کہا: آپ نے فقط دو رکعتیں پڑھی ہیں۔

رسولؐ خدا نے لوگوں سے پوچھا: کیا تم بھی اس کی مثل کہتے ہو؟

لوگوں نے کہا: جی ہاں۔

پھر رسولؐ خدا کھڑے ہوئے اور لوگوں کے ساتھ نماز کو مکمل کیا۔

راوی: میں نے عرض کیا: کیا آپ دیکھتے ہیں کہ جو بندہ دو رکعتیں پڑھتا ہے اور وہ چار گمان کر کے سلام پڑھتا ہے اور نماز کو ختم کرتا ہے اور پھر چلا جاتا ہے۔ جانے کے بعد اسے یاد آتا ہے کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اوّل سے نماز پڑھے گا۔

راوی: میں نے عرض کیا: پھر کیا وجہ ہے کہ رسولؐ خدا نے از سرِ نو نماز نہیں پڑھی تھی؟ صرف وصرف باقی ماندہ کو پورا کیا تھا؟

آپؑ نے فرمایا: رسولؐ خدا نے اپنی جگہ نہیں چھوڑی تھی۔ پس اگر یہ اپنی جگہ نہ چھوڑتا تو یہ بھی باقی ماندہ کو پورا کرتا کیونکہ اس کو دو رکعتیں یاد تھیں۔

{حدیث نمبر 27/1439} فأما ما رواه سعد عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن حماد بن عثمان عن عبيد بن زرارة قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل صلى ركعة من الغداة ثم انصرف وخرج في حوائجه ثم ذكر أنه صلى ركعة قال: فليتم ما بقي. فقد بينا الوجه في مثله فيما مضى، ويحتمل أن يكون الخبر مخصوصا بالنوافل دون الفرايض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے جو روایت نقل کی جس میں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندے نے نمازِ صبح کی ایک پڑھی ہے۔ پھر وہ نماز کو چھوڑ کر اپنی کسی حاجت کے

https://www.shianbooks pdf.com

لیے چلا گیا ہے اور پھر اسے یاد آیا ہے کہ اس نے فقط ایک رکعت پڑھی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ باقی ماندہ کو پورا کرے۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت میں یہ بھی احتمال ہے کہ یہ نوافل کے ساتھ مخصوص ہے نا کہ فرائض کے ساتھ۔

﴿حدیث نمبر 28/1440﴾ فأما ما رواه سعد بن عبد الله عن ابن أبي نجران عن الحسين ابن سعيد عن حماد عن حريز عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن رجل صلى بالكوفة ركعتين ثم ذكر وهو بمكة أو بالمدينة أو البصرة أو ببلدة من البلدان أنه صلى ركعتين قال: يصلي ركعتين. فهذا الخبر وخبر عمار الذي قال فيه لا يعيد ولو بلغ الصين الوجه فيهما ان نحملهما على انه إذا لم يذكر ذلك علماً يقيناً وإنما يذكر ظناً ويعتريه مع ذلك شك، فحينئذ يضيف إليه تمام الصلاة استظهاراً لا وجوباً. لانا قد بينا أن بعد الانصراف من حال الصلاة لا يلتفت الى شيء من الشك. ويحتمل الخبر أيضاً أن يكون إنما ذكر ترك ركعتين من النوافل وليس فيه أنه ترك ركعتين من الفرايض، ويزيد ما قدمناه بياناً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حریز سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: بندے نے کوفہ میں دو رکعت نماز پڑھی ہے پھر اسے مکہ یا مدینہ یا بصرہ یا دُنیا کے کسی اور شہر میں یاد آیا ہے کہ اس نے وہ نماز دو رکعت پڑھی ہے (جبکہ چار رکعتیں پڑھنا تھیں)۔

آپؑ نے فرمایا: وہ دو رکعتیں اور پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت اور دوسری وہ روایت جو جناب عمار نے ذکر کی ہے جس میں ذکر ہوا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کا اعادہ نہیں کرے گا خواہ چین بھی چلا جائے۔ ان دونوں میں ایک وجہ یہ ہے کہ ہم اس پر ان دونوں کو حمل کریں گے کہ اس کو علم و یقیناً کی حد تک یاد نہیں ہے۔ وہ اس کا گمان ہے کہ اس نے ایسا کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ شک بھی طاری ہے۔ تو اس صورت میں وہ نماز کو تمام کرے گا، استظہار کی خاطر یعنی قصد قربت سے نا کہ قصد وجوب کے۔ کیونکہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب بندہ حالت نماز سے انصراف

کر چکا ہو۔ پھر وہ اپنے شک کی طرف توجہ نہیں کرے گا۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس کو یاد آیا ہو کہ اس نے نوافل کی رکعتیں ترک کی ہیں کیونکہ روایت میں فقط یہ ذکر ہوا ہے کہ اس نے دو رکعتیں ترک کی ہیں۔ یہ ذکر نہیں کہ واجب نماز کی ترک کی ہیں تو اس صورت میں ہم اس کو نوافل پر حمل کریں گے جو ہم نے بیان کیں اس کو مزید ذیل کی روایت اس کو بیان کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 29/1441﴾ ما رواه محمد بن مسعود عن جعفر بن أحمد قال حدثني علي ابن الحسن وعلي بن محمد عن العبيدي عن يونس عن العلا عن محمد بن مسلم عن احدهما عليهما السلام قال: سئل عن رجل دخل مع الامام في صلاته وقد سبقه بركعة فلما فرغ الامام خرج مع الناس ثم ذكر أنه قد فاتته ركعة قال: يعيد ركعة واحدة يجوز له ذلك إذا لم يحول وجهه عن القبلة فإذا حول وجهه فعليه أن يستقبل الصلاة استقبالا۔

جناب الشیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور وہ روایت محمد بن مسلم نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کی جس میں آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا گیا ہے جو نماز جماعت میں شریک ہوا ہے اور امام جماعت اس سے ایک رکعت آگے ہے (یعنی وہ دوسری رکعت میں شامل ہوا ہے)۔

جب امام جماعت نماز سے فارغ ہوا ہے تو وہ بھی لوگوں کے ساتھ ہی نماز سے خارج ہوگیا (یعنی اس نے سلام پڑھ کر نماز کو ختم کر دیا ہے)۔ پھر اسے یاد آیا ہے کہ میں نے ایک رکعت نہیں پڑھی؟

آپؑ نے فرمایا: وہ صرف ایک رکعت کا اعادہ کرے۔ یہ اس وقت اس کے لیے جائز ہے جب اس نے قبلہ سے رُخ تبدیل نہ کیا ہو اور اگر اس نے قبلہ سے رُخ موڑ لیا ہے تو پھر وہ نماز کو از سر نو شروع سے پڑھے گا۔

﴿حدیث نمبر 30/1442﴾ علي بن مهزيار عن الحسن بن علي بن فضال عن يونس ابن يعقوب قال قلت لابي الحسن عليه السلام: صليت بقوم صلاة فقعدت للتشهد ثم قمت ونسيت أن أسلم عليهم فقالوا ما سلمت علينا فقال: الم تسلم وأنت جالس؛ قلت: بلى فقال: فلا بأس عليك ولو نسيت حين قالوا لك ذلك استقبلتهم بوجهك فقلت السلام عليكم۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس بن یعقوب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے قوم کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر میں بیٹھا اور تشہد بھی پڑھا۔ پھر میں اُٹھ گیا اور میں بھول گیا اور مجھے یاد نہیں رہا کہ میں نے آخری سلام پڑھا ہے یا نہیں؟ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ میں نے تم پر سلام کہا ہے؟

پس ان لوگوں نے کہا کہ نہیں تو نے ہم پر سلام نہیں کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جب تو تشہد میں بیٹھا تھا تو آیا اُس وقت تو نے کوئی سلام پڑھا تھا؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں، پڑھا تھا۔

آپؑ نے فرمایا: تیرے اُوپر کوئی حرج نہیں۔ اگر تم بھول گئے تھے جب کہ لوگوں نے تجھے کہا ہے کہ تیرا چہرہ قبلہ رُخ تھا تو تُو نے ان سے کہا: السلام علیکم (تو کوئی چیز تیرے اُوپر نہیں ہے)۔

﴿حدیث نمبر 31/1443﴾ الحسين بن سعيد عن ابن أبي عمير عن أبي أيوب الخزاز عن محمد بن مسلم عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يشك بعدما ينصرف من صلاته قال فقال: لا يعيد ولا شيء عليه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ جب بندہ نماز کو ختم کرنے کے بعد پھر شک کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کا اعادہ نہ کرے۔ اس پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 32/1444﴾ عنه عن محمد بن اسماعيل عن أبي اسماعيل السراج عن حبيب الخثعمي قال: شكوت الى أبي عبد الله عليه السلام كثرة السهو في الصلاة فقال: احص صلاتك بالحصى أو قال احفظها بالحصى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حبیب خثعمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سہو و شک کی کثرت کا شکوہ کیا۔

آپؑ نے فرمایا: اپنی نماز کا کنکریوں کے ذریعے شمار کرو۔ یا فرمایا: کنکریوں کے ذریعے یاد رکھو۔

﴿حدیث نمبر 33/1445﴾ أحمد بن محمد عن ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن

عبيد الله الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يكون خلف الامام فيطيل الامام التشهد فقال: يسلم من خلفه ويمضي في حاجته ان أحب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبیداللہ الحلبی سے نقل کیا ہے اور اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک بندہ امام جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اور امام تشہد کو طول دے رہا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ پیچھے سلام پڑھے اور اگر چاہتا ہے تو اپنی حاجت کے لیے چلا جائے۔

﴿حدیث نمبر 34/1446﴾ عنه عن موسى بن القاسم عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل يكون خلف الامام فيطول الامام التشهد فيأخذ الرجل البول أو يتخوف على شيء يفوت أو يعرض له وجع كيف يصنع؛ قال: يتشهد هو وينصرف ويدع الامام.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک بندہ امام کے ساتھ (باجماعت) نماز پڑھ رہا ہے اور امام تشہد کو طویل کر رہا ہے جبکہ اس بندے کو پیشاب آیا ہوا ہے یا اسے کسی چیز کے ضائع ہونے کا خوف ہے یا اسے کوئی درد عارض ہو چکی ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنا تشہد وسلام پڑھے اور نماز کو ختم کرے اور امام کو چھوڑ دے۔

﴿حدیث نمبر 35/1447﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن أبي المعزاء قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الرجل يكون خلف الامام فيسهو فيسلم قبل أن يسلم الامام قال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوالمعزاء سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہے اور اس نے سہواً امام سے پہلے سلام پڑھ لیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 36/1448﴾ سعد عن محمد بن الحسين عن موسى بن عمر عن موسى ابن عيسى عن مروان بن مسلم عن عمار بن موسى الساباطي قال سألت أبا عبد الله

علیہ السلام: عن شئ من السهو فی الصلاة فقال: ألا أعلمك شيئًا إذا فعلته ثم ذكرت أنك أتممت أو نقصت لم يكن عليك شئ؛ قلت: بلى قال: إذا سهوت فابن على الاكثر فإذا فرغت وسلمت فقم فصل ما ظننت انك نقصت فان كنت قد اتممت لم يكن عليك فى هذه شئ وان ذكرت انك كنت نقصت كان ما صليت تمام ما نقصت.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نماز میں سہو و شک کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: کیا میں تجھے ایک چیز (طریقہ) کی تعلیم نہ دوں۔ اگر تو اس پر عمل کرے گا تو پھر تجھے یاد آجائے گا کہ تُو نے نماز کو پورا پڑھا ہے یا کم اور تیرے اُوپر کوئی چیز نہ ہو؟

میں نے عرض کیا: کیوں نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جب بھی (چار رکعتی) نماز میں شک کرو تو اکثر پر بنا رکھو۔ پس جب نماز سے فارغ ہوجاؤ تو سلام پڑھو اور کھڑے ہوجاؤ۔ جتنی کمی کا تیرا گمان ہے اس کو (بطور نماز احتیاط) پڑھو۔ اگر تیری پہلی نماز پوری ہوئی تو اس کا تیرے لیے کوئی حرج نہیں ہوگا۔ اور اگر تیری نماز کم ہوئی تو یہ اس کمی کو پورا کردے گی۔ تُو نے اس کمی کو پورا کرلیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 37/1449﴾ سعد عن أبي الجوزاء عن الحسين بن علوان عن عمرو ابن خالد عن زيد بن علي عن آبائه عن علي عليه السلام قال: صلى بنا رسول الله صلى الله عليه وآله الظهر خمس ركعات ثم انفتل فقال له بعض القوم: يا رسول الله هل زيد فى الصلاة شئ؛ فقال: وما ذاك؛ قال: صليت بنا خمس ركعات قال: فاستقبل القبلة و كبر وهو جالس ثم سجد سجدتين ليس فيهما قراءة ولا ركوع ثم سلم وكان يقول: هما المرغمتان. قال محمد بن الحسن: هذا خبر شاذ لا يعمل عليه لانا قد بينا أن من زاد فى الصلاة وعلم ذلك يجب عليه استيناف الصلاة، وإذا شك فى الزيادة فانه يسجد السجدتين المرغمتين، ويجوز أن يكون عليه السلام إنما فعل ذلك لان قول واحد له لم يكن مما يقطع به، ويجوز أن يكون كان غلطاً منه وإنما سجد السجدتين احتياطا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن خالد سے اور انھوں نے زید بن علی سے اور اس نے اپنے باپ و دادا کے ذریعے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے ساتھ نماز ظہر پڑھی تو آپؐ نے پانچ پڑھادیں۔ جب آپؐ فارغ ہوئے تو لوگوں نے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا نماز میں اضافہ ہوگیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: کیوں؟

لوگوں نے عرض کیا: آپؐ نے ہمارے ساتھ پانچ رکعات پڑھی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آپؐ نے قبلہ رُخ ہوکر تکبیر کہی حالانکہ آپؐ بیٹھے ہوئے تھے اور بغیر قرأت و رکوع کے دو سجدے ادا کیے۔ پھر سلام پڑھا اور آپؐ فرماتے ہیں: یہ دونوں سجدے اس کی بارگاہ میں عاجزی و انکساری ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت شاذ ہے اس پر عمل نہیں کیا جاتا کیونکہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ معلوم ہوجائے کہ نماز میں زیادتی ہوئی ہے تو واجب ہے کہ نماز کو اَز سرِ نو پڑھا جائے اور اگر زیادتی کا شک ہو تو پھر دو سجدے عاجزی و انکساری کی خاطر ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ آپؐ نے یہ کام فقط اس لیے کیا کہ یہ قولِ واحد اس پر قطع و یقین حاصل نہ ہوتا۔ یہ بھی احتمال ہے راوی سے غلطی ہوئی ہے۔ آپ نے فقط احتیاط میں دو سجدے ادا کیے ہوں۔

﴿حدیث نمبر 38/1450﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا نسيت شيئًا من الصلاة ركوعا أو سجودا أو تكبيرا ثم ذكرت فاصنع الذي فاتك سواء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو نماز میں سے رکوع یا سجود یا تکبیر میں سے کوئی چیز بھول جائے۔ پھر تجھے یاد آئے (یعنی محل گزرنے کے بعد یاد آئے) جو تجھ سے رہ گیا اس کی قضاء کرو۔

﴿حدیث نمبر 39/1451﴾ عنه عن عبد الرحمن بن أبي نجران عن صفوان عن العيص قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن رجل نسي ركعة من صلاته حتى فرغ منها ثم ذكر انه لم يركع قال: يقوم فيركع ويسجد سجدتين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیص سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے

اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو ایک رکعت بھول گیا اور اس نے نماز ختم کر دی۔ پھر اسے یاد آیا کہ میں نے ایک رکعت نہیں پڑھی؟

آپؑ نے فرمایا: وہ کھڑا ہو جائے اور اپنی ایک رکعت پڑھے رکوع کرے اور دو سجدے کرے۔

﴿حدیث نمبر 40/1452﴾ محمد بن علی بن محبوب عن حمزة بن يعلى عن علي بن ادريس عن محمد عن أخيه أبي جرير عن أبي الحسن موسى عليه السلام قال قال: ان الرجل إذا كان في الصلاة فدعاه الوالد فليسبح وإذا دعته الوالدة فليقل لبيك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوجریر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ نماز پڑھ رہا ہو اور اس کا والد اس کو آواز دے تو اس کو چاہیے کہ وہ تسبیح کرے (یعنی بلند آواز سے تسبیح پڑھ کر باپ کو اطلاع کر دے کہ میں نماز میں ہوں) اور جب اس کی والدہ آواز دے تو اس کو چاہیے کہ اس کی آواز پر لبیک کہے۔

﴿حدیث نمبر 41/1453﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن موسى بن القاسم عن علي ابن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن رجل يصلي خلف إمام لا يدري كم صلى هل عليه سهو؛ قال: لا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؓ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: ایک بندہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اور اس کو کچھ یاد نہیں کہ کتنی اور کون سی رکعت ہے تو کیا اس پر سہو کے احکام ہوں گے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

نبیؐ و امامؑ کو سہو نہیں ہوتا

﴿حدیث نمبر 42/1454﴾ عنه عن أحمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن عبد الله ابن بكير عن زرارة قال سألت أبا جعفر عليه السلام: هل سجد رسول الله صلى الله عليه وآله سجدتي السهو قط؛ فقال: لا ولا يسجدهما فقيه. قال محمد بن الحسن: الذي أفتي به ما تضمنه هذا الخبر. فأما الاخبار التي قدمناها من أن النبي صلى الله عليه

وآله سها فسجد فانها موافقة للعامة و انما ذكرناها لان ما تتضمنه من الاحكام معمول بها على ما بيناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سوال کیا: کیا کبھی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سجدۂ سہو کیے تھے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بلکہ کسی امامؑ نے بھی نہیں کیے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس کے تحت میں فتویٰ دیتا ہوں وہ ہے جو اس حدیث نے بیان کیا ہے لیکن وہ روایات جو ذکر ہوئی ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سہو ہوا اور آپؐ نے سجدۂ سہو بھی کیا۔ وہ عامہ کے مذہب کے موافق ہیں اور ہم نے ان روایات کو اس لیے ذکر کیا ہے کہ وہ احکام جو ان میں بیان ہوئے ہیں ان پر عمل کیا جاتا ہے اور اس مطلب کو ذیل کی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

﴿حديث نمبر 43/1455﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن عبد الله ابن الحجال عن ابراهيم بن محمد الاشعري عن حمزة بن حمران عن أبي عبد الله عليه السلام قال: ما أعاد الصلاة فقيه قط، يحتال لها ويدبرها حتى لا يعيدها. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر مخصوص باحكام بعينها لانا قد بينا ان في السهو ما لا يمكن تلافيه ولا يجوز فيه غير اعادة الصلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حمزہ بن حمران سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: فقیہ (امامؑ) کبھی نماز کا اعادہ نہیں کرتا۔ وہ حیلہ کرتا ہے اور تدبر کرتا ہے یہاں تک کہ وہ نماز کا اعادہ نہیں کرتا۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ روایت مخصوص ہے۔ نماز کے احکام کے ساتھ کیونکہ ہم نے بیان کیا ہے کہ سہو میں تلافی ممکن نہیں ہے اور سہو میں اعادۂ نماز کے علاوہ کوئی اور کام جائز نہیں ہے۔

﴿حديث نمبر 44/1456﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن محمد ابن عبد الله بن هلال عن عقبة بن خالد عن أبي عبد الله عليه السلام في رجل دعاه رجل وهو يصلي فسها فاجابه لحاجته كيف يصنع؟ قال: يمضي على صلاته ويكبر تكبيرا

كثيرا. قال محمد بن الحسن: وهذا الخبر لا ينافي ما قدمناه من أنه إذا تكلم ساهيا كان عليه سجدتا السهو لانه ليس في هذا الخبر انه ليس عليه ذلك، ولا يمتنع أن يكون أراد يكبر تكبيرا كثيرا ثم يسجد سجدتي السهو بعد الفراغ من الصلاة على ما بيناه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عقبہ بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں نقل کیا ہے جو نماز پڑھ رہا ہے اور دوسرے بندے نے اس کو آواز دی ہے تو اس نے بھول کر اس کو کسی کام کی وجہ سے جواب دے دیا تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو جاری رکھے اور بہت زیادہ تکبیرات کہے۔

جناب الشیخ محمد بن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت ہماری گذشتہ روایات کے ساتھ منافات نہیں رکھتی کہ جو بیان کرتی ہیں کہ جو بندہ سہواً کلام کرے تو وہ بعد میں دو سجدہ سہو بجالائے کیونکہ اس روایت میں یہ ذکر نہیں ہوا کہ وہ سجدہ سہو بجا نہ لائے۔ اور اس سے بھی مراد لینا ممتنع نہیں ہے کہ وہ زیادہ تکبیرات کہے اور پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد دو سجدہ سہو بھی بجالائے، جیسا کہ ہم نے اس کو بیان کیا ہے۔

﴿حديث نمبر 45/1457﴾ أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن سيف بن عميرة عن بكر بن أبي بكر قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام إني ربما شككت في السورة فلا أدري قرأتها أم لا فأعيدها؛ قال: ان كانت طويلة فلا، وإن كانت قصيرة فأعدها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب بکر بن ابی بکر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں بعض اوقات سورہ کے بارے میں شک کرتا ہوں۔ پس میں نہیں جانتا کہ میں نے پڑھی ہے یا نہیں؟ کیا میں سورہ کو دوبارہ پڑھوں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر سورہ طویل ہے تو پھر نہیں، اور چھوٹی سورہ ہے تو اس کو دوبارہ پڑھو۔

﴿حديث نمبر 46/1458﴾ محمد بن علي بن محبوب عن العباس عن عبد الله بن المغيرة عن معاوية بن وهب قال قلت لأبي عبد الله عليه السلام: اقرأ سورة فاسهو فانتبه وأنا في آخرها فارجع الى أول السورة أو أمضي؛ قال: بل امض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن وهب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام

کی خدمت میں عرض کیا: میں نے سورۂ حمد کے بعد دوسری سورہ پڑھ رہا ہوں اور میں اس کے آخری حصّہ کو پڑھ رہا ہوں۔ میں متوجہ ہوا کہ اوّل میں مجھ سے سہو ہو گیا ہے تو کیا وہ دوبارہ پڑھوں یا اس کو جاری رکھوں؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو جاری رکھو اور اپنے سہو کی پروا نہ کرو۔

جب شک کا محل گزر جائے تو اس کی پروا نہ کرو

﴿حدیث نمبر 47/1459﴾ أحمد بن محمد عن أحمد بن أبي نصر عن حماد بن عيسى عن حريز بن عبد الله عن زرارة قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: رجل شك في الاذان وقد دخل في الاقامة قال: يمضي، قلت: رجل شك في الاذان والاقامة وقد كبر؛ قال: يمضي، قلت: رجل شك في التكبير وقد قرأ؛ قال: يمضي، قلت: شك في القرائة وقد ركع؛ قال: يمضي، قلت: شك في الركوع وقد سجد؛ قال: يمضي على صلاته، ثم قال: يا زرارة إذا خرجت من شيء ثم دخلت في غيره فشكك ليس بشيء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: ایک بندہ اقامت کہہ رہا ہے اور اس دوران اذان میں شک کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی نماز کو جاری رکھے۔

پھر میں نے عرض کیا: ایک بندہ قرأت کے دوران تکبیرۃ الاحرام میں شک کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی نماز کو جاری رکھے۔

پھر میں نے عرض کیا: ایک بندہ رکوع میں جا کر قرأت میں شک کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی نماز کو جاری رکھے۔

پھر میں نے عرض کیا: ایک بندہ سجدے میں جا کر رکوع میں شک کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنی نماز کو جاری رکھے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: اے زرارہ! جب تم ایک چیز سے خارج ہو کر دوسری چیز میں داخل ہو گے ہو تو پھر تیرا پہلی چیز میں شک کوئی چیز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 48/1460﴾ عنه عن الحسن بن محبوب عن علي بن رئاب عن محمد

ابن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: كلما شككت فيه بعدما تفرغ من صلاتك فامض ولا تعد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد کسی جزء کے بارے میں شک کرے تو تو اپنے شک کی پروا نہ کرو اور نماز کا اعادہ نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 49/1461﴾ أحمد بن محمد عن الحسن بن علي بن فضال عن أبي جميلة عن زيد الشحام أبي اسامة قال: سألته عن الرجل صلى العصر ست ركعات أو خمس ركعات قال: ان استيقن انه صلى خمسا أو ستا فليعد، و إن كان لا يدري أزاد أم نقص فليكبر وهو جالس ثم ليركع ركعتين يقرأ فيهما بفاتحة الكتاب في آخر صلاته ثم يتشهد، وإن هو استيقن انه صلى ركعتين أو ثلاثا ثم انصرف فتكلم فلم يعلم انه لم يتم الصلاة قائما عليه أن يتم الصلاة ما بقي منها، فان نبي الله صلى الله عليه وآله صلى بالناس ركعتين ثم نسي حتى انصرف فقال له ذو الشمالين: يا رسول الله أحدث في الصلاة شيء؟ فقال: أيها الناس أصدق ذو الشمالين؟ فقالوا: نعم لم تصل إلا ركعتين، فقام فأتم ما بقي من صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زید الشحام ابو اسامہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے نمازِ عصر پڑھی اور پانچ یا چھ رکعات پڑھ گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اسے یقین ہے کہ اس نے پانچ یا چھ رکعات پڑھی ہیں تو وہ پھر نماز کو دوبارہ پڑھے۔ اور اگر اسے شک ہے اور وہ نہیں جانتا کہ اس نے زیادہ پڑھی ہیں یا کم تو پھر وہ بیٹھ کر تکبیر کہے اور دو رکعت نماز بیٹھ کر پڑھے اور دونوں میں سورۂ فاتحہ فقط پڑھے۔ آخر میں تشہد و سلام پڑھے۔

اور اگر اسے یقین ہے کہ اس نے دو رکعت یا تین رکعت پڑھی ہیں پھر وہ نماز کو ختم کر دیا ہے اور کلام بھی کی ہے، پس وہ نہیں جانتا کہ اس نے نماز کو پورا نہیں کیا۔

تو اس پر واجب ہے کہ وہ کھڑے ہو کر باقی ماندہ کو پورا کرے۔ تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب لوگوں

کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں اور بھول کر نماز کو ختم کر دیا تو ذوالشمالین نے آپؐ سے عرض کیا: یارسولؐ اللہ! کیا نماز میں کوئی نیا حکم آیا ہے؟

آپؐ نے فرمایا: اے لوگو! کیا ذوالشمالین سچ کہہ رہا ہے؟

لوگوں نے عرض کیا: جی ہاں، آپؐ نے فقط دو رکعتیں پڑھی ہیں؟

پھر آپؐ کھڑے ہوئے اور باقی نماز کو پورا کیا۔

{حدیث نمبر 50/1462} عنه عن الحسن بن علي الوشا عن رجل عن جميل بن دراج عن أبي عبد الله عليه السلام قال قلت له: يفوت الرجل الاولى والعصر والمغرب وذكرها عند العشاء الآخرة قال: يبدأ بالوقت الذي هو فيه، فانه لا يأمن الموت فيكون قد ترك صلاة فريضة في وقت قد دخلت، ثم يقضي ما فاته الاولى فالاولى.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب جمیل بن دراج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ایک بندہ سے نماز ظہر اور عصر اور مغرب رہ گئی ہیں اور اس کو نماز عشاء کے وقت یاد آئی ہیں تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ جس نماز کا وقت ہے (نماز عشاء) اس کو شروع کرے کیونکہ بندہ موت سے امن میں نہیں اگر موت آئی تو اس نے وہ نماز ترک کی ہے جس کا وقت داخل ہو چکا تھا۔ اور نماز عشاء کے بعد پھر ترتیب سے اوّل کو پہلے اور بعد والی کو بعد میں قضاء کرے۔

{حدیث نمبر 51/1463} محمد بن أحمد بن يحيى عن أيوب بن نوح عن صفوان عن عنبسة قال: سألته عن الرجل لا يدري ركعتين ركع أو واحدة أو ثلاثا قال: يبني صلاته على ركعة واحدة يقرأ فيها بفاتحة الكتاب ويسجد سجدتي السهو. قال محمد بن الحسن: الوجه في هذا الخبر أن نحمله على النوافل لان النوافل حكمها ان تبنى على الاقل احتياطا على ما بيناه، فأما الفرايض فأنها تبنى على الاكثر ويتم بعد الفراغ من الصلاة على ما بيناه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عنبسہ سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے ایک بندے کے

بارے میں سوال کیا۔ وہ نہیں جانتا کہ اس نے دو رکعتیں پڑھی ہیں یا ایک یا تین؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ایک رکعت پر بناء رکھے اور اس میں سورۂ فاتحہ پڑھے اور نماز کے آخر میں دو سجدۂ سہو بھی کرے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو ہم نوافل میں حمل کریں گے کیونکہ نوافل میں حکم ہے کہ شک کے وقت کم پر بنا رکھی جائے گی۔ پھر نماز سے فارغ ہونے کے بعد باقی کو نمازِ احتیاط کے ذریعے پورا کیا جائے گا۔

{حدیث نمبر 52/1464} محمد بن أحمد بن يحيى عن محمد بن الحسين عن جعفر ابن بشير عن يونس عن منهال القصاب قال: قلت لابي عبد الله عليه السلام اسهو في الصلاة وأنا خلف الامام قال فقال: إذا سلم فاسجد سجدتين ولا تهب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب منھال القصاب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہوں تو کیا میرے لیے بھی سہو کا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب نماز ختم ہو جائے تو دو سجدۂ سہو کرو۔

{حدیث نمبر 53/1465} عنه عن أحمد بن محمد عن أحمد بن محمد بن أبي نصر عن عبد الكريم عن الحسين بن حماد عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا احس الرجل أن بثوبه بللا وهو يصلي فليأخذ ذكره بطرف ثوبه فيمسحه بفخذه فان كان بللا يعرف فليتوضأ وليعد الصلاة، وإن لم يكن بللا فذلك من الشيطان.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن حماد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندہ نماز میں اپنی شلوار پر تری کو محسوس کرے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے آلۂ تناسل کو پکڑے اور اسی کپڑے والی جانب سے ران سے اس کو مسح کرے۔ اگر اس کے سر پر تری کو محسوس کرتا ہے تو پھر وہ دوبارہ وضو کرے اور نماز بھی دوبارہ پڑھے۔ اور اگر وہ اس کے سر پر تری محسوس نہیں کرتا تو پھر جان لے کہ وہ شیطان کی طرف سے ہے۔

وہ سہو جس کے بعد دو سجدۂ سہو لازم نہیں ہیں

﴿حدیث نمبر 54/1466﴾ عنه عن أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد عن مصدق ابن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن السهو ما يجب فيه سجدتا السهو؟ فقال: إذا أردت أن تقعد فقمت، أو أردت أن تقوم فقعدت، أو أردت أن تقرأ فسبحت، أو أردت أن تسبح فقرأت فعليك سجدتا السهو وليس في شيء مما يتم به الصلاة سهو، وعن الرجل إذا أراد أن يقعد فقام ثم ذكر من قبل أن يقدم شيئًا أو يحدث شيئًا قال: ليس عليه سجدتا السهو حتى يتكلم بشيء، وعن الرجل إذا سها في الصلاة فينسى أن يسجد سجدتي السهو قال: يسجدهما متى ذكر، وعن رجل صلى ثلاث ركعات وهو يظن انها أربع فلما سلم ذكر انها ثلاث قال: يبني على صلاته متى ما ذكر ويصلي ركعة ويتشهد ويسلم ويسجد سجدتي السهو وقد جازت صلاته، وسئل عن الرجل ينسى الركوع أو ينسى سجدة هل عليه سجدة السهو؟ قال: لا قد أتم الصلاة، وعن الرجل يدخل مع الامام وقد صلى الامام ركعة أو أكثر فسها الامام كيف يصنع الرجل؟ قال: إذا سلم الامام فسجد سجدتي السهو فلا يسجد الرجل الذي دخل معه وإذا قام وبنى على صلاته وأتمها وسلم سجد الرجل سجدتي السهو، وعن الرجل يسهو في صلاته فلا يذكر ذلك حتى يصلي الفجر كيف يصنع؟ قال: لا يسجد سجدتي السهو حتى تطلع الشمس ويذهب شعاعها، وعن رجل سها خلف الامام فلم يفتتح الصلاة قال: يعيد الصلاة ولا صلاة بغير افتتاح، وعن رجل وجبت عليه صلاة من قعود فنسي حتى قام وافتتح الصلاة وهو قائم ثم ذكر قال: يقعد ويفتتح الصلاة وهو قاعد، وكذلك ان وجبت عليه الصلاة من قيام فنسي حتى افتتح الصلاة وهو قاعد فعليه ان يقطع صلاته ويقوم فيفتتح الصلاة وهو قائم ولا يعتد بافتتاحه وهو قاعد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام

ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ وہ سہو کہ جس کے بعد دو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتے؟

آپؑ نے فرمایا: جب تو بیٹھنا چاہتا تھا اور تو کھڑا ہو گیا ہے یا تو کھڑے ہونے کا ارادہ رکھتا تھا اور تو بیٹھ گیا ہے یا تو قرأت کا ارادہ رکھتا تھا اور تو نے تسبیحات کو شروع کر دیا ہے یا تو نے تسبیح کا اراہ کیا اور تو نے قرأت شروع کر دی تو تیرے اُوپر دو سجدے واجب ہیں لیکن سہو کی وجہ سے کوئی اور چیز واجب نہیں کہ وہ پڑھے اور نماز کو پورا کرے۔

پھر میں نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو بیٹھنے کا ارادہ رکھتا تھا اور پھر وہ کھڑا ہو گیا اور کسی دوسرے جزء میں داخل ہونے سے قبل اسے یاد آ گیا یا کوئی چیز حادث ہونے سے قبل یاد آ گیا؟

آپؑ نے فرمایا: اس پر دو سجدۂ سہو نہیں ہیں اگر کوئی بات نہ کرے۔

پھر میں نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس پر دو سجدۂ سہو تھے اور وہ بھول گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب یاد آ جائیں اس وقت ان دونوں سجدوں کو کرے۔

پھر میں نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے تین رکعات پڑھی ہیں اور اس نے چار کا گمان کیا اور جب اس نے سلام پڑھا تو اس کو یاد آ گیا کہ تین رکعات تھیں؟

آپؑ نے فرمایا: جو اس کو یاد ہے اس پر نماز کی بنا رکھے اور ایک رکعت نماز پڑھے، رکوع و سجود اور تشہد و سلام اور پھر دو سجدۂ سہو کرے تو اس کی نماز جائز ہے یعنی درست ہے۔

پھر میں نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو رکوع بھول گیا ہے یا سجدہ بھول گیا ہے کیا اس پر سجدۂ سہو ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، اس کی نماز پوری ہے۔

میں نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز باجماعت میں شامل ہوا ہے اور امام نے ایک رکعت یا زیادہ رکعات پڑھ لی ہیں پھر امام کو سہو ہو گیا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: جب نماز تمام کرے گا تو امام سجدۂ سہو کرے گا وہ نہیں کرے گا۔ اور جب وہ کھڑا ہو جائے تو اپنی نماز پر بناء رکھے اور نماز کو پورا کرے اور سلام پڑھے پھر دو سجدۂ سہو کرے۔

پھر میں نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو بندہ نماز پڑھتا ہے اور اس میں اس کو سہو ہوا ہے اور اس کو یاد اس وقت آیا ہے جب سورج طلوع کر رہا ہے تو وہ کیا کرے؟

https://www.shianeali.books/pdf.com

آپؑ نے فرمایا: جب سورج طلوع ہو جائے اور شعاعیں پھیل جائیں تو تب دو سجدہ سہو کرے۔

پھر میں نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے اور اس نے سورہ فاتحہ نہیں پڑھی؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو دوبارہ پڑھے۔ سورہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہے۔

پھر میں نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس پر بیٹھ کر نماز پڑھنا واجب تھی اور اس نے بھول کر نماز کھڑے ہو کر شروع کر دی۔ سورہ فاتحہ پڑھ رہا تھا اور وہ کھڑا تھا، پھر اسے یاد آیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ بیٹھ جائے اور بیٹھ کر دوبارہ سورہ فاتحہ پڑھے۔ ایسے ہی اس پر واجب تھا کہ وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور وہ بھول گیا اور بیٹھ کر نماز شروع کر دی ہے اور سورہ فاتحہ پڑھ رہا تھا اس کو یاد آ گیا ہے تو وہ نماز قطع کر دے اور کھڑا ہو جائے اور نماز کو کھڑے ہو کر شروع کرے۔ جو نماز اس نے بیٹھ کر فاتحہ پڑھی ہے اس کی پروا نہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 55/1467﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن عباد بن سليمان عن سعد بن سعد عن محمد بن القاسم بن الفضيل بن يسار عن الحسن بن الجهم قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن رجل صلى الظهر أو العصر فأحدث حين جلس في الرابعة فقال: ان كان قال: أشهد أن لا إله إلا الله وأن محمدًا رسول الله فلا يعيد، وان كان لم يتشهد قبل أن يحدث فليعد.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحسن بن الجہم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو نماز ظہر یا نماز عصر پڑھ رہا تھا جب وہ چوتھی رکعت کے تشہد میں بیٹھا تو اس سے حدث صادر ہو گیا تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس نے یہ پڑھ لیا تھا: اشهد ان لا اله الا الله وان محمداً رسول الله، تو پھر اس پر نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے۔ اور اگر اس نے شہادتین نہیں پڑھی تھیں اور حدث صادر ہو گیا ہے تو اس پر نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

﴿حدیث نمبر 56/1468﴾ عنه عن موسى بن عمر بن يزيد عن ابن سنان عن أبي

سعين القماط قال: سمعت رجلا يسأل أبا عبد الله عليه السلام عن رجل وجد غمزا في بطنه أو اذى أو عصرا من البول وهو في الصلاة المكتوبة في الركعة الاولى أو الثانية أو الثالثة أو الرابعة قال فقال: إذا أصاب شيئًا من ذلك فلا بأس بان يخرج لحاجته تلك فيتوضأ ثم ينصرف الى مصلاه الذى كان يصلى فيه فيبنى على صلاته من الموضع الذى خرج منه لحاجته مالم ينقض الصلاة بكلام، قال قلت: وان التفت يمينا أو شمالا أو ولى عن القبلة؛ قال: نعم كل ذلك واسع، إنما هو بمنزلة رجل سها فانصرف في ركعة أو ركعتين أو ثلاث من المكتوبة فانما عليه أن يبنى على صلاته، ثم ذكر سهو النبي صلى الله عليه وآله. وقد مضى معنى هذا الخبر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوسعید القماط سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے سنا کہ ایک بندے نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ نماز واجب پڑھ رہا ہے اور اس کی پہلی رکعت یا دوسری یا تیسری یا چوتھی رکعت میں اور اس کے پیٹ میں مروڑ پڑا ہے یا کوئی اور اذیت ہے یا اس کو پیشاب سخت آ گیا ہے تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: جب ان اشیاء میں سے کوئی چیز عارض ہو جائے تو اس کے لیے کوئی حرج نہیں کہ وہ اس حاجت کے لیے نماز سے نکل جائے اور (رفع حاجت کے بعد) وہ دوبارہ وضو کرے اور اپنے مصلی پر آئے جس پر وہ نماز پڑھ رہا تھا اور جس جگہ سے نماز چھوڑ کر گیا تھا اگر اس نے کلام نہ کی ہو تو پھر اسی جگہ سے نماز کی بنا رکھے اور نماز کو مکمل کرے۔

وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے عرض کیا: خواہ دائیں یا بائیں یا پشت بقبلہ بھی کر چکا ہو؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اس کے لیے ان سب میں وسعت ہے۔ یہ بندہ اس کی مانند ہے جو سہواً نماز سے منصرف ہوا ہے اور وہ نماز واجب کی پہلی رکعت یا دوسری یا تیسری رکعت تھی تو اس پر واجب ہے کہ وہ نماز میں واپس آئے اور وہی سے نماز کو شروع کرے جہاں اس نے چھوڑا تھا۔ اس کے بعد آپؑ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا۔

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے بارے میں ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

﴿باب نمبر 17﴾

نماز میں لباس ومکان میں سے کیا جائز ہے اور کیا جائز نہیں؟

خضاب میں نماز

﴿حدیث نمبر 1/1469﴾ الحسین بن سعید عن فضالة عن حسین بن عثمان عن ابن مسكان عن أبي بكر الحضرمي قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يصلي وعليه خضابه فقال: لا يصلي وهو عليه ولكن ينزعه إذا أراد أن يصلي قلت: ان حناءه وخرقته نظيفة فقال: لا يصلي وهو عليه، والمرأة أيضا لا تصلي وعليها خضابها. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر محمول على الاستحباب دون الوجوب، والذي يدل على ذلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبکر حضرمی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: جس بندے کے سر پر خضاب لگا ہوا ہو تو وہ کیا اس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اس حالت میں نماز نہ پڑھے اور اگر وہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو خضاب کو دھو لے۔

پھر میں نے عرض کیا: اگر اس کے سر پر مہندی لگی ہوئی ہو اور اس پر صاف کپڑا باندھا ہوا ہو تو کیا وہ نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کے سر پر مہندی لگی ہوئی ہے تو بھی وہ نماز نہ پڑھے اور عورت بھی اگر اس کے سر خضاب لگا ہوا ہے تو وہ نماز نہ پڑھے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو استحباب پر حمل کیا جائے گا نہ کہ وجوب پر، یعنی مستحب ہے کہ اس حالت میں نماز نہ پڑھے نہ کہ نماز پڑھنا حرام ہے اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 2/1470﴾ سعد عن أحمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن رفاعة

https://www.shiabookspdf.com

قال سألت أبا الحسن علیه السلام: عن المختضب إذا تمکن من السجود والقراءة ایضاً أیصلي في حنائه؛ قال: نعم إذا کان خرقته طاهرة وکان متوضأ.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب رفاعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا: جس بندے کے سر پر خضاب ہو اور اس کے لیے قرأت وسجدہ کرنا ممکن ہو تو کیا وہ اس حالت میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں اگر اس کے سر پر باندھا ہوا کپڑا پاک ہو اور وہ باوضو ہو تو پڑھ سکتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 3/1471﴾ عنه عن أحمد عن محمد بن سهل بن الیسع الاشعري عن أبیه عن أبي الحسن علیه السلام قال: سألته أیصلي الرجل في خضابه إذا کان علی طهر؛ فقال: نعم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن سہل بن الیسع الاشعری سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے نقل کیا کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: جب باطہارت ہو تو کیا وہ اپنے خضاب میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 4/1472﴾ سعد عن احمد بن الحسن عن عمرو بن سعید عن مصدق ابن صدقة عن عمار بن موسی الساباطي قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن المرأة تصلي ویداها مربوطتان بالحناء؛ فقال: ان کانت توضأت للصلاة قبل ذلك فلا بأس بالصلاة وهي مختضبة ویداها مربوطتان.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جس کے ہاتھوں پر مہندی لگی ہوئی ہے اور وہ گیلی ہے تو کیا وہ نماز پڑھ سکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس نے مہندی لگانے سے قبل نماز کے لیے وضو کرلیا تھا تو پھر اس کے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں حالانکہ اس نے خضاب کیا ہوا ہے اور اس کے دونوں ہاتھ تر ہیں۔

﴿حدیث نمبر 5/1473﴾ عنه عن أبي جعفر عن موسى بن القاسم عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليهما السلام قال: سألته عن الرجل والمرأة يختضبان أيصليان وهما بالحناء والوسمة؛ فقال: إذا أبرزا الفم والمنخر فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا اس مرد اور عورت کے بارے میں جنھوں نے خضاب کیا ہوا ہے تو کیا وہ دونوں نماز پڑھ سکتے ہیں حالانکہ دونوں پر مہندی وخضاب (وسمہ) موجود ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کا چہرہ اور ناک ظاہر ہے تو پڑھ سکتے ہیں، کوئی حرج نہیں۔

ہاتھ کپڑوں کے اندر رکھ کر نماز کا حکم

﴿حدیث نمبر 6/1474﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن العلا عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي ولا يخرج يديه من ثوبه فقال: ان أخرج يديه فحسن، وان لم يخرج فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس نے اپنے ہاتھ کپڑوں کے اندر چھپائے ہوئے ہیں، باہر نہیں نکال رہا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر ہاتھوں کو کپڑوں سے باہر نکال لے تو بہتر ہے اور اگر نہ نکالے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 2/1475﴾ فأما ما رواه محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن الحسن ابن علي عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الرجل يصلي فيدخل يديه في ثوبه فقال: ان كان عليه ثوب آخر أزار أو سراويل فلا بأس، وإن لم يكن فلا يجوز له ذلك وان أدخل يدا واحدة ولم يدخل الاخرى فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ کپڑوں

https://www.shiabookspdf.com

میں داخل کیے ہوئے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کے اُوپر کوئی کپڑا مثلاً چادر وغیرہ ہے یا شلوار ہے تو پھر کوئی حرج نہیں اور اگر اس کے اُوپر کوئی چادر وغیرہ نہیں تو پھر اس کے لیے یہ کام جائز نہیں ہے اور اگر ایک ہاتھ کپڑے کے اندر اور ایک باہر ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 8/1476} عنه عن محمد بن الحسين عن محمد بن يحيى عن غياث بن ابراهيم عن جعفر عن أبيه عليه السلام قال: لا يصلي الرجل محلول الازرار إذا لم يكن عليه ازار. فالوجه في هذين الخبرين أن نحملهما على ضرب من الاستحباب بدلالة ما قدمناه من الاخبار، ويزيد ذلك بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب غیاث بن ابراہیم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بندے کے اُوپر چادر نہ ہو تو وہ کھلے بٹنوں کے ساتھ نماز نہ پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس روایت کو استحباب پر حمل کیا جائے۔ ان روایت کی دلالت کی وجہ سے جو پہلے بیان ہو چکی ہیں اور اس کو مزید ذیل کی روایات بیان کرتی ہیں۔

{حدیث نمبر 9/1477} سعد عن أحمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن علي ابن رئاب عن زياد بن سوقة عن أبي جعفر عليه السلام قال قال: لا بأس أن يصلي أحدكم في الثوب الواحد وازراره محلولة إن دين محمد صلى الله عليه وآله حنيف.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زیاد بن سوقہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: تم میں سے کسی بندے کا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں حالانکہ اس کے بٹن کھلے ہوئے ہیں کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین حنیف و آسان ہے۔

{حدیث نمبر 10/1478} سعد عن موسى بن الحسن عن أحمد بن هلال عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كلما لا تجوز الصلاة فيه وحده فلا بأس بالصلاة فيه مثل التكة الابريسم والقلنسوة والخف والزنار يكون في

السراويل ويصلي فيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر وہ چیز جس میں تنہا نماز نہیں پڑھی جاسکتی (وہ اس قدر چھوٹی ہے کہ وہ ساتر نہیں بن سکتی) تو اس کا نمازی کے لباس میں ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے، مثلاً خالص ریشم کا ازار بند، ٹوپی، موزے یا وہ ریشم کی گولیاں جو شلوار پر سجاوٹ کے لیے لگائی جاتی ہیں اور وہ شلوار پر لگی ہوئی ہوں اور اس میں نماز پڑھنا۔

﴿حدیث نمبر 11/1479﴾ سعد عن محمد بن الحسين عن أيوب بن نوح عن صفوان ابن يحيى ومحمد بن يحيى الصيرفي عن حماد بن عثمان عمن رواه عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يصلي في الخف الذي قد أصابه قذر فقال: إذا كان مما لا يتم فيه الصلاة فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اس بندے سے نقل کیا ہے جس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ وہ بندہ جو نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے موزے پر نجاست لگی ہوئی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ ان چیزوں میں سے ہے کہ جن میں تنہا نماز نہیں پڑھی جاسکتی۔ پھر اس میں کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 12/1480﴾ عنه عن الحسن بن علي عن عبد الله بن المغيرة عن الحسن ابن موسى الخشاب عن علي بن اسباط عن ابن أبي ليلى عن زرارة قال قلت لابي عبد الله عليه السلام : ان قلنسوتي وقعت في بول فأخذتها فوضعتها على رأسي ثم صليت فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میری ٹوپی پیشاب پر گرگئی تھی۔ میں نے اس کو اُٹھایا (بغیر دھوئے) سر پر رکھ کر نماز پڑھ لی؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 13/1481﴾ عنه عن محمد بن الحسين عن علي بن اسباط عن ابراهيم ابن أبي البلاد عمن حدثهم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا بأس بالصلاة في الشيء الذي لا تجوز الصلاة فيه وحده يصيبه القذر مثل القلنسوة والتكة

والجورب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابراہیم بن ابی البلاد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے ان سے نقل کیا جنھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ کپڑا جس میں تنہا نماز پڑھنا جائز نہیں۔ وہ اگر نجس ہوجائے تو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں مثلاً ٹوپی یا ازار بند یا جراب۔

{حدیث نمبر 14/1482} محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن الحسین عن علی بن اسباط عن علی بن عقبة عن زرارة عن احدهما علیهما السلام قال: کلما کان لا تجوز فیه الصلاة وحده فلا بأس بأن یکون علیه الشیء مثل القلنسوة والتکة والجورب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہر وہ چیز جس میں تنہا نماز جائز نہیں۔ اگر اس پر نجاست میں کوئی چیز لگ جائے تو کوئی حرج نہیں، مثلاً ٹوپی، ازار بند یا جراب۔

{حدیث نمبر 15/1483} الحسین بن محمد عن معلی بن محمد عن محمد بن عبد الله الواسطی عن قاسم الصیقل قال: کتبت الی الرضا علیه السلام إنی اعمل اغماد السیوف من جلود الحمر المیتة فتصیب ثیابی أفأصلی فیها؟ فکتب الی اتخذ ثوباً لصلاتك. فکتبت الی أبي جعفر علیه السلام کنت کتبت الی أبیك علیه السلام بکذا و کذا فصعب علی ذلك فصرت أعملها من جلود الحمر الوحشیة الذکیة فکتب إلی: کل اعمال البر بالصبر یرحمك الله فان کان ما تعمل وحشیا ذکیا فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب قاسم الصیقل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا اور اس میں آپؑ سے سوال کیا کہ میں مردہ گدھے کی کھال سے تلواروں کی میانیں بناتا ہوں اور وہ میرے کپڑوں کو لگ جاتی ہیں تو کیا میں ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے مجھے جواب میں لکھا: اپنی نماز کے لیے الگ لباس رکھو۔

پھر میں نے امام ابوجعفر الجواد علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ میں نے آپؑ کے والد ماجدؑ کی خدمت میں ایسے ایسے لکھا اور آپؑ نے جواب دیا: وہ میرے لیے مشکل ہے۔ اب میں وحشی گدھا جس کا تذکیہ کیا جاتا ہے

اس کی کھال سے میانیں بناتا ہوں؟

آپؑ نے مجھے جواب میں لکھا: خدا تم پر رحم فرمائے ہر نیک عمل صبر کے ساتھ ہونا چاہیے۔ اگر گو وحشی گدھے کہ جس کا تذکیہ ہوتا ہے اس کی کھال سے کام کرتا ہے تو تیرے لیے ان کپڑوں میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 16/1484﴾ محمد بن أحمد عن أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعید عن مصدق بن صدقة عن عمار قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن الرجل یتقیأ فی ثوبه أیجوز أن یصلی فیه ولا یغسله؛ قال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے اپنے لباس میں قے کردی ہے کیا وہ اس میں نماز پڑھ سکتا ہے جب کہ اس نے اس کو دھویا بھی نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 17/1485﴾ سهل بن زیاد عن خیران الخادم قال: کتبت الی الرجل اسأله عن الثوب یصیبه الخمر ولحم الخنزیر أیصلی فیه أم لا؛ فان أصحابنا قد اختلفوا فیه فقال بعضهم: صل فیه فان الله إنما حرم شربها وقال بعضهم: لا تصل فیه فکتب علیه السلام لا تصل فیه فانه رجس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سہل بن زیاد سے اور انھوں نے خیران خادم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے ایک خاص بندے کی طرف خط لکھا اور سوال کیا: کپڑے کو شراب اور سور کا گوشت لگ گیا ہے تو کیا اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ ہمارے ساتھیوں نے اس میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے اس میں نماز پڑھو کیونکہ اللہ نے ان دونوں کا کھانا پینا حرام قرار دیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ نہ پڑھو۔

آپؑ نے لکھا: اس میں نماز نہ پڑھو کیونکہ وہ نجس ہے۔

﴿حدیث نمبر 18/1486﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن سنان عن ابن مسکان قال: بعثت بمسألة إلی أبي عبد الله علیه السلام مع ابراهیم بن میمون قلت: سله عن الرجل یبول فیصیب فخذه قدر نکتة من بوله فیصلي ویذکر بعد ذلك انه لم یغسلها

قال: يغسلها ويعيد صلاته. ولا ينافي هذا الخبر ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن مسکان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے جناب ابراہیم بن میمون کو امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کیا تا کہ وہ آپؑ سے یہ مسئلہ پوچھے۔ بندے نے پیشاب کیا ہے اور اس کا ایک قطرہ اس کی ران پر لگ گیا ہے اور اس نے نماز پڑھ لی ہے، بعد میں اسے یاد آیا ہے کہ میں نے اس ران کو دھویا نہیں تھا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ران کو دھوئے اور نماز دوبارہ پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مذکورہ حدیث اس حدیث سے منافات نہیں رکھتی جو ذیل میں ذکر ہو رہی ہے۔

﴿حديث نمبر 19/1487﴾ علي بن مهزيار عن فضالة عن أبان عن عبد الرحمن بن أبي عبد الله قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يصلي وفي ثوبه عذرة من انسان أو سنور أو كلب أيعيد صلاته؟ قال: ان كان لم يعلم فلا يعيد. لان الوجه في هذا الخبر أنه إذا لم يعلم في حال حصول النجاسة ذلك وصلى ثم علم فلا يجب عليه اعادة الصلاة. والخبر الاول يتناول من علم حصول النجاسة في الثوب فلم يغسله اما تعمدا أو نسيانا لزمه بعد ذلك اعادة الصلاة، وقد استوفينا ذلك في كتاب الطهارة وأوردنا فيه الاخبار، منها خبر زرارة وغيره، ويزيد ذلك بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن ابی عبداللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ نے نماز پڑھی حالانکہ اس کے کپڑوں پر انسان کا یا سؤر یا کتے کا پاخانہ لگا ہوا ہے تو کیا وہ نماز کو دوبارہ پڑھے گا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ اس کے لگنے کو نہیں جانتا تھا تو پھر اعادہ نہیں کرے گا۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں روایتوں میں منافات نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ روایت بیان کر رہی ہے کہ اس بندے کو نجاست کے لگنے کے وقت اس کے بارے میں علم نہیں تھا اور اس نے نماز پڑھ لی۔ پھر اس کو نماز پڑھنے کے بعد علم ہوا ہے، لہٰذا اس پر دوبارہ نماز پڑھنا ضروری نہیں۔

https://www.shiabookspdf.com

پہلی روایت میں ہے کہ جب اس کو نجاست لگی تھی تو اس وقت اس کو معلوم ہو گیا تھا۔ پھر اس نے اس کو دھویا نہیں یا عمداً یا بھول کر نہیں دھویا، لہٰذا اس پر لازم ہے کہ وہ دوبارہ نماز پڑھے۔

ہم نے کتاب طہارت میں اس میں کافی روایات ذکر کی ہیں۔ ان میں زرارہ وغیرہ کی روایت بھی ہے اور مزید اس کو ذیل کی روایت بھی بیان کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 20/1488} علی بن ابراهيم عن عبد الله بن المغيرة عن عبد الله بن سنان قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل أصاب ثوبه جنابة أو دم قال: ان كان علم انه أصاب ثوبه جنابة أو دم قبل أن يصلي ثم صلى فيه ولم يغسله فعليه أن يعيد ما صلى، وان كان يرى انه أصابه شيء فنظر فلم ير شيئاً اجزأه أن ينضحه بالماء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندے کے لباس کو منی یا خون لگ گیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ جانتا ہے کہ اس کے لباس کو منی یا خون لگا ہوا ہے اور نماز پڑھنے سے قبل جانتا تھا اور پھر اس نے دھویا نہیں اور نماز پڑھ لی تو اس پر واجب ہے کہ وہ نماز دوبارہ پڑھے۔

اور اگر اس نے غور سے کپڑوں کو دیکھا ہے اور پھر اسے کوئی چیز نظر نہیں آئی تو اس کے لیے کافی ہے کہ وہ کپڑوں پر پانی کا چھڑکاؤ کرلے۔

{حدیث نمبر 21/1489} علی عن محمد بن عيسى عن يونس بن عبد الرحمن عن ابن مسكان عن أبي بصير عن أبي عبد الله عليه السلام عن رجل صلى في ثوب فيه جنابة ركعتين ثم علم به قال: عليه ان يبتدئ الصلاة، قال: وسألته عن رجل يصلي وفي ثوبه جنابة أو دم حتى فرغ من صلاته ثم علم قال: قد مضت صلاته ولا شيء عليه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابوبصیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں نقل کیا ہے اور وہ بندہ جس کے لباس پر منی لگی ہوئی ہے اور وہ نماز پڑھ رہا ہے اور دو رکعتیں پڑھنے کے بعد اس کو منی کے لگنے کے بارے میں علم ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ دوبارہ نماز پڑھے گا۔

راوی: میں نے پھر سوال کیا: ایک بندہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے لباس کو منی یا خون لگا ہوا ہے اور اس کو نماز پڑھنے کے بعد اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کی نماز درست ہے، اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 22/1490﴾ علی بن مهزیار عن صفوان عن العیص بن القاسم قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن رجل صلی فی ثوب رجل ایاما ثم ان صاحب الثوب أخبره انه لا یصلی فیه قال: لا یعید شیئاً من صلاته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیص بن قاسم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا کہ جو چند دن کسی دوسرے کے لباس میں نماز پڑھتا رہا ہے۔ پھر صاحب لباس نے اس کو خبر دی کہ وہ اس لباس میں نماز نہ پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو نمازوں میں سے کسی نماز کے اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 23/1491﴾ فأما ما رواه سعد عن محمد بن الحسین عن ابن أبی عمیر عن وهب بن عبد ربه عن أبی عبد الله علیه السلام فی الجنابة تصیب الثوب ولا یعلم بها صاحبه فیصلی فیه ثم یعلم بعد ذلك قال: لا یعید إذا لم یکن علم. فلا ینافی التأویل الذی ذکرناه لان هذا الخبر محمول علی انه إذا لم یعلم فی حال الصلاة وکان قد سبقه العلم بحصول النجاسة فی الثوب وجب علیه حینئذ إعادة الصلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ روایت جسے وہب بن عبدرب نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ لباس میں منی لگی ہوئی ہے، صاحب لباس کو اس کے بارے میں علم نہیں۔ وہ اس میں نماز پڑھتا ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد اس کے بارے میں اس کو معلوم ہوتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب اس کو علم ہی نہیں تھا تو وہ نماز کا اعادہ نہ کرے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وہ تاویل جو ہم نے ذکر کی ہے وہ اس روایت کے ساتھ منافات نہیں رکھتی کیونکہ اس روایت کو حمل کیا جائے گا اس پر کہ وہ نماز پڑھنے کے وقت و حالت میں نجاست کے بارے میں نہ

جانتا تھا اور نماز پڑھنے سے قبل اس کو نجاست کے لگنے کا علم تھا تو اس وجہ سے وہاں نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے یہاں نہیں۔

﴿حدیث نمبر 24/1492﴾ فأما ما رواه سعد عن احمد عن الحسن بن محبوب عن العلا قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يصيب ثوبه الشئ فينجسه فينسى أن يغسله فيصلي فيه ثم يذكر انه لم يكن غسله أيعيد الصلاة؛ فقال: لا يعيد قد مضت صلاته و كتبت له. فانه خبر شاذ لا يعارض به الاخبار التي ذكرناها هاهنا وفيما مضى من كتاب الطهارة ويجوز أن يكون الخبر مخصوصاً بنجاسة معفو عنها مثل دم البراغيث والجراح اللازمة أو دم السمك وما يجري مجرى ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب العلا سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جس کے لباس کو کوئی نجاست لگی ہے اور وہ نجس ہوگیا ہے اور وہ اس کو دھونا بھول گیا ہے۔ پھر اس نے اس لباس میں نماز پڑھ لی۔ نماز پڑھنے کے بعد اس کو یاد آیا ہے کہ اس نے اس لباس نجس کو دھویا نہیں۔ کیا وہ نماز دوبارہ پڑھے گا؟

آپؑ نے فرمایا: وہ نماز کو دوبارہ نہیں پڑھے گا۔ اس کی نماز کا وقت گزر گیا ہے اور یہ نماز اس کے کھاتے میں لکھی جاچکی ہے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت شاذ ہے۔ یہ ان روایتوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی جو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں اور ان کا ذکر کتاب طہارت میں ہوچکا ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ روایت مخصوص اس نجاست کے ساتھ جو معاف شدہ ہے، مثلاً مچھر کا خون ہے یا زخم و پھوڑے کا خون ہے یا مچھلی کا خون ہے، یا جو ان کی مانند ہیں، لہٰذا آپؑ نے فرمایا: اعادہ نماز کی ضرورت نہیں۔

﴿حدیث نمبر 25/1493﴾ أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن العلا عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليهما السلام قال: سألته عن الرجل يرى في ثوب أخيه دما وهو يصلي قال: لا يؤذيه حتى ينصرف.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام صادق علیہ السلام سے

نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: ایک بندہ اپنے بھائی کے لباس پر نجاست کو دیکھتا ہے جبکہ وہ اسی لباس میں نماز پڑھ رہا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو اذیت نہ دے یہاں تک کہ اس کو نماز سے فارغ ہونے دے (یعنی جب تک وہ نماز سے فارغ نہ ہو جائے، اس کو خبر نہ دے)۔

﴿حدیث نمبر 26/1494﴾ علی بن مهزیار عن فضالة عن عبد الله بن سنان قال: سأل أبي أبا عبد الله علیه السلام عن الذی یعیر ثوبه لمن یعلم انه یأکل الجری ویشرب الخمر فیرده أیصلی فیه قبل أن یغسله؛ قال: لا یصلی فیه حتی یغسله. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر محمول علی الاستحباب لان الاصل فی الاشیاء کلها الطهارة، ولا یجب غسل شیء من الثیاب إلا بعد العلم بأن فیها نجاسة. وقد روی هذا الراوی بعینه خلاف هذا الخبر روی.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے والد نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: اس بندے کے بارے میں جس نے اپنے کپڑے اس بندے کو عاریتاً دیئے ہیں جو بام مچھلی کھاتا اور شراب نوشی کرتا ہے۔ اس نے اس کے کپڑے واپس کر دیئے ہیں۔ کیا وہ ان کپڑوں کو دھونے سے پہلے ان میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ ان کپڑوں کو جب تک دھو نہ لے ان میں نماز نہ پڑھے۔

جناب الشیخ الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو استحباب پر حمل کیا جائے گا کہ مستحب ہے کہ پہلے دھوئے پھر نماز پڑھے۔ کیونکہ اشیاء میں اصل طہارت ہے۔ جب تک کسی چیز کے نجس ہونے کا علم نہ ہو وہ چیز پاک شمار ہوگی لہذا ان کپڑوں کو دھونا اس وقت واجب ہے جب ان کے نجس ہونے کا علم و یقین ہو اور راوی نے اس روایت کو بھی نقل کیا ہے جو ذیل میں ذکر کی جا رہی ہے۔

﴿حدیث نمبر 27/1495﴾ سعد عن احمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن عبد الله بن سنان قال: سأل أبي أبا عبد الله علیه السلام وأنا حاضر انی اعیر الذمی ثوبی وأنا أعلم انه یشرب الخمر ویأکل لحم الخنزیر فیرد علی فاغسله قبل أن اصلی فیه، فقال أبو

عبد الله عليه السلام: صل فيه ولا تغسله من أجل ذٰلك، فانك اعرته اياه وهو طاهر ولم تستيقن انه نجسه فلا بأس أن تصلي فيه حتّٰى تستيقن انه نجسه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں موجود تھا۔ میرے سامنے میرے والد نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: میں نے ایک کافر ذمی کو اپنے کپڑے عاریتاً دیئے تھے اور میں جانتا ہوں کہ وہ شراب بھی پیتا ہے اور خنزیر کا گوشت بھی کھاتا ہے۔ پھر وہ میرا لباس مجھے واپس کر گیا ہے۔ تو کیا میں اس لباس کو دھونے سے قبل اس میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

امام ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا: ہاں، اس میں نماز پڑھو۔ اس کی وجہ سے اس کو دھونا ضروری نہیں کیونکہ جب تو نے اس کو لباس عاریتاً دیا تھا تو اس وقت تیرا لباس پاک تھا اور اب تجھے یقین نہیں ہے کہ اس نے تیرے لباس کو نجس کیا ہو، لہذا جب تک لباس کے نجس ہونے کا یقین نہ ہو تو اس وقت اس میں نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 28/1496﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن جميل بن دراج عن المعلى بن خنيس قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: لا بأس بالصلاة في الثياب التي يعملها المجوس والنصارى واليهود.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معلّٰی بن خنیس سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مجوسیوں، یہودیوں اور نصاریٰ کے تیار کردہ لباس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 29/1497﴾ أحمد بن محمد عن الحسين عن ابراهيم بن أبي البلاد عن معاوية بن عمار قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الثياب السابرية يعملها المجوس وهم اخباث وهم يشربون الخمر ونساؤهم على تلك الحال البسها ولا اغسلها واصلي فيها؛ قال: نعم. قال معاوية: فقطعت له قميصا وخطته وفتلت له ازرارا ورداءا من السابري ثم بعثت بها إليه في يوم جمعة حين ارتفع النهار فكأنه عرف ما أريد فخرج فيها الى الجمعة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: نیشاپوری کپڑا کہ جسے مجوسی تیار کرتے ہیں اور وہ اخباث ہیں (یعنی جنابت وغیرہ کا خیال نہیں رکھتے)

اور شراب نوشی کرتے ہیں اور ان کی عورتیں بھی اس کپڑے کی تیاری میں ان کے ساتھ کام کرتی ہیں۔ تو کیا میں اس لباس کو دھوئے بغیر اس میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

معاویہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک قمیص کاٹی اور اس کی سلائی کی اور اس کو بٹن لگائے جو نیشاپور سے آیا تھا۔ پھر میں نے وہ لباس آپؑ کی خدمت میں جمعہ کے دن اس وقت روانہ کیا جب دن بلند ہو چکا تھا (یعنی نماز جمعہ کا وقت قریب تھا)۔ گویا جو میں چاہتا تھا وہ آپؑ جان چکے تھے۔ پس جب آپؑ نماز کے لیے باہر آئے تو آپؑ نے وہی لباس زیب تن کیا ہوا تھا۔

﴿حدیث نمبر 30/1498﴾ الحسين بن سعيد عن أبان بن عثمان عن حماد بن عثمان عن عبيد الله بن علي الحلبي قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الصلاة في ثوب المجوسي فقال: يرش بالماء.

جناب الشیخ ؒ نے جناب عبید بن علی الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے مجوسی کے لباس میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: اس پر پانی کا چھڑکاؤ کر لیا جائے۔

﴿حدیث نمبر 31/1499﴾ سعد بن عبد الله عن موسى بن الحسن وأحمد بن هلال عن موسى بن القاسم عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن فارة المسك تكون مع الرجل يصلي وهي معه في جيبه أو ثيابه؛ فقال: لا بأس بذلك.

جناب الشیخ ؒ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے فارة المسک (ہرن سے ملنے والی کستوری) کے بارے میں سوال کیا کہ ایک بندہ نماز پڑھ رہا ہے اور وہ اس کی جیب میں ہے، یا اس کے کپڑوں کے ساتھ ہے تو اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 32/1500﴾ محمد بن علي بن محبوب عن عبد الله بن جعفر قال:

https://www.shialbookspdf.com

كتبت إليه. يعنى أبا محمد عليه السلام يجوز للرجل أن يصلى ومعه فارة مسك؛ فكتب لا بأس به إذا كان ذكيا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن جعفر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابومحمد علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک بندہ نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے پاس فارۃ المسک (ہرن سے ملنے والی کستوری) ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر پاک ہو تو کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 33/1501﴾ أحمد بن محمد عن الحسن بن على بن فضال عن يونس ابن يعقوب قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يصلى وعليه البرطلة فقال: لا يضره.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب یونس بن یعقوب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سر پر ٹوپی بھی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں کوئی نقصان وضرر نہیں ہے؟

﴿حدیث نمبر 34/1502﴾ سعد عن الحسن بن على بن مهزيار عن على بن مهزيار قال: كتبت الى أبى محمد عليه السلام أسأله عن الصلاة فى القرمز وان أصحابنا يتوقفون عن الصلاة فيه فكتب: لا بأس به مطلق والحمد لله رب العالمين.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن مہزیار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابومحمد علیہ السلام کی خدمت اقدس میں لکھا اور میں نے آپؑ سے قرمز (سرخ گلابی) رنگ کے کپڑوں میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا کیونکہ ہمارے ساتھی اس رنگ کے کپڑوں میں نماز پڑھنے سے توقف کرتے تھے۔

آپؑ نے جواب میں لکھا: مطلقاً اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ الحمد للہ رب العالمین!

جس کپڑے پر تصویریں ہوں اس میں نماز کا حکم

﴿حدیث نمبر 35/1503﴾ محمد بن على بن محبوب عن محمد بن الحسين عن عبد الله عن العلا عن محمد بن مسلم عن أبى جعفر عليه السلام قال: لا بأس أن تكون التماثيل فى الثوب إذا غيرت الصورة منه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس کپڑے میں تماثیل و تصویریں ہوں اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ اگر تم ان تصویروں میں تبدیلی کردو۔

﴿حدیث نمبر 36/1504﴾ الحسین بن سعید عن محمد بن سنان عن عبد اللہ بن مسکان عن لیث المرادی قال قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام : الوسائد تکون فی البیت فیھا التماثیل عن یمین أو شمال فقال: لا بأس ما لم تکن تجاہ القبلۃ، فان کان شئ منھا بین یدیک مما یلی القبلۃ فغطہ وصل، فإذا کانت معک دراھم سود فیھا تماثیل فلا تجعلھا من بین یدیک واجعلھا من خلفک.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب لیث المرادی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ میرے گھر میں سرہانے و تکیے ہیں جن پر تماثیل و تصویریں ہیں۔ وہ نماز کے وقت کبھی دائیں جانب اور کبھی بائیں جانب ہوتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں صرف سامنے قبلہ رُخ نہ ہو اور اگر ان میں سے کوئی چیز تمھارے سامنے ہو تو اس پر کپڑا ڈال لو اور پھر نماز پڑھو۔ اور اگر تیرے پاس درہم ہیں کہ جن پر تصویریں ہیں تو ان کو بھی اپنے سامنے نہ رکھو، ان کو اپنے پیچھے رکھو۔

﴿حدیث نمبر 37/1505﴾ عنہ عن فضالۃ عن العلا عن محمد بن مسلم عن أبی جعفر علیہ السلام قال: لا بأس أن تصلی علی کل التماثیل إذا جعلتھا تحتک.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: اگر تصویر قدموں کے نیچے ہو تو پھر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 38/1506﴾ أحمد بن محمد عن موسی بن عمر عن محمد بن أبی عمیر عن بعض أصحابہ عن أبی عبد اللہ علیہ السلام قال: سألتہ عن التماثیل تکون فی البساط لھا عینان وأنت تصلی فقال: ان کانت لھا عین واحدۃ فلا بأس، وإن کانت عینان فلا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن ابی عمیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: چٹائیوں اور قالینوں پر تماثیل وتصاویر ہوتی ہیں اور ان کی دو آنکھیں ہوتی ہیں اور آپ ان پر نماز پڑھتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر ان کی ایک آنکھ ہے تو پھر کوئی حرج نہیں اور اگر دو آنکھیں ہیں تو پھر ان پر نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 39/1507﴾ الحسین بن سعید عن صفوان عن العلا عن محمد بن مسلم قال: سألت أبا جعفر علیه السلام عن الرجل یصلی وفی ثوبه دراهم فیها تماثیل فقال: لا بأس بذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے سوال کیا: وہ درہم و دینار کہ جن پر تماثیل ہوتی ہیں اور وہ نماز کے وقت ہماری جیب میں ہوتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 40/1508﴾ علی بن مهزیار عن فضالة عن حماد بن عثمان قال: سألت أبا عبد الله علیه السلام عن الدراهم السود فیها التماثیل أیصلی الرجل وهی معه؛ فقال: لا بأس بذلك إذا كانت مواراة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: وہ دراہم و دینار کہ سکہ دار ہیں اور ان پر تماثیل ہوتی ہیں اور وہ نماز کے وقت میرے پاس ہوتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ پوشیدہ ہیں مثلاً جیب میں ہیں تو کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 41/1509﴾ الحسین بن سعید قال: قرأت كتاب محمد بن ابراهیم إلی أبی الحسن الرضا علیه السلام یسأله عن الصلاة فی ثوب حشوه قز فكتب إلیه: قرأته لا بأس بالصلاة فیه. قال محمد بن الحسن: ذكر محمد بن علی بن الحسین بن بابویه ان المعنی فی هذا الخبر قز الماعز دون قز الابریسم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسین بن سعید سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جناب محمد بن ابراہیم کی کتاب میں پڑھا ہے انھوں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام کی خدمت میں لکھا: ایک عبا کہ جس کے کناروں

کی رشم کے ساتھ سلائی کی گئی ہے اس میں نماز کا کیا حکم ہے؟

آپؑ نے لکھا اور میں نے اس کو خود پڑھا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ محمد بن علی بن الحسین بن بابویہ رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا: وہ کنارہ سونیری گوٹے کا ہو، نا کہ ریشم کا، یہ مراد ہے۔

﴿حدیث نمبر 42/1510﴾ أحمد بن محمد البرقي عن أبيه عن النضر بن سويد عن القاسم بن سليمان عن جراح المدائني عن أبي عبد الله عليه السلام أنه كان يكره أن يلبس القميص المكفوف بالديباج ، ويكره لباس الحرير ولباس الوشي ويكره الميثرة الحمراء فانها ميثرة ابليس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جراح المدائنی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ ایک قمیص کہ جس کے گریبان اور آستین پر مخمل ریشم سے کام لیا ہوا ہو اور ریشمی لباس اور رنگ برنگ کا لباس (مختلف رنگوں والا لباس) سرخ میثرہ کا زیب تن کرنا پسند کرتے ہیں؟ آپؑ فرماتے ہیں: یہ ابلیس کا میثرہ ہے۔

﴿حدیث نمبر 43/1511﴾ محمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان عن صفوان بن يحيى عن العيص بن القاسم قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الرجل يصلي في ثوب المرأة وفي ازارها ويعتم بخمارها، قال: نعم إذا كانت مأمونة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عیص بن قاسم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: عورت کے لباس میں بندے کا نماز پڑھنا کہ وہ عورت کی قمیص پہن لے اور اس کی شلوار پہن لے اور اس کا دوپٹہ سر پر باندھ لے اور نماز پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر عورت پاکی ونجاست کا خیال رکھنے والی ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

بغیر لباس کے نماز کیسے پڑھنا ہے؟

﴿حدیث نمبر 44/1512﴾ علي بن ابراهيم عن أبيه عن حماد عن حريز عن زرارة قال قلت لابي جعفر عليه السلام : رجل خرج من سفينة عرياناً أو سلب ثيابه ولم يجد شيئاً يصلي فيه قال: يصلي ايماء ، وإن كانت امرأة جعلت يدها على فرجها ، وإن

كان رجلا وضع يده على سوأته ثم يجلسان فيؤميان ايماءا ولا يركعان ولا يسجدان فيبدو ما خلفهما، تكون صلاتهما ايماءا برؤوسهما، قال: وإن كانا في ماء أو بحر لجي لم يسجدا عليه، وموضوع عنهما التوجه فيه فيؤميان في ذلك ايماءا رفعهما توجه ووضعهما توجه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب زرارہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک بندہ کشتی سے ننگا باہر آیا ہے یا اس کے کپڑے چھین لیے گئے ہیں اور اس کے پاس کوئی لباس نہیں کہ جس میں وہ نماز پڑھے تو وہ کیا کرے؟

آپ نے فرمایا: ننگا نماز اشاروں سے پڑھے۔ اور اگر عورت ہے تو وہ اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے اور اگر مرد ہے تو وہ اپنا ہاتھ اپنی شرمگاہ پر رکھے۔ دونوں بیٹھ کر اشاروں کے ساتھ نماز پڑھیں۔ دونوں رکوع اور سجود نہ کریں تاکہ ان کے عقب سے ان کی شرمگاہیں ظاہر نہ ہوں۔ ان دونوں کی نماز اشاروں سے ہوگی۔ اور اگر وہ دونوں دریا میں رہتے ہیں یا سمندر میں، دلدل میں جس پر وہ سجدہ نہ کرسکیں تو ان کے لیے سجدہ اٹھا لیا گیا ہے۔ وہ توجہ سے سجدے کے لیے سر سے اشارہ کریں۔ وہ سجدے کی نیت سے سر کو جھکائیں گے اور اٹھائیں گے۔

{حدیث نمبر 45/1513} الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن قوم صلوا جماعة وهم عراة قال: يتقدمهم الامام بركبتيه ويصلي بهم جلوسا وهو جالس.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک قوم کے بارے میں سوال کیا جو سب ننگے ہیں اور باجماعت نماز کیسے پڑھیں گے؟

آپ نے فرمایا: ان کا امام ان کی صف میں ایک قدم آگے ہوجائے گا اور سب بیٹھ کر نماز پڑھیں گے۔

{حدیث نمبر 46/1514} سعد عن محمد بن الحسين عن عبد الله بن جبلة عن اسحاق بن عمار قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: قوم قطع عليهم الطريق فأخذت ثيابهم فبقوا عراة وحضرت الصلاة كيف يصنعون؟ فقال: يتقدمهم امامهم فيجلس ويجلسون خلفه فيومي ايماءا بالركوع والسجود وهم يركعون

ویسجدون خلفه علی وجوههم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ایک قوم (جماعت) کو راستے میں ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہے یہاں تک کہ ان کے کپڑے بھی لوٹ لیے ہیں اور ان کو ننگا چھوڑ دیا ہے۔ نماز کا وقت ہوگیا ہے تو وہ کیا کریں؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنے امامِ جماعت کو اپنے سے آگے کریں۔ وہ بیٹھ جائے اور باقی اس کے پیچھے بیٹھ جائیں۔ وہ نماز بیٹھ کر پڑھیں، رکوع و سجود کے لیے، امام رکوع و سجود کے لیے اشارہ کرے گا اور باقی بھی اس کی اقتداء میں رکوع و سجود کے لیے اشارے کریں گے۔

{حدیث نمبر 47/1515} محمد بن علی بن محبوب عن العمرکی البوفکی عن علی بن جعفر عن أخیه موسیٰ علیه السلام قال: سألته عن الرجل قطع علیه أو غرق متاعه فبقی عریاناً وحضرت الصلاة کیف یصلی؟ قال: ان أصاب حشیشا یستر به عورته أتم صلاته بالرکوع والسجود وان لم یصب شیئاً یستر به عورته أومأ وهو قائم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک بندے کو ڈاکوؤں نے لوٹ لیا ہے یا اس کا سامان دریا برد ہوگیا ہے اور وہ ننگا بچ گیا ہے اور نماز کا وقت بھی ہوگیا ہے تو اُس وقت وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو گھاس پوس مل جائے تو اس سے شرمگاہ کا پردہ بنائے یا پتے وغیرہ تو نماز کو رکوع و سجود کے ساتھ مکمل و تام پڑھے اور اگر اس کو کوئی چیز میسر نہیں کہ جس سے وہ اپنا پردہ بنا سکے تو وہ کھڑے ہو کر اشاروں سے نماز پڑھے۔

{حدیث نمبر 48/1516} عنه عن یعقوب بن یزید عن ابن أبی عمیر عن ابن مسکان عن بعض أصحابه عن أبی عبد الله علیه السلام فی الرجل یخرج عریاناً فتدرکه الصلاة قال: یصلی عریاناً قائماً ان لم یره أحد، فان رآه أحد صلی جالساً.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن مسکان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بعض اصحاب کے ذریعے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اس بندے کے بارے میں جو ننگا ہے اور نماز کا وقت ہوگیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کو کوئی دیکھنے والا نہیں تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور اگر کوئی دیکھنے والا ہے تو پھر بیٹھ کر نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 49/1517﴾ عنه عن أیوب بن نوح عن بعض أصحابه عن أبي عبد الله علیه السلام قال: العاری الذی لیس له ثوب إذا وجد حفرة دخلها ویسجد فیها ویر کع.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ایوب بن نوح سے اور انھوں نے بعض اصحاب سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: بندہ عریاں ہے اگر وہ کوئی گڑھا پاتا ہے تو اس میں داخل ہو جائے اور اس میں رکوع و سجود والی نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 50/1518﴾ أحمد بن محمد عن علي بن حدید عن جمیل قال: سأل مرازم أبا عبد الله علیه السلام وانا معه حاضر عن الرجل الحاضر یصلي في ازاره مؤتزرا به؟ قال: یجعل علی رقبته مندیلا أو عمامة یتردی بها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ جناب مرازم نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا اور میں بھی آپؑ کے پاس موجود تھا۔ اس نے سوال کیا اس بندے کے بارے میں جو اکیلے تہبند باندھ کر نماز پڑھ رہا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ کندھے پر تولیہ یا عمامہ کو کندھوں پر ڈال لے تو بہتر ہے۔

﴿حدیث نمبر 51/1519﴾ أحمد بن محمد عن الحسن بن محبوب عن عبد الله بن سنان قال: سئل أبو عبد الله علیه السلام عن رجل لیس معه إلا سراویل قال: یحل التکة منه فیطرحها علی عاتقه ویصلي، وقال وان: کان معه سیف ولیس معه ثوب فلیتقلد السیف ویصلي قائما.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے جناب ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا اس بندے کے بارے میں جو صرف ایک شلوار میں نماز پڑھ رہا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: وہ اس شلوار کا ازار بند کھولے اور نکال کر کندھوں پر ڈال لے (شلوار کو ویسے باندھ لے)۔

پھر فرمایا: اگر اس کے لیے یہ ممکن نہ ہو تو پھر اگر اس کے پاس تلوار ہو اور کوئی کپڑا نہ ہو تو وہ تلوار کو کندھے پر لٹکا لے اور نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 52/1520﴾ محمد بن علي بن محبوب عن العمركي عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل هل يصلح له أن يؤم في سراويل وقلنسوة؟ قال: لا يصلح، وسألته عن السراويل هل يجوز مكان الازار؟ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ میں نے ان سے سوال کیا: ایک بندہ شلوار اور ٹوپی کے ساتھ لوگوں کو امامت کروا سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

پھر میں نے سوال کیا: شلوار کی جگہ کیا تہبند جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 53/1521﴾ علي بن مهزيار عن النضر بن سويد عن هشام بن سالم عن سليمان بن خالد: قال سألت أبا عبد الله عليه السلام عن رجل أم قوما في قميص ليس عليه رداء فقال: لا ينبغي إلا أن يكون عليه رداء أو عمامة يرتدي بها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سلیمان بن خالد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو صرف قمیص کے ساتھ لوگوں کو امامت کروا رہا ہے اور اس کے کندھے پر چادر یا عباء نہیں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ اس کے لیے سزاوار نہیں ہے مگر یہ کہ وہ اس کے کندھے پر عبا ہو یا عمامہ کندھوں پر اوڑھ لے۔

﴿حدیث نمبر 54/1522﴾ أحمد بن محمد عن موسى بن القاسم عن علي بن جعفر عن أخيه موسى عليه السلام قال: سألته عن الفارة الرطبة قد وقعت في الماء فتمشي على الثياب يصلي فيها؟ قال: اغسل ما رأيت من أثرها وما لم تره انضحه بالماء.

https://www.shiabookspdf.com

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتا ہے کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: ایک چوہا جو پانی میں گرا، وہ گیلا کپڑوں پر گرا ہے یا ان پر سے گزر گیا ہے تو کیا ان کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جہاں جہاں اس کے آثار دیکھ رہے ہو اس کو دھولو۔ اور اگر اس کے آثار نظر نہیں آرہے تو اس پر پانی کا چھڑکاؤ کرو۔

﴿حدیث نمبر 55/1523﴾ محمد بن علی عن محمد بن أحمد العلوی عن العمر کی عن علی بن جعفر عن أخیه موسى بن جعفر علیه السلام قال: سألته عن الدود یقع من الکنیف على الثوب أیصلی فیه؟ قال: لا بأس إلا أن ترى أثرا فتغسله.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا: وہ کیڑا جو گٹر سے نکل کر کپڑوں کر گرا ہے تو کیا ان کپڑوں میں نماز جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، اگر اس کے آثار نظر آرہے ہیں تو اس کو دھولیا جائے۔

﴿حدیث نمبر 56/1524﴾ محمد بن علی بن محبوب عن العباس بن معروف عن علی ابن مهزیار عن فضالة بن أیوب عن موسى بن بکر عن زرارة قال: سمعت أبا جعفر علیه السلام ینهى عن لباس الحریر للرجال والنساء إلا ما کان من حریر مخلوط بخز لحمته أو سداه خز أو کتان أو قطن، وإنما یکره الحریر المحض للرجال والنساء.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ مردوں اور عورتوں کو خالص ریشم کا لباس زیب تن کرنے سے منع کرتے تھے مگر یہ کہ اس میں جس میں روئی، کتان یا پشم یا کسی اور چیز کی آمیزش ہو۔ فرماتے: صرف اور صرف خالص ریشم کا لباس مردوں اور عورتوں کے لیے مکروہ ہے۔

﴿حدیث نمبر 57/1525﴾ عنه عن العباس عن علی عن محمد بن اسماعیل عن محمد بن حسین ابن کثیر عن أبیه قال: رأیت علی أبی عبد الله علیه السلام جبة صوف بین ثوبین غلیظین فقلت له فی ذلك فقال: رأیت أبی یلبسها، إنا إذا أردنا أن نصلی

لبسنا اخشن ثيابنا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن حسین بن کثیر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے والد حسین بن کثیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کو دیکھا کہ انھوں نے دو موٹے کپڑوں کے درمیان اُون کا جبہ زیب تن کیا ہوا تھا۔ میں نے آپؑ سے اس کے بارے میں آپؑ سے پوچھا۔

آپؑ نے فرمایا: میں نے اپنے والد ماجدؑ کو دیکھا کہ وہ اس کو زیب تن کیا کرتے تھے، لہذا ہم جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو زیب تن کرتے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 58/1526﴾ عنه عن علي بن الريان قال: كتبت الى أبي الحسن عليه السلام هل تجوز الصلاة في ثوب يكون فيه شعر من شعر الانسان واظفاره من غير أن ينفضه ويلقيه عنه؟ فوقع عليه السلام: يجوز.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ریان سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں لکھا: وہ کپڑے جس پر انسان کے بال یا اس کے ناخن ہوں اور وہ ان کپڑوں کو جھاڑ پھونک کرنے کے بغیر کیا ان میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 59/1527﴾ محمد عن محمد بن الحسين عن صفوان عن جميل عن الحسن بن شهاب قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن جلود الثعالب إذا كانت ذكية ايصلي فيها؟ قال: نعم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحسن بن شہاب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: جس لوڑی کا تذکیہ کرلیا جائے کیا اس کی کھال میں نماز جائز ہے؟ اس میں نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

﴿حدیث نمبر 60/1528﴾ محمد عن علي بن السندي عن صفوان عن عبد الرحمن ابن الحجاج قال: سألته عن الخفاف من الثعالب أو الجرز منه ايصلي فيها ام لا؟ قال: إذا كان ذكيا فلا بأس به قال محمد بن الحسن: قد بينا الوجه في امثال هذين الخبرين

https://www.shiabookspdf.com

فيما مضى فلا وجه لاعادته.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالرحمن بن الحجاج سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: لومڑی کی جلد کے موزے اور جرز (عورتوں کے لباس کا حصّہ ہے) اس میں نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس کا تذکیہ کیا گیا ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حديث نمبر 61/1529﴾ عنه عن أحمد بن محمد عن احمد بن محمد بن أبي نصر قال: سألته عن الرجل يأتي السوق فيشتري جبة فراء لا يدري أذكية هي ام غير ذكية ايصلي فيها؛ قال: نعم ليس عليكم المسألة ان أبا جعفر عليه السلام كان يقول: ان الخوارج ضيقوا على انفسهم بجهالتهم ان الدين أوسع من ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو بازار آتا ہے اور اس سے پوستین کا جبہ خریدتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ یہ تذکیہ شدہ جانور کا ہے یا نہیں؟ کیا وہ اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، تمھارے اُوپر لازم نہیں کہ تم ان سے اس کے بارے میں سوال کرو۔ تحقیق امام ابوجعفر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ خوارج اپنی جہالت کی وجہ سے اپنے آپ کو ضائع کر بیٹھے ہیں ورنہ وہ دین کے مسائل میں بہت سخت ہیں۔ مسائل دین میں وسیع نظر رکھتے ہیں۔

﴿حديث نمبر 62/1530﴾ احمد بن محمد عن أبيه عن عبد الله بن المغيرة عن عبد الله ابن مسكان عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام قال لا بأس بالصلاة فيما كان من صوف الميتة إن الصوف ليس فيه روح، قال عبد الله: وحدثني علي بن أبي حمزة أن رجلا سأل أبا عبد الله عليه السلام وانا عنده عن الرجل يتقلد السيف ويصلي فيه؛ قال: نعم فقال الرجل: ان فيه الكيمخت!! فقال وما الكيمخت؛ فقال جلود دواب منه ما يكون ذكيا ومنه ما يكون ميتة فقال: ما علمت أنه ميتة فلا تصل فيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: مردار کے پشم و اُون سے تیار کپڑے میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے کیوں کہ اُون و صوف میں روح

نہیں ہوتی۔

جناب ابوحمزہ بیان کرتے ہیں کہ امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک بندے نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک بندہ جو تلوار لٹکا کر نماز پڑھتا ہے کیا ایسا اس کے لیے جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں۔

اس بندے نے عرض کیا: اس کی میان میں کیمخت ہوتا ہے۔

آپؑ نے فرمایا: کیمخت سے کیا مراد ہے؟

اس نے عرض کیا: جانوروں کی کھال اور وہ جانوروں میں بعض وہ ہوتے ہیں جن کا تذکیہ ہوتا ہے اور بعض وہ ہیں جو مردار ہوتے ہیں۔

آپؑ نے فرمایا: اگر تُو جانتا ہے کہ یہ مردار کے چمڑے سے ہے تو پھر اس میں نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 63/1531﴾ سعد عن الحسين بن علي عن احمد بن هلال عن محمد ابن أبي عمير عن حماد بن عثمان عن الحلبي عن ابي عبد الله عليه السلام قال قلت له: منديل يتمندل به أيجوز له أن يضعه الرجل على منكبه أو يتزر به ويصلي؟ قال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ اس نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ تولیہ جس سے بندہ جسم صاف کرتا ہے کیا یہ جائز ہے کہ بندہ نماز میں اس کو کندھوں پر ڈال لے یا اس کو باندھ لے اور اس میں نماز پڑھ لے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 64/1532﴾ سعد عن أيوب بن نوح عن عبد الله بن المغيرة عن اسحاق بن عمار عن العبد الصالح عليه السلام انه قال: لا بأس بالصلاة في القز اليماني وفيما صنع في أرض الاسلام، قلت له: فان كان فيها غير أهل الاسلام قال: إذا كان الغالب عليها المسلمون فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے عبد صالح امام موسیٰ الکاظم علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ قز ایمانی (یمنی چمڑہ) اور وہ چیز جو مسلمانوں کے شہر میں بنائی جاتی ہے اس میں نماز

پڑھنا جائز ہے۔

راوی: میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: مسلمانوں کے شہر میں اگر غیر مسلم بھی ہوتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر مسلمان غالب و زیادہ ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 65/1533﴾ أحمد بن محمد عن محمد بن زیاد عن الریان بن الصلت قال سألت أبا الحسن الرضا علیه السلام: عن لبس فراء السمور والسنجاب والحواصل وما اشبهها والمناطق والکیمخت والمحشو بالقز والخفاف من اصناف الجلود فقال: لا بأس بهذا کله إلا بالثعالب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ریان بن الصلت سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام فراء، سمور، سنجاب اور حواصل اور جو ان کی مثل ہیں ان کے چمڑے اور کمربند اور کیمخت اور جن میں قز بھرا ہوا ہو اور مختلف قسم کے چمڑوں سے تیار موزوں (جرابوں) کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: ان سب میں کوئی حرج نہیں سوائے لومڑی کی کھال کے۔

﴿حدیث نمبر 66/1534﴾ الحسین بن سعید عن فضالة عن حسین بن عثمان عن ابن مسکان عن الحلبی قال: سألته عن لبس الخز فقال: لا بأس به ان علی بن الحسین علیه السلام کان یلبس الکساء الخز فی الشتاء فإذا جاء الصیف باعه وتصدق بثمنه، وکان یقول إنی لاستحیی من ربی ان آکل ثمن ثوب قد عبدت الله فیه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے خز کے پہننے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر فرمایا: امام زین العابدین علی بن الحسین علیہ السلام سردیوں میں خز کی چادر لیتے تھے اور جب گرمی آتی تو اس کو فروخت کر دیتے تھے اور اس کی قیمت صدقہ کر دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے حیاء محسوس ہوتی ہے کہ میں اس کی قیمت کھاؤں جس میں میں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔

﴿حدیث نمبر 67/1535﴾ عنه عن صفوان عن عبد الله بن بکیر عن ابراهیم الاحمری قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن رجل یصلی وازراره محللة قال: لا

ينبغي ذٰلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابراہیم الاحمری سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے بٹن کھلے ہوئے تھے۔

آپؑ نے فرمایا: یہ اس کے لیے سزاوار و مناسب نہیں۔

{حدیث نمبر 68/1536} عنه عن صفوان عبد الله بن بكير قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: عن الشاذكونة يصيبها الاحتلام أيصلي عليها؛ فقال: لا. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر محمول على الاستحباب أو على انه إذا كانت النجاسة ربما كانت رطبة فلا يصلي عليها لئلا يتعدى ذٰلك إليه. فاما إذا كانت يابسة يؤمن ذٰلك عليها فلا بأس بذٰلك. والذي يدل على ذٰلك ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبداللہ بن بکیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کجاوہ جس پر منی لگی ہوئی ہو کیا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو استحباب پر حمل کیا جائے گا، یا اس پر کہ جب نجاست تر ہو کیونکہ بعض اوقات نجاست تر ہو تو اس پر نماز نہ پڑھی جائے تاکہ وہ آگے سرایت و تجاوز نہ ہو جائے۔ لیکن اگر نجاست خشک ہو اور اس کا سرایت کرنے سے امن ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے اور اس پر ذیل کی روایت دلالت کرتی ہے۔

{حدیث نمبر 69/1537} أحمد بن محمد عن علي بن الحكم عن أبان بن عثمان عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال سألته عن الشاذكونة تكون عليها الجنابة أيصلي عليها في المحمل؛ فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے اس کجاوہ کے بارے میں کہ جس کو منی لگی ہوئی ہے کیا محمل میں اس پر نماز پڑھی جا سکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

{حدیث نمبر 70/1538} عنه عن العباس بن معروف عن صفوان عن صالح النيلي عن محمد بن أبي عمير قال قلت لابي عبد الله عليه السلام : اصلي على الشاذكونة وقد أصابتها الجنابة؛ فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن ابوعمیر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے اس کجاوہ پر نماز پڑھی ہے جس پر منی لگی ہوئی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

{حدیث نمبر 71/1539} سعد عن أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد عن مصدق ابن صدقة عن عمار بن موسى الساباطي قال سألت أبا عبد الله عليه السلام : عن البارية يبل قصبها بماء قذر هل يجوز الصلاة عليها؛ فقال: إذا جفت فلا بأس بالصلاة عليها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: وہ بوری نجس پانی سے تر ہو چکا ہے کیا اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر خشک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

{حدیث نمبر 72/1540} أحمد بن محمد عن سعد بن اسماعيل عن أبيه قال سألت أبا الحسن الرضا عليه السلام: عن المصلي والبساط يكون عليه تماثيل أيقوم عليه فيصلي أم لا؛ فقال: والله اني لا كره ذلك. وعن رجل دخل على رجل وعنده بساط عليه تمثال فقال: أتجد هاهنا مثالا فقال: لا تجلس عليه ولا تصل عليه. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر محمول على الكراهية بدلالة ما قدمناه من الاخبار وأنه لا بأس بالقعود عليه والوقوف مالم يسجد عليها. ويزين ذلك بيانا ما رواه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن اسماعیل سے اور انھوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے سوال کیا: ایسی جائے نماز یا چٹائی کہ جس پر تماثیل وتصویریں ہوں کیا اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

آپؑ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں اس کو پسند نہیں کرتا۔

ایک بندہ دوسرے بندے کے پاس آیا۔ اس کے پاس ایک چٹائی تھی جس پر تماثیل تھیں۔

اس نے عرض کیا: کیا اس کی مثل پر؟

آپؑ نے فرمایا: اس پر نہ بیٹھو اور نہ اس پر نماز پڑھو۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو کراہت پر حمل کیا جائے گا کہ مکروہ ہے۔ اس پر دلیل گذشتہ روایات ہیں جو ہم نے ذکر کردی ہیں کہ جو بیان کرتی ہیں اس جیسی چیز پر بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں۔ نیز جس چیز پر سجدہ کرنا جائز نہیں اس پر کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے اور مزید ذیل کی روایت اس پر دلالت کرتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 73/1541﴾ محمد بن احمد بن یحیی عن محمد بن الحسین عن الحسن ابن محبوب عن العلا عن محمد بن مسلم قال قلت لابی جعفر علیه السلام: أصلی والتماثيل قدامی وانا انظر إليها؛ قال: لا إطرح عليها ثوبا، ولا بأس بها إذا كانت عن يمينك أو شمالك أو خلفك أو تحت رجلك أو فوق رأسك، وإن كانت في القبلة فالق عليها ثوبا وصل.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: میں نماز پڑھتا ہوں اور میرے سامنے تماثیل و تصاویر ہوتی ہیں اور میں ان کی طرف دیکھتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، اس پر کپڑا ڈال لیا کرو اور جب تماثیل تیرے دائیں یا بائیں، یا پیچھے یا قدموں کے نیچے ہو یا سر کے اوپر ہو تو پھر کوئی حرج نہیں اور اگر قبلہ رُخ ہیں تو ان پر کپڑا ڈالو اور پھر نماز پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 74/1542﴾ أحمد بن محمد عن علی بن الحکم عن مالك بن عطية قال أخبرنی زياد بن المنذر عن أبی جعفر عليه السلام قال: سأله رجل وأنا حاضر عن الرجل يخرج من الحمام أو يغتسل فيتوشح ويلبس قميصه فوق الازار فيصلی وهو كذلك قال: هذا عمل قوم لوط. قال: قلت فانه يتوشح فوق القميص؛ فقال: هذا من

التجبر، قال: قلت ان القميص رقيق يلتحف به؟ قال: نعم، ثم قال: ان حل الازرار فى الصلاة والخذف بالحصى ومضغ الكندر فى المجالس وعلى ظهر الطريق من عمل قوم لوط.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زیاد بن منذر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں آپؑ کی خدمت میں موجود تھا کہ ایک بندے نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک بندہ حمام سے نکلتا ہے یا غسل کرتا ہے اور پھر وہ توشّح کرتا ہے اور تہبند کے اُوپر قمیص پہنتا ہے اور ایسی حالت میں وہ نماز پڑھتا ہے (توشّح یعنی کپڑا بغل سے نکال کر کندھے پر ڈالنے کو کہتے ہیں)۔

آپؑ نے فرمایا: یہ عمل قوم لوط کا عمل ہے۔

راوی: میں نے عرض کیا: وہ قمیص کے اُوپر توشّح کرتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ تکبر ہے۔

راوی: میں نے پھر عرض کیا: اگر اس کی قمیص باریک ہو؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، پھر جائز ہے۔

پھر آپؑ نے فرمایا: نماز میں بٹن کھلے رکھنا، محفل ومجالس میں ایک دوسرے کو کنکریاں مارنا یا راستہ چلتے ہوئے کندر چبانا یہ سب کام قوم لوط کے ہیں۔

﴿حدیث نمبر 75/1543﴾ عنه عن محمد بن يحيى عن غياث بن ابراهيم عن أبيه عن على عليه السلام قال: لا تصلى المرأة عطلا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب غیاث بن ابراہیم سے اور انھوں نے اپنے والد سے اور انھوں نے امام علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: عورت زیورات کے بغیر نماز نہ پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 76/1544﴾ عنه عن سعد بن اسماعيل عن أبيه اسماعيل بن عيسى قال سألت أبا الحسن عليه السلام: عن جلود الفراء يشتريها الرجل فى سوق من اسواق الجبل أيسأل عن ذكاته إذا كان البايع مسلما غير عارف؟ قال: عليكم انتم أن تسألوا عنه إذا رأيتم المشركين يبيعون ذلك، وإذا رأيتم يصلون فيه فلا تسألوا عنه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل بن عیسیٰ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا کہ بندہ عجمی و عراقی بازار سے کوئی پوستین خریدتا ہے تو کیا وہ دکاندار سے پوچھے کہ یہ تذکیہ شدہ جانور کی ہے یا نہیں۔ خاص طور پر اگر فروخت کرنے والا مسلمان اور غیر عارف (غیر شیعہ) ہو؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تم دیکھو کہ فروخت کرنے والے مشرکین و کافر ہیں جو فروخت کر رہے ہیں تو پھر ان سے سوال کرنا تیرے لیے واجب ہے اور اگر تم دیکھتے ہو کہ وہ خود اس پر نماز پڑھتے ہیں تو پھر تم ان سے سوال نہ کرو۔

﴿حدیث نمبر 77/1545﴾ عنه عن أحمد بن محمد بن أبي نصر عن الرضا عليه السلام قال سألته عن الخفاف يأتي السوق فيشتري الخف لا يدري أذكي هو أم لا ما تقول في الصلاة فيه وهو لا يدري أيصلي فيه؛ قال: نعم انا اشتري الخف من السوق ويصنع لي وأصلي فيه وليس عليكم المسألة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے سوال کیا کہ کفش فروش بازار میں آتا ہے اور بندہ اس سے جوتی خرید لیتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ یہ تذکیہ شدہ جانور کے چمڑے کی ہے یا مردار کے چمڑے کی ہے۔ آپؑ اس میں نماز پڑھنے کے بارے میں کیا فرماتے ہیں حالانکہ وہ بندہ نہیں جانتا۔ کیا وہ اس میں نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، میں بھی بازار سے جوتی خریدتا ہوں۔ بعض اوقات میں خود کفاش سے کہتا ہوں کہ میرے لیے جوتا تیار کرے اور میں اس میں نماز پڑھتا ہوں اور تم پر سوال کرنا لازم نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 78/1546﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن أحمد عن أبيه عن وهب بن وهب عن جعفر عليه السلام ان علياً عليه السلام قال: السيف بمنزلة الرداء تصلي فيه مالم تر فيه دماً، والقوس بمنزلة الرداء.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب وھب بن وھب سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تلوار مثل چادر کے ہے جب تک اس پر خون نہ دیکھو اس کے ساتھ نماز پڑھو اور کمان بھی منزلہ چادر ہے۔

﴿حدیث نمبر 79/1547﴾ عنه عن أحمد بن محمد عن البرقي عن سعد بن سعد عن

الرضا عليه السلام قال: سألته عن جلود الخز فقال هو ذا نحن نلبس، فقلت: ذاك الوبر جعلت فداك فقال: إذا حل وبره حل جلده.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن سعد سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے خز کی جلد کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: ہم بھی پہنتے ہیں۔

پھر میں نے اس کی اُون و ریشم کے بارے میں سوال کیا۔

آپؑ نے فرمایا: جب اس کی جلد حلال ہے تو اس کی اُون ریشم بھی حلال ہے۔

https://www.shiabookspdf.com

لوہے کی انگشتری

﴿حديث نمبر 80/1548﴾ عنه عن أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد عن مصدق ابن صدقة عن عمار بن موسى عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يصلي وعليه خاتم حديد قال: لا ولا يتختم به الرجل فانه من لباس أهل النار، وقال: لا يلبس الرجل الذهب ولا يصلي فيه لانه من لباس أهل الجنة، وعن الثوب يكون علمه ديباجا قال: لا يصلي فيه، وعن الثوب يكون في علمه مثال طير أو غير ذلك أيصلي فيه؟ قال: لا، وعن الموضع القذر يكون في البيت أو غيره فلا تصيبه الشمس ولكنه قد يبس الموضع القذر قال: لا يصلي عليه، واعلم موضعه حتى يغسله، وعن الشمس هل تطهر الارض؟ قال: إذا كان الموضع قذرا من بول أو غير ذلك فأصابته الشمس ثم يبس الموضع فالصلاة على الموضع جائزة، وان أصابته الشمس ولم ييبس الموضع القذر وكان رطبا فلا تجوز الصلاة عليه حتى ييبس، وان كانت رجلك رطبة أو جبهتك رطبة أو غير ذلك منك ما يصيب ذلك الموضع القذر فلا تصل على ذلك الموضع حتى ييبس فانه لا يجوز ذلك، وعن الرجل يتوضأ ويمشي حافيا ورجله رطبة قال: إن كانت أرضكم مبلطة أجزأكم المشي عليها، وقال: أما نحن فيجوز لنا ذلك لان أرضنا مبلطة يعني مفروشة بالحصى وعن الرجل يلبس الخاتم فيه نقش

مثال الطير أو غير ذلك قال: لا تجوز الصلاة فيه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عمار بن موسیٰ الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے عرض کیا گیا: بندہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نہیں، بندہ لوہے کی انگوٹھی ہاتھ میں رکھ کر نماز نہ پڑھے کیونکہ لوہا اہل جہنم کا لباس ہے۔ اور فرمایا: بندہ سونا نہ پہنے اور اس میں نماز نہ پڑھے کیونکہ سونا اہل جنت کا لباس و زیور ہے۔ (مرد کے لیے دُنیا میں حرام ہے)۔

راوی: وہ لباس جس کے بارے میں وہ جانتا ہے کہ دیباج (ریشم) کا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز نہ پڑھے۔

راوی: وہ لباس جس کے بارے میں جانتا ہے کہ اس پر پرندوں یا جانوروں کی تصویر ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس میں بھی نماز نہ پڑھے۔

راوی: وہ مقام نجس جو اس کے گھر میں ہے یا کسی دوسری جگہ ہے وہ سورج کی وجہ سے خشک نہیں ہوا لیکن وہ نجس مقام خشک ہوگیا۔

آپؑ نے فرمایا: اس جگہ پر نماز نہ پڑھی جائے۔ اگر اس جگہ کو جانتے ہو تو اس کو پانی سے دھولو۔

راوی: کیا سورج زمین کو پاک نہیں کرتا؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ پیشاب یا دوسری نجاست سے نجس ہو اور اس پر سورج چمکے اور پھر وہ سورج کی وجہ سے خشک ہوا ہو تو پھر اس جگہ نماز جائز ہے۔ اور اگر سورج اس پر چمکتا ہے لیکن اس کو خشک نہیں کرتا یا وہ جگہ نجس تر ہے تو پھر اس پر اس وقت تک نماز جائز نہیں جب تک وہ خشک نہ ہوجائے۔ اگر تیرا پاؤں تر ہو یا تیری پیشانی تر ہو یا وہ چیز جو اس نجس جگہ کو لگے گی وہ بھی نجس ہوجائے گی۔ لہٰذا جب تک وہ نجس مقام خشک نہ ہوجائے تو اس پر نماز جائز نہیں ہے۔

راوی: اگر بندہ وضو کرتا ہے اور پھر وہ ننگا پاؤں چلتا ہے اور اس کے پاؤں تر ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: اگر تمھاری زمین کنکریوں والی ہے، اس پر تمھارے لیے چلنا ہی کافی ہے اور فرمایا: بہرحال ہمارے لیے یہ جائز ہے کیونکہ ہماری زمین مبلطۃ (کنکریوں والی) ہے۔

راوی: اگر بندے نے ایسی انگوٹھی پہن رکھی ہے جس میں پرندوں وغیرہ کی تصویر ہے؟
آپؑ نے فرمایا: اس میں نماز جائز نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 81/1549﴾ محمد بن أحمد عن معاوية بن حكيم عن ابن فضال عن حماد بن عثمان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: تكره الصلاة في الثوب المصبوغ المشبع المفدم.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب حماد بن عثمان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس کپڑے کا رنگ تیز اور چمک والا ہو اس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

﴿حدیث نمبر 82/1550﴾ محمد بن أحمد عن أبيه عن عبد الله بن المغيرة عمن حدثه عن يزيد بن خليفة عن أبي عبد الله عليه السلام انه كره الصلاة في المشبع بالعصفر المضرج بالزعفران.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب یزید بن خلیفہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: گہرے زرد زعفرانی رنگ کے کپڑے میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

﴿حدیث نمبر 83/1551﴾ عنه عن العمركي عن علي بن جعفر عن أخيه موسى عليه السلام قال: سألته عن الرجل هل يصلح له أن يجمع طرفي ردائه على يساره قال: لا يصلح جمعهما على اليسار ولكن اجمعهما على يمينك أو دعهما. قال: وسألته عن البواري يصيبها البول هل تصلح الصلاة عليها إذا جفت من غير أن تغسل؟ قال: نعم لا بأس. قال: وسألته عن الصلاة على بواري النصارى واليهود الذين يقعدون عليها في بيوتهم أيصلح؟ قال: لا تصل عليها. وسألته عن السيف هل يجري مجرى الرداء يؤم القوم في السيف؟ قال: لا يصلح أن يؤم القوم في السيف إلا في حرب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب علی بن جعفرؑ سے نقل ہوا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا: کیا ایک بندہ نماز میں اپنی چادر کے دونوں سرے اپنے بائیں کندھے پر ڈال سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: یہ اصلاح و مناسب نہیں (مکروہ ہے) کہ وہ چادر کے دونوں سرے بائیں کندھے پر جمع کرے لیکن یا دونوں کو دائیں کندھے پر ڈال لے یا دونوں کو اپنی حالت میں چھوڑ دے۔

راوی: میں نے پھر سوال کیا: وہ بوری یا چٹائی جس کو پیشاب لگ جائے تو جب وہ خشک ہوجائے تو اس کو دھوئے بغیر اس پر نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں، کوئی حرج نہیں۔

راوی: پھر میں نے سوال کیا: وہ بوریاں یا چٹائیاں جو یہود و نصاریٰ کے گھروں میں ہیں کہ جن پر وہ بیٹھتے ہیں ان پر نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: ان پر نماز نہ پڑھو۔

راوی: پھر میں نے سوال کیا: تلوار پر چادر کا حکم جاری ہے تو پھر کیا تلوار حمائل کر کے نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جنگ کے علاوہ موارد میں تلوار حمائل کر کے نماز پڑھنا مناسب و اچھا نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 84/1552﴾ محمد بن أحمد عن السياري عن أبي يزيد القسمي وقسم حي من اليمن بالبصرة عن أبي الحسن الرضا عليه السلام انه سأله عن جلود الدارش التي يتخذ منها الخفاف فقال: لا تصل فيها فانها تدبغ بخرء الكلاب.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ابو یزید القسمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے آپؑ سے سوال کیا: سیاہ چمڑے سے تیار شدہ موزوں (جرابوں) کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: ان میں نماز نہ پڑھو کیونکہ اس کے رنگ کرنے میں کتے کی رال کو استعمال کیا جاتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 85/1553﴾ أحمد بن محمد عن موسى بن القاسم وأبي قتادة جميعا عن علي بن جعفر عن أخيه موسى بن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل هل يصلح له أن يصلي على الرف المعلق بين نخلتين؛ قال: إن كان مستويا يقدر على الصلاة عليه فلا بأس. قال: وسألته عن فراش حرير ومثله من الديباج ومصلى حرير ومثله من الديباج يصلح للرجل النوم عليه والتكاءة والصلاة عليه؛ قال: يفرشه ويقوم عليه ولا يسجد عليه. وسألته عن الرجل يصلي في مسجد حيطانه كواء كله

قبلته وجانباه وامرأته تصلي حياله يراها ولا تراه قال: لا بأس، وسألته عن البواري يبل قصبها بماء قذر أيصلي عليها؛ قال: إذا يبست فلا بأس، وسألته عن الرجل صلى ومعه دبة من جلد حمار وعليه نعل من جلد حمار هل تجزيه صلاته أو عليه اعادة؛ قال: لا يصلح له أن يصلي وهي معه إلا أن يتخوف عليها ذهابها فلا بأس أن يصلي وهي معه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؑ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: وہ تخت جو کھجور کے درختوں کے درمیان لٹکایا ہوا ہوتا ہے (مچان) کیا بندہ اس پر نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ برابر ہے اور اس قدر وسعت رکھتا ہے کہ اس پر نماز پڑھی جاسکے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی: میں نے پھر سوال کیا: وہ ریشم کی چٹائی یا دیباج کی چٹائی یا حریر کا جائے نماز یا اس کی مثل وہ دیباج کی چٹائی کہ جس پر بندہ سوتا ہے یا اس پر بیٹھتا ہے تو کیا اس پر نماز پڑھ سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کو زمین پر بچھانا، اس پر کھڑے ہونا جائز ہے لیکن اس پر سجدہ کرنا جائز نہیں۔

راوی: میں نے سوال کیا: ایسی مسجد کہ جس کی دیوار میں جگہ جگہ روشن دان ہیں اور اس کے دائیں بائیں دونوں جانب روشن دان ہیں اور اس کی بیوی اس کے سامنے نماز پڑھ رہی ہے وہ اسے دیکھ رہا ہے لیکن وہ اس کو نہیں دیکھ سکتی؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

راوی: وہ بوری جو نجس پانی سے تر ہو جائے کیا اس پر نماز پڑھنا جائز ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب خشک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

راوی: میں نے آپؑ سے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز پڑھ رہا ہے اور اس کے پاس گدھے کے چمڑے کی بنی ہوئی ایک ڈبی سی ہے یا اس پر گدھے کے چمڑے کے نعل ہیں کیا اس کی نماز مجزی ہے یا وہ دوبارہ پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: اس کے لیے اصلاح و مناسب نہیں کہ وہ ان چیزوں کا پاس رکھ کر نماز پڑھے مگر یہ کہ اس کے ضائع وگم ہونے کا خوف ہو۔ پھر وہ ان کے ساتھ بھی نماز پڑھ سکتا ہے۔

﴿حدیث نمبر 86/1554﴾ محمد بن علي بن محبوب عن أحمد بن الحسن عن عمرو

بن سعید عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطی قال سألت أبا عبد الله علیه السلام: عن الصلاة فی بیت الحمام قال: إذا کان موضعا نظیفا فلا بأس. قال محمد بن الحسن: الوجه فی هذا الخبر أن نحمله علی بیت المسلخ دون غیره من البیوت بدلالة ما قدمناه من الاخبار.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے حمام میں نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ مقام جہاں نماز پڑھتا ہے وہ پاک وصاف ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی فرماتے ہیں: ہم اس خبر کو حمل کریں گے اس کمرے پر جس میں کپڑے وغیرہ اُتارے جاتے ہیں نا کہ دوسری جگہ پر، جیسا کہ گذشتہ اخبار اس پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿حدیث نمبر 87/1555﴾ عنه عن محمد بن عیسی العبیدی عن الحسین بن یقطین عن أبیه علی بن یقطین قال سألت أبا الحسن الماضی علیه السلام: عن الصلاة بین القبور هل تصلح؛ قال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن یقطین سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے سوال کیا: کیا قبروں کے درمیان نماز پڑھنا اصلاح رکھتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 88/1556﴾ الحسین عن فضالة عن حماد بن عثمان عن عامر بن نعیم القمی قال قلت لابی عبد الله علیه السلام: المنازل التی ینزلها الناس فیها أبوال الدواب والسرجین ویدخلها الیهود والنصاری کیف یصنع بالصلاة فیها؛ قال: صل علی ثوبك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عامر بن نعیم القمی سے نقل کیا وہ منازل کہ جن میں جانوروں کے پیشاب یا گوبر وغیرہ ڈالے جاتے ہیں اور ان میں یہود ونصاریٰ داخل ہوتے ہیں۔ ان میں نماز کیسے پڑھی جائے؟

آپؑ نے فرمایا: اپنے کپڑے پر نماز پڑھو۔

https://www.shiabookspdf.com

حدیث نمبر 89/1557 علی عن أبیه عن ابن أبی عمیر عن حماد عن الحلبی عن أبی عبد الله علیه السلام قال: سألته عن الرجل یخوض الماء فتدرکه الصلاۃ فقال: ان کان فی حرب فانه یجزیه الایماء، وإن کان تاجرا فلیقم ولا یدخله حتی یصلی.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اوروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: ایک بندہ پانی کے حوض میں داخل ہے اور نماز کا وقت ہوگیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ حالتِ جنگ میں ہے تو وہ اشاروں سے نماز پڑھے اور اگر وہ تاجر ہے تو وہ کھڑا رہے اور جب تک نماز نہ پڑھ لے وہ حوض میں داخل نہ ہو۔

حدیث نمبر 90/1558 أحمد بن محمد عن أحمد بن محمد بن أبی نصر قال قلت لابی الحسن علیه السلام: انا کنا فی البیداء فی آخر اللیل فتوضأت واستکت وأنا أهم بالصلاۃ ثم کأنه دخل قلبی شیء فهل یصلی فی البیداء فی المحمل؟ فقال: لا تصل فی البیداء، قلت وأین حد البیداء؟ فقال کان أبو جعفر علیه السلام إذا بلغ ذات الجیش جد فی المسیر ولا یصلی حتی یأتی معرس النبی صلی الله علیه وآله قلت له: وأین ذات الجیش؟ فقال: دون الحفیرۃ بثلاثة أمیال.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب احمد بن محمد بن ابی نصر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوالحسن علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ہم رات کے آخری حصہ میں بیداء میں تھے۔ میں نے وضو کیا، مسواک کی اور میں نے نماز پڑھنے کا ارادہ کیا۔ پھر میرے دل میں کوئی چیز (خیال) آئی۔ کیا میں محمل میں بیداء میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

آپؑ نے فرمایا: بیداء میں نماز نہ پڑھو۔

میں نے عرض کیا: بیداء کی حد کیا ہے؟ (مکہ اور مدینہ کے درمیان صحراء)

آپؑ نے فرمایا: امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام جب ذات جیش میں پہنچتے تو آپؑ جلدی حرکت کرتے اور اس میں آپؑ نماز نہ پڑھتے یہاں تک کہ آپ معرس النبیؐ تک پہنچ جاتے۔

میں نے عرض کیا: ذاتِ جیش کہاں ہے؟

آپؑ نے فرمایا: حفیرہ سے تین میل کے فاصلے پر۔

﴿حدیث نمبر 91/1559﴾ محمد بن أحمد بن يحيى عن أيوب بن نوح عن أبي الحسن الاخير عليه السلام قال قلت له: تحضر الصلاة والرجل بالبيداء قال: يتنحى عن الجواد يمنة ويسرة ويصلي.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ایوب بن نوح سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوالحسن علیہ السلام (امام نقیؑ) سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: بندہ بیداء میں ہے اور نماز کا وقت ہوگیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: وہ راستہ سے الگ ہوجائے اور دائیں یا بائیں اُوپر کی طرف جائے اور وہاں نماز پڑھے۔

﴿حدیث نمبر 92/1560﴾ علي بن مهزيار عن فضالة عن معاوية بن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: الصلاة تكره في ثلاثة مواطن من الطريق: البيداء وهي ذات الجيش، وذات الصلاصل وضجنان وقال: لا بأس بأن يصلي بين الظواهر وهي الجواد جواد الطرق ويكره أن يصلي في الجواد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: دورانِ سفر تین مقامات پر نماز پڑھنا مکروہ ہے:

[۱] البیداء: اور یہ وہی ذات الجیش کا مقام ہے۔

[۲] ذات الصلاصل: یہ وہ مقام ہے جو مکہ کی جانب جہاں زمین دھنس جائے گی۔

[۳] ضجنان کا مقام: یہ مکہ کی جانب ایک پہاڑ ہے۔

نیز آپؑ نے فرمایا: راستوں کے اُوپر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔ یہ وہی راستے ہیں جو بڑے راستوں سے نکلتے ہیں۔ ہاں شارع پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

﴿حدیث نمبر 93/1561﴾ أحمد بن محمد عن ابن فضال عن بعض أصحابنا عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا تصل في وادي الشقرة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابن فضال سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بعض اصحاب سے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وادی الشقرۃ میں نماز نہ پڑھو۔

(یہ بھی مکہ کے راستہ میں ایک جگہ کا نام ہے)۔

﴿حدیث نمبر 94/1562﴾ محمد بن أحمد عن أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال سألته عن حد الطين الذي لا يسجد عليه ما هو؛ قال: إذا غرق الجبهة ولم تثبت على الارض.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: وہ مٹی کہ جس پر سجدہ نہیں ہوسکتا اس کی حد کیا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جس پر پیشانی رکھی جائے وہ رُکے نہ بلکہ اس کے اندر چلا جائے۔

﴿حدیث نمبر 95/1563﴾ سهل بن زياد عن ابن محبوب عن ابن رئاب عن جميل ابن صالح عن الفضيل بن يسار قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أقوم في الصلاة فأرى قدامي في القبلة العذرة قال: تنح عنها ما استطعت ولا تصل على الجواد.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: میں نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا تو دیکھا کہ میرے سامنے قبلہ رُخ پاخانہ پڑا ہوا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر استطاعت رکھتا ہے تو اس سے دُور ہوجاؤ۔ اور فرمایا: راستوں پر نماز نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 96/1564﴾ الحسين بن سعيد عن فضالة عن العلا عن محمد بن مسلم عن أحدهما عليهما السلام قال: لا تصل المكتوبة في الكعبة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ امام محمد باقر یا امام صادق علیہ السلام نے فرمایا: واجب نماز خانہ کعبہ کے اندر نہ پڑھو۔

﴿حدیث نمبر 97/1565﴾ عنه عن فضالة عن الحسين بن عثمان عن ابن مسكان عن خالد بن أبي اسماعيل قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: الرجل يصلي على أبي قبيس مستقبل القبلة؛ فقال: لا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب خالد بن ابواسماعیل سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: ایک کوہ ابوقبیس پر نماز پڑھتا ہے کہ کعبہ اس کے سامنے ہے؟

آپؑ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 98/1566﴾ علی بن محمد بن اسحاق بن محمد عن عبد السلام عن الرضا علیه السلام قال: فی الذی تدرکه الصلاة وهو فوق الکعبة فقال: ان قام لم تکن له قبلة ولکن یستلقی علی قفاه ویفتح عینیه إلی السماء، ویعقد بقلبه القبلة التی فی السماء البیت المعمور ویقرأ، فإذا أراد أن یرکع غمض عینیه وإذا أراد أن یرفع رأسه من الرکوع فتح عینیه، والسجود علی نحو ذلك.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عبدالسلام سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام علی الرضا علیہ السلام سے نقل کیا کہ آپؑ سے عرض کیا گیا: وہ بندہ جو کعبہ کی چھت پر ہے اور نماز کا وقت ہو گیا ہے تو وہ کیسے نماز پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھے گا تو اس کو کوئی قبلہ نہیں ہوگا لیکن وہ چھت پر لیٹ جائے اور اپنا منہ آسمانوں کی طرف اور آسمان کی طرف اپنی آنکھیں کھولے اور دل میں اس قبلہ کا ارادہ کرے جو آسمانوں میں ہے جو بیت المعمور ہے اور قرأت کرے اور جب رکوع کا ارادہ کرے تو آنکھیں بند کرے اور جب رکوع سے اُٹھنے کا ارادہ کرے تو آنکھیں کھول لے اور ایسے ہی سجدہ کرے۔

﴿حدیث نمبر 99/1567﴾ أحمد بن محمد عن حماد عن حریز عن زرارة وحدید بن حکیم الازدی قالا قلنا لابی عبد الله علیه السلام: السطح یصیبه البول ویبال علیه ایصلی فی ذلك الموضع؟ فقال: ان کان تصیبه الشمس والریح وکان جافا فلا بأس به إلا أن یکون یتخذ مبالا.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ اور حدید بن حکیم ازدی سے نقل کیا ہے اور وہ دونوں بیان کرتے ہیں کہ ہم نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: وہ چھت جس پر پیشاب آجائے یا اس پر پیشاب کیا جاتا ہو کیا اس پر نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب اس پر سورج اور ہوا اس کو لگے اور وہ خشک ہو جائے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر وہ جگہ جہاں پیشاب جمع ہوتا ہے وہاں جائز نہیں۔

﴿حدیث نمبر 100/1568﴾ محمد بن یحیی عن أحمد بن الحسن عن عمرو بن سعید

https://www.shiabookspdf.com

عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا تصل في بيت فيه خمر أو مسكر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور اس نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جس گھر میں شراب یا نشہ آور چیز ہو اس میں نماز نہ پڑھو۔

جبرئیلؑ کس گھر میں داخل نہیں ہوتے؟

﴿حدیث نمبر 101/1569﴾ الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن الوشا عن أبان عن عمرو بن خالد عن أبي جعفر عليه السلام قال قال جبرئيل عليه السلام: يا رسول الله إنا لا ندخل بيتا فيه صورة انسان ولا بيتا يبال فيه ولا بيتا فيه كلب.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمرو بن خالد سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ فرماتے ہیں کہ جناب جبرئیلؑ نے فرمایا: یارسولؐ اللہ! ہم (فرشتے) اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں انسانی تصویر ہو یا اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں انسانی صورت ہو (مجسمہ ہو) اور جس گھر میں پیشاب کیا جاتا ہے اور جس گھر میں کتا ہو۔

﴿حدیث نمبر 102/1570﴾ أبو علي الاشعري عن محمد بن عبد الجبار عن صفوان عن ابن مسكان عن محمد بن مروان عن أبي عبد الله عليه السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله: أن جبرئيل عليه السلام اتاني فقال: إنا معاشر الملائكة لا ندخل بيتا فيه كلب ولا تمثال جسد ولا اناء يبال فيه.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن مروان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور فرمایا: ہم ملائکہ کا گروہ اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو اور جس میں مجسمہ ہو یا جس گھر میں وہ برتن ہو جس میں پیشاب کیا جاتا ہے۔

مجوسی کے گھر میں نماز نہ پڑھو

﴿حدیث نمبر 103/1571﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن عبد الجبار عن

الحسن بن علی عن أبی جمیلة عن أبی عبد الله علیه السلام قال: لا تصل فی بیت فیه مجوسی، ولا بأس أن تصلی فی بیت فیه یهودی أو نصرانی.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوجمیلہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور آپؑ نے فرمایا: جس گھر میں مجوسی ہو اس میں نماز نہ پڑھو اور جس گھر میں یہودی یا عیسائی ہو اس میں نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 104/1572﴾ أحمد بن محمد عن علی بن الحکم عن عثمان بن عبد الملک الحضرمی عن أبی بکر الحضرمی قال قال لی أبو جعفر علیه السلام: یا أبا بکر کلما أشرقت علیه الشمس فهو طاهر.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب ابوبکر حضرمی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے مجھے فرمایا: اے ابوبکر! ہر وہ چیز جس پر سورج چمک جائے وہ پاک ہے۔ (یعنی وہ سورج کی وجہ سے خشک ہوجائے)۔

﴿حدیث نمبر 105/1573﴾ محمد بن أحمد بن یحیی عن محمد بن یحیی المعاذی عن الطیالسی عن سیف بن عمیرة عن إسحاق عن سعد بن عبد الله انه قال لجعفر بن محمد علیه السلام انی اصلی فی المسجد الحرام فأقعد علی رجلی الیسریٰ من أجل الندی فقال: اقعد علی إلیتیك وإن كنت فی الطین.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب سعد بن عبداللہ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے، میں نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا: میں مسجد الحرام میں نماز پڑھتا ہوں اور میں بارش کی وجہ سے بائیں پاؤں پر بیٹھتا ہوں۔

آپؑ نے فرمایا: دونوں رانوں پر بیٹھو اگرچہ کیچڑ میں ہی کیوں نہ ہو۔

﴿حدیث نمبر 106/1574﴾ محمد بن أحمد بن یحیی عن موسیٰ بن عمرو عن محمد ابن اسماعیل عن الرضا علیه السلام فی الرجل یصلی قال: یکون بین یدیه کومة من تراب أو یخط بین یدیه بخط.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن اسماعیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ سے عرض کیا گیا: جو بندہ بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے؟ اس کے لیے کیا حکم ہے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اپنے آگے مٹی کی ڈھیری یا ڈھیلہ رکھے یا اپنے سامنے ایک خط کھینچ لے۔

﴿حدیث نمبر 107/1575﴾ عنه عن بنان بن محمد عن محسن بن أحمد عن يونس ابن يعقوب عن مسلمة بن عطا قال قلت لابي عبد الله عليه السلام: أى شئ يقطع الصلاة؟ قال: عبث الرجل بلحيته. قال محمد بن الحسن: هذا الخبر محمول على التغليظ لانا قد بينا ان العبث باللحية مما ينقص الصلاة لا مما ينقضها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب مسلمۃ بن عطا سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے عرض کیا: وہ کون سی چیز ہے جو نماز قطع (توڑ) کر دیتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: نمازی کا نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلنا۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کو اس پر حمل کریں گے کہ اگر کوئی بہت زیادہ داڑھی کے ساتھ کھیل رہا ہے ورنہ فقط داڑھی سے کھیلنا یہ تو نقص نماز میں سے نہیں ہے۔

﴿حدیث نمبر 108/1576﴾ عنه عن العمركى عن على بن جعفر عن أخيه موسى ابن جعفر عليه السلام قال: سألته عن الرجل يكون به الثؤلول أو الجرح هل يصلح له أن يقطع الثؤلول وهو فى صلاته أو ينتف بعض لحمه من ذلك الجرح ويطرحه؟ قال: ان لم يتخوف أن يسيل الدم فلا بأس، وان تخوف أن يسيل الدم فلا يفعله وعن الرجل يكون فى صلاته فرماه رجل فشجه فسال الدم فانصرف فغسله ولم يتكلم حتى رجع إلى المسجد هل يعتد بما صلى أو يستقبل الصلاة؟ قال: يستقبل الصلاة ولا يعتد بشئ مما صلى.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؓ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک بندہ نماز پڑھ رہا ہے اور اس کا دانت ہل رہا ہے یا اس کا زخم ہے تو کیا وہ نماز میں اپنا دانت اکھیڑ سکتا ہے یا اپنے زخم سے بعض چمڑا اکھیڑ کر پھینک سکتا ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر خون جاری ہونے کا خوف نہیں تو کرسکتا ہے اور اگر خون جاری ہونے کا خوف ہے تو پھر نہیں کرسکتا۔ پھر وہ ایسا نہ کرے۔

پھر آپؑ سے اس بندے کے بارے میں نقل کیا کہ ایک بندہ نماز پڑھ رہا ہے اور کسی شخص نے اس کو پتھر مارا ہے اور اس کو زخم ہوگیا گیا تو وہ نماز کو چھوڑ کر گیا، زخم کو دھویا، کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ پھر مسجد میں واپس آیا تو کیا وہ جس جگہ سے نماز کو چھوڑ کر گیا تھا اسی جگہ سے شروع کرے یا دوبارہ پڑھے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اَز سر نو شروع کرے گا۔ جو وہ نماز پڑھ کر گیا تھا وہ نہیں رہے گی۔

﴿حدیث نمبر 109/1577﴾ عنه عن ابراهيم بن هاشم عن النوفلي عن السكوني عن جعفر عن أبيه عن آبائه عليهم السلام قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إذا صلى أحدكم بأرض فلاة فليجعل بين يديه مثل مؤخرة الرحل فان لم يجد فحجرا فان لم يجد فسهما فان لم يجد فليخط في الارض بين يديه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب السکونی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے، انھوں نے اپنے باپ و دادا علیہم السلام سے نقل کیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی جب کسی جنگل میں نماز پڑھے تو اس کو چاہیے کہ اپنے آگے اپنے رحل (پالان) کے پیچھے والے حصّہ کی مانند کوئی رکھ لے۔ اگر یہ ممکن نہ ہو تو کوئی پتھر رکھ لے اور اگر یہ بھی ممکن نہ تو تیر رکھ لے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی خط کھینچ لے۔

﴿حدیث نمبر 110/1578﴾ أحمد بن محمد عن أبيه عن عبد الله بن سنان عن غياث عن أبي عبد الله عليه السلام ان النبي صلى الله عليه وآله وضع قلنسوة وصلى إليها.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب غیاث سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ٹوپی سامنے رکھ کر نماز پڑھ لیتے تھے۔

عورت اپنے شوہر کے پیچھے نماز پڑھ سکتی ہے؟

﴿حدیث نمبر 111/1579﴾ علي بن مهزيار عن حماد بن عيسى عن حريز عن

الفضيل عن أبي جعفر عليه السلام انه قال: المرأة تصلي خلف زوجها الفريضة والتطوع وتأتم به في الصلاة.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: عورت اپنے شوہر کے پیچھے واجب اور مستحب دونوں نمازیں پڑھ سکتی ہے اور واجب نماز میں اس کی اقتداء میں بھی پڑھ سکتی ہے۔

﴿حدیث نمبر 112/1580﴾ أحمد عن الحجال عن العلاء عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام في المرأة تصلي عند الرجل قال: إذا كان بينهما حاجز فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا اور انھوں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ کیا عورت مرد کے پاس نماز پڑھ سکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر دونوں کے درمیان پردہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 113/1581﴾ محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن الحسين عن ابن فضال عمن أخبره عن جميل عن أبي عبد الله عليه السلام في الرجل يصلي والمرأة بحذاه أو إلى جنبه فقال: إذا كان سجودها مع ركوعه فلا بأس.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جمیل سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ ایک مرد نماز پڑھ رہا ہے اور ایک عورت بھی اس کے پہلو میں نماز پڑھ رہی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر اس عورت کا سجدہ کی جگہ مرد کے رکوع کے برابر ہے تو کوئی حرج نہیں۔

﴿حدیث نمبر 114/1582﴾ عنه عن يعقوب بن يزيد عن ابن أبي عمير عن عمر ابن اذينة عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن المرأة تصلي عند الرجل فقال: لا تصلي المرأة بحيال الرجل إلا أن يكون قدامها ولو بصدره.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب زرارہ رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوجعفر علیہ السلام سے سوال کیا کہ عورت مرد کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: عورت مرد کے برابر نماز نہ پڑھے مگر یہ کہ مرد اس کے آگے ہو اور وہ پیچھے ہو، خواہ مرد کا سینہ

ہی عورت سے آگے ہو۔

﴿حدیث نمبر 115/1583﴾ محمد بن مسعود العياشي عن جعفر بن محمد قال حدثني العمركي عن علي بن جعفر عن أخيه موسى عليه السلام قال: سألته عن إمام كان في الظهر فقامت امرأة بحياله تصلي وهي تحسب انها العصر هل يفسد ذلك على القوم؟ وما حال المرأة في صلاتها معهم وقد كانت صلت الظهر؟ قال: لا يفسد ذلك على القوم وتعيد المرأة.

جناب الشیخؒ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے سوال کیا: ایک امام جماعت ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے اور ایک عورت آئی اور ان کے پاس آکر اس گمان سے کہ امام کی نماز عصر کی ہے اور اس نے ساتھ ظہر کی نماز شروع کر دی ہے۔ تو کیا لوگوں کی نماز فاسد ہوگی یا اس کی فاسد ہوگی؟ اس عورت کی نماز کا حال ان لوگوں کے ساتھ کیا ہوگا کہ جو نماز ظہر پڑھ رہی تھی؟

آپؑ نے فرمایا: اس عورت کی نماز باطل ہے۔ وہ دوبارہ نماز پڑھے۔ لوگوں کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔

https://www.shiabookspdf.com

﴿باب نمبر 18﴾

بچوں کو کب نماز کا حکم دیا جائے؟

﴿حدیث نمبر 1/1584﴾ علی بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن حماد عن الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام عن أبيه عليه السلام قال: إنا نأمر صبياننا بالصلاة إذا كانوا بني خمس سنين، فمروا صبيانكم بالصلاة إذا كانوا بني سبع سنين ونحن نأمر صبياننا بالصوم إذا كانوا بني سبع سنين بما أطاقوا من صيام اليوم ان كان إلى نصف النهار أو أكثر من ذلك أو أقل فإذا غلبهم العطش والغرث أفطروا حتى يتعودوا الصوم فيطيقوه، فمروا صبيانكم إذا كانوا بني تسع سنين بالصوم ما استطاعوا من صيام اليوم فإذا غلبهم العطش أفطروا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب الحلبی سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے والد ماجدؑ سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: ہم اپنے بچوں کو نماز کا حکم اس وقت دیتے ہیں جب وہ پندرہ سال کے ہوجاتے ہیں۔ پس تم اپنے بچوں کو نماز کا حکم اس وقت دو جب وہ سات سال کے ہوجائیں۔

ہم اپنے بچوں کو روزے کا حکم اس وقت دیتے ہیں جب وہ سات سال کے ہوجائیں کہ دن میں روزہ رکھنے کی جتنی طاقت رکھتے ہیں اگر آدھا دن یا اس سے زیادہ یا اس سے کم، پس جب ان پر پیاس اور بھوک کا غلبہ ہوجائے تو ان کو افطار کروا دو تاکہ روزہ رکھنے کی ان کو عادت ہوجائے اور ان کے اندر اس کی طاقت ہو۔ پس تم اپنے بچوں کو روزے کا حکم دو جب وہ نو سال کے ہوجائیں تاکہ ان میں روزہ رکھنے کی استطاعت پیدا ہو اور اگر ان پر پیاس غالب ہوجائے تو ان کو افطار کروا دو۔

﴿حدیث نمبر 2/1585﴾ محمد بن اسماعيل عن الفضل بن شاذان عن حماد بن عيسى عن ربعي عن الفضيل بن يسار قال: كان علي بن الحسين عليه السلام يأمر

الصبيان يجمعون بين المغرب والعشاء الآخرة ويقول هو خير من أن يناموا عنها.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب فضیل بن یسار سے نقل کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ امام علی بن حسین علیہ السلام بچوں کو نمازِ مغرب وعشاء کو ملا کر پڑھنے کا حکم دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ان کے بغیر عشاء پڑھے سوجانے سے بہتر ہے۔

{حدیث نمبر 3/1586} الحسين بن محمد عن معلى بن محمد عن الوشا عن المفضل ابن صالح عن جابر عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن الصبيان إذا صفوا في الصلاة المكتوبة قال: لا تؤخروهم عن الصلاة وفرقوا بينهم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب جابر سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوجعفر الباقر علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب تم نماز باجماعت کے لیے صفیں بناؤ تو بچوں کو پیچھے نہ کرو بلکہ ان کو الگ الگ کردو۔

{حدیث نمبر 4/1587} محمد بن علي بن محبوب عن محمد بن أحمد العلوي عن العمركي عن علي بن جعفر عن أخيه موسى عليه السلام قال: سألته عن الغلام متى يجب عليه الصوم والصلاة؟ قال: إذا راهق الحلم وعرف الصلاة والصوم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب علی بن جعفرؒ سے نقل کیا ہے اور انھوں نے اپنے بھائی امام موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے بچے کے بارے میں سوال کیا کہ اس پر نماز و روزہ کب واجب ہوتے ہیں؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ بلوغت کے قریب ہوجائیں اور نماز و روزے کی معرفت حاصل کرلیں، یعنی ان کو پتہ ہو کہ نماز کیا ہے اور روزہ کیا ہے۔

{حدیث نمبر 5/1588} عنه عن محمد بن الحسين عن الحسن بن علي عن عمرو ابن سعيد عن مصدق بن صدقة عن عمار الساباطي عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن الغلام متى تجب عليه الصلاة؟ قال: إذا أتى عليه ثلاث عشرة سنة، فإن احتلم قبل ذلك فقد وجبت عليه الصلاة وجرى عليه القلم، والجارية مثل ذلك ان أتى لها ثلاث عشرة سنة أو حاضت قبل ذلك فقد وجبت عليها الصلاة وجرى عليها القلم.

جناب الشیخ رحمۃ اللہ علیہ نے جناب عمار الساباطی سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام

https://www.shiabookspdf.com

سے بچے کے بارے میں سوال کیا کہ اس پر نماز کب واجب ہوتی ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ تیرہ سال کا ہوجائے اور اگر اس کو اس سے پہلے احتلام ہوجائے تو اس پر نماز واجب ہوجائے گی اور شریعت کا قلم اس پر جاری ہوجائے گا۔ (یعنی اس کے اعمال لکھے جانے شروع ہوجائیں گے) اور بچی بھی اس کی مثل ہے کہ اس کے بھی تیرہ سال پورے ہوجائیں اور اگر اس کو اس عمر سے قبل حیض آنا شروع ہوجائے تو اس پر نماز واجب ہوجائے گی اور شریعت کا قلم جاری ہوجائے گا۔

{حدیث نمبر 6/1589} عنه عن محمد بن الحسين عن صفوان عن العلا عن محمد ابن مسلم عن أحدهما عليه السلام في الصبي متى يصلي؟ فقال: إذا عقل الصلاة قلت: متى يعقل الصلاة وتجب عليه؟ فقال: لست سنين.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے بچے کے بارے میں نقل کیا ہے کہ وہ کب نماز پڑھے گا؟

آپؑ نے فرمایا: جب اس کو نماز کی سوجھ بوجھ ہوجائے۔

میں نے عرض کیا کہ اس کو کب یہ عقل ہوگی اور اس پر واجب ہوجائے گی؟

آپؑ نے فرمایا: جب وہ چھ سال کا پورا ہوجائے۔

{حدیث نمبر 7/1590} عنه عن العباس بن معروف عن حماد بن عيسى عن معاوية ابن وهب قال سألت أبا عبد الله عليه السلام: في كم يؤخذ الصبي بالصلاة؟ فقال: فيما بين سبع سنين وست سنين قلت: في كم يؤخذ بالصيام؟ فقال: فيما بين خمس عشرة أو أربع عشرة، وان صام قبل ذلك فدعه فقد صام ابني فلان قبل ذلك وتركته.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن وہب سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: کب بچے کو نماز پر آمادہ و وادار کیا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: چھ/سات سال کی درمیانی عمر میں اس کو نماز کے لیے آمادہ کرو۔

پھر میں نے عرض کیا: بچے کو روزے پر کب آمادہ و وادار کیا جائے؟

آپؑ نے فرمایا: چودہ پندرہ سال کے درمیان اور اگر اس سے قبل وہ روزہ رکھے تو اس کو رہنے دو۔ میرے فلاں بیٹے نے چودہ سال سے قبل عمر میں روزہ رکھا اور میں نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا۔

{حدیث نمبر 8/1591} الحسين بن سعيد عن محمد بن الحصين عن محمد بن الفضيل عن اسحاق بن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: إذا أتى على الصبي ست سنين وجبت عليه الصلاة وإذا أطاق الصوم وجب عليه الصيام. قال محمد بن الحسن: قوله عليه السلام إذا أطاق وجب عليه الصيام محمول على التأديب دون الفرض، لان الفرض إنما يتعلق وجوبه بحال الكمال على ما بيناه، وكذلك قوله عليه السلام: إذا أتى عليه ست سنين وفي الخبر الآخر أو سبع سنين وجب عليه الصلاة محمول على الاستحباب والتأديب لان الفرض يتعلق بحال الكمال على ما بيناه.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسحاق بن عمار سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابو عبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: جب بچہ چھ سات سال کا ہوجائے تو اس پر نماز واجب ہے اور جب اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہوجائے تو اس پر روزہ بھی واجب ہے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: امام علیہ السلام نے جو فرمایا ہے کہ اس پر چھٹے سال کی عمر میں نماز واجب ہے اس کو تادیب واستحباب پر حمل کیا جائے گا تا کہ فرض پر۔ کیونکہ فرض کا تعلق اس کے کمال تک پہنچنے کے ساتھ ہے۔ اس وقت واجب ہے جب وہ بالغ ہوجائے گا اور ایسے ہی امام نے دوسری روایت چھ سال یا سات سال کا جو ذکر ہوا ہے کہ اس وقت واجب ہے وہ تادیب اور استحباب پر حمل کیا جائے گا تا کہ فرض وجوب پر۔ کیونکہ فرض و وجوب کا تعلق کمال وبلوغت کے ساتھ ہے۔

باب نمبر 19

اضافہ وزیادات

حدیث نمبر 1/1592 العیاشی عن حمدویه عن محمد بن الحسین عن الحسن بن محبوب عن سماعة قال سألت أبا عبد الله علیه السلام : عن الرجل یأخذه المشرکون فتحضره الصلاة فیخاف منهم أن یمنعوه فیومی إیماءا؛ قال: یومی إیماءا.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب سماعہ سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سوال کیا: وہ بندہ جسے مشرکین نے پکڑ لیا ہے اور نماز کا وقت ہوگیا ہے اور وہ ان سے خوفزدہ ہے کہ وہ نماز سے روکیں گے۔ کیا وہ اشاروں سے نماز پڑھ لے؟

آپؑ نے فرمایا: وہ اشاروں سے پڑھے۔

حدیث نمبر 2/1593 عنه قال حدثنا حمدویه عن محمد بن الحسین عن الحسن ابن محبوب عن أبی أیوب عن اسماعیل بن جابر قال: سمعت أبا عبد الله علیه السلام وسأله انسان عن الرجل تدرکه الصلاة وهو فی ماء یخوضه لا یقدر علی الارض قال: ان کان فی حرب أو فی سبیل من سبل الله فلیوم ایماءا ، وإن کان فی تجارة فلم یك ینبغی له أن یخوض الماء حتی یصلی ، قال: قلت و کیف یصنع؛ قال: یقضیها إذا خرج من الماء وقد ضیع.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب اسماعیل بن جابر سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ سے ایک انسان نے اس بندے کے بارے میں سوال کیا جس نے نماز کا وقت پالیا ہے اور وہ پانی میں گھسا ہوا ہے اور وہ زمین پر آنے کی قدرت بھی نہیں رکھتا تو وہ کیا کرے؟

آپؑ نے فرمایا: اگر وہ حالتِ جنگ میں ہے یا خدا کی راہوں میں سے کسی راہ پر ہے (یعنی خدا کے احکام

میں سے کسی حکم کی وجہ سے پانی داخل ہے) تو پھر اس کو چاہیے کہ اشاروں سے نماز پڑھے۔
اور اگر وہ تجارت پر تھا تو اس کے لیے سزاوار تھا کہ نماز پڑھنے کے بعد پانی میں داخل ہوتا۔
راوی: میں نے عرض کیا: اب وہ کیا کرے؟
آپؑ نے فرمایا: جب وہ پانی سے باہر آئے گا تو نماز کی قضاء کرے گا اور اس نے نماز کو ضائع کیا ہے۔

﴿حدیث نمبر 3/1594﴾ عنه عن حمدويه عن محمد بن الحسين عن الحسن بن محبوب عن عبد العزيز عن عبد الله بن أبي يعفور عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سألته عن رجل قام في صلاة فريضة فصلى ركعة وهو ينوي أنها نافلة قال: هي التي قمت فيها ولها وقال: إذا قمت وأنت تنو الفريضة فدخلك الشك بعد فأنت في الفريضة على الذي قمت له، وان كنت دخلت فيها تنوي نافلة ثم انك تنويها بعد فريضة فأنت في النافلة، وإنما يحسب للعبد من صلاته التي ابتدأ في أول صلاته.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن ابی یعفور سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک بندے کے بارے میں سوال کیا جو نماز کی نیت کر کے کھڑا ہوا ہے۔ پھر اس نے ایک پوری رکعت پڑھی اس خیال سے کہ وہ نفل پڑھ رہا ہے۔ پھر اس کو یاد آیا ہے؟
آپؑ نے فرمایا: وہ جس نیت سے کھڑا ہوا تھا وہی اس کے لیے نماز ہوگی۔
پھر آپؑ نے فرمایا: جب تو نماز میں کھڑا ہوا ہے اور تُو نے واجب نماز کی نیت کی ہے اور بعد میں تجھے شک ہوگیا ہے تو اس نماز پر ہے جس کے لیے تو کھڑا ہوا تھا۔ ایسے ہی تو نماز کے لیے کھڑا ہوا اور تُو نے نافلہ کی نیت کی۔ پھر سہو کی وجہ سے فریضہ کی نیت سے پڑھ رہا ہے۔ تو تُو نافلہ میں ہی رہے گا۔ بندے کے لیے وہی نماز حساب ہوگی جس کی اس نے اوّل نماز میں نیت کی تھی۔

﴿حدیث نمبر 4/1595﴾ عنه عن محمد بن نصير عن محمد بن الحسين عن جعفر بن بشير عن هشام بن سالم عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سمعته يقول: إذا انصرف الامام فلا يصلي في مقامه حتى ينحرف عن مقامه ذلك.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب ہشام بن سالم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ

آپؑ نے فرمایا: جب امام جماعت نماز کا سلام پڑھ لے تو پھر وہ اسی جائے نماز پر نافلہ نماز نہیں پڑھ سکتا یہاں تک کہ وہ اپنی جگہ تبدیل کرے۔

﴿حدیث نمبر 5/1596﴾ الطاطری عن محمد بن أبي حمزة عن معاوية بن عمار عن أبي عبد الله عليه السلام قال سمعته يقول: لا تصل المكتوبة في جوف الكعبة، فان رسول الله صلى الله عليه وآله لم يدخلها في حج ولا عمرة ولكن دخلها في فتح مكة فصلى فيها ركعتين بين العمودين ومعه اسامة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب معاویہ بن عمار سے نقل کیا ہے اور وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز واجب خانہ کعبہ کے اندر نہ پڑھو۔

تحقیق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج وعمرہ کے وقت خانہ کعبہ میں داخل نہیں ہوئے تھے لیکن آپ فتح مکہ کے دن خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اور آپ نے اس کے اندر دو رکعت نماز دونوں ستونوں کے درمیان اسامہ کے ساتھ پڑھی تھی۔

﴿حدیث نمبر 6/1597﴾ عنه عن أبي جميلة عن علا عن محمد بن مسلم عن احدهما عليهما السلام قال: لا تصلح صلاة المكتوبة في جوف الكعبة.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب محمد بن مسلم سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام محمد باقر علیہ السلام یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپؑ نے فرمایا: نماز واجب خانہ کعبہ کے اندر اصلاح نہیں رکھتی۔

﴿حدیث نمبر 7/1598﴾ عنه عن محمد بن أبي حمزة عن عبد الله بن سنان عن أبي عبد الله عليه السلام قال: سأله رجل قال صليت فوق أبي قبيس العصر فهل يجزي ذلك والكعبة تحتي؟ قال: نعم انها قبلة من موضعها إلى السماء. تم جزء الاول من كتاب الصلاة مع الزيادات من كتاب تهذيب الاحكام ويتلوه في الجزء الثاني باب العمل في ليلة الجمعة ويومها والحمد لله رب العالمين وصلى الله على محمد وآله الطيبين الطاهرين وحسبنا الله ونعم الوكيل.

جناب الشیخ رحمہ اللہ نے جناب عبداللہ بن سنان سے نقل کیا ہے اور انھوں نے امام ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے

https://www.shiabookspdf.com

کہ ایک بندے نے آپؑ سے سوال کیا: میں نے نمازِ عصر کوہ ابوقبیس پر پڑھی ہے۔ کیا وہ نماز میرے لیے مجزی ہوگی حالانکہ خانہ کعبہ میرے نیچے تھا اور میں اس سے بلند؟

آپؑ نے فرمایا: ہاں کیونکہ قبلہ زمین سے لے کر آسمانوں تک ہے۔

جناب الشیخ محمد بن الحسن الطوسی فرماتے ہیں: کتاب الصلوٰۃ کا پہلا حصہ مع اضافات کے مکمل ہو گیا ہے۔ اس کے بعد حصہ ثانی شب جمعہ کے اعمال سے شروع ہوگا۔

الحمد للہ ربّ العٰلمین صلّی اللہ علیٰ محمد وآلہ الطیبین الطاھرین

حسبنا اللہ ونعم الوکیل

میں نے بھی اس کا ترجمہ مکمل کر دیا ہے خدا کی توفیق اور اس کی مدد کے ساتھ۔ بروز ہفتہ یکم جون ۲۴ء

http://www.shiabookspdf.com